بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست کلیات نظیر

بعون صانع مکین و مکان بفضل خلاق زمین و زمان نسخہ

کلیات نظیر اکبر آبادی

در مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مزین بہ طبع شد

باہتمام کیسری داس سیٹھ

۱۹۲۳ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پہلے تو حمد خالقِ ارض و سما لکھون
گر عمر بھر مین اسکو لکھون تو بھی کیا لکھون
لازم ہی اسمین طبع کو عجز انتہا لکھون
کچھ نا نہ کچھ نیاز بہ فکر رسا لکھون

بعد اسکے پھر مین نعت شہِ انبیا لکھون
بے انتہا ہی وہ تو غرض تا کجا لکھون
کچھ وصف حُسن کا لکھون کچھ عشق کا لکھون
ہی جی مین لیلیٰ مجنون کا کچھ ماجرا لکھون

سچ پوچھیے تو دونون عجب کام کر گئے
معشوقی عاشقی مین غرض نام کر گئے

پیدا ہوا تھا قیس جب اپنے پدر کے گھر
کنبے کے لوگ بیٹھے تھے باہم سب آنکر
چومے تھا باپ قیس کے ہر لحظہ چشم و سر
مان بھی لیئے پھرے تھی اُسے اپنے دوش پر

مان باپ کو ہوئی تھی خوشی سب سے بیشتر
اک دھوم مچ رہی تھی خوشی کی ادھر اُدھر
رکھتے تھے ہاتھون چھاؤن اُسے گرچہ بے خطر
فرزند کی خوشی مین لٹاتی تھی سیم و زر

لیکن وہ مان کی گود مین آکر نہ سوتا تھا
ہر وقت شور کرتا تھا ہر لحظہ روتا تھا

مادر تھپک تھپک کے سُلاتی تھی کرکے پیار
تعویذ ڈالتا تھا گلے بیچ بے شمار
رہتا تھا اک فقیر کوئی وان بزرگوار
سُنتے ہی اُسنے آہ کی اور ہوکے اشکبار

پھرتا تھا باپ فال دکھاتا بہ چشم زار
لیکن اُسے قرار نہ آتا تھا زینہار
جسدم وہ حال اُسپہ کیا جاکے آشکار
مجنون کے باپ سے یہ کہا اُسگھڑی پکار

دُکھ پانے والے لڑکے جو دنیا مین آتے ہین
لچھن سب اُنکے پہلے ہی پہچانے جاتے ہین

لڑکا ترا یہ عاشق سرشار ہوویگا
زلفو نمین نازنین کے گرفتار ہوویگا
ناز و ادا کا دل سے خریدار ہوویگا
رمزون سے عاشقی کے خبردار ہوویگا

محفل مین عاشقون کی نمودار ہوویگا
چشم کرشمہ سازہ کا بیمار ہوویگا
دیدار خوبرو کا طلبگار ہووے گا
رسوائے شہر کوچۂ و بازار ہوویگا

تدبیر یہ نہ رونے کی اسکے کیا کرو
تم گلرخون کی گود مین اسکو دیا کرو

مجنون کا باپ سنتے ہی گھر کی طرف پھرا
جب اُن پریرخون نے اُسے پیار تک کیا
مان باپ کا دل اُسکے تئین دیکھ خوش ہوا
مکتب مین اُسکے باپ نے لاکر بٹھا دیا

آیا تو گلرخون کی اُسے گود مین دیا
تھا وہ جو رونا دھونا سو موقوف ہوگیا
بارے اسیطرح سے ہوا جب وہ کچھ بڑا
اک قاعدہ بھی سامنے اُس طفل کے رکھا

مکتب کو دیکھ قیس نے ہوش اپنا کھو دیا
دیکھا جو قاعدے کو بھی پار و تور و دیا

استاد اپنے بیٹھے کہ پوچھیں وہ عشق کو
جو کچھ پڑھے تو یوں کہیں غم کے گھر پڑو
معنی جو پوچھیے تو کہیں صبر و فراق کو
دل دیجے خوبرو کی محبت میں خوب یارو
ردے سخن میں انکے ہے عاشقی کی بو
تختی لکھے تو بولیں اسے آنسوؤں سے دھو
تقریر پوچھیے تو یہ کہیں اسکے روبرو
باعث جو عشق کے تھے وہ حاضر تھے دو بدو

چاہت کی پاکبازی کا ہر دم رواج تھا
لڑکا بھی ابتدا ہی سے عاشق مزاج تھا

اسکے سوا اور یہ جادو بھرا اکشار
صورت کو جسکی دیکھ کے بلبل ہو بیقرار
باہر پڑے سے تڑپتے تھے مشتاق دلفگار
جو انمیں لڑکیاں بھی کئی تھیں حیا نگار
لڑکی جو انمیں تھی سو ایسی وہ گلعذار
اندر تو قاتلوں کا وہ مجمع ستم شعار
اسکے سوا یہ اور قیامت تھی آشکار
جادو پہ جادو جب یہ ہوا آنکھ دو چار

دیوانگی کے بڑھنے کا دیوان ہو گیا
مکتب وہ اسکے حق میں پرستان ہو گیا

حسن و ادا کا ناز کا دیکھا جو التیام
تھی شہر کی وہ نازنین لیلیٰ تھا اسکا نام
بن دام اسنے کر لیا مجنوں کے تئیں غلام
ایسا ہوا کہ کڑھنے لگا جی میں صبح و شام
اُن لڑکیوں میں ایک جو لڑکی تھی خوشخرام
زلف اُس صنم کی ہو گئی مجنوں کے دل کی دام
اُسکے بھی دل میں الفت مجنوں کا ازدحام
چاہت کی ہو کے پائے آپس میں ہمکلام

تقدیر سے جو چاہ کا روشن قلم ہوا
دونوں دلوں پہ حرف محبت رقم ہوا

یہ چاہتا تھا اُسکو اُسے وہ بھاتی تھی
چاہت جو یہ جتاتا تھا وہ بھی جتاتی تھی

گو نگہ نگہ سے نہ ہرگز لڑاتی تھی
پر نیچی نظروں سے کچھ مسکراتی تھی
ظاہر میں تو ہر اک سے وہ چاہت چھپاتی تھی
لیکن وہ دل ہی دل میں محبت بڑھاتی تھی
مکتب سے جب وہ نازنیں اٹھ کر گھر کو جاتی تھی
مجنوں کے دل پہ تب تو قیامت ہی آتی تھی

ہوتا ہجوم جی میں جو تھا اضطراب کا
اک اک ورق بکھرتا تھا دل کی کتاب کا

تختی کو لے کے جب وہ قلم کو اٹھاتا تھا
مشق الف میں آہ کی تحریر دکھاتا تھا
بے کی کشش میں طول کشش کو بڑھاتا تھا
نقطے کی جا پہ قطرۂ آنسو بہاتا تھا
لکھنے میں میم کے جو قلم کو ہلاتا تھا
نقش دہن صنم کا اُسے یاد آتا تھا
جسوقت عین لکھنے میں دل کو لگاتا تھا
دیکھ اُسکو چشم یار تصور میں لاتا تھا

تختی وہ کیا تھی دفتر رنج و ملال تھا
لکھنے کی بات پوچھو تو اُسکا یہ حال تھا

جاتی تھی جب وہ گھر میں تو اسکا بھی یہی حال
مکتب میں جلد جاتا تھا وہ بہر خیال
ہوتی تھیں چپکے رونے سے آنکھیں اُسکی لال
جو پوچھتا تھا اس سے کوئی موجب ملال
کہتی تھی آنکھ میں تو پلک کا گیا ہے بال
ہوتا ہے اس سبب سے مرے اشک کا اتصال
مجنوں سے ملنے کا جو اُسے شوق تھا کمال
اک دم کے دور رہنے میں ہوتا تھا جی نڈھال

جاتی تھی جلد پھر اُسی عنوان آتی تھی
مجنوں کے تئیں دیکھ کے پھر جان آتی تھی

کتنے دنوں تو دونوں ہی ہمرازیاں چھپیں
اُلفت کی تازہ تازہ یہ اندازیاں چھپیں
چاہت کی پر کسی سے نہیں جانبازیاں چھپیں
پر کچھ نہ اہتمام سے غمازیاں چھپیں

نے افترا ہوا نہ در اندازیان ہوئین
چھپ چھپ کے ہمدگر کی نظربازیان ہوئین
شوق درون کی آئینہ پردازیان ہوئین
یکتا دلی مین طبع کی انبازیان ہوئین

مکتب کے بیچ گل کی طرح سے کھلے رہے
ناز و نیاز کیا ہی کھلے اور ملے رہے

اُس گلبدن کے دل مین چبھا ہجر کا جو خار
مجنون کو تھا جو لیلی کے آنیکا انتظار
اب کوئی دم مین دیکھینگے پھر وصل کی بہار
آ گئے تو اتنی دیر نہ لگتی تھی زینہار
مکتب مین جاتی وہ جو کبھو ہوتا تھا اختیار
کہتا تھا آتی ہوگی وہ محبوب گلعذار
پھرتا کبھی یہ کہتا وہ گھبرا کے بیشمار
ہرگز نہ جی کو چین نہ خاطر کو تھا قرار

کثرت سے طبع پر جو چڑھی دلگی چاہ تھی
در کی طرف نگاہ تھی اور آہ آہ تھی

جب شام تک نہ آئی وہ مجنونکی مہ جبین
بیم پدر کبھی کبھی مادر سے سہمگین
بیکل تمام رات رہا خستہ و حزین
جو ہجر نے دکھائین جفائین وہ سب سہین
چھپ چھپ کے سب سے روتی رہی گھر مین نازنین
بیتابی جب تو ایسی ہوئی قیس کے تئین
اشکوں سے آنکھین اُسکی بھرین صبح تک رہین
کہتا رہا یہ دل سے کہ ای دل یہ ہی یقین

لیلی کا میرے پاس جو آنا نہ ہووے گا
تو میری زندگی کا ٹھکانا نہووےگا

مجنونکے دلپہ جب یہ ستمگاریان ہوئین
ہر آن بےبسی کی مددگاریان ہوئین
اُٹھنے کی ننگ و نام کی تیاریان ہوئین
فرقت کے درد و غم کی گرفتاریان ہوئین
ہر دم اِدھر اُدھر کی دل آزاریان ہوئین
ہجران کی لحظہ لحظہ جفا کاریان ہوئین

جتنی کہ اُسکو ملنے کی دشواریان ہوئین
اُتنی ہی اس صنم کو بھی ناچاریان ہوئین
جیسا کہ اُسکے دل کے تئین رنج و تاب تھا
ویسا ہی نازنین کے تئین اضطراب تھا

کتنے دنون تو قیس رہا دل سنبھالتا
جو فکر وصل ہوتی ہے چاہت مین جابجا
لیلیٰ کا جب گذر نہ ادھر مطلقاً ہوا
مان باپ سے بھی رہنے لگا ہر گھڑی خفا
ہر لحظہ رنج و درد سہا انتظار کا
اُس بیقرار نے بھی کیا سب وہ ٹھک ٹھکا
پھر تو گھر اپنا بھی اُسے لگنے لگا بُرا
سمجھاتے تھے جو اُسکے تئین خویش و اقربا
آنکھون سے آنسو بہتے تھے اور لب خموش تھا
ہرگز کسی کی بات پہ رکھتا نہ گوش تھا

گھبرا کے تھا کبھی یہ سر بام بیٹھتا
کہیو مری طرف سے کہ ای شوخ دلربا
کیون مجھسے روٹھ بیٹھی ہے خاطر مین ہو خفا
لازم ہے ایک بار تو میرے کنے پھر آ
کہتا ہوا سے اسگھڑی لیلی کے پاس جا
تیغ نگہ سے تو نے جو بسمل مجھے کیا
اے نازنین بتا ہوئی تقصیر مجھسے کیا
آ کر کسی بہانے سے پھر منھ مجھے دکھا
پہرون تلک یہ حال ہوا کو سُناتا تھا
باتین یہ اُس سے کہتا تھا اور روتا جاتا تھا

جاتا کبھی چمن مین تو ہوتا وہان یہ حال
مل بیٹھنے کا لیلی کے تھا باندھتا خیال
نرگس سے چشم لیلی کو دیتا کبھی مثال
ہر سرو کو سمجھ قدِ لیلائے خوش جمال
بلبل کو وصل گل مین جو تھا دیکھنا محال
رو رو کے آنکھین کرتا تھا گل کی طرح سے لال
سنبل سے یاد آتے تھے لیلی کے اسکو بال
ہر دم گلے لگاتا تھا بیتاب ہو کمال

دل غنچی فراق سے جون غنچہ تنگ تھا
گھر مین تو وہ طرح تھی چمن مین یہ رنگ تھا

چھٹی جو ملتی اور تو سب لڑکے لڑکیان ہنستے اچھلتے کودتے کر کر کے بازیان
لیلی کے آنسو ہوتے تھے رخسار پر روان کہتی تھی ہو جو رات کی جلدی سحر میان
تو جا کے دیکھون مجنون کو مکتب کے درمیان مجنون بھی ہر بہانے سے تا شام اسکے یان
جاتا تھا دیکھنے اسے رہ رہ کے درمیان جب ہوتی رات گھر مین پھر آتا تھا نیم جان

لیلی کی یاد دل کو جو ہر دم ستاتی تھی
آنکھون مین نیند اسکے سحر تک نہ آتی تھی

ہوتی تھی جب سحر تو وہ مکتب مین آتا تھا لیلی کو پہلے آنے سے اپنے وہ پاتا تھا
اس غنچہ لب کے منہ سے جو منہ کو ملاتا تھا گل کی طرح سے دل مین پھولا سماتا تھا
ملنے کا اشتیاق ہر اک دم ستاتا تھا دل کی طلب کو اپنی نگہ سے جتاتا تھا
جب حرف شوق لیلی کے لب پر آتا تھا اس نازنین کی چاہ پہ قربان جاتا تھا

کہتا تھا مین غلام ترا بے تمیز ہون
کہتی تھی ہنسکے وہ بھی مین تیری کنیز ہون

پھر گھر مین اپنے جاتی جو محبوب دلربا مجنون جو کچھ قلم سے نشانی تھا مانگتا
دیتی وہ کچھ تو مجنون سے کہتی تھی تو بھی لا مجنون بھی دیتا اسکو تو لے کر وہ سر لگا
چومتی تھی اس نشانی کو سب سے چھپا چھپا مجنون بھی ہر گھڑی اسے آنکھون پہ رکھتا تھا
رہتا تمام رات اسی دھن مین مبتلا آخر کو صبح جب اٹھیں دیتی تھی منہ دکھا

مکتب مین پھر تو اُنکی تقلید ہوتی تھی دونون کو وہ سحر گھڑی عید ہوتی تھی

جبتک یہ خورد سال تھی چاہت نہان رہی
لوگون نہین چرچے ہونے لگے اُسکے ہر گھڑی
جانا کسی کسی نے ملامت کسی نے کی
کچھ بن سکا نہ جب تو ہوئی اُنکو بے بسی
سیانی ہوئی تو تاڑنیوالون پہ کچھ کھُلی
چاہت کے گل کی بو نہ رہی آخرش چھپی
پھر تو وہ پھیلی ایسی کہ پہونچی گلی گلی
چھٹپن کی تھی جو چاہ تو ہرگز نہ چھٹ سکی

آسان نہین ہی رشتۂ اُلفت کو توڑنا
مشکل ہی بالے پن کی محبت کا چھوڑنا

پہونچی یہ بات خانۂ لیلی مین جسگھڑی
لیلی جب اُنکے روبرو آکر ہوئی کھڑی
کچھ جھڑکیان دین باپ کچھ مان ہوئی کڑی
تدبیر اور اُسکے سوا کچھ نہ بن پڑی
مان باپ کے دلون مین پڑی غم کی جھڑی
دونونکی طبع کثرتِ تنبیہ پر اڑ رہی
ہیبت دکھائی اور تقید بھی کی بڑی
مکتب سے اُسکو منع کیا مار کر چھڑی

مجبور کردیا وہین فرقت کے ساتھ سے
تختی کتاب چھین لی لیلیٰ کے ہاتھ سے

بے بس ہو گھر مین بیٹھ رہی جب تو وہ صنم
مجنون کی یاد صفحۂ دل پر جو تھی رقم
لیلی کی یاد مجنون پہ کرتی تھی یان ستم
لیلی کی شکل پھرتی تھی آنکھونمین ہر قسم
ہوش و حواس کر گئے خاطر سے اُسکی رم
مجنون ہی مجنون کہتی تھی دلمین بدرد و غم
تختی کہین پڑی تھی پڑے تھے کہین قلم
وان ایک پل قرار نہ یان چین ایکدم

دونونکا صحن دل مین جو بیتابی ہوتی تھی
وان مجنون مجنون ہوتا تھا یان لیلی لیلی تھی

لاتا تھا باپ کھینچ کے اُسکو گھڑی گھڑی
چین اُسکے دلکو گھر مین نہوتا تھا اک ذری

ناچار اُسکے پانوٗن مین زنجیر ڈالدی
تدبیر اور جنون کی جو ہوتی ہو وہ بھی کی
کہتا تھا باپ جاکے جو اُس سے کبھی کبھی
زنجیر کی صدا سے بھی دیوانگی بڑھی
آخر گھر اپنا چھوڑ کے صحرا کی راہ لی
بیٹا مین تیرا باپ ہون مل مجھسے اِسگھڑی

کہتا تھا رو کے مین تو تجھے جانتا نہین
لیلیٰ سوا کسی کو مین پہچانتا نہین

آتا تھا دیکھنے کو جو لیلیٰ کو وہ کبھی
کھڑکی کو دیکھتا تھا کہ ہو بند یا کھُلی
لیلیٰ کو اُسکے آنے سے ہوتی تھی آگہی
مادر پدر کے خوف سے تھی گرچہ بیبسی
تھا چومتا بہانے سے چوکھٹ جو گھر کی تھی
کرتا نگاہ تھا کبھی جالی پہ ہر گھڑی
پھرتی ادھر اُدھر تھی وہ حیلے کو ڈھونڈھتی
تو بھی ہر ایک طرح سے وہ صورت دکھاتی تھی

کچھ کہنے پاتے کیونکہ حذر ہوش کھوتا تھا
باتون کے بدلے وان اُسے رو دینا ہوتا تھا

جاتی تھی سیر باغ کو جسدم وہ دلربا
دیدار کے لیے وہ بہانہ تھا باغ کا
سنتے ہی دوڑتا تھا خوشی سے وہ مبتلا
محمل کے پردے کو وہین دیتی تھی پھر اُٹھا
مجنونکے دیکھنے کا وہ رکھتی تھی مدعا
لڑکے جب آکے مجنون کو دیتے تھے یہ سنا
لیلیٰ بھی اُسکے سُنتی تھی جب شور کی صدا
جلدی سے اُسکو دیتی تھی مُنھ اک نظر دکھا

دونون طرف سے شوق جو نشتر چبھوتا تھا
وان دیکھنا دکھانا اسی ڈھب سے ہوتا تھا

دونون کا مدتون تلک ایسا ہی حال تھا
گر مل گیا بہانہ تو ٹک اُسکو تک لیا
آیا کبھی تو ٹھہرنے اُسکو نہ وان دیا
ورنہ وہ واسطے پھر اُسی وادی مین جا پڑا

سر کی خبر نہ اپنی اُسے تھی نہ ہوش پا
رہتا تھا رات دن غم فرقت مین دل پھنسا
لیلیٰ ہی لیلیٰ اُسکی زبان پر تھی جابجا
تن کا بیان مین یارو کہون اُسکے اور کیا
غالب جو اُسکے جی پہ وہ دیوانہ پن ہوا
لیلیٰ کی جو کمر تھی وہ اُس کا بدن ہوا

کہتا تھا دمبدم مری دلدار لیلیٰ ہے
محفل مین دلبرونکی نمودار لیلیٰ ہے
ناز و ادا کی گرمی بازار لیلیٰ ہے
محبوب گلرخونکی وفادار لیلیٰ ہے
اس خستہ دلکی مونس و غمخوار لیلیٰ ہے
خوبی و دلبری مین چمن زار لیلیٰ ہے
خوبان نازنین مین فسونکار لیلیٰ ہے
مجنون کی عاشقی کی سزاوار لیلیٰ ہے
لیلیٰ ہی کی ادا پہ مرا دل نثار ہے
لیلیٰ ہی کی نگہ مرے سینے سے پار ہے

مان باپ نے جب اُسکی یہ کچھ دیکھی بیکلی
مادر پدر نے لیلیٰ کے بات اُس سے یہ کہی
سنتے ہین وہ تو رہتا ہے وحشی سا ہر گھڑی
اُنسے کہا تو یان سے یہ کہہ بھیجا ہر گھڑی
مشاطہ ایک خانۂ لیلیٰ مین بھیجدی
لڑکے کی اُنکی تو ہی جنون سے لگن لگی
مشاطہ جب یہ سُنکے اِدھر سے اُدھر پھری
سب جھوٹ ہے جو کہتے ہین اُسکی دیوانگی
کچھ خوف مت کرو اُسے ہر دم پرکھ لو
باور نہو تو اپنی تم آنکھون سے دیکھ لو

کہکر یہ قیس کو وہ ادا او جتا دیا
زلفین سنوار آنکھون مین سرمہ لگا دیا
پٹکا سنہرا اُسکی کمر مین بندھا دیا
زرین لباس اُسکے بدن مین پہنا دیا
دستار زرفشان کو بسر جگمگا دیا
اُبر دمین کو دوش کے اوپر اُڑھا دیا

رومال اک زری کا بھی ہاتھوں میں لا دیا
بوڑھے بڑوں کے ساتھ اُسے وان بھجا دیا
جتنے بزرگ تھے اُسے سب لیکے وان گئے
ملکر جو بیٹھے یہ بھی خوش اور وہ بھی خوش ہوے

کہتے ہین قیس لڑکون مین صاحب جمال تھا
پوشاک جب وہ پہنی تو حسن اور بھی بڑھا
وان جنسنے دیکھا اُسکو بہت جی کو خوش لگا
تھین بیبیان بھی دیکھتین غرفون سے جابجا
کہتی تھین یہ تو لڑکا نہایت ہی خوش ادا
دیوانگی کا اُسکے عبث شور تھا مچا
بیٹھے تھے اُنکے پاس جو لیلی کے اقربا
لڑکے کا حسن سب کی نگاہون مین تھا کھبا
سب دلمین اپنے تخم محبت کو بوتے تھے
اُلفت کی باتین کرتے تھے اور شاد ہوتے تھے

کہتے ہین ایک سگ کہین لیلی نے پالا تھا
ناگاہ جب وہ قیس کو اُس جا نظر پڑا
مجنون نے سر کو پانون پہ اُس سگ کے رکھدیا
کر پیار اُسکو اپنے گلے سے لگا لیا
رومال وہ زری کا اُسی کو اُڑھا دیا
گودی مین اپنی پیار سے جلدی بٹھا لیا
ہاتھ اپنا اُسکے سر پہ کبھی پیٹھ پر رکھا
بے اختیار ہو کے اُسے جب تو یہ کہا
تو جسکے پاس ہے مجھے اُس سے جدائی ہے
مدت مین تیری شکل نظر مجھکو آئی ہے

اُس سگ کو دیکھ قیس کا جب ہو گیا یہ حال
جو ہاتھ پیار سے دیے گردن مین اُسکی ڈال
سب کے تئین یہ دیکھ کے حیرت ہوئی کمال
تھے جیسے خوش وہ دیکھکے وان قیس کا جمال
ایسا ہی اُنکے دل کو ہوا رنج اور ملال
آپسمین جب تو کرنے لگے سب یہ قیل و قال
جو ہوش مین ہو اُس سے تو یہ بات ہے محال
ہوتی مگر ہے ایسی دیوانونکی چال ڈھال

یہ ڈھنگ قیس کے جو نمودار ہو گئے
جتنے گئے تھے ساتھ وہ ناچار ہو گئے

ماں باپ کے بھی دلکو اُدھر لگ رہی خوشی
اتنے مین آئے پھر کے اُدھر سے جو وہ سبھی
اور یون کہا بہت ہمین شرمندگی ہوئی
خاطر مین پھر تو قیس کے دیوانگی بڑھی
یعنی پسند ہو گئی اُنھین طرز قیس کی
جو واردات گذری تھی آکر وہ سب کہی
اِس سے تو ہم نہ جاتے تو بہتر وہ بات تھی
شرم و حیا و صبر نے جب دل سے راہ لی

پھر تو ہمیشہ کوچۂ لیلیٰ مین جاتا تھا
بیتابیان جتاتا تھا اور غل مچاتا تھا

آخر یہ قیس کی ہوئی حالت پھر آشکار
گھر کو بھی اپنے چھوڑ دیا ہو کے بیقرار
وان سے بھی جب اُٹھا دیا اُسکو بحال زار
لڑکونکا تھا ہجوم لگا ساتھ بے شمار
کر ڈالا اپنا غم سے گریبان تار تار
لیلیٰ کے در پہ آپڑا بس ہو کے بیوقار
گلیونمین جب تو پھرنے لگا ہو کے دلفگار
آنکھین بھی سرخ نالونکے غل شور بار بار

کثرت مین عشق تھا جو محبت گلعذار کا
اک جوش تھا جنون کے چمن کی بہار کا

لیلیٰ بھی اُسکی چاہ مین بے اختیار تھی
ملنے کو اُسکی آتی تھین جب لڑکیان کبھی
ہٹ کر کہین وہ اُنکو سُناتی تھی ہر گھڑی
آنکھون مین اشک آہ لبون اور اُداس جی
منھ کو لپیٹے رہتی تھی مسند پہ وہ پڑی
وہ غمزدہ کسی سے بھی ہرگز نہ بولتی
زنہار میرے پاس نہ آیا کرو کبھی
صحبت مجھے کسی کی نہین لگتی ہے بھلی

مجنون کے دیکھنے کی تمنا مدام تھی
لیتی سحر سے شام تلک اُسکا نام تھی

اِس حد پہ چاہ پہونچی تھی دونونکی داستان
گر اُسکے ایک پھانس لگی تن کے درمیان
ہوتی تھی اُسکی چشم ادھر جب گہرفشان
جو اُسکی شکل یان تھی وہی اُسکی شکل وان
جو اُسپہ گذرا حال وہ اسپر ہوا عیان
اُسکے جگر سے اُٹھنے لگا نالۂ و فغان
آنکھون سے اشک اُسکے بھی ہوتے تھے تب روان
اُلفت کا اُنکی آہ مین کیا کیا کرون بیان
چاہت کے گل کچھ ایسی طرح جی مین کھل گئے
جو دل بھی اُنکے مل گئے اور تن بھی مل گئے

سچ پوچھیے تو رکھتی ہی چاہت بھی کیا مزا
یکرنگ دوستی مین رہے دونون پر ملا
جو اُسکے پا مین پھرتے ہوے آبلہ پڑا
مجنون کے روئین روئین مین لیلی گئی سما
جب فرق کی نہ عاشق و معشوق مین بھی جا
جو اُسپہ ہوگیا وہی اُسپر گذر گیا
گھر بیٹھے اُس کے پانؤن مین کانٹا وہین چبھا
لیلی کے بند بند مین مجنون ہی بھر گیا
چاہت کے اُنسے کام بہت نیک ہو گئے
دونون مین کچھ دوئی نہ رہی ایک ہو گئے

اِسکی مثل مین کرتا ہون یارو جواب بیان
یہ رمز عشق ہی اسے جانے ہین عاشقان
لیلیٰ نے ایک دن کھلائی تھی فصد وان
حیرت ہوئی ہر ایک کو جب یہ ہوا عیان
پنہان نہین غرض ہی یہ مشہور ہر جہان
عشاق کے یہ دل پہ نہین مطلقاً نہان
وان وہین ہو گیا رگ مجنون سے خون روان
حیرت نہین یہ چاہ کی ہین پختہ کاریان
جب پختگی مین چاہ کا ہوتا کمال ہی
وان ہوتا پھر تو دوستو ایسا ہی حال ہی

قصہ تو لیلیٰ مجنون کا ہی دوستو بڑا
تھوڑا سا اُس کتاب مین نے بھی یہ لکھا

اتنے سخن مین رکھتا تھا کب طبع کو رسا
سچ پوچھو تو زمانے کا ہے اعتبار کیا
لیلی جو اٹھ گئی وہین مجنون بھی چل بسا
کچھ بیٹھے بیٹھے یہ بھی مرے جی مین آگیا
ہے راحتِ بہار سے رنجِ خزان لگا
آگے نظیر اُس کا بیان اب کرون مین کیا

کاغذ مین نام اُن کا بارقام رہ گیا
آخر کو دونون جاتے رہے نام رہ گیا

تمت

آغازِ دیوان نظیر مرحوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سحر اِس جھمک سے آیا نظر اک نگار رعنا
خد و خال خوبی آگین لب لعل ہان سے رنگین
کھُلی غنچہ زلفِ پُرخم مِسی اور شکِ رنگ نیلم
کہا ہمنے اے سمن بر پری چہرہ مہر پیکر
ہے جو قصد سیر بستان چلین ہم بھی ساتھ ایجان
نہ کچھ آشنائی اگلی نہ شناخت اک دو دنکی
کہ خور اُسکے حُسن رخکو لگا تکنے ذرہ آسا
نظر آفت دل و دین شرہ صد مضرت افزا
غرض اسطرحکا عالم کہ پری کہے اہا ہا
جدھر چلی ہو یون جھمک کر کہو عزم ہے کدھر کا
کہا اُسنے یہ ارے میان کوئی تم بھی ہو تماشا
جو یہ ہے اُسی کی مرضی تو ہے سوچ پھر یہ کیسا

کہا جب نظیر ہمنے یہی دلمین ہم تو کہتے
تو کہا جو نیکی ہووے تو پھر اِس کا پوچھنا کیا

لو نہ ہنس ہنس کے تم اغیار کے گلدستون سے
قند [illegible] نرم ہین دیکھ اُسکے سر انگشتون سے
روبرو ہو کے جو چشمانِ بتان سے اے دل
اتنی ضد بھی نہ رکھو اپنے جگر خستون سے
رشتہ ربط نے لی راہ کفِ دستون سے
ڈرتے رہنا ہی مناسب ہے سیہ مستون سے

دستِ صیاد سے چھوٹے تو اُچھل سے پے در پے
ورنہ کیا فائدے ای آہوے دل جستون سے

پیش جاتی نہین ہرگز کوئی تدبیر نظیر
کام جب آنکے پڑتا ہی زبردستون سے

وله

ہمدم چھپاوے وان کوئی کیا دلگی چاہ کو
شاہد جہان سمجھتے ہین پہلی نگاہ کو

دکھلا حنائی دست لیا جھپٹ دین و دل
کیا دست رس ہی دیکھیئے اِس دستگاہ کو

بیٹھا جو چاندنی مین تو رُخ کی جھلک دکھا
خجلت بھی کون سی کہ ندی روی ماہ کو

ناصح تو راست کہتا ہی لیکن وہ کیا کرے
دے بیٹھے اپنا دل جو کسی کج کلاہ کو

جھڑکی سے اُسنے ہمکو خفا دیکھ کر کہا
کیا ناپسند گنتے ہو اس رسم و راہ کو

جاتی ہین جھڑکیون نہین ہماری وہ لذتین
جو چاہ مین سمجھتے ہین بہتر نگاہ کو

گر عار ہے کچھ اسمین تمھین تو کچھ ای میان
لیجاؤ اپنے اِس دل عزت پناہ کو

کہا جو ہمنے ہمین در سے کیون اُٹھاتے ہو
کہا کہ اس لیے تم یان جو غل مچاتے ہو

کہا لڑاتے ہو کیون ہمسے غیر کو ہمدم
کہا کہ تم بھی تو ہمسے نگہ لڑاتے ہو

کہا جو حالِ دل اپنا تو اُس نے ہنس ہنس کر
کہا غلط ہی یہ باتین جو تم بناتے ہو

کہا جتاتے ہو کیون ہمکو روز ناز و ادا
کہا کہ تم بھی تو چاہت ہمین جتاتے ہو

کہا کہ عرض کرین ہمپہ جو گذرتا ہے
کہا خبر ہی ہمین کیون زبان پہ لاتے ہو

کہا کہ روٹھے ہو کیون ہمسے کیا سبب اسکا
کہا سبب ہے یہی تم جو دل چھپاتے ہو

کہا کہ ہم نہین آنیکے یان تو اُسنے نظیر
کہا کہ سوچو تو کیا آپ سے تم آتے ہو

دوستو کیا کیا دیوالی مین نشاط و عیش ہی
سب مہیا ہی جو اس ہنگام کے شایان ہی

اسطرح ہین کوچہ و بازار پر نقش و نگار
ہو عیان حسن نگارستان کی جنکے خوب رے

گرم جوشی اپنے باجام چراغان لطف سے
کیا ہی روشن کر رہی ہی ہر طرف روغن کی مے

مائل سیر چراغان خلق ہر جا دمبدم
حاصل نظارہ حسن شمعرویان پے بہ پے

عاشقان کہتے ہین معشوقون سے باعجز و نیاز
ہی اگر منظور کچھ لینا تو حاضر ہین روپے

گر مکرر عرض کرتے ہین تو کہتے ہین وہ شوخ
ہمسے لیتے ہو میان تکرار حجت تا بکے

کہتے ہین اہل قمار آپسمین گرم اختلاط
ہم تو ڈب مین سو روپے رکھتے ہین تم رکھتے ہو کے

جیت کا پڑتا ہے جسکا دانون وہ کہتا ہی یون
سوئے دست راست ہی میرے کوئی فرخندہ پے

ہی دسہرہ مین بھی یون گر فرحت و زینت نظیر
پر دیوالی بھی عجب پاکیزہ تر تیوہار ہی

ولہ

فرشتے دون پہ نہین مہر ماہتاب مین ہی
جلو مین چاہنے والے قمر رکاب مین ہی

لیا ہی ہمسے جو دل دین بھی ہو طلب کرتے
دل اس تقاضے سے اپنا تو پیچ و تاب مین ہی

کہا کہ دفتر حُسنِ پر ز خون کی نظیر
تمھین خبر نہین یہ بھی اسی حساب مین ہی

ولہ

شور افگن جنون ہے جسجا نگاہ کرنا
رکھتا ہے کام ہمدم وان ضبط آہ کرنا

جانا بھی آگے اُسکے اکثر ہی نظارہ
باعث بھی بہر اخفا پھر رو براہ کرنا

ملنا بھی اس روش سے جسمین گمان الفت
گر کچھ بھی ہو تو وہین دور اشتباہ کرنا

پوچھا اگر اس صنم نے ہم حسن مین ہین کیسے / تو بے شعور ہی اپنی ہنس کر گواہ کرنا

کیا کیا نظیر تجھ مین مکر و فریب ہین جو
اس رمز آشنا سے اس ڈھب کی چاہ کرنا

نکلے ہو کس بہار سے تم زرد پوش ہو / جسکی نوید پہونچی ہی رنگ بسنت کو
دی بر مین اب لباس بسنتی کو جیسے جا / ایسے ہی تم ہمارے بھی سینے سے آلگو
گر ہم نشہ مین بوسہ کہین دو تو لطف سے / تم پاس منھ کو لاکے یہ ہنسکر کہو کہ لو
بیٹھو چمن مین نرگس و صد برگ کی طرف / نظارہ کر کے عیش و مسرت کی داد دو
سنکر بسنت مطرب زرین لباس سے / بھر بھر کے جام پھر گل رنگ کے پیو
کچھ قمریون کے نغمہ کو دو سائین راہ تم / کچھ بلبلون کا زمزمہ دل کشا سنو

مطلب ہی یہ نظیر کا یون دیکھکر بسنت
ہو تم بھی شاد دل کو ہمارے بھی خوش کرو

ملکر صنم سے اپنے ہنگام دل کشائی / ہنس کر کہا یہ ہمنے اے جان بسنت آئی
سنتے ہی اس پری نے گل گل شگفتہ ہوکر / پوشاک زر فشانی اپنی وہین رنگائی
جب رنگ آئی اسکی پوشاک پر اکت / سرسون کی شاخ پر گل پھر جلد اک منگائی
اک پنکھڑی اٹھا کر نازک سی انگلیون مین / رنگت کو اسکی اپنی پوشاک سے ملائی
جسدم کیا مقابل کسوت سے اپنے اسکو / دیکھا تو اسکی رنگت اس سے ہوئی سوائی
پھر تو بصد مسرت اور سو نزاکتون سے / نازک بدن پر اپنے پوشاک وہ کھپائی
جچنے کا عطر ملکر موقع سے پھر خوشی سے / سیمین کلائیون مین ڈالے کڑے طلائی
بن ٹھن کے اس طرح سے پھر راہ لی چمن کی / دیکھی بہار گلشن پھر طرب فزائی

جس جس روش کے اوپر جاکر ہوا نمایان ——— اُس اُس روش سے اپنی آن داد دکھائی
کیا کیا بیان ہو جیسے پکی چمن چمن مین ——— وہ زرد پوشی اُسکی وہ طرز دلربائی
صد برگ نے صفت کی نرگس نے بے تامل ——— لکھنے کو وصف اُسکا اپنی قلم اُٹھائی
پھر صحن مین چمن کے آیا بجشن و خوبی ——— اور طرفہ تر بسنتی اک انجمن بنائی
اُس انجمن مین بیٹھا جب ناز و تمکنت سے ——— گلدستہ اُسکے آگے ہنس ہنس بسنت لائی
کی مطربون نے خوش ہو آغاز نغمہ سازی ——— ساقی نے جام زرین بھر بھر کے مے پلائی

دیکھ اُسکو اور محفل اُسکی نظیرؔ ہر دم
کیا کیا بسنت اگر اُسوقت جگمگائی ۵

ولہ

جوش نشاط و عیش ہے ہر جا بسنت کا
ہر طرفہ روزگار طرب زا بسنت کا

باغون مین لطف نشو و نما کی ہین کثرتین
ہر سو ہین نغمہ خوشدلی افزا بسنت کا

پھرتے ہین کر لباس بسنتی وہ دلبران
ہر غنچے زرنگار سراپا بسنت کا

چادر پہ یار کے یہ کہا ہمنے صبح دم
اے جان ہے اتو ہر کہین چرچا بسنت کا

تشریف تم نہ لائے جو کر کر بسنتی پوشش
کیسے گناہ ہمنے کیا کیا بسنت کا

سنتے ہی اِس بہار سے نکلا کہ جھمکے تئین
دل دیکھتے ہی ہو گیا شیدا بسنت کا

اپنا وہ خوش لباس بسنتی دکھا نظیرؔ
چمکا یا حسن یار نے کیا کیا بسنت کا

گر گئی ہے اُسکی مژگان کی جھپک سے کل ہمین
کچھ تو جاتا دل سے خار بیقراری کا خلش

کل اگر چاہے تو ہمدم اُسگھڑی کچھ بھال ہمین
کاش وہ نوک مژہ دیتی قرار اک پل ہمین

وہ کف پا جنہنے سہلائی ہی نازک نرم نرم
کیا جتاتی ہی تو اپنی نرمی اے مخمل ہمین

اس پریرو کی گلی مین یا نہان یا آشکار
جسطرح سے ہو سکے ای ہمنشین لیچل ہمین

ہم تو ہون کیفی ترے پر کیا کرین اے چشم یار
ہوش مین آنے نہین دیتا ترا کاجل ہمین

دل خم ابرو کو دیتے ہین تو کس کس پیچ سے
دام مین لیتا ہے اُس کاکل کا اِک اِک بل ہمین

ہم تو اُسکے چاہنے والے ہین مدت سے نظیر
اور نیا گنتا ہی ابتک وہ صنم چنچل ہمین

ہو کیون نہ ترے کام مین حیران تماشا
یارب تری قدرت مین ہی ہر آن تماشا

لے عرش سے تا فرش نئے رنگ نئے ڈھنگ
ہر شکل عجائب ہی ہر اک شان تماشا

افلاک پہ تارونکی جھمکتی ہی طلسمات
اور روی زمین پر گل و ریحان تماشا

جنات پری دیو ملک حور بھی نادر
انسان عجوبہ ہین تو حیوان تماشا

جب حسن کے جاتی ہے مرقع پہ نظر آہ
کیا کیا نظر آتا ہی ہر اک آن تماشا

چوٹی کی گندھاوٹ کہین دکھلاتی ہی لہرین
رکھتی ہی کہین زلف پریشان تماشا

گر عشق کے کوچے مین گذر کیجے تو وان بھی
ہر وقت نئی سیر ہے ہر آن تماشا

منھ زرد بدن خشک جگر چاک الم ناک
غل شور تپش نالہ و افغان تماشا

ہم پست نگاہونکی نظر مین تو نظیر آہ
سب ارض و سماکی ہی گلستان تماشا

تھے آگے بہت جیسے کہ خوش یار ہمین سے
ایسے ہی تم اب رہتے ہو بیزار ہمین سے

ہین سب سے تو ای ماہ اشارات ولیکن
رہتی ہی بھری ابروے خمدار ہمین سے

محفل مین جو دیکھا تو ادھر تم ہو خفا اور
ساقی کو بھی ہی حجت و تکرار ہمین سے

اور ون سے جو کہتے ہو کہ ہم ان سے ہین ناخوش
اُسکو تو فقط کرنا ہی اظہار ہمین سے

گلگشت چمن کرتے ہو جب ہمرہ یاران
وان بھی غرض آتی ہی تمھین عار ہمین سے

اقرار ملاقات ہی ہر اک سے بصد مہر
کی غور تو ہیگا تمھین انکار ہمین سے

سمجھے گا جو رتبے کو نظیر اہل وفا کے
تو ملنے لگے گا وہ طرحدار ہمین سے

نہ سُرخی غنچۂ گل مین ترے دہن کی سی
نہ یاسمن مین صفائی ترے بدن کی سی

مین کیون نہ پھولون کہ اُس گلبدن کے آنیسے
بہار آج مرے گھر مین ہی چمن کی سی

یہ برق ابر مین دیکھے سے یاد آتی ہے
جھلک کسی کے ڈوپٹہ مین نورتن کی سی

گلو نکے رنگ کو کیا دیکھتے ہو اے خوبان
یہ رنگتین ہین تمھارے ہی پیرہن کی سی

جو دل تھا وصل مین آباد تیرے ہجر مین آہ
نئی ہی شکل اب اُسکی اجاڑ بن کی سی

تو اپنے تن کو نہ دے نسترن سے اب تشبیہ
بھلا تو دیکھ یہ نرمی ہی تیرے تن کی سی

ترا جو پانؤن کا تلوا ہی نرم مخمل سا
صفائی اسمین ہی کہیے تو نسترن کی سی

نظیر ایک غزل اِس زمین مین اور بھی لکھ
کہ اب تو کم ہے۔ روانی ترے سخن کی سی

نہین ہوا ہیں یہ بو نافۂ ختن کی سی
لپٹ ہی یہ تو کسی زلف پرشکن کی سی

مین ہنسکے اسلیے مُنھ چومتا ہون غنچہ کا
کہ کچھ نشانی ہے اسمین ترے دہن کی سی

خدا کیواسطے گل کو نہ میرے ہاتھ سے لو
مجھے بو آتی ہی اسمین کسی بدن کی سی

ہزار تن کے چلین بانکے خوب رو لیکن
کسی مین آن نہین تیرے بانکپن کی سی

مجھے تو اُسپہ نہایت ہی رشک آتا ہی
کہ جسکے ہاتھ لگے پوشاک تیرے تن کی سی

کہا جو تمنے کہ منکا ڈھلا تو آؤن گا ۔ ہی بات کچھ نہ کچھ اسمین بھی مکر و فن کی سی
وگرنہ سچ ہی تو ای جان اتنی مدت مین ۔ یہی بس ایک کہی تمنے میرے من کی سی
وہ دیکھ شیخ کو لاحول پڑھکے کہتا ہی ۔ یہ آئے دیکھئے داڑھی لگا کے سن کی سی

کہان تو اور کہان اُس پری کا وصل نظیر
میان تو چھوڑ یہ باتین دیوانے پن کی سی

ولہ

وہ رشک چمن گل جو زیب چمن تھا ۔ چمن جنبش شاخ سے سینہ زن تھا
گیا مین جو اُس بن چمن مین تو ہر گل ۔ مجھے اُس گھڑی اخگر پیرہن تھا
یہ غنچہ جو بے درد گلچین نے توڑا ۔ خدا جانے کسکا یہ نق [illegible] ن تھا
تن مردہ کو کیا تکلف سے رکھتا ۔ گیا وہ تو جبس سے مزین بہ تن تھا
کئی بار ہمنے یہ دیکھا کہ جن کا ۔ مشین بدن تھا معطر کفن تھا
جو قبر کہن اُنکی اُکھڑی تو دیکھا ۔ نہ عضو بدن تھا نہ تار کفن تھا

نظیر آگے ہمکو ہوس تھی کفن کی
جو سوچا تو ناحق کا دیوانہ پن تھا

دیکھکر کرتی گلیمین سبز دھانی آپ کی ۔ دھان کے بھی کھیت نے اب ان مانی آپ کی
کیا تعجب ہی اگر دیکھے تو مردہ جی اُٹھے ۔ چین نیفے کی ڈھلک پڑو یہ آنی آپ کی
ہنتو کیا ہین دل فرشتے کا بھی کافر چھین لے ۔ ٹک جھمک کھلا کے پھر انگیا چھپانی آپ کی
آپڑے دو سو برس کے مردہ بیجان مین جان ۔ جسکے اوپر دو گھڑی ہو مہربانی آپ کی
اک لپٹ کشتی کی ہمسے بھی تو کر دیکھو ذرا ۔ ہان بھلا ہم بھی تو جانین پہلوانی آپ کی

دیکھو کہنا مانو مت خالی سلائی سے رکھو
ورنہ کوسے گی ہمین یہ سرمہ دانی آپ کی
چھلّے غیرون پاس تو وہ خاتم رہا نگار
ہی ہمارے پاس بھی اب تک نشانی آپ کی
وقت تو جاتا رہا پر بات باقی رہگئی
ہی یہ جھوٹی دوستی اب ہمنے جانی آپ کی
ہمنے بھیجا تمکو تم کہتے ہو یان پہونچا نہین
کھا گئی شاید وہ کٹنی میرے جانی آپ کی
ایک شب ایجان جان گھر مین کر رہجائیے
حال پر بندیکے ہوگی مہربانی آپ کی
کیا عجب صورت رقیب روسیہ کی دیکھکر
خوف سے حالت ہوئی ہو پانی پانی آپ کی
ایک عالم کو ہکن کیطرح سر پھوڑیگا اب
گر اسی صورت رہی شیرین زبانی آپ کی

کیا ہمین لگتی ہی پیاری جب وہ کہتی ہی **نظیر**
ہی میان کچھ اندنون نامہربانی آپ کی

دیکھ عقد ثریا ہمین انگور کی سوجھی
کیون بادہ کشو ہمکو بھی کیا دور کی سوجھی
موسیٰ کے تئین گو شجر طور کی سوجھی
پر ختم رسالت کو بہت دور کی سوجھی
ہمنے تو اُسے دیکھ کے جانا کہ پری ہی
پریون نے جو دیکھا تو اُنھین حور کی سوجھی
غش کھا کے گرا پہلے ہی شعلے کی جھلک سے
موسیٰ کو بھلا کہئیے تو کیا دور کی سوجھی
دیکھا جو نہاتے ہین وہ گورا بدن اُس کا
بلور کی چوکی پہ جھلک نور کی سوجھی
سر پانون سے جب پھنس گئے اُس زلف سیہ مین
تب ہمکو سیاہی شب دیجور کی سوجھی
جنت کے لیے شیخ جو کرتا ہی عبادت
کی غور جو ظاہر مین تو مزدور کی سوجھی

مصنوع مین صانع نظر آوے تو **نظیر** آہ
نزدیک ہی کیا ہے کہ جہان دور کی سوجھی

وہ مجھکو دیکھ کچھ اُس ڈھب سے شرمسار ہوا
کہ مین حیا ہی پہ اُسکی فقط نثار ہوا

سمجھو نکو بوسہ دیے ہنسکے اور ہمین گالی ‌ ‌ ‌ ہزار شکر بھلا اس قدر تو پیار ہوا
ہمارے مرنے کو ہان تم تو جھوٹ سمجھے تھے ‌ ‌ ‌ کہا رقیب نے لو اب تو اعتبار ہوا
قرار کر کے نہ آیا وہ سنگدل کافر ‌ ‌ ‌ پڑین قرار پہ پتھر یہ کچھ قرار ہوا
گلے کا ہار جو اس گلبدن کا ٹوٹ پڑا ‌ ‌ ‌ تو ڈر نظر کا وہین اسکو ایک بار ہوا

کسی سے اور تو کچھ بس چلا نہ اُس کا **نظیر**
ندان میرے ہی آکر گلے کا ھار ہوا

کب مثل شیشہ اُنکا کسی سے برائے دل ‌ ‌ ‌ پتھر جنھین خدا نے دیا ہو بجائے دل
جب لے چلا وہ دل مرے پہلو سے کھینچکر ‌ ‌ ‌ دل سے مرے صدا یہی نکلی کہ ہائے دل
آوے اگر بتان کے تئین رسم دلبری ‌ ‌ ‌ تو تو جہان مین پھر کہین ڈھونڈھا نپائے دل
اتبو تری جفا سے یہ مانگون ہون مین دعا ‌ ‌ ‌ ظالم خدا کرے کہ کہین تو لگائے دل
اور جسپہ تو فدا ہو وہ ظالم ہوا اسقدر ‌ ‌ ‌ جو مطلقاً ترا وہ نہ خاطر مین لائے دل
تجھپر بھی چند روز تو یہ کشمکش رہے ‌ ‌ ‌ دُر دُر اُدھر کرے اور ادھر کو ستائے دل
ناچار جیسے تجھ سے چھڑاتا ہون دل کو مین ‌ ‌ ‌ ایسا ہی تو بھی اُس سے لگا کر چھڑائے دل
شیدا ہون مین تو لیلی و مجنون کی چاہ پر ‌ ‌ ‌ خالق نے کیا ہی خوب ہی اُن کے بنائے دل
تھے اُسکے پاکے آبلے چھاتی پہ اُسکی آہ ‌ ‌ ‌ کیا اتحاد جسم تھا اور کیا صفائے دل

ہین یہان پڑے جو اہل دل اکثر یہ کہتے ہین
چھوٹا سا اک **نظیر** بھی ہے خاکپائے دل

ہنسے روئے پھرے رسوا ہوئے جاگے بندھے چھوٹے ‌ ‌ ‌ غرض ہمنے بھی کیا کیا کچھ محبت کے مزے لوٹے
کلیجے مین پھپھولے دل مین داغ اور گل مین ہاتھون پر ‌ ‌ ‌ کھلے ہین دیکھیے ہم مین بھی یہ اُلفت کے گل بوٹے

تفاوت کچھ نہین گلچین مین اور بیدرد خوبان مین
جو اُسکے ہاتھ گل ٹوٹے تو انکے ہاتھ دل ٹوٹے

ہزارون گالیان دین پھر ذرا ہنسکر ادھر دیکھا
بھلا اتنی تسلی سے پھپھولے دلکے کب پھوٹے

مچلتے ہو مجھے تم مین یہ مانگون ہون دعاون مین
کوئی دلبر مرے آگے تمھین بھی خوب سا کوٹے

زبانی کر کے معراض اور بنا دشنام کا کاغذ
ہمارے حق مین کیا کیا آپنے کترے ہین گل بوٹے

یہ کہتے ہین کہ عاشق چھوٹ جاتا ہی اذیت سے
جب اُسکی عمر کو لشکر اجل کا آنکر لوٹے

ہماری روح تو پھرتی ہی معشوقون کی گلیون مین
نظیر اب ہم تو مر کر بھی نہ اس جنجال سے چھوٹے

دُرج غم مین چشم نے گوہر اُگل کر بھر دیے
اشک نے جنگل کی جنگل دم مین تھل کر بھر دیے

جلوہ گر محفل مین رات اُس حسن کے شعلے کو دیکھ
شمعدان شمعون نے اپنے سب پگھل کر بھر دیے

گل جو ٹک رویا کسی کو یاد کر وہ گلبدن
اشک تھے آنکھون مین یا موتی کچلکر بھر دیے

جام کم بھرنے مین ساقی کو ذرا چھیڑا جو مین
اُسنے اک دو چار ساغر مجھکو جلاکر بھر دیے

ذبح کرتا تھا وہ قاتل مجھ تپش آلودہ نے
خون مین سب دامن کے پاٹ اُسکے اچھلکر بھر دیے

زخم شانے کے تری زلفون نے اے وعدہ خلاف
آخرش لیت و لعل سے آجکل کر بھر دیے

کہتے ہین اے باغبان جتنے کہ خالی تھے چمن
جوش گل نے اُنکی وہ سب پھول اچھل کر بھر دیے

اب ترے رونیکا عالم حد سے گذرا ہی نظیر
اشک نے تیرے تو سب جل تھل نکلکر بھر دیے

کہتے ہین یان کہ مجھسا کوئی مہ جبین نہین
پیارے جو ہمسے پوچھو تو یان کیا کہین نہین

تجھسا تو کوئی حسن مین یان نازنین نہین
یون نازنین بہت ہین پہ ناز آفرین نہین

ساقی کو جام دیتے ہین اُس خوش نگہ کو آہ
ہر دم اشارتین ہین کہ اُسکے تئین نہین

جب اُس نہین کے کہنے سے مانے ہی وہ بُرا
آپ ہی پھر اُسکو کہتا ہون ہنسکر نہین نہین
اتنا تو چھیڑتا ہون کہ کہتا ہی جب وہ شوخ
بندہ تو میرا مول خریدا نہین نہین
ساقی تجھے قسم ہے دیے جا مجھے تو جام
یان دم مین دم ہی ہوتی نہین جب نہین نہین

پوچھے ہے اُس سے جب کوئی قتل نظیر کو
کہتا ہے ہنسے مارا ہی ہان ہان نہین نہین

رُخ پری چشم پری زلف پری آن پری
کیون نہ اب نام خدا ہو ترے قربان پری
جھمکی جھمکی وہ ثریا کی کرن پھول وہ پھول
بُندے بالے پری موتی پری اور کان پری
رشک خورشید جبین ابر سیہ سے تیّے
لہر چوٹی کی غضب زلف پریشان پری
حُسن گلزار قمر شکل صراحی گردن
مہ جبین سیب ذقن چاہ زنخدان پری
ناز و غمزہ کی بلا تیر نگہ دست سنان
تیغ ابرو کی ستم نرگس مژگان پری
مُسکرانے کی ادا جیسے چمک بجلی کی
آن ہنسنے کی قیامت لب و دندان پری
آنکھ مستی کی بھری شوخ نگاہین چنچل
قہر کاجل کی کھجاوٹ مسی و پان پری
بینی اور نتھ کا یہ عالم کہ چھدے دل جس سے
جو ہنسی کی جھلک گوہر غلطان پری
دھکدھکی چاند سی جگنون بھی ستارون کی مثال
عطر دان طرفہ وہ توڑے بھی درخشان پری
چاک سینے کا غضب صاف بدن موتی سا
انگیا تصویر سی کُرتی کا گریبان پری
پشت گلبرگ شکم سیم کمر تار نگاہ
شان بلور کلاوٹ مین ہر اک ران پری
کُھیرا ایشو ناز کا وہ جیسے کنارے قرآن
چال آفت کی نشان جنبش دامان پری

کیا کہون اُسکے سراپا کی مین تعریف نظیر
قد پری وضع پری عالم پری اور شان پری

زاہد و روضۂ رضوان سے کہو عشق اللہ	عاشقو کوچۂ جانان سے کہو عشق اللہ
جسکی آنکھون نے کیا بزم دو عالم کو خراب	کوئی اُس فتنۂ دوران سے کہو عشق اللہ
یارو دیکھو جو کہین اُس گل خندان کا جمال	تو مرے دیدۂ گریان سے کہو عشق اللہ
ہین جو وہ کشتۂ شمشیر نگاہِ قاتل	جاکے اُن گنج شہیدان سے کہو عشق اللہ
آہ کے ساتھ مرے سینے سے نکلے ہی دھوان	ای بتان مجھ دل بریانسے کہو عشق اللہ

یاد مین اُسکے رخ و زلف کی ہر آن نظیر
روز و شب سنبل و ریحان سے کہو عشق اللہ

ای شوخ ہر گھڑی نہ ہوس آشنا کو چھیڑ	ایسا ہی چھیڑتا ہی تو اہل وفا کو چھیڑ
چھیڑیگا جب تو پیش نہ جاویگا کچھ فسون	ای دل نہ اُسکے افعی زلف دوتا کو چھیڑ
چھیڑین تو یار مجھکو بھی ہنسکے بہت ولے	دلکی خوشی یہی ہی کہ اُس دلربا کو چھیڑ
رک رک کے اشک چشم کے لایا ہی عنقریب	ای غنچہ لب تو اب نہ دلِ مبتلا کو چھیڑ

اِک حرف چھیڑ کا تو صریحاً نہ کہہ نظیر
چھیڑے اگر تو پردے مین اُس پر جفا کو چھیڑ

واسوخت

دوستان شرح پریشانیِ من گوش کنید	قصۂ بے سر و سامانیِ من گوش کنید
گفتگوی من و حیرانیِ من گوش کنید	داستانِ غمِ پنہانیِ من گوش کنید

شرح این آتشِ جانسوز نگفتن تا کے
سوختم سوختم این سوز نہفتن تا کے

روزگاری من و دل ساکنِ کوے بودیم	تابعِ خوئی بتِ عربدہ جوئے بودیم

عقل و دین باختۂ دیوانۂ روے بودیم   بستۂ سلسلۂ سلسلہ موے بودیم

کس دران سلسلہ غیر از من دلبند نبود
یک گرفتار ازین جملہ کہ ہستند نبود

این ہمہ مشتری و گرمیٔ بازار نداشت   یوسفی بود ولے ہیچ خریدار نداشت
نرگس غمزہ زنش این ہمہ بیمار نداشت   سنبل پُر شکنش ہیچ گرفتار نداشت

اول آنکس کہ خریدار شدش من بودم
باعث گرمیِ بازار شدش من بودم

عشقِ من شد سببِ خوبیٔ رعنائیٔ او   وادر سوائی من شہرۂ زیبائی او
بسکہ کردم ہمہ جا شرح دل افزائی او   شہر پُر گشت ز غوغاے تماشائی او

این زمان عاشق سرگشتہ فراوان دارد
کے سر و برگ من بے سر و سامان دارد

چارۂ نیست برآرم بہ ازین رائے دگر   کہ وہم جائے دگر دل بدل آرائے دگر
چشم خود فرش کنم زیر کف پاے دگر   برکف پاے دگر بوسہ زنم جائے دگر

بعد ازان رائے من انیست ہمین خواہد بود
من برین ہستم و البتہ چنین خواہد بود

پیش تو یار نو و یار کہن ہر دو یکیست   حرمتِ مدعی و حرمت من ہر دو یکیست
قول زاغ و غزلِ مرغ چمن ہر دو یکیست   نالۂ بلبل و فریاد زغن ہر دو یکیست

تو ندانستہ کہ قدرِ ہمہ یکسان نہ بود
زاغ را مرتبۂ مرغ خوش الحان نہ بود

چون چنین ست پے کار دگر باشم به
مرغ خوش نغمهٔ گلزار دگر باشم به
چند روزے پے دلدار دگر باشم به
عندلیب گل رخسارِ دگر باشم به
تو گلے گو که شوم بلبل دستان سازش
سازم از تازه جوانانِ چمن ممتازش

آنکه در جانم از و دمبدم آزارے هست
از من و بندگی من اگرش عارے هست
میتوان یافت که از من بدلش بارے هست
به فروشند که بهر گوشه خریدارے هست
به وفاداریٔ من نیست درین شهر کسے
بندهٔ همچو مرا هست خریدار بسے

مدتے در رهِ عشق تو دویدیم بس ست
قدم از راهِ طلب باز کشیدیم بس است
راه صد بادیه پیدا و بدیدیم بس ست
اول و آخر این مرحله دیدیم بس ست
بعد ازین ماه سر کوے دل آرائے دگر
به غزالی و غزل خوانی و غوغائے دگر

ای پسر خند بکام دگرانت بینم
مایهٔ عیش مدام دگرانت بینم
سرخوش و مست ز جام دگرانت بینم
ساقیٔ مجلسِ عام دگرانت بینم
تو چه دانی که شدی یار به بے باکی چند
چه هوسها که ندارم به هوسناکے چند

تو مپندار که مهر از دلِ پر خون نرود
این محبت بصد افسانه و افسون نرود
آتش عشق بجان افتد و بیرون نرود
چه گمان غلط ست این نرود چون نرود
چند کس از تو و یاران تو آزرده نبود
دوزخ از سردیٔ این طائفه افسرده نبود

بار این طائفه خانه برانداز مباش — از توحیف ست باین طائفه دمساز مباش
میشوی شهره باین فرقه هم آواز مباش — غافل از لعب حریفانِ دغا باز مباش

به که مشغول باین شغل نسازی خود را
این نه کاریست مبادا که ببازی خود را

در کمینِ تو بسے عیب شماران هستند — سینه پر کینه ز تو سینه فگاران هستند
داغ بر سینه ز تو کینه گذاران هستند — غرض اینست که در قصد تو یاران هستند

باش مردانه که ناگاه قفائے نه خورے
واقفِ میکشی خود باش که پائے نخوری

گرچه از خاطر وحشی هوسِ رو تیو رفت — از دلش آرزوِ قامتِ دلجوے تو رفت
دلِ آزرده و آزرده دل از کوے تو رفت — بادلِ پرگله از ناخوشیِ خوے تو رفت

حاشَ لله که وفائے تو فراموش کند
سخنِ مصلحت آمیز کسان گوش کند

ولہ

ایگلِ تازه که بوے ز وفا نیست ترا — خبر از سرزنشِ خار جفا نیست ترا
التفاتے باسیرانِ بلا نیست ترا — ما اسیرِ تو و اصلا غمِ ما نیست ترا
رحم بر بلبلِ بے برگ و نوا نیست ترا — بر اسیرِ غمِ خود رحم چرا نیست ترا

فارغ از عاشقِ غمناک نمے باید بود
جانِ من این همه بے باک نمے باید بود

همچو گل چند بروے همه خندان باشی — همرهِ غیر به گلگشتِ گلستان باشی

آن زمان با دگران دست و گریبان باشی — جمع با جمع نباشند پریشان باشی
ندانم میندیش که از کرده پشیمان باشی — یا و حیرانیٔ ما آرے و حیران باشے

ما نباشیم که باشد که جفاے تو کشد
بجفا سازد و صد جور براے تو کشد

شب بکاشانۂ اغیار نے باید بود — همه جا با همه کس یار نے باید بود
همرهٔ غیر به گلزار نے باید بود — غیر را شمع شبِ تار نے باید بود
تشنۂ خون منِ زار نے باید بود — تا باین مرتبه خونخوار نے باید بود

من اگر کشته شوم باعثِ بدنامی تست
موجب شهرتِ بیباکی و خودکامی تست

دیگرے جز تو مرا این همه آزار نکرد — چون تو کس در نظر خلق مرا خوار نکرد
آنچه کردی تو بمن هیچ ستمگار نکرد — این ستمها دگرے با منِ بیمار نکرد
هیچکس این همه آزار منِ زار نکرد — هیچ سنگین دلِ این کار بمن کار نکرد

گر ترا آزردن من هست غرض مردن من
مردم آنار مکش از پے آزردن من

جانمن سنگدلی دل تو دادن غلط است — چشم امید بروے تو کشادن غلط است
بسر راه تو چون خاک فتادن غلط است — روی تر کرده بدرگ تو نهادن غلط است
رفتن اولیست ز کوے تو ستادن غلط است — جان شیرین به تمناے تو دادن غلط است

چون ندانی که غم عاشق زارت باشد
چون شود خاک میران خاک گذارت باشد

مدتے ہست کہ من دانم و تدبیری نیست ‏ ‏ ہمچو زلفِ تو پریشانم و تدبیرے نیست
از غمت سرِ بگریبانم و تدبیرے نیست ‏ ‏ چون دلِ رفتہ ز دامانم و تدبیرے نیست
از برای تو پریشانم و تدبیرے نیست ‏ ‏ چہ توان کرد کہ حیرانم و تدبیرے نیست

شرح درماندگیِ خود بکہ تقریر کنم
عاجزم چارۂ من نیست چہ تدبیر کنم

نخلِ نوخیز گلستانِ جہان بسیار است ‏ ‏ گل این باغ و چمن سروِ روان بسیار است
بالب ہمچو شکر تنگ دہان بسیار است ‏ ‏ طوق زرین کمر و موے میان بسیار است
جانِ من ہمچو تو غارتگرِ جان بسیار است ‏ ‏ طوق زرین کمر و موے میان بسیار است

دیگرے این ہمہ آزار بہ عاشق نکند
قصد آزردنِ یاران موافق نکند

مدتے شد کہ در آزارم و میدانے تو ‏ ‏ بکمندِ تو گرفتارم و میدانے تو
از غم عشق تو بیمارم و میدانی تو ‏ ‏ خون دل از مژہ می بارم و میدانی تو
از برای تو چنین زارم و میدانی تو ‏ ‏ چہ توان کرد در آزارم و میدانی تو

تا بکے از ستم و جورِ تو دل خون باشم
از مژہ خونِ جگر ریزم و محزون باشم

مکن آن طور کہ شرمندہ شوم از خویت ‏ ‏ نکنم بار دگر یاد قدِ دلجویت
دیدہ پوشم ز تماشاے رُخِ نیکویت ‏ ‏ سخنے گویم و شرمندہ شوم از رویت
دست بر دل نہم و پاے کشم از کویت ‏ ‏ گوشۂ گیرم و من بعد نیایم سویت

بشنو و پند مکن قصد دل آزردۂ خویش ‏ ‏ ورنہ بسیار پشیمان شوی از کردۂ خویش

چند صبح آیم و از خاک درت شام روم | از سر راہ تو چون خاک بنا کام روم
بسر راہ تو آئم نشوے رام روم | صد دعا گویم و آنزدہ بدشنام روم
دور دور از تو من تیرہ سرانجام روم | نبود زہرہ کہ ہمراہ تو یک گام روم

کس چرا اینہمہ سنگین دل و بدخو باشد
جانمن این روشے نیست کہ نیکو باشد

از چہ با من نشوی یار چہ می پرہیزے | یار شو با من بیا زار چہ مے پرہیزے
حرف زن اے بت خونخوار چہ مے پرہیزے | کیست مانع ز من زار چہ مے پرہیزے
نہ حدیثے کنی اظہار چہ مے پرہیزے | بکشا لعل شکر بار چہ مے پرہیزے

کہ ترا گفت کہ با من ز وفا حرف مزن
چین برابرو زن و یکبار بما حرف مزن

درد من کشتۂ شمشیر بلا مے داند | سوز من سوختۂ داغ جفا میداند
پاک بازم ہمہ کس طور مرا مے داند | عاشقے ہمچو منت نیست خدا مے داند
میکنم ساکن صحرائے فنا مے داند | ہمہ کس حال من بے سر و پا مے داند

چارۂ من کن و مگذار کہ بے چارہ شوم
سر خود گیرم و از کوے تو آوارہ شوم

از سر کوے تو با دیدۂ تر خواہم رفت | چہرہ آلودہ بخونناب جگر خواہم رفت
تا نظرے کنی از پیش نظر خواہم رفت | نہ کہ این بار چو ہر بار دگر خواہم رفت
گر نہ رفتم تو درت شام و سحر خواہم رفت | ہر دوی باز آمدنم نیست اگر خواہم رفت

از جفائے تو من زار برفتم رفتم | لطف کن لطف کہ این بار برفتم رفتم

در صنعت واسع الشفتین

آیا نہیں جو کر کر اقرار ہنستے ہنستے
جُل دیگیا ہے شاید عیار ہنستے ہنستے

اتنا نہ ہنس دل اُس سے ایسا نہو کہ چنچل
لڑنے کو تجھسے ہوئے تیار ہنستے ہنستے

لیکر صریح دلکو وہ گلعذار یارو
ظاہر کرے ہے کیا کیا انکار ہنستے ہنستے

ہنس ہنسکے چھیڑ اُسکو زنہار تو نہ اے دل
ہوگا گلے کا تیرے یہ ہار ہنستے ہنستے

ہنسنے کی آن دکھلا لیتا ہی دل کو گلرو
کرتا ہے شوخ یارو یہ کار ہنستے ہنستے

جھنجھلا کے حال دل کا کہنا نہین روا ہے
لائق یہان تو کرنا انکار ہنستے ہنستے

دستار سرخ سجکر طرّہ زری کا رکھکر
آیا جو دل کو لینے دلدار ہنستے ہنستے

آنکھین لڑا کے اُسنے ہنسکر نگہ کی ایسی
جو لیگیا دل آخر خونخوار ہنستے ہنستے

آیا ہے دیکھنے کو تیرے **نظیر** اے گل
دکھلاوے ٹک تو اسکو دیدار ہنستے ہنستے

مخمّسات ومسدّسات وغیرہ

جسدن سے ادا مجھکو اُس بُت کی لگی پیاری
اور کھپ گئی آنکھو نمین چنچل کی طرحداری

دل پھنسگیا زلفو نمین اُس شوخ کے یکباری
دیوانگی آپہونچی جاتی رہی ہشیاری

کیا کیجے ہوئی اب تو یان دلکی گرفتاری

کہتا ہون جو ٹک جاکر تو مجھسے وہ لڑتا ہے
کچھ بات جو کہتا ہون جھنجھلا کے جھگڑتا ہے

گردن کو پکڑ میری سرکو بھی رگڑتا ہے
جو جو وہ دکھاتا ہے سب دیکھنا پڑتا ہے

کیا کیجے ہوئی اب تو یان دل کی گرفتاری

اک چاہ کے دریا مین دن رات مین بہتا ہون
غوطہ بھی جو کھاتا ہون تو کچھ نہین کہتا ہون

ہر دم کے ستم اسکے مین کھینچتا رہتا ہون
جو ظلم وہ کرتا ہے ناچار مین سہتا ہون
کیا کیجے ہوئی اب تو یان دل کی گرفتاری

صورت جو کبھی اُسکی ٹک دیکھنے جاتا ہون
وہ گالیان دیتا ہے مین سر کو جھکاتا ہون
جھڑکے ہی خفا ہو کر جب حال دکھاتا ہون
تیوری وہ چڑھاتا ہے مین خوف مین آتا ہون
کیا کیجے ہوئی اب تو یان دل کی گرفتاری

دل دیکے مجھے یارو دکھ درد ہوا لاہا
پلکون نے ستمگر کی اب دلکو مرے گاہا
روتا ہون تو کہتا ہے کیون تونے مجھے چاہا
جتنا وہ ستاتا ہے کہتا ہون اہا ہا ہا
کیا کیجے ہوئی اب تو یان دل کی گرفتاری

کیجے گا رونا تو ہتھیلی کو بھرونگا مین
جو چیز منگاؤ گے لا آگے دھرونگا مین
راتون کو نگہبانی کرتے نہ ڈرونگا مین
جیتی کو جو کہیئے گا جیتی بھی کرون گا مین
کیا کیجے ہوئی اب تو یان دلکی گرفتاری

بیٹھو گے تو ہر ساعت رومال جھلونگا مین
گرمی مین جو کہیئے گا تو پیٹھ ملون گا مین
خدمت کی جو باتین ہین اُنسے نہ ٹلونگا مین
جاؤ گے کہین جسدم تو ساتھ چلونگا مین
کیا کیجے ہوئی اب تو یان دلکی گرفتاری

در پر جو بٹھاؤ گے دربان کہاؤن گا
فراش بناؤ گے تو فرش بچھاؤن گا
توسن کے بھی ملنے سے مُنھ کو نہ پھراؤن گا
گر گھاس منگاؤ گے تو گھاس بھی لاؤنگا
کیا کیجے ہوئی اب تو یان دلکی گرفتاری

تقصیر نہووے گی کچھ خدمتِ سامی مین
ہوگا وہی آویگا جو رائے گرامی مین
آنیکی نہین ہرگز خاطر مری خامی مین
حاضر ہے نظیر اپنا اسوقت غلامی مین

کیا کیجے ہوئی اب تو یان دل کی گرفتاری

ولہ

دکھلا کے جھمک جسکو ٹک چاہ لگا دیجے | پھر اُسکو بہت ایجان بالا نہ بتا دیجے
سو ناز اگر کیجے اُلفت بھی جتا دیجے | منظر کے ڈرا ورکو آگے سے ہٹا دیجے
پھر ایک نظر اپنے مُکھڑے کو دکھا دیجے

دیکھی ہے تمھاری جو چہرہ کی جھمک ایجان | دل سینے مین تڑپے ہے جو دیکھ لے پھر اک آن
ہے ہمکو بہت مشکل اور تمکو بہت آسان | ہی عرض یہی اب تو ای بادشہِ خوبان
پھر ایک نظر اپنے مُکھڑے کو دکھا دیجے

چھپتے ہو عیان ہو کر ہو تم اگر اس ڈھب کے | عاشق بھی تو شیدا ہیں چاہت کے ہیں مطلب کے
دیدار کی خواہش مین ہم یان ہیں کھڑے کب کے | جس ڈھب سے دکھایا تھا ویسی ہی طرح اب کے
پھر ایک نظر اپنے مُکھڑے کو دکھا دیجے

آنکھیں بھی ترستی ہین اور دل بھی بہت حیران | کل پڑتی نہین اکدم بن دیکھے ہوے ایجان
گر حُسن دکھا ہمکو بیتاب کیا ہے یان | تو مہر سے ٹک ہنسکر ای رشکِ مہِ تابان
پھر ایک نظر اپنے مُکھڑے کو دکھا دیجے

آئی ہے نظر ہمکو جب سے وہ طرحداری | ٹھہری ہی اُسی دن سے خاطر مین طلبگاری
ٹک لیتے تمھین ہم تو جو ہوتی نہ لاچاری | گر ہمکو جلانا ہی تو کر کے نموداری
پھر ایک نظر اپنے مُکھڑے کو دکھا دیجے

چھپنے کی اگر تمنے یان آن سواری ہی | تو بس نہین کچھ اپنا مرضی یہ تمھاری ہی
بن دیکھے ہوے ہمکو ہر سانس کٹاری ہی | کچھ اور نہین خواہش یہ عرض ہماری ہی

پھر ایک نظر اپنے مکھڑے کو دکھا دیجے

دل ہجر محبت مین ہر آن جو بہتا ہی — اک آن تمھین دیکھین ارمان یہ رہتا ہی
جی ہوکے بہت بے بس دکھ دور یہ سہتا ہی — بیکل ہو **نظیر** اب تو اے جان یہی کہتا ہی

پھر ایک نظر اپنے مکھڑے کو دکھا دیجے

ہولی

تہونگے زرد پیراہن مین عطر حنیہ جب مہکا — ہوا نقشہ عیان ہولی کی کیا کیا اسم اور رہ کا
گلال آلودہ گلچہرونکے وصف رخ مین نکلے ہی — مزا کیا کیا صریر کلک سے بلبل کی چہچہ کا
گلابی انکھڑیون کے ہر نگہ سے جام مل پیکر — کوئی سرخوش کوئی بیخود کوئی لوٹا کوئی بہکا
چھڑکنا رنگ خوبان پر عجب شوخی دکھاتا ہے — کبھی کچھ تازگی وہ وہ کبھی انداز رہ رہ کا

بھگو یا دلبرون نے جب **نظیر** اپنے کو ہولی میں
تو کیا کیا تالیونکا غل ہوا اور شور قہ قہ کا

ہولی

آ جھمکی عیش وطرب کیا کیا جب حسن دکھایا ہولی نے — ہر آن خوشی کی دھوم ہوئی یون لطف جتایا ہولی نے
ہر خاطر کو خرسند کیا ہر دل کو لبھایا ہولی نے — دف رنگین نقش سنہری کا جسو قت بجایا ہولی نے

بازار گلی اور کوچون مین غل شور مچایا ہولی نے

یا سوانگ کہون یا رنگ کہون یا حسن بتاؤن ہولی کا — سب ابرن تن پر جھمک رہا اور کیسر کا ماتھا ٹیکا
ہنس دینا ہر دم ناز بھرا دکھلانا سج دھج شوخی کا — ہر گالی مصری قند بھری ہر ایک قدم اٹھکیلی کا

دل شاد کیا اور موہ لیا یہ جوبن پایا ہولی نے

کچھ طبلے کھڑکے تال بجی کچھ ڈھولک اور مردنگ بجی — کچھ جھڑپین ربابونکی کچھ ساز نگی چھڑا اور چنگ بجی

کچھ تار طنبوروں کے جھنکے کچھ ڈھمڑھی اور مِردنگ بجی
کچھ ٹھنگھرو چھم چھم جھم جھم کچھ گت گت پر آہنگ بجی
ہے ہر دم ناچنے گانے کا یہ تار بندھایا ہولی نے

ہر جاگہ تھال گلالوں سے خوش رنگت کی گلکاری ہے
اور ڈھیر عبیروں کے لاگے سو عشرت کی تیاری ہے
ہیں اگ بہاریں دکھلاتے اور رنگ بھری پچکاری ہے
منھ سرخی سے گلنار ہوئے تن کیسر کی سی کیاری ہے
یہ روپ جھمکتا دکھلایا یہ رنگ دکھایا ہولی نے

پوشاکیں چھڑکیں رنگوں کی اور ہر دم رنگ افشانی ہے
ہر وقت خوشی کی جھلکیں ہیں پچکاریوں کی رخشانی ہے
کہیں ہوتی ہے دھینگا مشتی کہیں ٹھہری کھینچا تانی ہے
کہیں لٹیاں جھمکیں رنگ بھری کہیں جوتا کیچڑ پانی ہے
ہر چار طرف خوشحالی کا یہ برش بڑھایا ہولی نے

ہر آن خوشی میں آپس میں سب ہنس ہنس رنگ چھڑکتے ہیں
رخسار گلالوں سے گلگوں کپڑوں سے رنگ ٹپکتے ہیں
کچھ راگ اور رنگ جھمکتے ہیں کچھ مے کے جام چھلکتے ہیں
کچھ کودے ہیں کچھ اچھلے ہیں کچھ ہنستے ہیں کچھ بکتے ہیں
یہ طور یہ نقشا عشرت کا ہر آن بنایا ہولی نے

محبوب پری رو پیاروں کی ہر جانب نوک جھونکی ہے
کچھ آن رنگیلی چلتی ہے کچھ بان ادھر سے روکی ہے
کچھ سینوں میں تر چھپی سحر بھری کچھ گھات لگاوٹ ٹھوکی ہے
کچھ شور ہا ہا کا کچھ دھوم اہو ہو ہو کی ہے
یہ عیش یہ حظ یہ کام یہ ڈھب ہر آن جتایا ہولی نے

معجونوں سے رنگ لال ہوئے کہیں چلتی مے کی پیالی ہے
کہیں ساز طرب کے بجتے ہیں دلشادان منھ پر لالی ہے
سو کثرت عیش مسرت کی خوش وقتی اور خوشحالی ہے
کچھ بولی ٹھٹولی پیار بھری کچھ گالی ہے کچھ تالی ہے
ان چرچوں کا ان چہلوں کا یہ تار لگایا ہولی نے

ہیں کیا کیا سیر رنگ بھرے اور سوانگ بھی کیا کیا آتے ہیں
اکثر باتیں ہر دم چہلیں بھر خوش ہنستے اور ہنساتے ہیں
کچھ جوگی چیلے بیٹھے ہیں کچھ کامنو نکے گاتے ہیں
کچھ اور طرح کے سوانگ بنیں کچھ ناچتے ہیں کچھ گاتے ہیں

ہر آن نظیر اُس فرحت کا سامان دکھایا ہولی نے

وله

ہی دید فقط منظور ہمین وہ ہوکر جب بیکل نکلے
آ بہونچے اُسکے کوچے مین جو لیکر دل چنچل نکلے
کیا کام اُنھین جو ہنس بولے یا شوخی مین چنچل نکلے
ہی مقصد جنکے دیکھے سے وہ گھر سے جب اک پل نکلے
ٹک دیکھ لیا دل شاد کیا خوشوقت ہوا اور چل نکلے

دل پوچھا اُنسے کون ہو تم نہ اپنے جی کی بات کہی
ٹکرنا کچھ انکار پڑا نہ کہنا ٹھہرا یون ہی سہی
جب چھوڑ ہی خواہش بوسہ کی پھر کاہیکو دشنام سہی
جب سنگھ ہو گئے چنچل سے تو سب چھوڑ ہوئی بات یہی
ٹک دیکھ لیا دل شاد کیا خوشوقت ہوا اور چل نکلے

بیچین ہوا دل سینہ مین گر دیکھنے مین کچھ دیر ہوئی
گھبرا کے نکلے بے بس ہوا اور شوق کی گھیرا گھیر ہوئی
بازار گلی اور کوچہ مین ہر ساعت ہیر اپھیر ہوئی
تھی چاہ نظر بھر دیکھنے کی جس جاگہ پر مٹ بھیر ہوئی
ٹک دیکھ لیا دلشاد کیا خوشوقت ہوے اور چل نکلے

نہ خواہش پاس بٹھانے کی نہ حاجت زلف کھلانے کی
نہ غرض مسی کے ملنے کی نہ حجت پان چبانے کی
ہو جی مین چاہ بھری ایسی جو شمع سے ہو پروانے کی
جسجاگہ پر مٹ بھیر ہوئی ہے طرز یہی ملجانے کی
ٹک دیکھ لیا دلشاد کیا خوشوقت ہوے اور چل نکلے

بیتابی دل کے بیچ رکھی اور خاطر بیچ آنات رکھی
ناکام رکھا مل بیٹھنے سے نہ اور مطلب کی گھات رکھی
اک حرف نہ لائے ہونٹون پر دن دیکھنے کی دن رات رکھی
جب سامنے آگے دلبر کے منظور یہی اک بات رکھی
ٹک دیکھ لیا دلشاد کیا خوشوقت ہوے اور چل نکلے

اک آن نہین کل پڑتی ہی ہر آن کی چشمک لگانے مین
نہ داخل جھمکی دکھانے مین نہ شامل ناز اُٹھانے مین
نہ ایما نہ تصریح رہی کچھ دل کا حال جتانے مین
بس ایک غرض ہم رکھتے ہین اُس تک آنے جانے مین

ٹک دیکھ لیا دلشاد کیا خوش وقت ہوئے اور چل نکلے

ہے حسن جو اُسکا ناز بھرا اور آن ادا بھی پائی ہے
سر پانوٗن سے اس چنچل مین زینت و زیبائی ہے
جب گھر سے وہ دلبر نکلے ہے دل دیکھنے کا شیدائی ہے
ہمکو تو نظیر اس الفت مین اب طرز یہی بن آئی ہے
ٹک دیکھ لیا دلشاد کیا خوش وقت ہوئے اور چل نکلے

ولہ

ہے دام بچھا اِسکی زلفون کی ہر اک پل مین
جادو ہے نگاہون مین اور سحر ہے کاجل مین
سر پانوٗن سے شوخی ہے اُس چُلبلے چنچل مین
چتونکی لگاوٹ نے اک آن کی چھل بل مین
پلکون نے جھپک دکھلا دل چھل لیا اک پل مین

کرنیسے خبرداری ہرگز نہ ہوا لاہا
اور ایک کے سینہ کو عیار کی لے راہا
اِس شوخ ستمگر نے غمزہ سے جو کھین چاہا
کی یارو یہ کچھ پھرتی کیا کہیے اہا ہاہا
پلکونکی جھپک دکھلا دل چھل لیا اک پل مین

کیا پیش چلے اُس سے یون ناز بھرا ہو جو
کس طور سرک جائے ہونا ہو جو کچھ ہو سو
یہ گھات یہ چنچل پن کب پاوے پری کو ہو
اِس ڈھب کے تئین یارو دیکھو تو اہو ہو ہو
پلکونکی جھپک دکھلا دل چھل لیا اک پل مین

ہنس ہنس کے لگا جس دم وہ ناز و ادا کرنے
جی اُسکی لگاوٹ سے ہر لحظہ لگا ڈرنے
پھر آن لگی اُسکی سو مکر کے دم بھرنے
کیا کام کیا یارو اُس شوخ ستمگر نے
پلکونکی جھپک دکھلا دل چھل لیا اک پل مین

ڈرتے تھے بہت ہم تو اُس شوخ لڑاکے سے
اور خوف مین تھے اُسکے ڈھب آن و ادا کے سے
آیا جو ادھر کو تھا عیار لباکے سے
نظرونکے ملاتے ہی چنچل نے چھپاکے سے

پلکونکی جھپک دکھلا دل چھل لیا اک پل مین

رکھتے تھے بہت ہم تو ہر آن کی ہشیاری
خوبانسے نہ ملتے تھے تا ہو نہ گرفتاری
آج اُس بُت پرفن نے آکر یہ طرحداری
چُل دیکے ہمین لپ جھپ کر کر کے فسونکاری
پلکونکی جھپک دکھلا دل چھل لیا اک پل مین

سمجھے تھے اسے ہم تو محبوب یہ بھولا ہے
جو مکر ہے اور فن ہے ہرگز نہین آتا ہے
یہ بات نہ سمجھے تھے جو سحر کا نقشا ہے
کیا کہیے نظیر آگے یہ رور تماشا ہے
پلکونکی جھپک دکھلا دل چھل لیا اک پل مین

ولہ

ہوا جو آکے نشان آشکار ہولی کا
بجا رباب سے ملکر ستار ہولی کا
سرود رقص ہوا بے شمار ہولی کا
ہنسی خوشی مین بڑھا کاروبار ہولی کا
زبان پہ نام ہوا بار بار ہولی کا

خوشی کی دھوم سے ہر گھر مین رنگ بنوائے
گلال عبیر کے بھر بھر کے تھال رکھوائے
نشونکے جوش ہوے راگ رنگ ٹھہرائے
جھمکتے روپ کے بن بن کے سوانگ دکھلائے
ہوا ہجوم عجب ہر کنارہ ہولی کا

گلی مین کوچے مین غُل شور ہو رہے اکثر
چھڑکنے رنگ لگے یار ہر گھڑی بھر بھر
بدن مین بھیگے ہین کپڑے گلال چہرونپر
مچی یہ دھوم تو اپنے گھرونسے خوش ہوکر
تماشا دیکھنے نکلے نگار ہولی کا

بہار چھڑکوان کپڑون کی جب نظر آئی
ہر عشق باز نے دل کی مراد بھر پائی
نگہ لڑا کے پکارا ہر ایک شیدائی
میان یہ تمنے جو پوشاک اپنی دکھلائی

خوش آیا اب ہمیں نقش و نگار ہولی کا

تمہارے دیکھ کے منھ پر گلال کی لالی
دکھانے دی ہے گلرنگ کی بھری پیالی
ہمارے دل کو ہوئی ہر طرح کی خوشحالی
جو ہنسکے دو ہمیں پیارے تم اُسگھڑی گالی

تو ہم بھی جانیں کہ ایسا ہی پیار ہولی کا

جو کی ہے تمنے یہ ہولی کی طرفہ تیاری
تمہاری آن بہت ہمکو لگتی ہے پیاری
تو ہنسکے دیکھو ادھر کو بھی جان یکباری
لگا دو ہاتھ سے اپنے جو ایک پچکاری

تو ہم بھی دیکھیں بدن پر سنگار ہولی کا

تمہارے ملنے کا رکھکر ہم اپنے دل میں دھیان
یہ خوشدلی کا جو ٹھہرا ہے آنکر سامان
کھڑے ہیں آس لگا کر کہ دیکھ لیں اک آن
گلے میں ڈالکے باہیں خوشی سے تم اے جان

پنھاؤ ہمکو بھی اِکدم یہ ہار ہولی کا

اُدھر سے رنگ لیے آؤ تم ادھر سے ہم
خوشی سے بولیں ہنسیں ہولی کھیلکر باہم
گلال عبیر ملیں مُنھ پہ ہو کے خوش ہر دم
بہت دنون سے ہمیں تو تمہارے سر کی قسم

اِسی امید میں تھا انتظار ہولی کا

بتونکی گالیاں ہنس ہنس کے کوئی سہتا ہے
لگا کے تاک کوئی مُنھ کو دیکھ رہتا ہے
گلال پڑتا ہے کپڑونسے رنگ بہتا ہے
نظیر یار سے اپنے کھڑا یہ کہتا ہے

مزا دکھا دے ہمیں کچھ بھی یار ہولی کا

ولہ

چلا جب گھر سے اِک دلبر دلونکو حُسن سے چھلنے
لکھے تسخیر کے سو نقش اور تعویذ ہیکل نے
عرق کو رُخ کے پلکونکی جھپک پنکھا لگی جھلنے
لگایا دام زلفون کے شکن نے پیچ نے بل نے

بنایا پان نے رنگ اور سنبھالا سحر کاجل نے

وہ مکھڑے کی جھلک آئینہ جسکو دیکھ ہو حیران
وہ کاکل کی کھلت جسپر فدا ہو سنبل و ریحان
مسی اور پان سے بھی منفعل ہون سنبل و ریحان
مرا دل دیکھتے ہی اُس صنم کو ہو گیا شادان
نگاہین دمبدم سو عیش و عشرت سے لگین ملنے

کئی بار اُسکی جانب مین نے جب بھر کر نظر دیکھا
وہ عالم حسن کا اُسکے بہت مجھکو پسند آیا
وہ آنکھین پیاری پیاری وہ بھولا سا وہ رخ اُسکا
کبھی خوش ہو کے ہو ہو کی کبھی بولا اہا ہا ہا
عجب لوٹے مزے اُسوقت نظارون کی اٹکل نے

ہوئی دلکو مرے اُس آن حاصل کیا ہی خوشوقتی
اُسے بھولا سمجھکر مین نے دیکھی ہر ادا اُسکی
کبھی رخ پر کبھی زلفون کی جانب ٹکٹکی باندھی
نہ بولا منھ سے ہرگز دیکھکر وہ خوشدلی میری
مگر کچھ کچھ تبسم کی شکر لب سے لگا ملنے

وہ جسدم مسکرایا پھر تو مین خوش ہو کے کھل کھیلا
ہوا دل کو یقین میرے کہ یہ محبوب ہی بھولا
نہ یان کچھ خوف تیوری کا نہ یان خطرہ ہی جھڑکی کا
مجھے کر حلبے سے غافل بھولی صورت کا بنا نقشہ
کیا اکبار منھ غصہ مین سرخ عیارہ اچپل نے

مرے ہوش اُڑ گئے یارو جب اُسکی شکل یہ دیکھی
وہین گھبرا گیا اور سٹ پٹایا عقل سب بھولی
کہا دل مین کرون اب کیا سمجھ تو ہو گئی اُلٹی
اب اس ظالم کے ہاتھون سے بچاؤن کیونکر اپنا جی
اُٹھا کر جھٹ قدم وان سے لگا گھر کی طرف چلنے

جب اُس عیار نے دیکھا کہ اب مین یانسے چل نکلا
کہا ہنسکر ارے پُر فن کہان تو جانے پاویگا
یہ سُنکر اور بھی گھبرا گیا مین خوف سے اُس جا
چلا ڈرتا جو آگے کو تو وہ پھر ہنس کے یون بولا
اڑا کر مفت نظارے بچا اب تم لگے ٹلنے

کہا جب اُسنے یہ پھر تو حواس اپنے مجھے بھولے ٹھٹک کر رہگیا اُس جا نہ ہر گز چل سکا آگے
دکھائی عاجزی منت بھی کی ور ہاتھ بھی جوڑے ادب سے یون کہا اب تو ہوئی تقصیر یہ مجھسے
لگے قطرے پسینے کے مرے مُنھ سے وہین ڈھلنے

نہ آیا رحم کچھ اُس کو بہت مین نے سماجت کی نگہ نے سامنے آتے ہی سینے مین سنان جڑ دی
کمندِ زلف پُر خم نے بھی گردن لگی پھر جکڑی لگے غمزے لگانے تیر ادھر دکھلا کے سو پھرتی
اُدھر سے تیغ ابرو کی بھی پھر کیا کیا لگی چلنے

ادھر آن و ادا ایٹھی کرشمون نے اُدھر گھیرا اُدھر پلکو نکی نوکون نے چبھویا دل مین نشتر سا
ادھر انداز نے دھج کی کیا دیوانہ و شیدا اُدھر آنکھون کے جادو نے بنایا باؤلا کیا کیا
اُدھر کین پھر تیان کیا کیا نگاہون کی بھی چھلبانے

کرے کیا وان کوئی جس جا یہ صورت آنکر ٹھہرے بچا دے دلکو پھر کیونکر کرے کیا اور کیسے رو کے
کرون کیا اسگھڑی کچھ بن نہ آیا دوستو مجھ سے دکھا کر مجھکو اپنی وان زبردستی کے یہ نقشے
وہین دل لے لیا جھٹ پٹ نظیر اُس شوخ چنچل نے

ولہ

ملنے کا ترے رکھتے ہین ہم دھیان ادھر دیکھ بھاتی ہی بہت ہمکو تری آن اِدھر دیکھ
ہم چاہنے والے ہین ترے جان اِدھر دیکھ ہولی ہی صنم ہنسکے تو اِک آن ادھر دیکھ
ای رنگ بھرے نوگل خندان ادھر دیکھ

ہم دیکھنے تیرا یہ جمال اِسگھڑی ایجان آئے ہین یہی کر کے خیال اسگھڑی ایجان
تو دل مین نہ رکھ ہمسے ملال اسگھڑی ایجان مکھڑے پہ ترے دیکھ گلال اسگھڑی ایجان
ہولی بھی یہی کہتی ہی ایجان اِدھر دیکھ

اب زرد یہ چیرا جو ترے سر پہ جما ہی
نیمہ بھی ترا رنگ سے کیسر کے بھرا ہے
اور اُسپہ یہ طرّہ جو زریکا بھی دھرا ہی
پوشاک پہ تیری گل صد برگ فدا ہی

نرگس تری آنکھونپہ ہی قربان ادھر دیکھ

ہولی کی طرب ہی جو ہر اک جا ہین نمودار
ہی دل مین ہمین تو تری نظرون سے سروکار
سنتے ہین کہین راگ کہین مے سے ہین سرشار
پچکاری ہمارے تو لگا یا نہ لگا یار

ہمکو تو فقط ہی یہی ارمان ادھر دیکھ

ہی دھوم سے ہولی کے کہین شور کہین غل
دف بجتے ہین سب ہنستے ہین اور دھوم ہی باگل
ہوتا نہین کچھ رنگ چھڑکنے مین تامل
ہولی کی خوشی مین تو نکر ہم سے تغافل

اے جان ہمارا بھی کہا مان ادھر دیکھ

ہی دید کی ہر آن طلب دلکو ہمارے
ہین یان جو کھڑے آنکے اُس شوخ کے مارے
جیتے ہین فقط تیری نگاہونکے سہارے
ہم ایک نگہ کے ترے مشتاق ہین پیارے

ٹک پیار کی نظرون سے مری جان ادھر دیکھ

ہر چار طرف ہولی کی دھومین ہین اہاہا
ہر آن جھمکتا ہی عجب عیش کا چرچا
دیکھو جدھر آتا ہی نظر زور تماشا
ہولی کو نظیر اب تو کھڑا دیکھے ہی یان کیا

محبوب یہ آیا ارے نادان ادھر دیکھ

اندھیری رات کا بیان

لاتی ہی جب اپنا یہ شروعات اندھیری
دیتی ہی غریبون کو مکافات اندھیری
کرتی ہی اُجالے کے تیئن مات اندھیری
دکھلاتی ہی خوبان کی ملاقات اندھیری

ہر عیش کی کرتی ہی خنا یات اندھیری
کام آتی ہی عاشق کے بہت رات اندھیری

جسوقت ہوئی رات اندھیری سے وھوان دھار
معشوق ملا شوق سے جا بھڑ گئے للکار
گر اسمین لیٹن شور و یا غل ہوا اک بار
ایدھر سے اُدھر ہو گئے دو چار قدم پار

پرلاتی ہی اِس ڈھب کی مہمات اندھیری
کام آتی ہی عاشق کے بہت رات اندھیری

جب یار چلا اوڑھ کے کالا سا دُشالا
کمبل کو ادھر ہمنے بھی کاندھے پہ سنبھالا
جا مل گئے اور دل کا بھی ارمان نکالا
مُنھ اُسکے رقیبون کا کیا خوب سا کالا

کیا وصل کی رکھتی ہی کرامات اندھیری
کام آتی ہی عاشق کے بہت رات اندھیری

بوسہ لیا مُنھ موڑ الگ ہو رہے چپکے
چھاتی سے لگا چھوڑ الگ ہو رہے چپکے
سینے کا وہ پھل توڑ الگ ہو رہے چپکے
اغیار کا سر پھوڑ الگ ہو رہے چپکے

اس ڈھب کی تو رکھتی ہی عجب گھات اندھیری
کام آتی ہی عاشق کے بہت رات اندھیری

کل یار نے اور ہمنے جو پی لے کے گلابی
اور عیش لگے کرنے جو ہو ہو کے شرابی
اتنے مین رقیب آگیا بو سونگھ شتابی
گر چاندنی ہوتی تو بڑی ہوتی خرابی

ٹالے ہی سب آئی ہوئی آفات اندھیری
کام آتی ہی عاشق کے بہت رات اندھیری

سوتے تھے جو ہم اسمین سُنے غیر کے کھٹکے
چھپ چھپ گئے اُٹھ دونون وہین نیچے پلنگ کے
ہم ہنستے رہے اُسنے ڈھپک ڈھوے جو مارے
کتنا ہی ٹٹولا جو اُجالا ہو تو پاوے

چوری کی بھی رکھ لیتی ہی کیا بات اندھیری
کام آتی ہی عاشق کے بہت رات اندھیری

معمول ہے جب چاند کا چھپتا ہی اُجالا
ہوتا ہی عجب کھیل پریرو سے دوبالا
محبوب پری شکل صراحی و پیالا
نہ روکنے والا نہ کوئی ٹوکنے والا
اِس لوٹ کی کرتی ہی مدارات اندھیری
کام آتی ہی عاشق کے بہت رات اندھیری

جس کوچے مین جا ہا وہین کرنے لگے پھیری
بیٹھے کہین اُٹھے کہین جلدی کہین دیری
اور اسمین کہین ملگئی گر حُسن کی ڈھیری
پھر جب تو نہ کہ میری نہ مین کچھ کہون تیری
کام عیش کے لاتی ہی لگا سات اندھیری
کام آتی ہی عاشق کے بہت رات اندھیری

تھا شوخ سے کل رات عجب سیر کا کھٹکا
بوسونکی مدارات کا سینونکے لپٹ کا
آیا جو چغلخور تو بندہ وہین سٹکا
وہ ٹکرین کھاتا ہوا پھرتا رہا بھٹکا
رو کرتی ہی سب سر کی بلیات اندھیری
کام آتی ہی عاشق کے بہت رات اندھیری

تھی شب کو اندھیری تو عجب ڈھب کی نظیر آہ
سو عیش و طرب تھے ہم اس یار کے ہمراہ
نکلے تھے ہمین ڈھونڈھنے اُسدم کئی بدخواہ
بِل مِل ہی گئے تو بھی نہ دیکھا ہمین واللہ
کیا عیش کی رکھتی ہی طلسمات اندھیری
کام آتی ہی عاشق کے بہت رات اندھیری

ولہ

جو نوجوان ہین اُنکے دل مین گمان کیا ہی
جو ہم مین کس ہی اُن مین تاب و توان کیا ہی
بوڑھا او دھیڑ امکا ڈھمکا فلان کیا ہی
ہمسے جو ہو مقابل بیٹھے مین جان کیا ہی

اب بھی ہمارے آگے یارو جوان کیا ہی

ہر وقت دل ہمارا اُمگد رہی بجانتا ہی
تیر اب تلک ہمارا تو دے ہی چھانتا ہی
ہر شوخ گلبدن سے گہری ہی چھانتا ہی
اِس بات کو ہماری اللہ ہی جانتا ہی

اب بھی ہمارے آگے یارو جوان کیا ہی

چاہین تو گھوڑ ڈالین سو خوبرو کو دم مین
اور میلے چھان مارین وہ زور ہی قدم مین
سینہ پھڑک رہا ہی خوبان کے درد و غم مین
ٹھوں مین وہ کہان ہین جو گرمیان ہین ہم مین

اب بھی ہمارے آگے یارو جوان کیا ہے

دُبلے ہوے ہین ہمتو خوبانکی درد و غم سے
اور جھریان پڑی ہین اُنکے غم و الم سے
مونچھاین سفید کی ہین اس ہجر کے ستم سے
بوڑھا ہین تجا نوا اللہ کے کرم سے

اب بھی ہمارے آگے یارو جوان کیا ہی

کوئی بھی بال تن پر میرے نہین ہی کالا
خوبان کے درد و غم کا ان پر پڑا ہی پالا
آگر جوان مقابل ہووے کوئی ہمارا
خالق سے ہی یقین یہ دکھلاے وہ بھی پچھا

اب بھی ہمارے آگے یارو جوان کیا ہی

ای یار سو برس کی ہوئی اپنی عمر آخر
دکھلاے جس گھڑی مین میدانمین زور آکر
اور جھریان پڑی ہین سارے بدن کے اوپر
رستم کو بھی سمجھتے اپنے نہین برابر

اب بھی ہمارے آگے یارو جوان کیا ہی

ہم اور جوان ملکر دل کے تئین لگاوین
اور اپنے اپنے گل سے ملنے کی دل مین لاوین
جا کر اُنھونکے گھر پر جب زور آزماوین
وہ گرد دیوار کو دین ہم کوٹھا پھاند جاوین

اب بھی ہمارے آگے یارو جوان کیا ہے

جاتے ہین روز جتنی خوبان کی بستیان ہین
ہر آن وید بازی اور بت پرستیان ہین
سو سو طرح کے حیلے جی مین اکستیان ہین
کیا جوش بھر رہی ہین کیا جوش مستیان ہین
اب بھی ہمارے آگے یار و جوان کیا ہی

جو ہمکو جانے بوڑھا سو وہ ہی شیخ چلی
ہم چھیڑ ڈالین اب بھی خوبانکو کرکے کھلی
ہاتھی کو داب بیٹھین جیسے چوہے کو بلی
رستم سے اک گھڑی مین مچوادین توبہ تلی
اب بھی ہمارے آگے یار و جوان کیا ہی

دنیا مین طاقت اپنی مشہور اسقدر ہی
کوچون مین اور مکان مین دیکھو جدھر ادھر ہی
جنگل مین ہاتھی چیتا یا کوئی شیر نر ہی
ہر اک کے دل مین اپنا ہی خوف اور خطر ہی
اب بھی ہمارے آگے یار و جوان کیا ہی

کرتے ہین ہم جو یارو اب دھوم اور دھڑکے
دیکھے جوان تو اسکے چھٹ جائین دم مین چھکے
پیتے ہین مے کے پیالے چلتے ہین یار و تکے
کیا کیا نظیر ہم بھی کرتے ہین اب جھمکے
اب بھی ہمارے آگے یار و جوان کیا ہی

ولہ

کیا بات ہی جو گلرخ نظرین چھپاوے ہمسے
کچھ ہو یہ دو نگا ہین ہنسکر ملاوے ہمسے
ہم وہ میان ہین اللہ پالا نہ ڈالے ہمسے
رہتے ہین ہاتھ باندھے اب حسن والے ہمسے
اک دم کو آگئے ہین منھ مت چھپاوے ہمسے
ٹک ہنسکے او پریرو آنکھین لڑاوے ہمسے

اس حسن کا پڑا ہی کانون مین جب سے جھنکا
ہو کر فقیر پہنے جامہ رنگا ہی تن کا
دیدار کی طلب کو پیالا بنا نین کا
سیلی ہین کے تاکا منکا پھرا کے من کا

اک دم کو آگئے ہین منھ مت چھپا لے ہم سے
ٹک ہنس کے او پری رو آنکھین لڑا لے ہم سے

اپنی تو عشق مین ہی گذری جوانی پیری
اے دل جلونکے دلبر ہے وقت دستگیری
یا کاکلون کے پھندے یا زلف کی اسیری
تیرے ہی دیکھنے کو اب ٹھان کے فقیری

اک دم کو آگئے ہین منھ مت چھپا لے ہم سے
ٹک ہنس کے او پری رو آنکھین لڑا لے ہم سے

آگے بھی بھیس ہمنے بدلے ہین کتنی باری
جوگی بھی بن چکے ہین منڈیل بھی سنواری
زنار باندھی قشقہ کھینچا ہے ہو پجاری
آزاد بن کے اسدم ہین دید کے بھکاری

اک دم کو آگئے ہین منھ مت چھپا لے ہم سے
ٹک ہنس کے او پری رو آنکھین لڑا لے ہم سے

بانکے بھی ہو کے ہمنے اس دید کو اڑایا
بانک وپٹا وبلم گدکا و لٹھ پھرایا
شمشیر اور سپر کو اک عمر کھڑکھڑایا
جھمکا تمھارا اسدم ہمکو جو یاد آیا

اک دم کو آگئے ہین منھ مت چھپا لے ہم سے
ٹک ہنس کے او پری رو آنکھین لڑا لے ہم سے

پھر کتنے روز ہمنے بجا ئے کا پالا
پنجرا گلہری طوطا تنکر اشکار ڈالا
اس حال مین بھی کتنے محبوبان کو دیکھ ڈالا
اب دیکھنے کو تیرے یہ سوانگ کرکے لالا

اک دم کو آگئے ہین منھ مت چھپا لے ہم سے
ٹک ہنس کے او پری رو آنکھین لڑا لے ہم سے

شیشے مین مدتون تک ہمنے پلنگ اتارا
کتنے پری رخون کو جا پیرنے مین مارا

تصویرین بیچنا بھی کتنے دنون بچا رہا … اب دیکھنے کو تیرے ہو کر فقیر آیا رہا

اِک دم کو آ گئے ہین مُنھ مت چھپا لے ہمسے
ٹک ہنسکے اوپر یہ وا آنکھین لڑا لے ہمسے

گُشتی مین کتنی مدت ہمنے بدن کو توڑا … سو گلبدن کے تن کو من مانتا مڑوڑا
جو ڈھب تھا اُس ہنر کا کوئی نہ ہمنے چھوڑا … اب خوبرو کا پیارے دنیا مین دیکھ توڑا

اکدم کو آ گئے ہین مُنھ مت چھپا لے ہمسے
ٹک ہنسکے اوپر یہ وا آنکھین لڑا لے ہمسے

جوڑے کبوترونکے کتنے دنون اُڑائے … گُنگوے چنگ گُڈّے نکلین تپنگ بنائے
گھٹ والے بن ہزارون چھاپے تنک لگائے … ہین دیدکے جو دل مین لاکھون مزے سمائے

اکدم کو آ گئے ہین مُنھ مت چھپا لے ہمسے
ٹک ہنسکے اوپر یہ وا آنکھین لڑا لے ہمسے

پھر لعل بھی لڑائے اور گلد مین بھی پالین … خیگل ہین گل لگائین او رپدڑیان سنبھالین
ڈبیو مین ڈال مکھی مل بکریان بنالین … کیا کیا نہ ہمنے پیارے پھر بھیڈ کیان نچالین

اِکدم کو آ گئے ہین مُنھ مت چھپا لے ہمسے
ٹک ہنسکے اوپر یہ وا آنکھین لڑا لے ہمسے

اس شہر میں ہزارون گو خوبرو بتان ہین … لیکن بتاؤ کسکی یہ پیاری انکھڑیان ہین
کس مین یہ خلبلاہٹ کس مین یہ شوخیان ہین … انداز کر کے دل مین تجھ مین جو خوبیان ہین

اِکدم کو آ گئے ہین مُنھ مت چھپا لے ہمسے
ٹک ہنسکے اوپر یہ وا آنکھین لڑا لے ہمسے

خیرادی ہو کے ہمنے لٹو چکری بنائے
اُسمین بھی کتنے لڑکے خیر اوپر چڑھائے
پھر ہو کے سرمہ والے سرمہ بہت لگائے
ریچھون تلک لڑائے بندر تلک نچائے

اک دم کو آگئے ہین منھ مت چھپائے ہمسے
ٹک ہنسکے اوپر یو آنکھین لڑائے ہمسے

اب تو نظیر تیرا ہی میہمان پیارے
اگر گلے لپٹ جاوے مہربان پیارے
بوسہ کئی دلادے ہونٹون سے جان پیارے
تیرے ہی دیکھنے کا رکھ دلمین دھیان پیارے

اِک دم کو آگئے ہین منھ مت چھپائے ہمسے
ٹک ہنسکے اوپر یو آنکھین لڑائے ہم سے

ولہ

ہین مرد اب وہی کہ جنھون کا ہی تن درست
حرمت اُنھین کے واسطے جنکا چلن درست
رہتا نہین کسی کا سدا مال و دھن درست
دولت رہی کسیکی نہ باغ و چمن درست

جتنے سخن ہین سب مین یہی ہی سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

دنیامین اب اُنھونکے تئین کہئیے بادشاہ
جنکے بدن درست ہین دن رات سال و ماہ
جس پاس تندرستی و حرمت کی ہو سپاہ
ایسی پھر اور کون سی دولت ہی واہ واہ

جتنے سخن ہین سب مین یہی ہی سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

جو گھر مین اپنے میری و حشمت پناہی ہی
بن تندرستی سب وہ خرابی تباہی ہی
یہ تندرستی یارو بڑی بادشاہی ہی
سچ پوچھیے تو عین یہ فضلِ الٰہی ہی

جتنے سخن ہین سب مین یہی ہی سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

گر دولتون سے اُسکا بھرا ہی تمام گھر ۔ بیمار ہی تو خاک سے بدتر ہی سب وہ زر
ہو تندرست گرچہ یہ مفلس ہی سربسر ۔ پھر نہ کسی کا خوف نہ ہرگز کسی کا ڈر

جتنے سخن ہین سب مین یہی ہی سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

عاجز ہو یا فقیر ہو پر تندرست ہو ۔ بے زر ہو یا امیر ہو پر تندرست ہو
قیدی ہو یا اسیر ہو پر تندرست ہو ۔ مفلس ہو یا فقیر ہو پر تندرست ہو

جتنے سخن ہین سب مین یہی ہی سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

اسمین تمام ختم ہین عالم کی خوبیان ۔ ہو تندرستی اور ملے حرمت سے آب و نان
قسمت سے جب یہ دونون میسر ہون پھر تو وان ۔ پھر ایسی اور کونسی دولت ہی میری جان

جتنے سخن ہین سب مین یہی ہی سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

پروا نہین اگرچہ لکھا یا پڑھا نہ ہو ۔ محتاج حق سوا یہ کسی اور کا نہ ہو
حسن و جمال و علم و ہنر گو ملا نہ ہو ۔ اک تندرستی چاہیے کچھ ہووے یا نہو

جتنے سخن ہین سب مین یہی ہی سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

بیمار گرچہ لاکھ طرح سے ہو بادشاہ ۔ تو اُسکو جانیے یہ گدا سے بھی ہی تباہ

ہم تو اُسی کو شاہ کہین اور جہان پناہ
اب جسکا تن درست ہو حرمت سے ہو نباہ

جتنے سخن ہین سب مین یہی ہی سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

ہون گرچہ لاکھ دولتین بیمار کے گنے
اور نعمتون کے ڈھیر لگے ہون بنے ٹھنے
بہتر ہین مفلسی کے میان جا نیے چنے
جو تندرست ہین وہی دولہا ہین اور بنے

جتنے سخن ہین سب مین یہی ہی سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

جب تندرستیونکی رہین دلمین بستیان
پھر سو طرح کے عیش ہین اور مے پرستیان
کھانے کو نعمتین ہون ویا فاقہ مستیان
سب عیش اور مزے ہین جو ہون تندرستیان

جتنے سخن ہین سب مین یہی ہی سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

چاہا جو دل نشہ کو تو وہین منگا لیا
محبوب دلبرونکو گلے سے لگا لیا
آیا جو عیش دل مین خوشی سے اُڑا لیا
جو ملگیا سو پی لیا چاہا سو کھا لیا

جتنے سخن ہین سب مین یہی ہی سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

آیا جو دل مین سیر چمن کو چلے گئے
بازار چوک سیر تماشے مین خوش ہوئے
بیٹھے اُٹھے خوشی مین ہر اک جا چلے پھرے
جا کے مزے مین رات کو یا خوش ہو سو رہے

جتنے سخن ہین سب مین یہی ہی سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

قدرت سے یہ جو تن کی بنی ہی ہر ایک کل
جب تک یہ کل بنی ہو جبھی تک پڑے ہی کل
گر ہو خدا نخواستہ ایک کل بھی چل بہ چل
پھر نہ خوشی نہ عیش نہ کچھ زندگی کا پھل

جتنے سخن ہین سب مین یہی ہی سخن درست
اللہ ابرو سے رکھے اور تندرست

ادنی ہو یا غریب تونگر ہو یا فقیر
یا بادشاہ شہر کا یا ملک کا وزیر
ہی سب کو تندرستی و حرمت ہی دلپذیر
جو تو نے اب کہا سو یہی سچ ہی اے نظیر

جتنے سخن ہین سب مین یہی ہی سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

ولہ

دُکھ کی دولت ہو تو اُسکو بھی تباہی بوجھیے
سُکھ سے رہنا خلق مین خوش دستگاہی بوجھیے
روشنی کو غم کے ہر جاگہ سیاہی بوجھیے
صحت و حرمت کو نت حشمت پناہی بوجھیے

تندرستی کو نپٹ فضلِ الٰہی بوجھیے
آبرو سے جگ مین رہنا بادشاہی بوجھیے

صحت و حرمت سے گر اللہ یان کردے نباہ
اس برابر کونسا ہے پھر جہان مین عزّ و جاہ
اب جو ہم اسباب کے رتبے کو کرتے ہین نگاہ
کیا کسی عاقل نے یہ نکتہ کہا ہے واہ واہ

تندرستی کو نپٹ فضلِ الٰہی بوجھیے
آبرو سے جگ مین رہنا بادشاہی بوجھیے

اُسکے سب محتاج ہین اب شاہ سے لے تا گدا
جس سے تن سالم رہے اور پیٹ حرمت سے بھرا
آبرو اور تندرستی جسکو حق نے کی عطا
پھر جہان مین اُس سا یارو کونسا ہی بادشا

تندرستی کو نپٹ فضلِ الٰہی بوجھیے
آبرو سے جگ مین رہنا بادشاہی بوجھیے

دولتین جتنی ہین سب ان دولتون سے ہین تلے
ابرو اللہ رکھے اور عمر حرمت سے کٹے
عزت و حرمت بڑی دولت ہے اللہ سب کو دے
ہر گھڑی ہر آن ہر دم خلق مین پیارے مرے

تندرستی کو نپٹ فضلِ الٰہی بوجھیے
آبرو سے جگ مین رہنا بادشاہی بوجھیے

آبرو دنیا مین یارو موتی کی سی آب ہے
تندرستی اور بھی پھر عیش کا اسباب ہے
جس کنے ہے یہ اُسی کا سب ادب آداب ہے
نہ رہین یہ زندگی تو پھر خیال و خواب ہے

تندرستی کو نپٹ فضلِ الٰہی بوجھیے
آبرو سے جگ مین رہنا بادشاہی بوجھیے

ہین جہانتک خلق مین پیر و جوان خرد و کبیر
عالم و فاضل گدا و بادشہ میر و وزیر
کیا تونگر کیا غنی کیا بینوا اور کیا فقیر
سب جہان مین ہین اسی نکتہ کے قائل اے نظیر

تندرستی کو نپٹ فضلِ الٰہی بوجھیے
آبرو سے جگ مین رہنا بادشاہی بوجھیے

ولہ

کیا علم اُنھون نے سیکھ لیا جو بن لکھے کو بانچے ہین
اور بات نہین منھ سے نکلے بن ہونٹ ہلائے جانچے ہین
دل اُنکے تار ستارون کے تن اُنکے طبل طمانچے ہین
منھ چنگ زبان دل سارنگی پا گھنگرو ہاتھ کمانچے ہین
ہین راگ اُنھین کے رنگ بھرے اور بھاو اُنھین کے سانچے ہین
جو بے گت بے سُر تال ہوے بن تال پکھاوج ناچے ہین

گُل باج بجکر ٹوٹ گئے آواز لگی جب بجھڑنے ‌ ‌ اور چھم چھم گھنگرو بند ہوے تب گت کا انت لگے پانے
سنگیت نہیں یہ سنگت ہے ٹو بھی جس سے گت آنے ‌ ‌ یہ ناچ کوئی کیا پہچانے اِس ناچ کو ناچے سو جانے

ہیں راگ انھیں کے رنگ بھرے اور بھاؤ انھیں کے سانچے ہیں
جو بگت بے سُر تال ہوے بن تال پکھاوج ناچے ہیں

جب ہاتھ کو دھویا ہاتھوں سے جب ہاتھ لگے تھرکانیکو ‌ ‌ اور پانو نکو کھینچا پانوں سے جب پانوں لگے گت پانیکو
جب آنکھ اُٹھائی ہنسنے سے جب نین لگے مٹکانیکو ‌ ‌ سب کاچھ کچھے سب ناچ نچے اُس سیا چھیل رجھانیکو

ہیں راگ انھیں کے رنگ بھرے اور بھاؤ انھیں کے سانچے ہیں
جو بگت بے سُر تال ہوے بن تال پکھاوج ناچے ہیں

جو آگ جگر میں بھڑکی ہے اُس شعلہ کی اُجیالی ہے ‌ ‌ جو مُنھ پر حسن کی زردی ہے اُس زردی کی سب لالی ہے
جس گت پر اُنکا پانوں پڑا اُس گت کی چال نرالی ہے ‌ ‌ جس مجلس میں وہ ناچے ہیں وہ مجلس سب سے خالی ہے

ہیں راگ انھیں کے رنگ بھرے اور بھاؤ انھیں کے سانچے ہیں
جو بگت بے سُر تال ہوے بن تال پکھاوج ناچے ہیں

سب گھٹنا بڑھنا پھینک اُدھر اور دھیان اُدھر دھر کے گرما ہیں ‌ ‌ بن تا رون تا رلاتے ہیں جب نرت نرالا کرتے ہیں
بن گھنگھنے جھمک دکھلاتے ہیں بن جوڑے من کو ہرتے ہیں ‌ ‌ بن ہاتھوں بھاؤ بتاتے ہیں بن پانوں گھوڑے گت بھرتے ہیں

ہیں راگ انھیں کے رنگ بھرے اور بھاؤ انھیں کے سانچے ہیں
جو بگت بے سُر تال ہوے بن تال پکھاوج ناچے ہیں

تھا جنکی خاطر ناچ کیا جب صورت اُنکی آئے گئی ‌ ‌ کہیں آپ کہا کہیں ناچ کیا اور تان کہیں پھر آئے گئی
جب چھیل چھبیلی سُندر کی چھب نین کے اندر چھائے گئی ‌ ‌ اک مورت چھاگ سے آگے گئی اور جوت میں جوت سما گئی

ہیں راگ انھیں کے رنگ بھرے اور بھاؤ انھیں کے سانچے ہیں ‌ ‌ جو بگت بے سُر تال ہوے بن تال پکھاوج ناچے ہیں

سب ہوش بدن کا دور ہوا جب گت پہ آ مرنگ بجی
تن بھنگ ہوا دل دنگ ہوا سب آن گئی بے آن سجی
یہ ناچا نظیر اب یان کسیلے چکھا ناچ اجی
جب بوندی چادر پاؤن مین سن تان کا آخر نکلا جی

ہین راگ انھین کے رنگ بھرے اور بھاؤ انھین کے ساچے ہین
جو بیگت بے ستال ہوے بن تال پکھاوج ناچے ہین

ولہ

جتنے ہین اب جہان مین سبزی کے عشق والے
دلشاد سرخ آنکھین سرسبز منھ اجالے
پیتے ہین سبز طرے کھاتے ہین تر نوالے
کیا دیکھتا ہے بیٹھا او یار حسن والے

پی عاشقون مین آکر دو بنگ کے پیالے
جو ایک دم مین تیرا گھر گھومے چھپر ہالے

غیرونکی تونے اکثر معجون تو ہے کھائی
سرخی ذرا بھی تیری آنکھون تلک نہ آئی
گر دیکھنی ہے تجھکو کچھ عیش کی چڑھائی
اچھلین دوال پاٹھے اور پھاندین چارپائی

پی عاشقون مین آکر دو بنگ کے پیالے
جو ایک دم مین تیرا گھر گھومے چھپر ہالے

گھوٹے ہے پوست تیرے خاطر رقیب بھڑوا
اب پوستی کریگا تجھکو وہ چو رہڑوا
دیکھیگا جب تو ہے گا تیرا اُتار کھڑوا
گر سیر دیکھنی ہے تو کر کے دل کو کڑوا

پی عاشقون مین آکر دو بنگ کے پیالے
جو ایک دم مین تیرا گھر گھومے چھپر ہالے

کھا کر افیم ظالم مت ہو جیو افیمی
تن سوکھ کر کھچاوے آواز ہوگی دھیمی
کیون بھنبھنا بنا ہے اے گلعذار سیمی
عاشق تو اب اسیکے من مست ہین قدیمی

پی عاشقون مین آکر دو بنگ کے پیالے
جو ایک دم مین تیرا گھر گھومے چھپر ہالے

تاڑی و سیندھی بوڑا ظالم اگر پیے گا
پیکر شراب ناحق کیچڑ مین گر پڑے گا
پھوولے گا پیٹ تیرا یا بیٹھ قے کرے گا
اور یہ نشہ تو کوٹھے چھجے پہ سے اڑے گا

پی عاشقون مین آکر دو بنگ کے پیالے
جو ایک دم مین تیرا گھر گھومے چھپر ہالے

گانجا پیے سے ہو گا تیرا شعور ٹھسّرا
چاہے اگر اڑانا عشرت کا نا رجرّا
اور چرس کے پیے سے تجھکو لگے گا گھرّا
تو یہین ہار بدھی اور سر پہ رکھکے ٹھرّا

پی عاشقون مین آکر دو بنگ کے پیالے
جو ایک دم مین تیرا گھر گھومے چھپر ہالے

ہین اس نشہ مین ظالم سو رنگ کے دھڑاکے
گر دیکھنے ہین تجھکو کچھ عیش کے جھڑاکے
تو ٹڈیکی ڈگمگاہٹ سونٹے کے سو کھڑاکے
تو جھاڑ اپنے نیچے اور سر کو جھڑ جھڑاکے

پی عاشقون مین آکر دو بنگ کے پیالے
جو ایکدم مین تیرا گھر گھومے چھپر ہالے

سبزے کا وہ نشہ ہے اڑ غم کی دھوم جاوے
آنکھون کے آگے آکر سرسون سی پھول جاوے
تیار تن بدن ہو اور دل بھی پھول جاوے
عشرت کی لہرین آوین دکھ درد بھول جاوے

پی عاشقون مین آکر دو بنگ کے پیالے
جو ایک دم مین تیرا گھر گھومے چھپّر ہالے

پیسا ہو پاس یارو یا مفلسی سہین گے
پر سبزیون کے پان تو دریاؤ ہی بہین گے

کو تمہ کے اِسطرف کو یا اُس طرف رہین گے
اب تو نظیر پیارے ہر دم یہی کہین گے

پی عاشقون مین آکر دو بنگ کے پیالے
جو ایک دم مین تیرا گھر گھومے چھپر ہالے

ولہ

کیون عبث بیٹھا ہی ڈالے کان مین غفلت کا تیل
خلق مین کیا کیا مچی ہی سبزیون کی ریل پیل
کھول زلفِ عیش کو اور ڈال بیلے کا پھلیل
پھر چڑھاوے آسمان عیش پر عشرت کی بیل

کونڈی سونٹے کو بجا اور دیکھ ٹک قدرت کے کھیل
چھوڑ سب کامونکو غافل بنگ پی اور ڈنڈ پیل

صدق سے لے نام پہلے لال و شہباز کا
مانگ پھر چڑھنے کو گھوڑا باز ہاتھ اوپر اُٹھا
اور نشہ کی جھانجھ مین جو ہاتھ لگجاوے سو کھا
بھنگیان و رباغ رفتہ بیر گٹھلی سب روا

کونڈی سونٹے کو بجا اور دیکھ ٹک قدرت کا کھیل
چھوڑ سب کامونکو غافل بھنگ پی ور ڈنڈ پیل

جسنے اِس دنیا مین آکر ایک دن بھی پی نہ بھنگ
اُسنے سچ پوچھو تو کیا دیکھا جہان کا آب و رنگ
گر تجھے کچھ دیکھنے ہین زندگی کے رنگ ڈھنگ
تو منگا نیری کو اور سب دوستون کو لیکے سنگ

کونڈی سونٹے کو بجا اور دیکھ ٹک قدرت کے کھیل
چھوڑ سب کامونکو غافل بھنگ پی اور ڈنڈ پیل

کل مجھے دریا اُپر خواجہ خضر جو مل گئے
سبز پیراہن گلے مین ہاتھ مین اعصا لیے
کم خوراک اور ناتوانی کے گلے مین جب کیے
تب تو وہ منہ دیکھ میرا ہنسکے یون کہنے لگے

کونڈی سونٹے کو بجا اور دیکھ ٹک قدرت کے کھیل
چھوڑ سب کامونکو غافل بھنگ پی ور ڈنڈ پیل

پھر کہا مین اُنسے یون اے میرے ہادی رہنما
جی بھی رہتا ہی اُداس اور دل بھی رہتا ہی خفا
مین نے کچھ دیکھا نہین دنیا مین آنے کا مزا
سوچ سوچ آخر اُنھون نے پھر یہی مجھسے کہا

کونڈی سونٹے کو بجا اور دیکھ ٹک قدرت کے کھیل
چھوڑ سب کامونکو غافل بھنگ پی اور ڈنڈ پیل

مرشد و مولا سے پوچھا مین نے ای پیر زمن
سنکے بولے وہ بتاوین ہم تجھے اِسکا جتن
میری کچھ لگتی نہین اللہ سے دل کی لگن
جا شتاب اور جلد سبزی لے کے اِک دو چار من

کونڈی سونٹے کو بجا اور دیکھ ٹک قدرت کے کھیل
چھوڑ سب کامون کو غافل بھنگ پی اور ڈنڈ پیل

ر ہے تیرے پاس تو سبزی کا تو بیوپار کر
ٹاٹ کے بورے سِلا کھتّے کھدوا کوٹین بھی بھر
کوٹھیان مٹکے گھڑے کوڑے صراحی بھر کے دھر
بیٹھ گھر مین چین سے دن رات اور شام و سحر

کونڈی سونٹے کو بجا اور دیکھ ٹک قدرت کے کھیل
چھوڑ سب کامون کو غافل بھنگ پی اور ڈنڈ پیل

اور تجھے کھیتی کی قدرت ہی تو سبزی کو بُوا
گھونٹ سبزی چھان سبزی اور سبزی مین نہا
باغ مین گھر مین صحن مین پیڑ سبزی کے لگا
دیکھ بھی سبزی کو اور سبزی ہی پی سبزی ہی کھا

کونڈی سونٹے کو بجا اور دیکھ ٹک قدرت کے کھیل
چھوڑ سب کامونکو غافل بھنگ پی اور ڈنڈ پیل

یہ سخن تو سب نشے بازون مین اب ہیگا مچا
جون سے سلطان بھنگڑے تو جو پوچھیگا بچا
یعنی سبزی کا نشہ اب سب نشونکا ہی چچا
وہ یہی تجھکو کہیگا اب تو شور و غل مچا

کونڈی سونٹے کو بجا اور دیکھ ٹک قدرت کے کھیل
چھوڑ سب کامونکو غافل بھنگ پی اور ڈنڈ پیل

یہ وہ سبزی ہی جسے پیتے ہین یان آکر فقیر — طفل اور بوڑھے کو یا توتی جوان کے حق مین کھیر
گر تو چاہے اب سخن سر سبز ہو اور دلپذیر — تو کوئی دو چار من سبزی منگا کر اے نظیر

گونڈی سونٹے کو بجا اور دیکھ ٹک قدرت کے کھیل
چھوڑ سب کامون کو غافل بھنگ پی اور ڈنڈ پیل

ولہ

جب پھول کا سرسون کے ہوا آ کے کھسنتا — اور عیش کی نظرون سے نگاہون کا لڑنتا
ہمنے بھی دل اپنے کے تئین کر کے بخنستا — اور ہنس کے کہا یاروں سے اے لکڑ بھونتا

سبکے تو بسنتین ہین یہ یارون کا بسنتا

اک پھول کا گیندون کے ہنگا یار سے بجرا — دس من کا لیا بار گندھا ہاتھ کا گجرا
جب آنکھ سے سورج کے ڈھلا رات کا لجرا — جا یار سے ملکر یہ کہا اے مرے رجرا

سبکے تو بسنتین ہین یہ یارون کا بسنتا

تھے اپنے گلے مین تو کئی من کے پڑے ہار — اور یار کے گجرے بھی تھے اک دھون کی مقدار
آنکھون مین نشہ مے کے ابلتے تھے دھوان دھار — جو سامنے آتا تھا یہی کہتے تھے للکار

سبکے تو بسنتین ہین یہ یارون کا بسنتا

پگڑی مین ہمارے تھے جو گیندون کے کئی پیڑ — ہر جھونک مین لگتی تھی بسنتون کے تئین ایڑ
ساقی نے بھی مٹکے سے دیا منہ کے تئین بھیڑ — ہر بات مین ہوتی تھی اسی بات کی چھیڑ

سبکے تو بسنتین ہین یہ یارون کا بسنتا

پھر راگ بسنتی کا ہوا آن کے کھٹکا — دھونے کے برابر وہ لگا یا جنے مٹکا
دل کھیت مین سرسون کے ہر اک پھول کے اٹکا — ہر بات مین ہوتا تھا اسی بات کا لٹکا

سبکے تو بسنتین ہین یہ یارون کا بسنتا

جب کھیت پہ سرسونکے دیا جاکے قدم گاڑ
محبوب رنگیلون کا بھی ک ساتھ لگی جھاڑ

سب کھیت اٹھا سر کے اوپر رکھ لیا جھجھاڑ
ہر جھاڑ سے سرسونکے یہی کہتی تھی ابھی جھاڑ

سبکے تو بسنتین ہین یہ یارون کا بسنتا

خوش بیٹھے ہین سب شاہ و وزیر آج اہاہا
بلبل کی نکلتی ہی صفیر آج اہاہا

دل شاد ہین ادنے و فقیر آج اہاہا
کہتا یہی پھرتا ہی **نظیر** آج اہاہا

سبکے تو بسنتین ہین یہ یارون کا بسنتا

ولہ

تنہا نہ اُسے اپنے دل تنگ مین پہچان
ہر گلمین بارنگ مین نیرنگ مین پہچان
نت روم مین اور ہند مین اور زنگ مین پہچان
ہر عزم ارادہ مین ہر آہنگ مین پہچان

ہر باغ مین ہر دشت مین ہر سنگ مین پہچان
منزل مین مقامات مین فرسنگ مین پہچان
ہر راہ مین ہر ساتھ مین ہر سنگ مین پہچان
ہر دھوم مین ہر صلح مین ہر جنگ مین پہچان

ہر آن مین ہر بات مین ہر ڈھنگ مین پہچان
عاشق ہی تو دلبر کو ہر اک رنگ مین پہچان

پھل پات کہین شاخ کہین پھول کہین بیل
آزاد کوئی سب سے کسی کا ہی کہین میل
کرتا ہی کوئی ظلم کو لیتا ہی کوئی جھیل
ادنیٰ کوئی اعلیٰ کوئی سوکھا کوئی ڈنڈ پیل

نرگس کہین سوسن کہین بیلا کہین راسیل
ملتا ہی کوئی راکھ چنبیلی کا کوئی تیل
باندھے کہین تلوار اٹھاتا ہی کوئی سیل
جب غور سے دیکھا تو اُسی کے ہین یہ کھیل

ہر آن مین ہر بات مین ہر ڈھنگ مین پہچان
عاشق ہی تو دلبر کو ہر اک رنگ مین پہچان

گاتا ہی کوئی شوق مین کرتا ہی کوئی حال
ہنستا ہی کوئی شاد کسیکا ہی برا حال
ناچے ہی کوئی شوخ بجاتا ہی کوئی تال
کرتا ہی کوئی ناز دکھاتا ہی کوئی بال
چھانے ہی کوئی خاک اڑاتا ہی کوئی مال
روتا ہی کوئی ہوکے غم و درد مین پامال
پہنے ہی کوئی چیتھڑے اوڑھے ہی کوئی شال
جب غور سے دیکھا تو اسی کی ہی یہ سب چال

ہر آن مین ہر بات مین ہر ڈھنگ مین پہچان
عاشق ہی تو دلبر کو ہر اک رنگ مین پہچان

جاتا ہی حرم مین کوئی قرآن بغل مار
پہونچا ہی کوئی پار بھٹکتا ہی کوئی وار
عاجز کوئی بیکس کوئی ظالم کوئی لٹھ مار
زخمی کوئی ماندا کوئی اچھا کوئی بدکار
کہتا ہی کوئی دیر مین پوتھی کی سماچار
بیٹھا ہی کوئی عیش مین پھرتا ہی کوئی زار
مفلس کوئی ناچار تونگر کوئی زردار
جب غور سے دیکھا تو اسی کے ہین یہ سب اسرار

ہر آن مین ہر بات مین ہر ڈھنگ مین پہچان
عاشق ہی تو دلبر کو ہر اک رنگ مین پہچان

ہی کوئی دلی دوست کوئی جان کا دشمن
مالا کوئی جپتا ہی کوئی شوق مین سمرن
نکلے ہی جواہر کے کوئی پہن کے ابرن
جوگی کوئی بھوگی کوئی سوگی کوئی سوگن
بیٹھا ہی پہاڑون مین کوئی پھرتا ہی بن بن
چھوڑے ہی کوئی مال سمیٹے ہی کوئی دھن
لوٹے ہی کوئی خاک مین رو رو کے ملا تن
جب غور سے دیکھا تو اسی کے ہین یہ سب فن

ہر آن مین ہر بات مین ہر ڈھنگ مین پہچان
عاشق ہی تو دلبر کو ہر اک رنگ مین پہچان

سردی کہین گرمی کہین جاڑا کہین برسات
دوزخ کہین بیکنٹھ کہین ارض و سموات

حورین کہین غلمان کہین پریان کہین جنات
سختی کہین راحت کہین گردش کہین سکنات
تارے کہین سورج کہین برج اور کہین بنات
اوجڑ کہین بستی کہین جنگل کہین دیہات
شادی کہین ماتم کہین نور اور کہین ظلمات
جب غور سے دیکھا تو اُسی کے ہین طلسمات

ہر آن مین ہر بات مین ہر ڈھنگ مین پہچان
عاشق ہی تو دلبر کو ہر اک رنگ مین پہچان

بیچے ہی جو ہر کوئی زر و سیم وطلا رانگ
دیتا ہی کوئی ہاتھ سے لیتا ہی کوئی مانگ
ٹھہرا ہی کوئی چپ رہ لگاتا ہی کوئی تھانگ
گھنٹا ہی کہین جھانجھ کہین سنکھ کہین بانگ
مارے کوئی پارے کو نباوے کوئی مرگانگ
محتاج کوئی قوت کا رکھتا ہی کوئی دانگ
ملتا ہی کوئی پوست کو چھانے ہی کوئی بھانگ
جب غور سے دیکھا تو اُسی کے ہین یہ سب سوانگ

ہر آن مین ہر بات مین ہر ڈھنگ مین پہچان
عاشق ہی تو دلبر کو ہر اک رنگ مین پہچان

ناری کوئی بادی کوئی خاکی کوئی آبی
باتین کوئی میٹھا ہوا کرتا ہی کتابی
مارے ہی زٹل کوئی کہین جیب ہی وابی
کالا کوئی گورا کوئی پیلا کوئی آبی
صوفی کوئی زاہد کوئی بدمست شرابی
پیتا ہی کوئی کیف کوئی مے کی گلابی
سچا کوئی جھوٹا ہی کوئی رند خرابی
ہین اُسکی ہی قدرت کے یہ سب لال گلابی

ہر آن مین ہر بات مین ہر ڈھنگ مین پہچان
عاشق ہی تو دلبر کو ہر اک رنگ مین پہچان

کیا حسن کہین پایا ہی جو اللہ ہی اللہ
کیا رنگ یہ رنگوایا ہی اللہ ہی اللہ
کیا عشق کہین چھایا ہی اللہ ہی اللہ
کیا نور یہ چمکایا ہی اللہ ہی اللہ

کیا دھوپ ہی کیا سایا اللہ ہی اللہ
کیا ٹھاٹھ یہ ٹھہرایا ہی اللہ ہی اللہ
کیا مہر ہی کیا مایا ہی اللہ ہی اللہ
کیا بھید نظیر آیا ہی اللہ ہی اللہ

ہر آن مین ہر بات مین ہر ڈھنگ مین پہچان
عاشق ہی تو دلبر کو ہر اک رنگ مین پہچان

چاندنی رات کا بیان

صحن چمن مین واہ واہ زور کھلی تھی چاندنی
آیا تھا یار گلبدن پہن کے بادلا زری
بوس و کنار جام دے عیش طرب ہنسی خوشی
چاند ہلورین لیتا تھا اور کھلی تھی چاندنی
چمکے تھی تار تارین مہ کی جھلک زری زری
اسمین کہین سے یک بیک مرغ سحر نے بانگ دی

صبح ہوئی گجر بجا پھول کھلے ہوا چلی
یار بغل سے اٹھ گیا جی ہی کی جی مین رہ گئی

کیا ہی مزے سے عیش کی رات تھین کیا بیان
آگے چنی تھین صف بصف مے کی گلابیان
سینون مین اضطرابیان آنکھون مین بےحجابیان
چھوٹ رہی تھین ماہتاب مین نہرون کی مہتابیان
ہمکو نشونکی مستیان یار کو نیم خوابیان
اسمین فلک نے رشک سے ڈالین یہ کچھ خرابیان

صبح ہوئی گجر بجا پھول کھلے ہوا چلی
یار بغل سے اٹھ گیا جی ہی کی جی مین رہ گئی

شب کو دلون مین واہ واہ زور جنون پیار تھے
دونون طرف سے پیار تھا دونون گلون مین ہار تھے
سینے مین آسمان کے تیر حسد کے پار تھے
ہم سے دوچار یار تھا یار سے ہم دوچار تھے
وصل سے بیقرار تھے عیش کے کاروبار تھے
ایک پلک مین ناگہان سب وہ مزے شرار تھے

صبح ہوئی گجر بجا پھول کھلے ہوا چلی
یار بغل سے اٹھ گیا جی ہی کی جی مین رہ گئی

چاندنی واہ چاندنی کرتی تھی کیا جھلک جھلک
جام کے لب سے ہر گھڑی نکلے تھی مے چھلک چھلک
عیش و طرب کی لذتیں ہونے لگیں جو یک بیک
چہک رہی تھیں بلبلیں باغ رہا تھا سب مہک
یار بغل میں غنچہ لب بوسوں کی سو لپک لپک
ایسے مزے میں عیش میں آہ کہیں سے کٹ دھک

صبح ہوئی گجر بجا پھول کھلے ہوا چلی
یار بغل سے اُٹھ گیا جی ہی کی جی میں رہ گئی

ایک طرف تو نور میں ماہ رہا تھا جگمگا
دونوں دلوں میں لذتیں دونوں جنون میں عیش تھا
ہونٹھوں سے ہونٹ لگ رہے سینے سے سینہ مل رہا
ایک طرف وہ رشک مہ میری بغل میں تھا پڑا
مے کی گلابی ہاتھ میں آنکھوں میں چھا رہا نشا
اتنے میں آہ یک بیک کیا ہی غضب یہ ہو گیا

صبح ہوئی گجر بجا پھول کھلے ہوا چلی
یار بغل سے اُٹھ گیا جی ہی کی جی میں رہ گئی

واہ مزے تھیں رات کیا چاندنی کی اُجالیاں
شوخ بغل میں نازنے کھولے تھا زلفیں کالیاں
ہم بھی نشہ میں مست تھے ساقی کی پیکے پیالیاں
جھوم رہی تھیں باغ میں سنبل و گل کی ڈالیاں
خوش ہو گلے لپٹ لپٹ دیتا تھا میٹھی گالیاں
جلکے فلک نے اسمیں ہاے آفتیں الٹ ڈالیاں

صبح ہوئی گجر بجا پھول کھلے ہوا چلی
یار بغل سے اُٹھ گیا جی ہی کی جی میں رہ گئی

کیا ہی چمن میں شب کو واہ برسی تھی نور کی جھڑی
غنچہ دہن تھا بے خبر پی تھی جو مے کڑی کڑی
چشم سے چشم لب سے لب چھاتی سے چھاتی جب لڑی
تار نشو نکے تھے بندھے لوٹ تھی چاندنی پڑی
دیتا تھا بوسے پیار سے سینہ سے مل گھڑی گھڑی
کیا ہی گھڑی تھی عیش کی اسمیں بلا یہ آپڑی

صبح ہوئی گجر بجا پھول کھلے ہوا چلی
یار بغل سے اُٹھ گیا جی ہی کی جی میں رہ گئی

باغ تھا یا کہ خلد وہ یا کہ بہشت یا ارم
چاندنی تھی وہ چاندنی چاندیکا رنگ جس سے کم
دونون نشون مین مست ہو سوئے پلنگ پہ جبکہ ہم
یار تھا یا کہ حور وہ یا کہ پری وہ یا صنم
پیتے تھے مے گھڑی گھڑی لیتے تھے بوسہ دمبدم
عیش مزا تھا وصل کا اسمین نظیر ہے ستم

صبح ہوئی گجر بجا پھول کھلے ہوا چلی
یار بغل سے اُٹھ گیا جی کی جی مین رہ گئی

موسم برسات کے بیان مین

رات لگی تھی واہ واہ کیا ہی بہار کی جھڑی
شمع و چراغ گلبدن بارہ دری تھی باغ کی
مینہ کے مزے ہوا کے غل مے کے نشے گھڑی گھڑی
موسم خوش بہار تھا ابر و ہوا کی دھوم تھی
یار بغل مین غنچہ لب رات اندھیری جھک رہی
اسمین کہین سے ہے ستم ایسی اک آ پون چلی

ابر کھلا ہوا اگھٹی بوندین تھمین سحر ہوئی
پہلو سے یار اُٹھ گیا سب وہ بہار بہ گئی

شب کو ہوئین اہا اہا زور مزونکی مستیان
سبز و لونکی بستیان جنس خوشی کی سستیان
اسمین فلک نے یک بیک لوٹین دونو کی بستیان
بجلی کی شکلین نتیان بوندین ٹپڑین برستیان
دھوم جھنون مین بستیان جھلین نرالی گستیان
سارے نشے وہ لُٹ گئے کھو گئین مے پرستیان

ابر کھلا ہوا گھٹی بوندین تھمین سحر ہوئی
پہلو سے یار اٹھگیا سب وہ بہار بہ گئی

برسی تھین کیا ہی جھوم جھوم رات گھٹائین کالیان
بجلیون کی اُجالیان بارہ دری کی جالیان
جلتی تھین مے کی پیالیان منہ پہ نشونکی لالیان
کوئلین بولین کالیان بہ چلے نالی نالیان
عیش کی جھومین ڈالیان ہلتین گلونکی ڈالیان
اسمین فلک نے وہ ٹکر سب وہ ہوائین کھالیان

ابر کھلا ہوا گھٹی بوندیں تھمیں سحر ہوئی
پہلو سے یار اُٹھ گیا سب وہ بہار بہ گئی

ابر وہوا کے واہ واہ شب کو عجب ہی زور تھے — بھنگ رہا تھا سب چمن مینھ کے جھڑا کے زور تھے
غوک نئے پپیہے مور تھے جھینگروں کے بھی شور تھے — بادہ کشی کے دور تھے عیش و طرب کے جھور تھے
باغ سے تا بباغبان جتنے تھے شور بور تھے — آ پڑے اسمیں ناگہاں یہ جو خوشی کے چور تھے

ابر کھلا ہوا گھٹی بوندیں تھمیں سحر ہوئی
پہلو سے یار اُٹھ گیا سب وہ بہار بہ گئی

چار طرف سے ابر کی واہ اٹھی تھی کیا گھٹا — بجلی کی جگمگاہٹیں رعد رہا تھا گڑگڑا
برسے تھا مینھ بھی جھوم جھوم چھاجوں اُمنڈ اُمنڈ پڑا — جھوکے ہوا کے چل رہے یار بغل میں لوٹتا
ہم بھی ہوا کی لہر میں پیتے تھے مے بڑھا بڑھا — دیکھو ہمیں اس عیش میں سینہ فلک کا پھٹ گیا

ابر کھلا ہوا گھٹی بوندیں تھمیں سحر ہوئی
پہلو سے یار اُٹھ گیا سب وہ بہار بہ گئی

روز مزوں سے رات کو برسے تھا مینھ جھمک جھمک — بوندیں ٹپن ٹپک ٹپک پانی پڑے چھپک چھپک
جام رہے چھلک چھلک شیشہ رہے بھبک بھبک — یار بغل میں بانمک عیش و طرب تھے بے دھڑک
ہم بھی نشے میں خوب چھک بیٹھے تھے بہک بہک — کیا ہی سماں تھا عیش کا اتنے میں آہ یک بیک

ابر کھلا ہوا گھٹی بوندیں تھمیں سحر ہوئی
پہلو سے یار اُٹھ گیا سب وہ بہار بہ گئی

کیا ہی مزا تھا واہ واہ ابر وہوا کا یار وکل — برسے تھا مینھ سنبھل سنبھل آگے رہی تھی شمع جل
عیش و نشاط بر محل بارہ دری کا تھا محل — شوخ سے بھر رہی بغل دل میں تھی راحت جی میں کل

پیتے تھے مے مچل مچل لیتے تھے بوسے پل بہ پل
اسمین نظیر یک بیک آکے پہنچ گئے خلل

ابر کھلا ہوا گھٹی بوندین تھمین سحر ہوئی
پہلو سے یار اُٹھ گیا سب وہ بہار بہ گئی

بیان عالم بہار

شب کو چمن مین واہ واہ کیا ہی بہار تھی مچی
پھول کھلے تھے پھول پھول غنچہ کھلے کلی کلی
بیلا چنبیلی راے بیل موتیا جوہی سیوتی
باد صبا بھی چلتی تھی عطر و گلاب مین بسی
حوض پڑے جھلکتے تھے نہر بلورین بہتی تھی
شوخ بغل مین غنچہ لب مے کے نشے کی تازگی
عیش و طرب کی لہر مین رات جب آدھی ڈھل گئی
اسمین کہین سے ہو غضب نکلی جو مکر چاندنی

صبح کے ڈر سے ٹھر بڑا یار نے گھر کی راہ لی
ہم بھی دغا مین آگئے مُفت بہار لٹ گئی

رات تو کیا ہی عیش کی ٹھہری تھی آکے انجمن
تارے کھلے تھے مہ رتن پھول کھلے چمن چمن
نرگس و نازو یاسمن سوسن و طرہ نسترن
کبک تدرو خندہ زن بلبل و قمری نعرہ زن
یار بغل مین گلبدن سُرخ گلے مین پیرہن
سینہ بسینہ تن بہ تن عیش و طرب کے سب برن
اسمین رقیب دل شکن آیا گجر کا کرکے فن
تھالی کہین سے لا شتاب کی ہی بجا ٹھنن ٹھنن

صبح کے ڈر سے ٹھر بڑا یار نے گھر کی راہ لی
ہم بھی دغا مین آگئے مُفت بہار لٹ گئی

باغ مین شب کو واہ واہ کیا ہی مزے نکے گھور تھے
طوطی و بگلے مور تھے فاختو نکے بھی شور تھے
شوخ پر اپنے زور تھے اُسکے بھی ہمیہ زور تھے
تو ڑی کر ڑ و بیر تھے چھلے بھی پور پور تھے
یار ہمارا چاند تھا چاند کے ہم چکور تھے
دونون چکئی چکور تھے دونون تنگ ڈور تھے

مے کے نشونکے شور تھے کپڑے بھی شور بور تھے
بولا رقیب دن ویے دوڑیو یار وچور تھے

صبح کے ڈر سے ہڑبڑا یار نے گھر کی راہ لی
ہم بھی دغا مین آگئے مُفت بہار لٹ گئی

کیا ہی مزے تھے رات کو یارو میں تمسے کیا کہون
صحن چمن ارم نمون ڈالیان جھومین سرنگون
شوخ بغل مین فن وفنون عیش و طرب فزون فزون
مے کے بھی آگئے جو شخون پھر نشون مین لالہ گون
یار کے باز اور فسون اپنے بھی عشق اور جنون
جام بچار ہے منہ لگون عیش پکار ہے دم لگون
اسمین رقیب بدشگون کچھ نہ بنا تو وہ زبون
پچھلے ہی پہر نکلے مرغ بولا ہی آکے کنگرون کو ان

صبح کے ڈر سے ہڑبڑا یار نے گھر کی راہ لی
ہم بھی دغا مین آگئے مُفت بہار لٹ گئی

لوٹین ہین کیا ہی ہمنے واہ رات مزے بہار کے
انکھڑیون سرمہ دار کے لعل مسی نگار کے
کاکل مُشکبار کے طرۂ آبدار کے
مے کے نشون کے تار کے پھولونکے شاخسار کے
یا نہیں گلے ہین یار کے بوس و کنار پیار کے
ہاتھوں مین گجرے تار کے بچھے گلو مین ہار کے
بھاگا رقیب یار کے ہاتھو نپہ ہاتھ مار کے
کچھ نہ بنا تو دی اذان کوٹھے پہ جا پکار کے

صبح کے ڈر سے ہڑبڑا یار نے گھر کی راہ لی
ہم بھی دغا مین آگئے مُفت بہار لٹ گئی

رات ہوئی تھی واہ واہ کیا ہی نشے رسا رسا
پیتے تھے مے بسا بسا پھولون مین ہم بسا بسا
شوخ بغل مین چاند سا دیتا تھا بوسے ہنس ہنسا
زلفون مین اسکی دل پھنسا آنچ ادا مین جی بسا
جامہ بدن مین جسپ چپا پھول ہوا تھا بس بسا
نیند و نمین یار رسمسا لی تھی جمائی کسمسا
اسمین رقیب گرگ سا کر کے سحر کا وسوسا
لاکے نقارہ یا دہل دھون دھون بجا یا کس کسا

صبح کے ڈر سے ٹھر بڑا یار نے گھر کی راہ لی
ہم بھی دغا مین آ گئے مفت بہار لٹ گئی

کیا ہی نظیر رات کو عیش کے تھے مقابلے
مے کے نشے اُبل چلے دل کے فراخ حوصلے
جی پہ خوشی کے در کھلے رنج و تعب کے حوصلے
شوخ کے ناز چلبلے بوسونکے تھے معاملے
نازو ادا کے چوچلے عیش و طرب کے غلغلے
یار لپٹ رہا گلے دل مین خوشی کے ولولے
اسمین رقیب دم نہ لے بولا ہی کرکے اشتعلے
باندھو کمر مسافرو کوچ کرین ہین قافلے

صبح کے ڈر سے ٹھر بڑا یار نے گھر کی راہ لی
ہم بھی دغا مین آ گئے مفت بہار لٹ گئی

معجزہ حضرت عبّاس بن علی کرم اللہ وجہہ

جو محب ہین خاندانِ مصطفٰے کے دوستدار
اور علی مرتضٰی پر جان و دل سے ہین نثار
سب سنین دلشاد ہو یہ ماجرا تفصیل وار
ہین جو عبّاسِ علی کرّار غازی نامدار
اُنکا مین اِک معجزہ لکھتا ہون با عز و وقار

آڑکاٹ اک شہر ہی وان ایک ساہوکار تھا
جتنے وان زردار تھے اُن سب مین وہ سردار تھا
مال و زر کا گھر مین اُسکے جابجا انبار تھا
اُسکے اک بیٹا سعادتمند برخوردار تھا
گلبدن گل پیرہن گلرنگ گلرو نامدار

دوسرا اُسکے کوئی بیٹی نہ بیٹا تھا مگر
ایک بیٹا تھا وہی سرو روان رشک قمر
تھا پنھاتا اُسکو پوشاک اور جواہر سربسر
جسکے اکلوتا جو تھا اسواسطے اُس کے اُپر
باپ بھی جی سے فدا اور ماں بھی تھی دل سے نثار

اُن دنونمین تھا برس تیرہ کا اُسکا سن و سال
جب نظر آیا اُسے ماہِ محرم کا ہلال

تعزیہ خانون مین جاتا چھپ کے وہ رعنا غزال
مرثیون مین سُنکے شاہِ کربلا کے غم کا حال
کوٹتا سینے کو اور ماتم سے روتا زار زار

تعزیہ کے سامنے ہو کے مؤدب سر جھکا
مورچھل ار روضۂ ضریح پاک پر جھلتا کھڑا
جب علم اُٹھتے تو پھر لڑکون کے ساتھ آنسو بہا
یا حسین ابن علی کہکر علم لیتا اُٹھا
لوگ دیکھ اُسکی محبت ہوتے تھے حیران کار

شام سے آکر وہ قندیلین جلاتا دمبدم
قمقمے اور جھاڑ پہ شمعین چڑھاتا دمبدم
عود سوزونمین اگر لا کر گراتا دمبدم
اہل مجلس کے تئین شربت پلاتا دمبدم
سب وہ کرتا تھا غرض جتنا تھا وانکا کاروبار

لیکن اُسکے باپ کو ہرگز خبر اتبک نہ تھی
جب سُنا اُسنے تو بیٹے پر بہت تاکید کی
جھڑکا اور مارے طمانچے خوب سی تنبیہ کی
اور کہا اے بے حیا بدبخت موذی مدعی
ذات سے کیا تو نکالیگا مجھے اے نابکار

اُسکے دل مین تو شہید کربلا کا جوش تھا
تعزیہ پر دھیان تھا اور مرثیہ پر گوش تھا
باپ تو کرتا نصیحت اور وہ خاموش تھا
نے طمانچون کا اُسے نے جھڑکیون کا ہوش تھا
اُٹھ گیا تھا اُسکے دل سے صاف سب کا ننگ و عار

باپ نے تو دن مین یہ اُسپر کیا رنج و عتاب
رات کو پھر تعزیہ خانون مین جا پہونچا شتاب
پھر پکڑ لایا اُسے جا کر بصد حالِ خراب
الغرض سو سو طرح اُسپر لیے رنج و عتاب
اُسنے پر جانا نہ چھوڑا اُس مکانکا زینہار

اپنا بیگانہ اُسے جا کر بہت سمجھاتا تھا
پر کسیکا کب کہا خاطر مین اُسکی آتا تھا
رونا اور ماتم ہی کرنا اُسکے دل کو بھاتا تھا
تعزیہ خانے کی جانب یونہی وہ دوڑا جاتا تھا

جسطرح عاشق کسی معشوق کا ہو بیقرار

جب تو سب نے تنگ ہوکر مصلحت ٹھانی بہم
کیوں نہ اب اسدم وہی ہاتھ اسکا کٹوا ڈالو قلم
جس سے کرتا ہے یہ ماتم اور اُٹھاتا ہے علم
کہ کے یہ آخر کو سب نے ہے قیامت ہے ستم
کاٹ ڈالا ہاتھ جلد اُس بے گنہ کا ایک بار

الغرض کر ہاتھ اُس مظلوم کا تن سے جدا
نے اُسے کھانا کھلایا نے اُسے پانی دیا
کوٹھری میں بند کر کے اور قفل اوپر چڑھا
شام تک بھوکا پیاسا کوٹھری میں تھا پڑا
دیکھ اپنے ہاتھ کو روتا تھا ڈاڑھیں مار مار

وہ اندھیری کوٹھری وہ بھوک پانی کی پیاس
کس مصیبت میں پڑا وہ گلبدن زریں لباس
ہاتھ سے لوہو کی بوندیں بھی ٹپکتیں آس پاس
ہاتھ زخمی خون جاری دل پریشاں جی اداس
کس سے مانگے داد اور کس کو پکارے بار بار

وہ تو اپنی بیکسی کے درد میں روتا تھا واں
ہوگیا اک بارگی نور تجلّی کا فشاں
اسمیں کیا ہے دیکھتا اُس کوٹھری کے درمیاں
اس تجلی میں نظر آیا ہے اک نوجوان
کاندھے کے اوپر علم پہلو میں تیغ آبدار

دستانہ ہاتھ میں اور پشت کے اوپر سپر
دائیں کو تیر و کماں بائیں کو شمشیر و تبر
تن میں اک سیمیں زرہ اور خود زریں فرق پر
جسطرح ابر سیہ میں برق ہووے جلوہ گر
اسطرح اُس کوٹھری میں آگیا وہ شہسوار

اُسنے جب اس نوجوانکے نور کی دیکھی جھلک
دیکھتے ہی اُسکا ہیبت سے گیا سینہ دھڑک
تھا مجسم وہ تو حق کا نور سر سے پانوں تک
مُند گئیں آنکھیں وہیں اور کھا گئیں پلکیں جھپک
ہوگیا بیہوش وہ مجبور زخمی دل فگار

تاب کسکی ہی جو اُس چہرے کے آگے تاب لائے
ایسے طالع ایسی قسمت یہ نصیبا کوئی پائے
ماہ کیا گر شمس بھی دیکھے تو اپنا سر جھکائے
ایسا شہزادہ مقدس جسکے گھر تشریف لائے
آدمی کیا ہی فرشتونکا نہین عزّ و وقار

وہ تو وہ نور تجلی دیکھ بیخود تھا پڑا
آپ گھوڑے سے اُتر کے نور چشم لانتا
اس عنایت اِس کرم کا کچھ بھی یارو تھا
اُس بریدہ دست کو اُسکے دیا تن سے ملا
اور کہا اُٹھ جلد اے آلِ نبی کے دوستدار

وہ جو آنکھین کھولکر دیکھے عجب انوار ہی
روشنی سے جسکی روشن سب در و دیوار ہی
ہاتھ کو دیکھا تو خاصا ہاتھ بھی تیار ہی
نہ تو اسمین درد ہی نہ خون کا آثار ہی
رہگیا اکبارگی حیرت مین وہ مظلوم زار

پھر جو اُس لڑکے کو اُسمین ہوش سا کچھ آگیا
اور کہا ور دمرا تو ہاتھ تن سے تھا جدا
ہو تصدق اور وہین پانؤن کے اوپر گر پڑا
یہ تمھین سے ہوسکا جو پھر دیا تن سے ملا
سچ بتاؤ کون ہو تم اے امیر نامدار

باپ نے تو میرے مجھ پر یہ ستم برپا کیا
مجھسے بیکس پر جو تمنے کی یہ کچھ لطف و عطا
ہاتھ کاٹا قید کی اور سو تعدّی و جفا
اب خدا کے واسطے جلد سے اے بحرِ سخا
اپنا کچھ نام و نشان مجھ سے کہو تفصیل وار

جب کہا حضرت نے ہم بھی آدمی ہین اے عزیز
خاکسار و عاجز و اندوہگین ہین اے عزیز
بندۂ درگاہ رب العالمین ہین اے عزیز
جسکا تو کرتا ہی ماتم وہ ہمین ہین اے عزیز
آفرین صد آفرین اے پاک مومن دیندار

یہ ہمارا ہی نشان آیا ک طینت متقی
نام کو پوچھے تو ہے گا نام عباس علی

کربلا کے دشت مین دولت شہادت کی ملی   جو ہمین چاہیے ہمارا بھی اسے چاہیے ہی جی
جو ہمارا غم کرے ہم بھی ہین اُسکے غمگسار

سنتے ہی اسبات کے اکبار وہ لڑکا غریب   ہو گیا شاد اور وہین سر رکھکے قدمونکے قریب
یون لگا کہنے بڑی قسمت بڑے میرے نصیب   مین کہان عاجز کہان اللہ کے خاصے حبیب
مین تصدق ہون تمھارا یا شہِ والا تبار

یہ کرم یہ لطف یہ بندہ نوازی کس سے ہو   مجھ سے نالائق کی ایسی سرفرازی کس سے ہو
تمنے جو کچھ مجھ سے کی یہ چارہ سازی کس سے ہو   یہ حمایت یہ مدد یا شاہ غازی کس سے ہو
اس عنایت اس کرم کا ہی تمھین پر کاروبار

مین جو اپنے ہاتھ سے کرتا تھا ماتم بیدلا   اور اُٹھاتا تھا علم بھی مین تمھارے جا بجا
حق اگر پوچھو تو کسکا ہاتھ ہے کٹ کر ملا   یہ تمھین سے ہو سکا جو پھر دیا تن سے لگا
ورنہ کس مین تھی بھلا یہ قدرت و یہ اقتدار

وہ بھی راغب تھا جو اپنے درد کے اظہار کا   ایک پل مین پھر نہ دیکھا نقش ماتم دار کا
کیا دیا تن سے ملا ہاتھ اپنے ماتم دار کا   معجزہ دیکھو یہ ابنِ حیدرِ کرار کا
کس مین یہ قدرت ہے جز فرزند شیر کردگار

اب جو اُسکے ہاتھ پر کٹنے کی آئی تھی گرہ   کچھ حکیمون سے نہوتا گر وہ پھرتا وہ یہ دہ
اب اُنھون نے کر دیا اک آن مین آتے ہی یہ   یہ نہین دست اور کا دست ید اللّٰہی ہے یہ
جز ید اللہ ہو بھلا کس دست سے یہ دستکار

کیا حسین ابنِ علی نے جس لیا میدان مین   اور رہین عباس علی کی بخششین ہر آن مین
انکے بیٹونکی رہین دل خلق کے احسان مین   کیون نہ پھر خالق کہے اُنکے پدر کی شان مین

لافتا الا علی لا سیف الا ذوالفقار

صبح کو اس کوٹھری کا خود بخود در کھل گیا
باپ ماں دیکھیں تو اُسکا ہاتھ تن سے ہی ملا
پوچھا یہ کیا تھا جو کچھ دیکھا تھا اُسنے سب کہا
سنتے ہی دونوں نے پھر تو صدق سے کلمہ پڑھا
ہاتھ میں تسبیح لی زنار کو ڈالا اُتار

پھر ہوئی اس معجزہ کی شہر کی خلقت میں دھوم
ہو گیا اس طفل پر سب شہر کا آکر ہجوم
دیکھتا تھا جو کوئی لیتا تھا اُسکے ہاتھ چوم
اور لگا آنکھوں سے یوں کہتا تھا ہر دم جھوم جھوم
یہ اُنھیں کی دوستی کے گل نے دکھلائی بہار

الغرض ماں باپ اُس پر جان و دل سے ہو فدا
لے کے لڑکے کو چلے دلشاد سوے کربلا
راہ میں کرتے تھے لوگ اُسکی زیارت جابجا
جب وہ منزل پر اُترتے تھے تو وانکے لوگ آ
دمبدم کرتے تھے اپنا سیم و زر اُس پر نثار

گو بکو شہر نجف میں بھی یہ شور و غل پڑے
اک محب پاک دل آیا ہی ہندوستان سے
وانکے بھی لوگ آئے سب اُسکی زیارت کے لئے
اور لاکھوں شخص آئے دور اور نزدیک کے
اسقدر یہ معجزہ سب میں ہوا وان آشکار

کربلا کے پاس پہونچا جسگھڑی وہ ماہتاب
اُن شریفوں کو ہوا حکم شہ عالیجناب
اک ہمارا دوست آتا ہی چلا جوں موج آب
کرکے استقبال تم جاکر اُسے لاؤ شتاب
اُسکی لازم ہے تمھیں دلداری کرنی بیشمار

کربلا کے لوگ نکلے اُسکے استقبال کو
لے گئے اسپ و شتر آرایش و اجلال کو
کر زیارت چوم اُسکے دست خوش افعال کو
سو تجمل سے غرض اُس صاحب اقبال کو
شہر میں لائے بصد اکرام و عز و افتخار

کام کیا کیا کچھ ہوے اِس سے خدا کی راہ کے
پھر خدا نے بھی انھین یہ دست قدرت کے دیئے
اُسنے کٹوایا تو ہاتھ اب اُنکے ماتم کے لیے
کیون نہ پھر تن سے ملاتے وہ تو منصف ہین بڑے
سیکھ جاوے اُنسے نصفت آکے ہر نصفت شعار

جب ہوے روضہ مین داخل وہ محبان علی
کر زیارت اور تصدق ہوکے دل سے ہر گھڑی
وان اُنھون نے کچھ مکان بنوانے کی تجویز کی
لڑکا بنواتا پھرے تھا ہاتھ مین لیکر چھڑی
کی عمارت آخرش رنگین منقش زرنگار

وین بھی اُسکو ملا دنیا بھی یارو دیکھیو
اور محب پاک کہلایا ٹک اُسکو دیکھیو
کیا محبت کے چمن کی ہی یہ خوشبو دیکھیو
کیا ہی طالع کیا ہی قسمت ہے محبو دیکھیو
اُنکی اُلفت کا نہال آخر یہ لایا برگ وبار

یا علی عباس غازی صاحب تاج و سریر
سبکے تم مشکلکشا ہو کیا غریب وکیا امیر
جان و دل سے اب تمھارے نام کا ہوکر فقیر
یہ غلام روسیہ اب جسکو کہتے ہین نظیر
آپ کے فضل وکرم کا یہ بھی ہی امید وار

منقبت درشان امیر المومنین حضرت علیؑ

کرون کیا وصف مین اُن کا الم ناک
کہ جنکی شان مین آیا ہی لولاک
پھرا جو عرش اور کُرسی پہ چالاک
کہان وہ اور کہان میرا یہ ادراک
چہ نسبت خاک را با عالم پاک

محمدؐ رحمۃ للعالمین ہے
حبیب حق شفیع المذنبین ہی
رسول پاک ختم المرسلین ہی
کوئی ایسا خدائی مین نہین ہی
لگا تحت الثریٰ سے تا بہ افلاک

محمدؐ اور علیؑ یاقوت احمر — دُر بحر خدا خاتون اطہر
نہ مرد لعل ہین شبیر و شبّر — جواہر خانۂ قدرت کے اندر
یہی پانچون گہر ہین پنجتن پاک

انھون کیواسطے خلد عدن ہے — انھین کیواسطے نہر لبن ہے
جنھین انکی محبت کا چلن ہے — بہشتی حلّہ اور اُن کا بدن ہے
سدا شیر بہشت اور سایۂ پاک

جسے اِنکی محبت پل بہ پل ہے — اُسی کو دین اور دنیا کا پھل ہے
جو کوئی اُن کی اُلفت مین دغل ہے — تو اُس مرتد کی یا رو یہ مثل ہے
کہ جیسے لیوے طوبےٰ بیچکر ڈھاک

علی جو شہسوار لافتا ہے — امیر المومنین شیر خدا ہے
فلک ہیبت سے اُسکی کانپتا ہے — علیؑ جو صفدر روز وغا ہے
کہ جسکی شرق سے ہی غرب تک دھاک

علیؑ ہے قاتل کفار گمراہ — علیؑ کا حکم ہے ماہی سے تا ماہ
نبیؐ کا قوت بازو ید اللہ — اُٹھا دے چرخ کی گردش تو واللہ
ابھی تھم جاے دم مین چرخ کا چاک

علیؑ نے مہد مین چیرا ہے اژدر — علیؑ نے کاٹ ڈالے عمرو عنتر
اُکھاڑ ڈالا ہے اک حملہ سے خیبر — خواص اشیا کا پھیرے گروہ سرور
تو ہو تریاک زہر اور زہر تریاک

علیؑ کو مصطفےٰ نے جی کہا ہے — علیؑ کو جسمک جسمی کہا ہے

علیؑ کو لحمک لحمی کہا ہے — علیؑ کو روحک روحی کہا ہی
یہ سمجھے وہ خدا دے جسکو ادراک

علی کو خاص نسبت ہی نبیؐ سے — نبی کو راہ دل مین ہی علی سے
وہ دونون ایک تن اور ایک جی ہے — کسی کو تاب کیا غیر از علی سے
جو پہنے مصطفےٰ کے تن کی پوشاک

علی کو جو کوئی پہچانتا ہی — برابر مصطفےٰ کے مانتا ہی
جو ان مین کچھ تفاوت جانتا ہی — وہ اپنے خاک سر پر چھانتا ہی
لگائی اُسنے دوزخ کی مگر تاک

علیؑ کی دوستی مین جو مرے گا — اُسی کو باغ جنت کا ملے گا
علیؑ کے بغض مین جو جان دیگا — وہ ملعون دوزخ اندر یون جلیگا
کہ جیسے آگ پر جلتا ہی خاشاک

جسے وصفِ علی کچھ سالتا ہی — اُسیکو دوزخ آخر ڈھالتا ہی
جو اُنکا بغض دل مین پالتا ہی — گویا بھر بھر کے ڈلیان ڈالتا ہی
وہ اپنے دین اور ایمان مین خاک

جو رکھے دشمنی حیدر سے یک مو — وہ بیشک ہی سیہ دل اور سیہ رو
جو لے سبکی سے نام مرتضےٰ کو — نہ جاوے اُس شقی کے مُنھ سے بدبو
اگر دے گر شاخ سے طوبےٰ کی مسواک

پڑھوں جس دم مناقب مین علیؑ کا — پھٹے سینہ مخالف خارجی کا
حواس اُڑ جاے ہر اک ناصبی کا — دھڑک جاوے کلیجہ مدعی کا

عدو کا دم مین ہو جاے جگر چاک

رہون یان جب تلک رکھو میری عزت
مرون تو کچھ نہو مجھکو اذیت
پھر آوے جس گھڑی روز قیامت
نظیر اپنے کی وان بھی رکھیو عزت

خداوندا بحق پنجتن پاک

در فنائے جہان و بقائے رحمان

دنیا مین کوئی خاص نہ کوئی عام رہیگا
نہ صاحب مقدور نہ ناکام رہیگا
زردار نہ بے زر نہ بد انجام رہیگا
شادی نہ غم گردش ایام رہے گا

نہ عیش نہ دکھ درد نہ آرام رہیگا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

یہ چرخ جو کہتا ہے پڑا گنبد ازرق
یہ چاند یہ سورج یہ ستارے ہین معلق
لوح و قلم و عرش بریں ثابت و مطلق
سب ٹھاٹھ یہ اک آن مین ہو جاویگا ناحق

آغاز کسی شے کا نہ انجام رہے گا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہے گا

ہے عالم ارواح سے تا عالم حیات
انسان پری حور و ملک جن و نباتات
کیا ابر و ہوا جنگل و کوہ ارض و سموات
اک پھونک مین اڑ جائینگے جون نقش طلسمات

ہشیار نہ پختہ نہ کوئی خام رہیگا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

گر علم و ہنر سے ہی کوئی خلق مین مشہور
یا کشف و کرامات مین ہی صاحب مقدور
یا ایک کا ہی نام و نشان خلق مین مشہور
اک دم مین پلک مارتے ہو جاینگے سب دور

مستور نہ مشہور نہ گمنام رہیگا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

مختار کیے خسرہ سے جو کرتے ہین سدا کام — یا جبر سے مجبوری کے رکھتے ہین کئی دام
جب آکے فنا ڈالے گی اک گردش ایام — اک آنمین اٹھ جائیگا سب چیز کا الزام

مختار نہ مجبور نہ خود کام رہیگا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

اب دلمین بُرے اپنے جو کہلاتے ہین اغیار — سو مکر و دغا کرتے ہین اک آن مین تیار
جب آکے فنا ڈالیگی سر کے اوپر اک وار — اک وار کے لگتے ہی یہ ہو جاوینگے سب پار

نے مکر نہ حیلہ نہ کوئی دام رہیگا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہے گا

کرتے ہین جو اب دل سے ریاضات و عبادات — یا عمر کو کھوتے ہین بہ رندی و خرابات
جب آکے فنا چھوڑیگی شمشیر کا اک ہات — پھر صاف ہی دونون کی گنہگاری و طاعات

نے زند نہ عابد نہ مے آشام رہیگا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

جھگڑا نکرے ملت و مذہب کا کوئی یان — جس راہ مین جو آن پڑے خوش رہے ہر آن
زنار گلے یا کہ بغل بیچ ہو قرآن — عاشق تو قلندر رہین نہ ہندو نہ مسلمان

کافر نہ کوئی صاحب اسلام رہیگا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

جو شاہ کہاتے ہین کوئی انسے یہ پوچھو — دارا و سکندر رہ گئے آہ کدھر کو

مغرور نہو شوکت و حشمت پہ وزیرو
اس دولت و اقبال پہ مت پھولو امیرو
نے ملک نہ دولت نہ سرانجام رہیگا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

بیوپار جو کرتے ہیں ہر اک چیز کا زردار
آ گے بھی دکانیں تھیں کئی اور کئی بازار
جس طور کا اب چاہیے کر لیجیے بیوپار
پھر جنس نہ دلال نہ مالک نہ خریدار
نے نقد نہ کچھ قرض نہ کچھ وام رہیگا
آخر وہی اللہ کا ایک نام رہیگا

اب جتنی کھڑی دیکھو ہو عالم میں عمارات
یا جھونپڑے دو کوڑی کے یا لاکھ کے محلات
کیا پست مکان کیا یہ ہوا وار مکانات
اک اینٹ بھی ڈھونڈے کہیں آنکی نہیں ہات
دالان نہ حجرہ نہ در و بام رہے گا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

یہ باغ و چمن اب جو ہر اک جا میں رہے پھول
یہ شاخ یہ غنچہ یہ ہرے پات پھل پھول
آجاویگی جب باد خزاں رنگ اُپر بھول
ہر خار کی ہر پھول کی اُڑجاویگی سب دھول
نے زرد نہ سُرخ اور نہ سیہ فام رہیگا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

میخوار بھی کتنے ہوے یاں مے کے طاقی
ساقی بھی کئی ہو گئے محبوب زناتے
لا جام کوئی بھر کے جو ہو اور بھی باقی
فرصت ہے غنیمت کوئی دم کو اری ساقی
نہ مے نہ صراحی نہ ترا جام رہے گا
آخر وہی اللہ کا اک تام رہیگا

یہ عاشق و معشوق جو کرتے ہیں ہم چاہ — آگے بھی بہت عاشق و معشوق تھے واللہ
وہ شخص کہاں جاتے رہے اے مرے اللہ — اِس بات سے معلوم ہوا اب تو یہی آہ
نہ عشق نہ عاشق نہ دلارام رہے گا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

ٹک غور کرو اب ہیں کہاں مجنون فرہاد — لیلی کہاں شیرین کہاں وہ نازوہ بیداد
جب پھول کھلے واہ وہ سب ہو گئے برباد — ہم تم بھی غنیمت ہیں سن او یار پریزاد
وان حسن نہ یاں عشق کا ہنگام رہیگا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہے گا

محبوب بنا جسنے تمھیں حسن دیا ہے — اُسنے ہی ہمیں عاشق جانباز کیا ہے
ملنا ہے تو مل لو یہی جینے کا مزا ہے — سب نازو نیاز آہ یہ اکدم کی ہوا ہے
پھر ہجر نہ کچھ وصل کا پیغام رہیگا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

ملنے سے ہمارے جو تمھیں آتا ہے الزام — آنے دو یہ تم ہمسے ملے جاؤ سحر شام
پھر حسن کہاں اپنے رکھو کام سے تم کام — جبتک مارتے ہیں وہ جو تمھیں کرتے ہیں بدنام
طوفان نہ بہتان نہ الزام رہیگا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

یہ شعر و غزل اب جو بناتے ہیں زبانی — آگے بھی بہت چھوڑ گئے اپنی نشانی
دیوان بنا یا کوئی قصہ کہ کہانی — کچھ باقی نظیر اب نہیں سب چیز ہے فانی
خمسہ نہ غزل فرد نہ ایہام رہیگا — آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

وله

گر شاہ سر پہ رکھکر افسر ہوا تو پھر کیا
اور بحر سلطنت کا گوہر ہوا تو پھر کیا
ماہی علم مراتب پُر زر رہا تو پھر کیا
نوبت نشان نقارہ در پر ہوا تو پھر کیا
سب مُلک سب جہان کا سرور ہوا تو پھر کیا

کیا رکھکے فوج لشکر کی سلطنت پناہی
پھیری دہائی اپنی سے ماہ تا بہ ماہی
جب آنکر فنا کی سر پر پڑی تباہی
پھر سر رہا نہ لشکر نے تاج بادشاہی
دارا جم و سکندر اکبر ہوا تو پھر کیا

یا ذات میں کہائے نامی اصیل ذاتی
جمشید فر کے پوتے نوشیروان کے ناتی
تھے آپ مثل دولہا اور فوج تھی براتی
جب چل بسے تو کوئی پھر سنگ تھا نہ ساتھی
ملک و مکان خزانہ لشکر ہوا تو پھر کیا

یا راج بنسی ہوکر دنیا میں راج پایا
چتور گڑھ ستارا کالنجر اپنایا
جب توپ نے اجل کے آمورچا لگایا
سب اُڑ گئے ہوا پر کوئی نہ کام آیا
گڑھ کوٹ توپ گولہ لشکر ہوا تو پھر کیا

کتنے دنوں یہ غُل تھا نواب ہیں یہ خان ہیں
یہ ابن پنجہزاری یہ عالی خاندان ہیں
جاگیر و مال و منصب گو آج اُنکے یاں ہیں
دیکھا تو اک گھڑی میں نہ نام و نہ نشان ہیں
دو دن کا شور چرچا گھر گھر ہوا تو پھر کیا

کہتا تھا کوئی دیکھو یہ ہیں امیر خان جی
اور یہ ہیں خان خانان اور ہیں میر خان جی
پنجہ اُٹھا قضا کا جب آئے سیر خان جی
پھر کیسے میر خان جی کیسے وزیر خان جی
ٹھہرا غنی تونگر بازر ہوا تو پھر کیا

کہتا تھا کوئی گھوڑا ہے نامدار خان کا
یہ پالکی یہ ہاتھی ہے ذوالفقار خان کا
آیا قدم اجل کے جب تیس مار خان کا
خر بھی کہین نہ دیکھا پھر شہسوار خان کا
جھپان میگ ڈنبر در پر ہوا تو پھر کیا

کہتا تھا کوئی ڈیوڑھی ہے خان مہربان کی
یہ باغ یہ حویلی ہے محلدار خان کی
جب راج نے قضا کے کرنی بسولی ٹانکی
اک اینٹ بھی نہ پائی ہرگز کسی مکانکی
رنگین محل سنہر اگھر در ہوا تو پھر کیا

کتنون نے بادشاہی کیا کیا خطاب پایا
مُہرین پڑی کُھدائین سکہ پڑا اپنایا
جب آن کر فنا نے نام و نشان مٹایا
وہ نام اور وہ سکہ ڈھونڈھا کہین نہ پایا
زر دون کا مُہر چھاپا در پر ہوا تو پھر کیا

جاگیر مین کسی نے زر ریز مُلک پایا
کر بندوبست اپنا نظم و نسق بٹھایا
لیکر سند اجل کا جب فوجدار آیا
اک دم مین حکم و حاصل سب ہوگیا پرایا
ہانسی حصار ٹھٹھا بھکر ہوا تو پھر کیا

کہتا تھا کوئی لشکر ہے طرہ باز خان کا
یہ خیمہ شامیانہ ہے شہنواز خان کا
آیا کٹک اجل کے جب یکہ باز خان کا
ہرگز بھی کہین نہ پایا پھر سرفراز خان کا
سردار میر بخشی بڑھکر ہوا تو پھر کیا

ہاتھی پہ چڑھکے نکلے یا خاصے گھوڑے اوپر
یا نالکی سنبھالی یا پالکی کی جھالر
یا لے صراحی حقہ دوڑے جلیب اندر
جب آ اجل پکاری صاحب رہا نہ نوکر
آقا ہوا تو پھر کیا نوکر ہوا تو پھر کیا

یا لیکے اک قلمدان اور رکھ قلم کو سر پہ
جوڑے حساب لاکھون چہرے لکھے سراسر

جب عمر کی کچہری جھانکی قضا نے آکر   پھر آپ نہ قلمدان کاغذ رہا نہ دفتر
منشی وکیل دیوان مر مر ہوا تو پھر کیا

یا نے قضا کی خدمت ہو بیٹھے آپ قاضی   محضر قبالہ لکھے قضیئے چکائی شرعی
اعلام سنے قضا کا جب آ کنا پکاری   پھر محکمہ نہ جھگڑا قاضی رہا نہ مفتی
کوڑا البید درہ دربر ہوا تو پھر کیا

کتوال بن کے بیٹھا یا صدر ہو مقرر   فاسق ڈریں ہزاروں اور چور کانپیں تھر تھر
آیا قضا کا مردھا جس دم چھری اٹھا کر   کتوالی اور صدارت سب اڑ گئی ہوا پر
دو دن کا خوف و خطرہ اور ڈر ہوا تو پھر کیا

کہتے تھے کتنے ہم تو ہیں ذات میں کلن جی   ہم شیخ ہم مغل ہیں ہم ہیں پٹھان ہاں جی
جس دم قضا پکاری اب اٹھ چلو میاں جی   پھر شیخ جی نہ سید مرزا رہے نہ خان جی
ذات و حسب نسب کا جوہر ہوا تو پھر کیا

یا ہے کے زر جہان میں کرنے لگے تجارت   یا سیٹھ بنکے بیٹھے خاصی بنا عمارت
کھولیں قضا نے سیاں جب کر کے اک اشارت   سب کوٹھی اور دکانیں کر ڈالیں دم میں غارت
مال و مکان جواہر اور زر ہوا تو پھر کیا

یا ہو سپاہی بانکا ترچھا بڑا کہایا   بلدار باندھ چیرہ طرّے کو جگمگایا
کھیتوں میں جا کے کودا لاکھوں کے تئیں جھمکایا   جب منہ اجل کا دیکھا پھر کچھ بھی بن نہ آیا
یکتا شجاع بہادر صفدر رہا تو پھر کیا

گھوڑا اٹھا کے ڈوبا فوجوں میں ہو دلاور   مارے طمنچے بھالے کھائی کٹار جمدھر
مارا قضا نے بھالا جس دم فنا کا آکر   پھر مردمی شجاعت سب ہو گئی برابر

خود و سلاح چلتہ بکتر ہوا تو پھر کیا

یا خانہ جنگی لڑکر کھایا بدن مین ٹانکا
جب گھور کر قضا کے بانکے نے آکے جھانکا
مونچھون کو تاؤ دیکر سو ودوت دھات ہانکا
ٹیڑھا رہا نہ ترچھا گنڈا رہا نہ بانکا
تیغا سپر قرابین جمدھر ہوا تو پھر کیا

یا ہو حکیم حاذق کرنے لگے طبابت
کھوئے مرض ہزارون دھوئی ہر ایک زحمت
مردون کے تئین جلایا عیسے کی کر کرامت
جب آئی سر پر اپنے پھر کچھ چلی نہ حکمت
لقمان یا فلاطون اکبر ہوا تو پھر کیا

یا ہو نجومی کامل تارون کو چھان ڈالا
ہر جو ستارے باندھے احکام کو سنبھالا
سورج گہن بچارے چندر گہن نکالا
جب وقت اپنا آیا اُسوقت کو نہ ٹالا
جوتش نجوم پنڈت پڑھکر ہوا تو پھر کیا

یا پڑھکے وو کتابین اور کر کے علم حاصل
جب دیو کا اجل کے سایہ ہوا مقابل
یا بھوت جن اُتارے مشہور ہو کے عامل
مُلّا رہا نہ سیانا عالم رہا نہ فاضل
تعویذ فال جادو منتر ہوا تو پھر کیا

ماتھے پہ کھینچ ٹیکا یا ہاتھ لے کے مالا
پوجا کتھا بکھانی کیا کیا شبد نکالا
پوتھی بغل مین دابی زنّار کو سنبھالا
کچھ بن سکا نہ آیا جب جان لینے والا
وید و پُران پڑھکر مصّر ہوا تو پھر کیا

یا پی کے مے کسی نے کی عیش کامیابی
جس دم قضا نے اپنی چمکائی اک گلابی
لوٹا نشے مین ہر جا کر دلسے بے حجابی
پھر مے رہی نہ مینا نہ مست نہ شرابی
اِک دم لبون پہ مے کا ساغر ہوا تو پھر کیا

حسن وجمال پاکر یا خوبرو کہایا
آکر پڑا سروں پر جسدم اجل کا سایا
یا عشق مین کسی نے جی جان کو گھٹایا
دونون مین پھر کسیکو ڈھونڈھا کہین نہ پایا
عاشق ہوا تو پھر کیا دلبر ہوا تو پھر کیا

یا ہو کے پیر زادے کرنے لگے فقیری
جب پیرہن کی کفنی آکر اجل نے چیری
کرکے مرید کتنے کی اُن کی دستگیری
سب اُڑ گئی ہوا پر دم مین مریدی پیری
مرشد فقیر ہادی رہبر ہوا تو پھر کیا

یا سر منڈا کے بیٹھے آزاد ہو نویلے
میلے کیے ہزارون مونڈے فقیر چیلے
یا خود منڈے کہاکر سوروپ رنگ کھیلے
جب آفنا پکاری جا سو رہے اکیلے
تکیہ ہوا تو پھر کیا بستر ہوا تو پھر کیا

جوگی اتیت جنگم یا سیورا کہایا
ترسول سے قضا کا جب وقت سر پر آیا
یا گھول کر جٹا کو یا گھونٹ سر منڈایا
نے بالکے کو تھا مانے آپ کو بچایا
نانک کبیر پنتھی بھر تھر ہوا تو پھر کیا

یا نیک بنکے بیٹھے اچھے لگے کہانے
آکر بجے اجل کے جب سر پہ شادیانے
یا ہوکے بد ہر اک کے دل کو لگے ستانے
تھے نیک و بد جہانتک سب لگ گئے ٹھکانے
بہتر ہوا تو پھر کیا بدتر ہوا تو پھر کیا

کیا ہندو کیا مسلمان کیا زند و گبرو کافر
جتنے نظیر ہین یان اکدم کے ہین مسافر
نقاش کیا مصور کیا خوشنویس شاعر
رہنا نہین کسی کو چلنا ہے سب کو آخر
دو چار دن کی خاطر یان گھر ہوا تو پھر کیا

ولہ

ہووے جو کوئی اُس بت خود کام سے واقف
پھر عمر نہو پھر کبھی اسلام سے واقف
دل پاتو ہو چشم گل اندام سے واقف
ساقی یہ پلا اُسکو جو ہو جام سے واقف
ہم آج تلک مے کے نہین نام سے واقف

نت مست رہے میکدۂ عشق مین رہکے
سرشار نشون مین رہے پھرتے رہے بہکے
دیکھے نہ کبھی جور زمانے کی گرہ کے
مستی کے سوا دور مین اُس چشم سیہ کے
کافر ہو جو ہو گردش ایام سے واقف

اس شوخ ستمگار کی جسدن سے ہوئی چاہ
دکھ بھرتے ہی بھرتے غرض آخر ہوے ناگاہ
جا ملک عدم مین بھی تڑپتے رہے واللہ
مرکر بھی تہِ خاک نہ آسودہ ہوے آہ
اے عشق نہ سمجھے ہم ترے انجام سے واقف

پہلے تو پھنسایا ہمین اُس نور نظر نے
آخر کو لگی پھر ستم و ظلم دو کرنے
اب آہ اسیری کے پڑے دکھ ہمین بھرنے
صیاد کی اُلفت سے پھنسے آن کے درنے
تھے کاہیکو ہم اِس قفس و دام سے واقف

منت سے بھلا کب وہ بُلاتا ہی کسی کو
جھوٹا ہی دغاباز ہی عیار ہی بدخو
ہمنے تو بہت اسکی سمجھ رکھی ہی خو بو
ملنے کا پیام اُس سے کہو جاکے عزیزو
جو اُسکے نہو وصل کے پیغام سے واقف

چاہو کہ پھر اب بیچ مین لو تم ہمین ہر آن
اب آہ یہ ہوتا نہین اے خسرو خوبان
ناحق دل صدچاک کو کرتے ہو پریشان
اور ون سے قسم کھائیے اور ہم تو مری جان
ہین خوب تمھارے قسم اقسام سے واقف

اول تو نہ سیکھے کبھی خوبان کی میان چاہ
اور سیکھے تو ہو سیکھئے سب چیز سے آگاہ

رونا مجھے رہ رہ کے یہی آتا ہے واللہ | کوئی نہیں کرتا جو کیا تو نے نظیرؔ آہ
دل اُس کو دیا جسکے نہیں نام سے واقف

ولہ

رہے ہیں اب تو پاس اُس شوخ کی شام و سحر موتی | جبیں پر موتی اور سر میں ہیں موتی مانگ پر موتی
اِدھر جگنوں اُدھر کچھ بالیوں میں جلوہ گر موتی | بکھرتے ہیں اُس پر کلیں اب تو یار و سر موتی
گلے میں کانٹھیں تختے میں جدھر دیکھو اُدھر موتی

کوئی اُس چاند سے ماتھے کے ٹیکے میں اُچھلتا ہے | کوئی بندے سے ملکر کانکے نرمو میں ملتا ہے
لپٹ کر دُھدھگی میں کوئی سینہ پر مچلتا ہے | کوئی جھمکو نہیں چھوڑے ہے کوئی بالی میں ہلتا ہے
یہ کچھ لذت ہے جب اپنا چھداتے ہیں جگر موتی

کبھی وہ نازنیں ہنسکر جو کچھ باتیں بناتی ہے | تو اک اک بات میں موتی کو پانی میں بہاتی ہے
اداؤ ناز میں چنچل عجب عالم دکھاتی ہے | وہ سمرن موتیوں کی انگلیوں میں جب پھراتی ہے
تو صدقے اُسکے ہوتے ہیں پڑے ہر پور پر موتی

غلط ہے اُس لب رنگیں کو برگ گل سے کیا نسبت | کہ جنسے ہے عقیق اور سیپ اور یاقوت کو حسرت
اُداہٹ کچھ مسی کی اور اُس پر پان کی رنگت | وہ ہنستے ہیں تو کھلتا ہے جواہر خانۂ قدرت
اِدھر لعل اور اُدھر نیلم اِدھر مرجان اُدھر موتی

کبھی جو بال بال اپنے میں وہ موتی پروتی ہے | نزاکت سے عرق کی بوند بھی گھڑیکو دھوتی ہے
بدن بھی موتی اور سر پا تو سینے بھی موتی ہے | سراپا موتیوں کا پھر تو اک گچھا وہ ہوتی ہے
کہ جیسے وہ خشک موتی کچھ پسینے کے وہ تر موتی

گلے میں اُسکے جب جم موتیا کے ہار ہوتے ہیں | چمن کے گل سب اُسکے وصف میں موتی پروتے ہیں

نہ تنہا رشک سے قطرات شبنم دل میں روتے ہیں
فلک پر دیکھکر تارے بھی اپنا ہوش کھوتے ہیں
پہنکر جسگھڑی بیٹھے ہے وہ رشک قمر موتی

وہ زیور موتیونکا ولہ اور کچھ تن وہ موتی سا
پھر اُسپر موتیا کے ہار بازو بند اور گجرا
سراپا زیب و زینت میں وہ عالم دیکھکر اُسکا
جو کہتا ہوں ارے ظالم ٹک اپنا نام تو بتلا
تو ہنسکر مجھسے یوں کہتی ہے وہ جادو نظر موتی

کڑے پازیب توڑے جسگھڑی اُسمیں لٹکتے ہیں
تو ہر جھنکار میں کس کسطرح باہم جھگڑتے ہیں
کسی کے جی پہ لڑتے ہیں کسی دل سے اکڑتے ہیں
اکڑے سونیکے کیا موتی بھی اُسکے پانوں پڑتے ہیں
اگر باور نہو دیکھو ہیں اُسکی کفش پر موتی

خفا ہو اندنوں کچھ روٹھ بیٹھی ہے جو ہمسے وہ
تو اُسکے غم میں جو ہم پر گذرتا ہے سو مت پوچھو
چلے آتے ہیں آنسو دل پڑا ہے ہجر میں غش ہو
وہ دریا موتیونکا ہمنے روٹھا ہو تو پھر یارو
بھلا کیونکر نہ برساوے ہماری چشم تر موتی

شفق میں اتفاقاً جیسے سورج ڈوبکر نکلے
دیا ابر گلابی میں کہیں بجلی چمک جاوے
بیاں ہو کس طرح سے آہ اُس عالم کو کیا کہیے
تبسم کی جھلک میں یوں جھمک جاتے ہیں دانت اُسکے
کسی کے یک بیک جسطور جاتے ہیں بکھر موتی

ہمیں کیونکر پر نہ دوسے بوسونکے نہوں کہنے
جڑاؤ موتیونکے اس غزل پر وارئیے گہنے
سخن کی کچھ جو اُسکے دل میں ہے اُلفت لگی رہنے
نظیر اس ریختہ کو سُن وہ ہنسکر یوں لگی کہنے
اگر ہوتے تو میں دیتی تجھے اک تھال بھر موتی

ولہ

ہمیشہ چاہت کی دھن ہے جسکو دل اُسکا ہو بیحد بھلا
لگائے رکھتا ہے اُسکی چٹپٹ جسن اُسنے یہ دکھا بھالا

دیا دل اپنا اُسی کو ہنسکر جہاں پری رو نے یوں کہا لا — پھر جو نکلا میں اپنے گھر سے تو دیکھا اک شوخ حسن والا

جھلک وہ مکھڑے میں اس صنم کے کہ جیسے سورج میں ہو اُجالا

ہوا نہایت میں جی میں خوشدل نظر پڑا وہ صنم جو مجھکو — صفت کی اُسکے جمال کی واں گھڑی بہ گھڑی میں خوش ہو

جو دیکھی میں نے وہ اُسکی خوبی بھری زباں سے ہو گیا لو وہ — وہ زلفیں اُسکی سیاہ پُر خم کہ اُنکے بل پر شکن کو یارو

نہ پہونچے سنبل نہ پہونچے ریحان نہ پہونچے ناگن نہ پہونچے کالا

بہار دیکھی جو اُس صنم کی تو وصف اُسکا کہوں میں کیا کیا — پری بھی دیکھے تو شرمگیں ہو وہ حسن و خوبی بھری سراپا

وہ چال چنچل وہ نظریں چنچل وہ پیاری صورت وہ خوب نقشا — ادا و بانکی عجب طرح کی وہ ترچھی چتون بھی کچھ تماشا

بھویں وہ جیسے کھنچی کمانیں پلک سناں گوشہ نگاہ بھالا

عجب ہو وش کا وہ شوخ گلرو کہوں میں کیا کیا کچھ اُسکی خوبی — ہو افزا میں دل و رجاں ہے وہ طرز اسکی ہے میں دیکھی

کچھ ایسا مدہوش کچھ ایسا و لیکن کہاں تک صفت میں اُسکی — وہ آنکھیں مست اور گلابی اُسکی کہ اُنکو دیکھے تو دیکھیے ہی

مے محبت کا اُسکے دل کو ہو گیا ہی کہ نشہ دوبالا

وہ شوخ چنچل کچھ ایسے ڈھب کا کہ اُسکا مکھڑا جو کوئی دیکھے — پھرے دیوانہ سا ہر طرف وہ اُسی کی چاہ میں بہت ہوش کھو کے

نگاہیں بھی کسی طرح کی فریب و فن بھی کئی نمط کے — لبوں پہ سرخی وہ پان کی کچھ کہ لعل بھی منفعل ہو جس سے

وہ آن ہنسنے کی بھی پھر ایسی کہ جسکا عالم ہے کچھ نرالا

وہ طرفہ دلبر وہ منظر وہ نسترن بر جو میں نے دیکھا — بجز اہا ہا کچھ اور پھر ہرگز نہ حرف میری زباں سے نکلا

ہوا میں صورت کو دیکھتے ہی غلام اُسکی ہر اک ادا کا — وہ حیا میں تھی وہ دلفریبی وہ سج دھج اُسکی وہ قد زیب

کہ دیکھ جسپر فدا ہوں دل سے وہ جنکو کہتے ہیں سرو بالا

خوشی اپنے دل میں ہوا بہت ہی میں اُس پری رو کو دیکھنے سے — نثار اُسپہ ہوا میں کیا کیا جب اُسکی انداز و ناز دیکھے

جو شوخیاں میں نے اُسمیں پائیں کہاں تک اُنکا بیان ہو مجھسے — نگہ لڑائی ہے اُس نے جسدم جھمک لیا جھپ تو دلکو میرے

ادا و آن نے ادھر دبوچا پلک نے اودھر اچھالا

جب اُس سپر رو کے ہاتھوں آکر یہ شکل وان میرے دل کی ٹھہری ۔ رہا میں بس کھو کے ہوش اپنا جو میرے اسوقت جی پہ ٹھہری
ہوئی اذیت جو مجھ پہ اُس دم وہ میں ہی جانوں کسے خبر تھی ۔ جو لے لیا دلکو میرے یارو تو اُسنے لی راہ اپنے گھر کی
پڑا تڑپتا میں رہ گیا وان زبان پہ آہ اور لبوں پہ نالا

جب اُس صنم کی ادا نے اُس جا دکھایا اپنا وہ مجھکو جادو ۔ پھنسا میں ان زلفوں کے بل میں یار رہی نہ عقل و خرد مگر
ہوا میں بیکل برنگ بسمل جو ہوش تھا سب بعہد گیسو ۔ بہت یہ میں نے تو چاہا پوچھوں میں نام اُسکا ولے وہ گلرو
نہ مجھسے بولا نہ کی اشارت نہ دی تسلی نہ کچھ سنبھالا

غرض وہ عیار میرے دلکو جو لے گیا چھلکے وانسے اُس دم ۔ صبا کے قاصد کو میں نے بھیجا کہی زبانیں سکھلا کے یہ ہم
جو پہونچے وان تو یہ پہلے کہیو تو اس زبان سے بہ دیدۂ نم ۔ پری رخ من شکر لبا من وہے تو باز آ بہ پیش چشم
بیاد سرو تو سیہ قرارم نہال عشقت شدہ است بالا

گیا ہے جب سے تو منہ دکھا کر نہیں پڑا ہے مجھے کو اک تک ۔ کھلی ہیں آنکھیں برنگ نرگس ہاں ہوں تیری ہی راہ کو تک
جھمک دکھا جا تک اپنے رخ کی کسی طرح سے تو پھر یکایک ۔ فدا ہو جھمک عشقی تیر فا و موج شرار من فرانک
کثیر حزنا مع الهموم ثقیل ہجرا و کالجبالا

ہوئی تو مجھسے کیا اب تو جسکے باعث ہوا جدا ہے ۔ مرا تو جان و دل اے پری رو تجھی صنم پر فدا ہوا ہے
کسی طرح سے تو جلد آجا نکلتی منہ سے یہی صدا ہے ۔ تساڈی ملنے نوں لے ہی بیکل بلاکی ہمکو فراق آکھدا ہے
سدا اکھیوں دی ہے اپنے گھر وچ نہیں تو اٹھ کے ساڈی نالا

تجھی میں رہتا ہے دھیان میرا نہ سکھ ہے دلمیں نہ نیند نینان ۔ ترا ہی لیتا ہوں نام ہر دم جبیں میں ہیں نہیں ہیں جیسے بتیاں
کہیں سے آمل تو مجھسے پیارے جو میرے دلکو ٹک آوے چینان ۔ تمہارے آنے لگی ہے نسدن ترا درشن کو ترسیں نینان
دلاری جشمہ را نو ٹھی بران پہلی موہن انوکھی لالا

تری جدائی میں اے ستمگر یہ سختی مجھ پہ جو اب گذرتی
نہ گھر میں دل کو قرار آوے نہ میرا باہر کہیں لگے جی
نہیں جو آیا تو اس طرف کو یہ بات کیا تیرے جی میں ٹھہری
اُپائے من کو جو چھیڑوں تقیں سی بار کاٹن لگائی آتی
پہر راتیں آ کر کھڑ بوبھان کی پلک کٹارا جو تہان سے نکالا

وہ تیری صورت ہے جیسے دیکھی تو ہر دم آنکھیں ہیں یاں ہی حیران
جو کال آتی ہے یاد تیری تو دل ہی ہوتا بہت پریشان
ارے سجیلے ارے چھبیلے ارے ڈھبیلے کبھی تو آن
اگن برت ہے جیا میں تجھ بن جو ہے میں تیرا ہی ہون
تُوری جو ننیان نے موہا ہمکو پتنگو تنکو بھوا دکھالا

گیا ہے جیسے تو دل کو لیکر نہیں ہے مجھکو قرار اک جا
امید ملنے کی تیرے رکھکر ادھر اُدھر ہو نہیں اٹھا جاتا
ہوا ہے میرا یہ حال اب تو تری جدائی میں دل آرا
جگت سبھا امت بر ہے اٹک کہو سو اب من کرن کیا
دوانی کیتی ہمن سر سخن نہ سُدھ بُدھ کی گر پڑے بدھو کی چھالا

جو دل پہ گذرے ہے اے ستمگر تجھ بن بیان نہیں ہے کچھ اسکا آسان
تمنا یہی ہے جی میں رہتی کہ تو پھر آ کے کوئی گھڑی یاں
جو تجھکو دیکھے تو ہو تسلی جو تجھ سے بولے تو دل ہو خوش آن
کبھی تو ہنسکر شتاب آ جا نظیر کی بھی طرف تک اے جان
بنا کے سیج ڈیج پھر اسکے دامن لگا کے ٹھوکر ہٹا کے بالا

قصہ ہنس

دنیا کی جو الفت کا ہوا اُس کو سہارا
اور اُسنے خوشی کو مری خاطر میں اُتارا
دیکھی جو یہ غفلت تو مرا دل یہ پکارا
آیا تھا کسی شہر سے اک ہنس بچارا
اک پیڑ پہ جنگل کے ہوا اُسکا گذارا

چنڈول اگن ابلقے چڑیاں سبنے ڈھیر
مینا و بئے کلکلے بگلے بھی سمبھر
طوطے بھی کئی طور کے ٹوٹیاں کوئی لہر
رہتے تھے بہت جانور اُس پیڑ کے اوپر
اُسنے بھی کسی شاخ پہ گھر اپنا سنوارا

بلبل نے کیا اُسکی محبت مین خوش آہنگ
کھنجن مین کلنگو نمین بھی چاہت کی مچی جنگ
اور کوکلے کوئل نے بھی اُلفت کو لیا سنگ
دیکھا جو طیورون نے اُسے حُسن مین خوش رنگ
وہ ہنس لگا سب کی نگاہون مین پیارا

سیمرغ بھی سو دل سے ہوئے ملنے کے شائق
سارس بھی جو اصل بھی ہوے اُسکے موافق
گرڑ ہنگلہ بھی نپھونکے ہوے جھلنے کے لائق
باز و لگڑ و جرّہ و شاہین ہوے عاشق
شکرون نے بھی شکر سے کیا اُسکا مدارا

کچھ سبز رنگ چڑنگے و کچھ ٹنٹن و برے
غوغائی کچھیری و لٹورے و پپیہے
پندخی سے لگا بوبڑ و قمری دھیروے
کچھ لال چڑے پورنے پدی ہی غش تھے
پڈری بھی سمجھتی تھی اُسے آنکھ کا تارا

چاہت کے گرفتار بٹیرین لوین تیتر
ہر ہر بھی ہوے ہٹ کے بدہیا ادھر اودھر
کبکون کے تدرو دن کے بھی چاہت مین بندھے
زاغ و زغن و طوطی و طاؤس و کبوتر
سب کرنے لگے اُسکی محبت کا اشارا

شکل اُسکی وہین جی مین کھبی شامہ چڑے کے
ہریل بھی ہوے اُسکے بڑے چاہنے والے
دہی چاہ جتا پھر اُسے جھانپونے بھی جب سے
جتنے غرض اُس پیڑ پہ رہتے تھے پرندے
اُس ہنس پر اُن سب نے دل و جان کو وارا

خواہش یہ ہوئی سب کی کہ ہر دم اُسے دیکھین
دن رات سے آخوش بکھین نت سکھ اُسے دیوینا
اور اُسکی محبت سے ذرا مُنھ کو نہ پھیرین
صحبت جو ہوئی ہنس کی اُن جانورونمین
یک چند رہا خوب محبت کا گذارا

سب ہوکے خوش اُسکی مے اُلفت لگے پینے
اور ہیت سے ہر ایک نے وہان بھر لیے سینے

ہر آن جتانے لگے چاہت کے قرینے ۔ اُس ہنس کو جب ہو گئے دو چار مہینے
اک روز وہ یاروں کی طرف دیکھ پکارا

یاں لطف و کرم تمنے کیے ہمپہ ہیں جو جو ۔ تم سب کی یہ خوبی ہی کہاں ہمسے بیاں ہو
تقصیر کوئی ہمسے ہوئی ہووے تو بخشو ۔ لو یارو ہم اب جاوینگے گھر اپنے وطن کو
اب تمکو مبارک رہے یہ پیڑ تمھارا

اب تک تو بہت ہم رہے فرصت سے ہم آغوش ۔ اب یاد وطن لگی ہمارے ہوئی ہمدوش
جب حرف جدائی کا پرندوں نے کیا گوش ۔ اس بات کے سنتے ہی جو ہر اک کے اُڑے ہوش
سب بولے یہ فرقت تو نہیں ہمکو گوارا

بن دیکھے تمھارے ہمیں کب چین پڑینگے ۔ اک آن نہ دیکھینگے تو دل غم سے بھرینگے
گر تمنے یہ ٹھہرائی تو کیا سکھ سے رہینگے ۔ ہم جتنے ہیں سب ساتھ تمھارے ہی چلینگے
یہ ڈر ہے تو اب ہمسے نہ جاویگا سہارا

پھر ہنس نے یہ بات کہی اُن سے کئی بار ۔ کچھ بس نہیں اب چلنے کی ساعت ہے ہیں ناچار
آنکھیں ہوئیں اشکوں سے پرندوں کی گہر بار ۔ اُسمیں جو شب کوچ کی ہوئی صبح نمودار
پر اپنا ہوا پر وہیں اُس ہنس نے مارا

وہ ہنس جب اُس پیڑ سے واں کو چلا ناگاہ ۔ منہ پھیر کے ادھر سے وطن کی جو ہیں لی راہ
دیکھا جو اُسے جاتے ہوئے واں سے تو کر آہ ۔ سب ساتھ چلے اُسکے وہ ہمراہ ہواخواہ
ہر ایک نے اُڑنے کے لیے پنکھ پسارا

اور ہنس کی اُن سب کو رفاقت ہوئی غالب ۔ جب واں سے چلا وہ تو ہوئی بے بسی غالب
کلفت تھی جو فرقت کی وہ سب پر ہوئی غالب ۔ دو کوس اُڑے تھے جو ہوئی ماندگی غالب

پھر پر مین کسی کے نہ رہا قوت و یارا

پر اُنکے ہوے پر جو ہین دُوری کی پڑی ہیں
روئے کہ رفاقت کی کرین کیونکہ قدمبوس
تھک تھک کے لگے گرنے تو کرنے لگے افسوس
کوئی تین کوئی چار کوئی پانچ اُڑا کوس
کوئی آٹھ کوئی نو کوئی دس کوس مین ہارا

کچھ بن نہ سکے اُنسے رفیقی کے جو وان کار
اور اتنے اُڑے ساتھ کہ کچھ ہو کے نہ اظہار
جب دیکھی وہ مشکل تو پھر آخر کے تئین ہار
کوئی یان رہا کوئی وان رہا کوئی ہو گیا ناچار
کوئی اور اُڑا آگے جو تھا سب مین کرارا

تھی اُسکی محبت کی جو ہر ایک نے پی مے
سمجھے تھے بہت دل مین وہ اُلفت کو بڑی شے
جب ہو گئے بے بس تو پھر آخر یہ ہوئی رے
چیلین رہین کوے گرے اور باز بھی تھک کے
اُس پہلی ہی منزل مین کیا سب نے کنارا

دنیا کی جو اُلفت ہے تو اُسکی ہے یہ کچھ راہ
جب شکل یہ ہووے تو بھلا کیونکہ ہو نرباہ
ناچاری ہو جسجا مین تو وان کیجے کیا چاہ
سب رہ گئے جو ساتھ کے ساتھی تھے نظیر آہ
آخر کے تئین ہنس اکیلا ہی سدھارا

برسات کی بہار مین تضمین

ہین اس ہوا مین کیا کیا برسات کی بہارین
سبزونکی لہلہاہٹ باغات کی بہارین
بوندونکی جھمجھاوٹ قطرات کی بہارین
ہر بات کے تماشے ہر گھات کی بہارین
کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

بادل ہوا کے اوپر ہو مست چھا رہے ہین
جھڑیونکی مستیون سے دھومین مچا رہے ہین
پڑتے ہین پانی ہر جا جل تھل بنا رہے ہین
گلزار بھیگتے ہین سبزے نہا رہے ہین

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

مارے ہیں موج ڈابر دریا اُمنڈ رہے ہیں   مور و پپیہے کوئل کیا کیا اُمنڈ رہے ہیں
جھڑ کر رہی ہیں جھڑیاں نالے اُمنڈ رہے ہیں   برسے ہے مینہ جھڑا جھڑ بادل گھمنڈ رہے ہیں
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

جنگل سب اپنے تن پر ہریالی سج رہے ہیں   گل پھول جھاڑ بوٹے کر اپنی دھج رہے ہیں
بجلی چمک رہی ہے بادل گرج رہے ہیں   اللہ کے نقارے نوبت کے بج رہے ہیں
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

بادل لگا ٹکوریں نوبت کی گت لگاویں   جھینگر جھنگار اپنے سُر تا بیان نہ جاویں
کر شور مور بگلے جھڑیوں کا منہ بلاویں   پی پی کریں پپیہے مینڈک ملاریں گاویں
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

ہر جا بچھا رہا ہے سبزا ہرے بچھونے   قدرت کے بچھ رہے ہیں ہر جا ہرے بچھونے
جنگلوں میں ہو رہے ہیں پیدا ہرے بچھونے   بچھوا دیے ہیں حق نے کیا کیا ہرے بچھونے
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

سبزوں کی لہلہاہٹ کچھ ابر کی سیاہی   اور چھا رہی گھٹائیں سُرخ اور سفید کاہی
سب بھیگتے ہیں گھر گھر لے ماہ تا بماہی   یہ رنگ کون رنگے تیرے سوا الٰہی
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

کیا کیا رکھے ہے یا رب سامان تیری قدرت   بدلے ہے رنگ کیا کیا ہر آن تیری قدرت
سب مست ہو رہے ہیں پہچان تیری قدرت   تیتر پکارتے ہیں سبحان تیری قدرت
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

کوئل کی کوک مین بھی تیرا ہی نام ہیگا   اور مور کی زٹل مین تیرا پیام ہیگا
یہ رنگ سو بڑیکا جو صبح و شام ہیگا   یہ اور کا نہین ہے تیرا ہی کام ہیگا
کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

پھولونکی سیج اوپر سوتے ہین کتنے بن بن   سو ہین گلابی جوڑے پھولونکے ہار ابرن
کتنونکے گھر ہے کھانا سونا لگے جو انگن   کونے مین پڑ رہی ہین سر منھ لپیٹ سوگن
کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

بولین بئے بٹیرین قمری پکارے کو کو   پی پی کرے پپیہا بگلے پکارین تو تو
کیا ہدہدونکی حق حق کیا فاختونکی ہو ہو   سب رٹ رہے ہین تجھکو کیا پنکھ کیا پکھیرو
کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

جو مست ہون اُدھر کے کر شور ناچتے ہین   پیارے کا نام لیکر کیا زور ناچتے ہین
بادل ہوا سے گر گر گھنگھور ناچتے ہین   مینڈک اُچھل رہے ہین اور مور ناچتے ہین
کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

جو خوش ہین وہ خوشی مین کاٹے ہین رات ساری   جو غم مین ہین اُنھوں پر گذرے ہے رات بھاری
سینون سے لگ رہی ہین جو ہین پیا کی پیاری   چھاتی پھٹے ہے اُنکی جو ہین برہ کی ماری
کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

جو وصل مین ہین اُنکے جوڑے مہک رہے ہین   جھولونمین جھولتے ہین گہنے جھلک رہے ہین
جو دُکھ مین ہین سو اُنکے سینے پھڑک رہے ہین   آہین نکل رہی ہین آنسو ٹپک رہے ہین
کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

اب برہنونکے اوپر ہے سخت بیقراری   ہر بوند مارتی ہے سینے اوپر کٹاری

جب

بدلی کی دیکھ صورت کہتی ہیں پیاری پیاری — ہے ہے نہ لی پیا نے اب کی بھی سدھ ہماری

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

جب کویل اپنی اُنکو آواز ہے سناتی — سنتے ہی غم کے مارے چھاتی ہے اُمڈی جاتی
پی پی کی دھن کو سنکر بیکل ہیں کہتی جاتی — مت بول اے پپیہے پھٹتی ہے میری چھاتی

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

ہے جنکی سیج سونی اور خالی چارپائی — رو رو اُنھوں نے ہر دم یہ بات ہے سنائی
پردیسی نے ہماری اب کی بھی سدھ بھلائی — اب کی بھی چھاؤنی جا پردیس میں ہے چھائی

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

کتنوں نے اپنے غم سے اب ہے یہ گت بنائی — میلے کچیلے کپڑے آنکھیں بھی ڈبڈبائی
نے گھر میں جھولا ڈالا نے اوڑھنی رنگائی — پھوٹا پڑا ہے چولھا ٹوٹی پڑی کڑھائی

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

گاتی ہے گیت کوئی جھولے پہ کرکے پھیرا — مارو جی آج کیجے یاں رین کا بسیرا
ہے خوش کسی کو آکر ہے درد وغم نے گھیرا — منہ زرد بال بکھرے اور آنکھوں میں اندھیرا

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

اور جنکو اب میسا حسنوں کی ڈھیریاں ہیں — سرخ اور سنہرے کپڑے عشرت کی گھڑیاں ہیں
محبوب دلبروں کی زلفیں بکھریاں ہیں — جگنوں چمک رہے ہیں راتیں اندھیریاں ہیں

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

کتنے تو بھنگ پی پی کپڑے بھگو رہے ہیں — باہیں گلوں میں ڈالے جھولوں میں سو رہے ہیں
کتنے برہ کے مارے سدھ اپنی کھو رہے ہیں — جھولے کی دیکھ صورت ہر آن رو رہے ہیں

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

بیٹھے ہین کتنے خوش ہو اونچے چھوا کے بنگلے — پیتے ہین مے کے پیالے اور دیکھتے ہین جنگلے
کتنے پھرے ہین باہر خوبان کو اپنے سنگ لے — سب شاد ہو رہے ہین عمدہ غریب کنگلے

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کتنونکو محلون اندر ہی عیش کا نظارہ — یا سائبان ستھرا یا بانس کا اُسارا
کرتا ہی سیر کوئی کوٹھی کا لے سہارا — مفلس بھی کر رہا ہی پولے تلے گزارا

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

چھت گرنے کا کسی جا غل شور ہو رہا ہی — دیوار کا بھی دھڑ کا کچھ ہوش کھو رہا ہی
در در حویلی والا ہر آن رو رہا ہی — مفلس سو جھوپڑے مین دلشاد ہو رہا ہی

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

مدت سے ہو رہا ہی جنکا مکان پرانا — اُٹھکے ہی اُنکو منہ مین ہر آن چھت پہ جانا
کوئی پکارتا ہی ٹک موری کھول آنا — کوئی کہے ہی چل بھی کیون ہو گیا دوانا

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کوئی پکارتا ہی لو یہ مکان ٹپکا — گرتی ہی چھت کی مٹی اور سائبان ٹپکا
چھلنی ہوئی اٹاری کوٹھا نداں ٹپکا — باقی تھا اِک اُسارا سو وہ بھی آن ٹپکا

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

اونچا مکان جسکا ہی گچ پنڈا سوا یا — اوپر کا گھن ٹپک کر جب پانی نیچے آیا
اُسنے تو اپنے گھر مین ہی شور و غل مچایا — مفلس پکارتے ہین جا سنے ہمارا جایا

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

سبزے پہ بیر بہوٹی ٹیلوں اوپر دھتورے
بچھو کسی کو کاٹے کیڑا کسی کو گھورے
پسو سے مچھروں سے روئے کوئی بسورے
آنگن میں کنسلائی کونوں میں کھنکھجورے
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

پھنسی کسی کے تن میں سر پر کسی کے پھوڑے
کھاپوریاں کسی کو ہیں لگ رہے مروڑے
چھاتی پہ گرمی دانے اور پیٹھ میں دودڑے
آتے ہیں دست جیسے دوڑیں عراقی گھوڑے
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

جس گلبدن کے تن میں پوشاک سوسنی ہے
اور جس پہ سرخ جوڑا یا اودی اوڑھنی ہے
سو وہ پری تو خاصی کالی گھٹا بنی ہے
اس پر تو سب گھلاوٹ برسات کی چھنی ہے
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

پتلی جہاں کسی نے دال اور کڑھی پکائی
کوئی پکارتا ہے کیوں خیر تو ہے بھائی
مکھی نے وہیں بولی آ اونٹ کی بلائی
ایسے جو کھانستے ہو کیا کالی مرچ کھائی
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

بدنوں میں کھپ رہے ہیں خوبوں کے لال جوڑے
لہریں بتا رہے ہیں لٹکوں کے لال جوڑے
جھمکیں دکھا رہے ہیں پریوں کے لال جوڑے
آنکھوں میں چبھ رہے ہیں پیاروں کے لال جوڑے
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

اور جس صنم کے تن میں جوڑا ہے زعفرانی
کچھ حسن کی چڑھائی اور کچھ نئی جوانی
گلنار یا گلابی یا زرد سرخ دھانی
چھوتو نہیں چھوتے ہیں اوپر پڑے ہیں پانی
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

کوئی تو جھولتے ہیں جھولے کی ڈور چھوڑے
یا ساتھیوں نے اپنے پاؤں سے پاؤں جوڑے

بادل کھڑے ہیں سر پر برسے ہیں تھوڑے تھوڑے — بوندوں سے بھیگتے ہیں لال اور گلابی جوڑے

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

کتنوں کو ہو رہی ہے اس عیش کی نشانی — سوتی ہے ساتھ جسکے کہتی ہے وہ سیانی
اسوقت تم نہ جاؤ اے میرے یار جانی — دیکھو تو کس مزے سے برسے ہے آج پانی

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

کتنے شراب پیکر ہو مست جھک رہے ہیں — مے کی گلابی آگے پیالے چھلک رہے ہیں
ہوتا ہے ناچ گھر گھر گھنگھرو جھنک رہے ہیں — پڑتا ہے مینہ جھجڑا جھڑ طبلے کھڑک رہے ہیں

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

ہیں جنکے تن ملائم میدے کی جیسے لوئی — وہ اس ہوا میں خاصی اوڑھے پھرے ہیں لوئی
اور جنکی مفلسی نے شرم و حیا ہے کھوئی — ہے اُنکے سر پہ سرکی یا بوریے کی کھوئی

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

کتنے پھرے ہیں اوڑھے پانی میں سُرخ ٹٹو — جو دیکھو سُرخ بدلی ہوتی ہے اُنپہ لٹو
کتنوں کی گاڑی رتھ ہیں کتنوں کے گھوڑے ٹٹو — جس پاس کچھ نہیں ہے وہ ہم سا ہے نکھٹو

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

جو اس ہوا میں یارو دولت میں کچھ بڑے ہیں — ہے انکے سر پہ چھتری ہاتھی اوپر چڑھے ہیں
ہمسے غریب غربا کیچڑ میں گر پڑے ہیں — ہاتھوں میں جوتیاں ہیں اور پائنچے چڑھے ہیں

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

ہے جن کنے مہیا پکا پکایا کھانا — اُنکو پلنگ پہ بیٹھے جھڑ لو نکا حظ اُٹھانا
ہے جنکو اپنے گھر کا یا لون تیل لانا — ہے سر پہ اُنکے پنکھا یا چھاج ہے پرانا

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کتنے خوشی سے بیٹھے کھاتے ہین خوش محل مین
کتنے چلے ہین لینے بنیے سے قرض پل مین
کاندھے پہ دال آٹا ہلدی گرہ کی پل مین
ہاتھون مین گھی کی پیالی اور لکڑیان بغل مین

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

جو کسبیان جوانین جسنو نمین پرتیان ہین
سینون مین لال انگیان اور لال کرتیان ہین
نظرین بھی بدلیان ہین ملتین بھی سرتیان ہین
اک اک نگہ مین کافر بجلی بھی بھرتیان ہین

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

جو تو جوان ہین انکی تیاریان بڑی ہین
ہاتھونمین لال چھڑیان کوٹھون اوپر کھڑی ہین
اور وہ جو آشنا سے جھگڑی ہین یا لڑی ہین
منھ کو چھپا پلنگ پر مچلی ہوئی پڑی ہین

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کوئی اپنے آشنا سے کرناز کا جھپٹا
کہتی ہے ہنسکے کافر چنگلی سے یا انٹھا
تمسے تو دل ہمارا اب ہو گیا ہے کھٹا
تم آج بھی نہ لائے رنگوا مرا دوپٹا

کیا کیا مچی ہین یارو بنبانت کی بہارین

کہتی ہے کوئی مجھکو جوڑا سوہا بنا دو
یا ٹاٹ باف جوتا یا کفش سرخ لا دو
کوئی کہے ہے میری کرتی ابھی رنگا دو
یا گرم سے اندرسے اک سیر بھر منگا دو

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

جو انکے مبتلا ہین سب چیز لا رہے ہین
کرتی بنا رہے ہین انگیا رنگا رہے ہین
جو جو ہین انکی باتین سب کچھ اٹھا رہے ہین
باہین گلے مین ڈالے عشرت منا رہے ہین

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کتنوں نے قول باندھا معمولی کے پیسے / کہتی ہیں شاد ہو یوں اپنے آشنا سے
برسات بھر تو ملتے سنتے ہو جان پیارے / احمق ہو جو پلنگ سے اب موتنے کو اترے
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

چھینکے اُنسے ہنس ہنس کہتی ہے شوخ رنڈی / معمولی اب تو لیکر نیندی بھی ہے گھمنڈی
ہم پہنیں لال جوڑا تم پہنو خاصی ہنڈی / خندی ہو جو تمھاری چھاتی کرے نہ ٹھنڈی
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

زردار کی تو اٹھتی ہے بچھ رہی پلنگڑی / دلبر پری سے بیٹھی جھمکا کے جوڑے مکڑی
مفلس کو ٹوٹی پٹی یا ٹاٹ کی جھلنگڑی / رنڈی ملی تو کالی یا گنجی لولی لنگڑی
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

ہنگی جو بیاہی گھر میں آرام کر رہی ہے / پردے میں دوستوں سے پیغام کر رہی ہے
چھنوں نگاہوں سے تو دام کر رہی ہے / چکچے ہی چکچے اپنا سب کام کر رہی ہے
کیا کیا مچی ہے یارو برسات کی بہاریں

کہتا ہے کوئی اپنے محبوب سیمبر سے / اس مینہ میں تم نہ جاؤ پیارے ہمارے گھر سے
کوئی کہے ہے اپنے دلدار خوش نظر سے / ہاتھوں سے میرے جانی کھائے یہ دو اندرسے
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

کہتا ہے کوئی پیاری جو کچھ کہو سو لا دوں / زردوزی ٹاٹ باقی جو تم کہو بنوا دوں
چیرا لیلی لہرہ جو کہو سو منگا دوں / چیرا دوپٹہ جامہ جیسا کہو رنگا دوں
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

جن دلبروں کے تن پہ ہیں گرمی آئے / کہتے ہیں انکو عاشق یوں پیار کے بلا کے

کیا مینہ برس رہا ہے پیارے ذرا نہا لے — چھاتی نہیں تو پیارے ٹک پیٹھ ہی ملا لے

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

اُس رات میں جہاں تک گلزار بھیگتے ہیں — شہر و دیار کوچہ بازار بھیگتے ہیں
صحرا و جھاڑ بوٹے کہسار بھیگتے ہیں — عاشق تمہارے ہیں جو دلدار بھیگتے ہیں

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

کتنے تو دلبروں کی ٹہلی پہ بھیگتے ہیں — کتنے پری رخوں کی بولی پہ بھیگتے ہیں
اور کتنے کسبیوں کی ڈیوڑھی پہ بھیگتے ہیں — کتنے لٹوا کنوں کی موری پہ بھیگتے ہیں

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

کہتی ہے جب وہ سنکر یہ بات بھیگ احمق — مارو گی تیرے آکر اک لات بھیگ احمق
مجھکو بھی ضد چڑھی ہے دن رات بھیگ احمق — یوں ہیں تو اب کی ساری برسات بھیگ احمق

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

زردار کی تو سنکر کہتی ہے وہ پرے رو — کہتی ہے لونڈیوں سے جلدی ہی کواڑ کھولو
مفلس کوئی پکارے تو اُس سے کہتی ہے دو و — ہرگز کوئی نہ بولو احمق کو بھیگنے دو

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

یہ سنکے گر وہ مفلس کچھ شور و غل مچاوے — بیٹھک میں اینٹ پھینکے یا کنڈی ہی کھڑکھڑاوے
کھڑکی میں ڈال سر کو جب ناک ٹُنا دے — کیا غل مچا رہا ہے سن پٹھے الّو دے

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

کوئی یار سے کہے ہے اے دلستان آؤ — بجلی تڑپ رہی ہے چھپنے کو یاں آؤ
کیا مینہ برس رہا ہے پھر اک مکان آؤ — راتیں اندھیریاں ہیں اے میری جان آؤ

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کوئی رات کو پکارے پیارے مین بھیگتی ہون
آتی ہون تیری خاطر آرے مین بھیگتی ہون
کیا تیری الفتونکی ماری مین بھیگتی ہون
کچھ تو ترس تو میرا کھارے مین بھیگتی ہون
کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کوئی پکارتی ہے دل سخت بھیگتی ہون
کپڑے بھی تر بتر ہین اور سخت بھیگتی ہون
کانپے ہے میری چھاتی یک لخت بھیگتی ہون
جلدی بلالے مجھکو کمبخت بھیگتی ہون
کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

آیا وہین چھپر کھٹ ماچی پلنگ کھٹولے
جھولون کی چرچراہٹ بوچھار کے جھکولے
دلبر کہین بغل مین امرد کہین ہیولے
دربچھے کہین دھڑا کے چلتے کہین ہٹولے
کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

شیشہ کہین گلابی بوتل جھمک رہی ہے
چھاتی سے چھاتی لگ کر عشرت جھلک رہی ہے
رابیل موتیا کی خوشبو مہک رہی ہے
پاٹے کھٹک رہے ہین ٹپی چٹک رہی ہے
کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کوئی پکارتی ہے کیا کیا مجھے بھگویا
ناحق قرار کرکے جھوٹا مجھے بھگویا
کوئی پکارتی ہے کیسا مجھے بھگویا
یون دور سے بلاکر اچھا مجھے بھگویا
کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

جن دلبرونکے خاطر بھیگے ہین جنکے جوڑے
لے انکے بھیگے کپڑے ہاتھون مین دھر نچوڑے
وہ دیکھ انکی الفت ہوتے ہین تھوڑے تھوڑے
چیرا کوئی سکھاوے جامہ کوئی نچوڑے
کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کیچڑ سی ہو رہی ہی جس جا زمین پھسلنی
مشکل ہوئی ہی وان سے ہر اک کو راہ چلنی
پھسلا جو پاؤن پگڑی مشکل ہی پھر سنبھلنی
جوتی گری تو اُنسے کیا تاب پھر نکلنی
کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کتنے تو کیچڑون کی دلدل مین پھنس رہے ہین
کپڑے تمام گندے دلدلمین بس رہے ہین
کتنے اُٹھے ہین مر مر کتنے اُکس رہے ہین
وہ دُکھ مین پھنس رہے ہین اور لوگ ہنس رہے ہین
کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کہتا ہی کوئی گر کر یہ اے خدا ے لیجو
کوئی ڈگمگا کے ہر دم کہتا ہی دا آ لیجو
کوئی ہاتھ اُٹھا پکارے مجھکو بھی ہا آ لیجو
کوئی شور کر پکارے گرنے نہ پاے لیجو
کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

گر گر کسی کے کپڑے دلدلمین ہین معطر
پھسلا کوئی کسی کا کیچڑ مین منھ گیا بھر
اک دو نہین پھسلتے کچھ اسمین آن اکثر
ہوتے ہین سیکڑونکے سر نیچے پاؤن اُوپر
کیا کیا مچی ہین یارو برسارت کی بہارین

یہ رُت وہ ہی کہ جسمین خرد و کبیر خوش ہین
ادنیٰ غریب مفلس شاہ و وزیر خوش ہین
معشوق شاد و خرم عاشق امیر خوش ہین
جتنے ہین اب جہانمین سب اے نظیر خوش ہین
کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

ولہ

تھا ہجر مین جیسا دل ویران تہ و بالا
ویسا ہی بسا وصل کا ہوتے ہی اُجالا
ہو جاہ کا رتبہ نہ بھلا کیونکہ دوبالا
پھر آن کے منت سے ملا ہمسے وہ لالا

المنۃ للہ تقدس و تعالےٰ

کچھ غم نہیں گر تو نے لہو میرا بہایا
ارمان جو کچھ دل کا مرے تھا سو بر آیا
بسمل کی طرح خاک میں اور خون میں نہایا
کر قتل مجھے تو نے ہمیشہ کو جلایا
ظالم تجھے جیتا رکھے اللہ تعالیٰ

اس عالم لیلیٰ کی ہوئی جب سے مجھے چاہ
اس حال کو پہنچا ہوں غم و درد سے واللہ
تن سوکھ کے کانٹا ہوا اور دل پر گیا داہ
دیکھ اب تو مجھے ہر کوئی کہتا ہے یہی آہ
پھر قبر سے اللہ نے مجنون کو نکالا

آنکھوں میں دم آیا ہے مرا نزع سے اب تو
اُکھڑا ہے دم اور نکلے ہے جی اب کوئی دم کو
دنیا سے گزرتا ہوں میں حسرت زدہ رو رو
مر مر کے مجھے کہتا تھا سو مرتا ہوں میں یارو
اب لاؤ کہاں ہے وہ مرا کوسنے والا

غنچوں کی طرح ملکے لہو اپنے دہن سے
حسرت زدہ کہہ آ کے ہر اک اپنے کفن سے
زخموں کے نشاں سب وہ نمایاں ہیں بدن سے
بن تختۂ گل آخرش اس خاک چمن سے
نکلا مرے قاتل کے شہیدوں کا رسالا

مرتا ہوں تڑپتا ہوں پڑا ہجر میں اُس بن
مل جاوے کہیں تجھ سے وہ کافر جو کسی دن
دن عمر کے بھرتا ہوں تپ و درد میں گن گن
قاصد تو مرا نام تو لیجو نہ ولیکن
کہنا کوئی مرتا ہے ترا چاہنے والا

کوئی فصل بہار آئی ہے دھوموں سے زمیں میں
اور غل ہیں پڑے بلبل و گل سرو و سمن میں
فرقت کے غم و درد سے طاقت نہیں تن میں
کیا خاک اُڑانے کو چلیں آہ چمن میں
نہ یار نہ ساقی نہ صراحی نہ پیالا

مدت میں کہیں ایک تو آتا ہوا اُس کا
اور آتے ہی قسمت نے مری اُس کو اُٹھایا

رہ رہ کے مجھے اب تو یہی حیف ہی آیا — جیسا کہ وہ ہو مجھ سے خفا روٹھ چلا تھا
اللہ نے کیوں جب ہی مجھے مار نہ ڈالا

یہ نور جو برسے ہے پڑا کوچہ و در سے — یا رب یہ تجلی تو نہ ہو شمس و قمر سے
دل دھڑکے ہے جو دیکھا نہیں جاتا ہے نظر سے — شاید وہی بن ٹھن کے چلا ہے کہیں گھر سے
ہے یہ تو اُسی چاند سی صورت کا اُجالا

اُس شوخ سی صورت کو ترستی ہیں انکھیں — دریا کی طرح رات اور دن بہتی ہیں انکھیں
فرقت کا جو از بسکہ ستم سہتی ہیں آنکھیں — لے لے کے بلائیں مجھے یہ کہتی ہیں آنکھیں
صدقے ترے پھر ایک نظر مجھکو دکھالا

چکر نے مرے ہوش کو افلاک کے کھویا — تلووں کے تئیں خار بیاباں نے پرویا
نے ابر نہ شبنم نے ٹک آنکھوں کو بھگویا — صحرا میں مرے حال پہ کوئی بھی نہ رویا
گر پھوٹ کے رویا تو مرے پانوں کا چھالا

کل ہم نے جو کی بادہ کشی صبح سے تا شام — اور پی کے چلے ساتھ ستمگر کے کئی جام
اس ڈھنگ کا بھلا کیوں نہ اُسے دیجئے الزام — اور دل کو جو گرتے ہوئے دیکھا تو لیا تھام
ہم گر بھی پڑے تو بھی نہ ظالم نے سنبھالا

کیا کیا نہ ستم تو نے سہے عشق میں جانکاہ — آنکھوں میں دم آیا ترا تن غم سے ہوا کاہ
اب جینے کا تیرے کوئی چارہ نہیں واللہ — ہم تجھ سے اسی روز کو روتے تھے نظیر آہ
کیوں تو نے پڑھا عشق و محبت کا رسالا

ولہ مخمسہ ثانی

چہرہ ہے ترا نور کی تنویر کا نقشا — اور مصرع قد حشر کی تفسیر کا نقشا

یا تنک ہی ترے حسن جہانگیر کا نقشا مانی نے جو دیکھا تری تصویر کا نقشا
سب بھول گیا اپنی وہ تحریر کا نقشا

ترچھی ہی نظر تیر نگہ نوک سنان ہے جس تیر کا مارا ہوا ہر پیر و جوان ہے
آفت کی ہے تلوار قیامت کی کمان ہے اس ابروے خمدار کی صورت سے عیان ہے
خنجر کی شباہت دمِ شمشیر کا نقشا

پلکون مین تری ہے جو درازی و سیاہی ہر نوک بڑی دیتی ہے نشتر کی گواہی
عشاق کے لشکر مین پڑے کیون نہ تباہی مژگانکو تری دیکھ یہ کہتے ہین سپاہی
تصویر یہ بھالے کی ہے اور تیر کا نقشا

شانہ ہو جگر چاک یہ کہتا ہے سیانو مین محرم اسرار ہون کہنا مرا مانو
اُس قید سے ڈرتے رہو سنتے ہو دوانو یہ زلف سیہ عارضِ قاتل پہ نہ جانو
تقدیر نے کھینچا ہے یہ زنجیر کا نقشا

اِس قاتل بیدرد کی جسدن سے ہوئی چاہ کچھ جرم و خطا مجھ سے نہ ہرگز ہوا واللہ
اس ظلم کی فریاد کرون کس سے مین اللہ کیا پردے ہی پردے مین مجھے قتل کیا آہ
ہرگز نہ کھلا کچھ مری تقدیر کا نقشا

آگے تو مرے پاس وہ آتا تھا دل افروز اب دل مین لگاتا ہے مرے تیر جگر دوز
اِس درد سے رونا مجھے آتا ہے شب و روز کیا گردش ایام ہے اے آہ جگر سوز
اُلٹا نظر آیا تری تاثیر کا نقشا

نکلا تھا رقیبون کو لیے ساتھ وہ گمراہ اُتنا ہی کہا مین نے کہ صد آفرین اے واہ
بس اتنی ہی تقصیر پہ کہتا ہے وہ خونخواہ یا گھر سے نکالون تجھے یا قتل کرون آہ

ٹھہرا ہی یہ کچھ اب مری تقدیر کا نقشا

کھیتی ہی محبت کی وہ بووے ہے ہمیشہ
کھاوے وہی پیوے وہی سووے ہی ہمیشہ
اور اشک کے قطروں سے پرووے ہی ہمیشہ
دن رات ترے کوچہ مین رووے ہی ہمیشہ
عاشق کی یہ ہی منصب وجاگیر کا نقشا

ہی نقش مرے دل مین ترے حسن کا ہر آن
زنہار نہ بھولونگا تجھے مین ارے نادان
مر کر بھی مرے دل سے نہ جاویگا ترا دھیان
مین توصفِ محشر مین بھی لونگا تجھے پہچان
رانجھا کو نہ بھولے گا کبھی ہیر کا نقشا

کیا قول کیا پورا کہ اُس کوہ پہ جاکر
ناچار جب آسر پہ ہوا وقت برابر
دن رات تراشا کیا دلبر کی وفا پر
فرہاد نے تیشہ سے لہو اپنا بہاکر
شیرین کو دکھایا وہ جوئے شیر کا نقشا

لیلیٰ کے کھلے بال جو دیکھے تھے نمودار
کیا جانے کا اُسکے مین کہون آہ مین اسرار
بھر عمر رہا پر اُسی پھندے مین گرفتار
یہ تربتِ مجنون پہ نہین گھانس اُگی یار
لیلیٰ کی یہ ہے زلف گرہ گیر کا نقشا

دن رات مرے قتل کو پھرتا ہی وہ گمراہ
کیا فکر کرون کس سے کہون یہ غم جانکاہ
اب جی مرا کس طور بچے اے مرے اللہ
تدبیر تو کچھ بن نہین آتی ہی نظیر آہ
اب دیکھئے کیا ہوتا ہی تقدیر کا نقشا

ولہ

قائم ہی جسم گو کہ نہین کش غنیمت است
سو عیش ہمکو گر نہ ملے دش غنیمت است
جیتے تو ہین اگرچہ نہین بس غنیمت است
وقت خزان چہ گل نبود خس غنیمت است

پیری کہ دم زعشق زند بس غنیمت است
از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

کرتے ہیں اس بڑھاپے میں خوباں کی ہم تو چاہ
اور وہ جو کچھ شعور سے رکھتے ہیں دستگاہ
احمق ہیں خوبرو جو وہ ہنستے ہیں ہم پہ آہ
سو وہ تو ہم کو دیکھ یہ کہتے ہیں واہ واہ

پیری کہ دم زعشق زند بس غنیمت است
از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

جن دلبروں سے یار ہم اب دل لگاتے ہیں
وہ سب بھی ہمکو دیتے ہیں مے بھی پلاتے ہیں
وہ سب ترس ہمارے بڑھاپے پہ کھاتے ہیں
اور راہ منصفی سے یہ کہتے بھی جاتے ہیں

پیری کہ دم زعشق زند بس غنیمت است
از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

نے تن میں اب ہے زور نہ چلتے ہیں دست و پا
اسوقت میں بھی عشق کو رکھتے ہیں جابجا
اور جھکتے جھکتے تیرے قدم ساتھ آلگا
کیوں یار سچ ہے کہیو یہ انصاف کی ہے جا

پیری کہ دم زعشق زند بس غنیمت است
از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

روئے جو ہم چمن میں سحر بیٹھکر ذرا
اُسنے کہا کہ اسکا کسی سے ہے دل لگا
بلبل سے پوچھا گل نے کہ بوڑھا یہ کیوں رویا
جب گل نے ہمکو دیکھ کے ہنسکر یہی کہا

پیری کہ دم زعشق زند بس غنیمت است
از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

طاقت بدن میں گیئی تو اب تاب کو نہیں
ہوتا ہے اب بھی سیر و تماشا اگر کہیں

جاتے ہیں لاٹھی ٹیک کے دلشاد ہم وہاں · جو ہم کو دیکھتا ہے وہ کہتا ہے آفریں

پیری کہ دم ز عشق زند بس غنیمت است
از شاخ کہنہ میوهٔ نورس غنیمت است

کل میکدے میں ہم جو گئے با قد دوتا · اور پی شراب لوٹ گئے شور و غل مچا
اس دم ہمارے دیکھ بڑھاپے کا حوصلا · ہنس ہنس کے جب تو پیر مغاں نے یہی کہا

پیری کہ دم ز عشق زند بس غنیمت است
از شاخ کہنہ میوہ نورس غنیمت است

پیارے تمھارے اور تو عاشق ہیں نوجواں · اک ہم ہی بوڑھے سب کے ہیں اور بے پیر ناتواں
وہ تو رہینگے ہم ہیں کئی دن کے میہماں · بس سب کو چھوڑ ہم سے ملو کسلیے کہ ہاں

پیری کہ دم ز عشق زند بس غنیمت است
از شاخ کہنہ میوهٔ نورس غنیمت است

جو ہیں جوان انکھونکے تو الفت ہیں کاروبار · ہم بوڑھے ہو کے عشق کو رکھتے ہیں برقرار
ملتے ہیں دل لگاتے ہیں پھرتے ہیں خوار و زار · جو ہم سے ہو سکے وہ غنیمت ہے میرے یار

پیری کہ دم ز عشق زند بس غنیمت است
از شاخ کہنہ میوهٔ نورس غنیمت است

دانتوں کا گرچہ منہ میں ہمارے نہیں نشاں · بوسے پہ آن اڑتے ہیں تو بھی ہر ایک آں
ان شوخیوں کا وقت ہمارے بھلا کہاں · پر دل میں اپنے ہم بھی یہ کہتے ہیں ہر زماں

پیری کہ دم ز عشق زند بس غنیمت است
از شاخ کہنہ میوهٔ نورس غنیمت است

جنکو خدا نے دی ہی جوانی کی دستگاہ
اور ہم کہاں پھر آوینگے کرنے تمھاری چاہ
وہ تو ہمیشہ دل کو لگا دینگے تمسے آہ
بس تم اب اپنے دل مین اسی پر کرو نگاہ
پیری کہ دم ز عشق زند بس غنیمت است
از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

گو تن تمام کانپے ہی اور ہین سفید بال
پیارے ہمارے ملنے سے لاؤ کچھ خیال
تو بھی نباہتے ہین محبت کی چال ڈھال
کسواسطے کرو تم اب اس بات پر خیال
پیری کہ دم ز عشق زند بس غنیمت است
از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

ہوتے ہین الفتون سے جوانی مین سب امیر
جو ہمکو دیکھتا ہی اب اس حال مین نظیر
ہم عشق سے بڑھاپے مین نکلے ہین بن فقیر
پڑھتا ہی شاد ہوکے یہی بیت دلپذیر
پیری کہ دم ز عشق زند بس غنیمت است
از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

ولہ در صفت جوانی

کیا عیش کی رکھتی ہی سب آہنگ جوانی
ہر آن پلاتی ہی مے اور بنگ جوانی
کرتی ہی بہارونکے تئین دنگ جوانی
کرتی ہی کہین صلح کہین جنگ جوانی
اس ڈھب کے مزے رکھتی ہی اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہی عجب رنگ جوانی

اللہ نے جوانی کا وہ عالم ہی بنایا
پھندے مین کہین جی ہی کہین دل ہی تڑپتا
جو پھر کہین عاشق کہین رسوا کہین شیدا
مرتے ہین سسکتے ہین بلکتے ہین اہاہا

اس ڈھب کے مزے رکھتی ہے اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہے عجب رنگ جوانی

نے مے کا نہ معجون کے منگوانے کا کچھ غم
گالی کا نہ آنکھون کے لڑ آنے کا کچھ غم
نہ دل کے لگانیکا نہ گل کھانے کا کچھ غم
ہنسنے کا نہ چھاتی سے لپٹ جانے کا کچھ غم

اس ڈھب کے مزے رکھتی ہے اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی عجب رنگ جوانی

لڑتی ہے کہین آنکھ کہین دست کہین سینا
وعدہ کہین اقرار کہین سین کہین ہین
چھوٹا ہے کہین پیار کہین سیج ہے لگے نین
نے جی کو فراغت ہے نہ آنکھونکے تئین چین

اس ڈھب کے مزے رکھتی ہے اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہے عجب رنگ جوانی

اُلفت ہے کہین مہر و محبت ہے کہین چاہ
ساقی ہے صراحی ہے پریزاد ہین ہمراہ
کرتا ہے کوئی چاہ کوئی دیکھ رہا راہ
کیا عیش ہین کیا عیش ہین کیا عیش ہین واللہ

اِس ڈھب کے مزے رکھتی ہے اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہے عجب رنگ جوانی

چہرے پہ جوانی کا جو آکر ہے چڑھا نور
چھاتی سے لپٹتی ہے کوئی حسن کی مغرور
دیجاتی ہین پریان بھی غش اُسکے تئین گھور
گودین پڑی لوٹے ہے چنچل سی کوئی حور

اِس ڈھب کے مزے رکھتی ہے اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہے عجب رنگ جوانی

گر رات کسی پاس رہے عیش مین غلطان
اور وانسے کسی اور کے ملنے کا ہوا دھیان

گھبرا کے اُٹھے جب تو گرے پانون پر آن
کہتی ہی ہمین چھوڑ کے جاتے ہو کدھر جان

اِس ڈھب کے مزے رکھتی ہی اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہی عجب رنگ جوانی

رستے مین نکلتے ہین تو ہوتی ہین یہ چاہین
کھانسے ہی کوئی ہنسکے کوئی بھرتی ہی آہین
وہ شوخ کہ ہون بند جنھین دیکھ کے راہین
پڑتی ہین ہر اک جا نے نگاہون پہ نگاہین

اس ڈھب کے مزے رکھتی ہی اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہی عجب رنگ جوانی

تنتے ہین اگر اینڈھ کے چلتے ہین عجب چال
کھینچے ہین کہین بال کہین توڑ لیا گال
جو پانون کہین راہ کہین سیف کہین ڈھال
چڑھ بیٹھے کہین ہاتھ کہین منھ کو دیا ڈال

اس ڈھب کے مزے رکھتی ہی اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہے عجب رنگ جوانی

جاتے ہین طوائف مین تو وان ہوتی ہی یہ چاؤ
کوئی کہتی ہی یان بیٹھو کوئی کہتی ہی یان آؤ
کہتی ہی کوئی انکے لیے پان بنا لاؤ
ناچے ہی کوئی شوخ بتاتی ہی کوئی بھاؤ

اِس ڈھب کے مزے رکھتی ہی اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہی عجب رنگ جوانی

ہنس ہنس کے کوئی حسن کی جھلبل ہی دکھاتی
چتون کی لگاوٹ کوئی چنچل ہی دکھاتی
مستی کوئی سرمہ کوئی کاجل ہی دکھاتی
کرتی کوئی انگیا کوئی آنچل ہی دکھاتی

اس ڈھب کے مزے رکھتی ہی اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہی عجب رنگ جوانی

کہتی ہے کوئی رات مرے پاس نہ آئے
کہتی ہے کوئی کسنے تمھیں پان کھلائے
کہتی ہے کوئی ہمکو کبھی خاطر میں نہ لائے
کہتی ہے کوئی گھر کو جو جائے ہمیں کھائے
اِس ڈھب کے مزے رکھتی ہے اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہے عجب رنگ جوانی

گر دل کو کسی شوخ پری کی ہوئی ٹک چاہ
جوں باز کہ چڑیا کو کہیں داب لے ناگاہ
اور نازنیں کرنیلگی سوقت وہ اکراہ
مچوا دے لپٹ کر وہیں رنڈ سیے اوئی آہ
اِس ڈھب کے مزے رکھتی ہے اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہے عجب رنگ جوانی

آیا جو کوئی حُسن کا بوٹا سا کوئی جھاڑ
انگیا کے تئیں چیر کے کرتی کو لیا پھاڑ
جا شوق سے جھپ لپٹے پہ چونکے تئیں جھاڑ
اخلاص کہیں پیار کہیں مار کہیں دھاڑ
اِس ڈھب کے مزے رکھتی ہے اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہے عجب رنگ جوانی

کیا تجھسے نظیر اب میں جوانی کی کہوں بات
محبوب پریزاد چلے آتے ہیں دن رات
اِس سن میں گذرتی ہے عجب عیش سے اوقات
سیریں ہیں بہاریں ہیں تواضع ہے مدارات
اِس ڈھب کے مزے رکھتی ہے اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہے عجب رنگ جوانی

ولہ

عاشق جہان میں دولت و اقبال کیا کرے
جسکا لگا ہو دل وہ زر و مال کیا کرے
ملک و مکان تیغ و تبر ڈھال کیا کرے
دیوانہ جاہ و حشمت و اجلال کیا کرے

بے حال ہو رہا ہو سو وہ حال کیا کرے
گاہک ہی کچھ نہ لیوے تو دلّال کیا کرے

پالا ہی جن سواروں نے یاں خر کو آشکار
گتے کی پیٹھ پر نہیں چڑھ سکتے زینہار
اور جو بچھلانگ مارکے ہو چرخ پر سوار
جسکا خدا نے ایسا بنایا ہو راہوار
وہ فیل و اسپ زرد و سیہ لال کیا کرے
گاہک ہی کچھ نہ لیوے تو دلّال کیا کرے

جنکو ہوس ہی قاقم و دیبا سمور کی
پھر دیکھی ہی اُنھوں نے جھلک کوہ طور کی
عریانی کی بھی جسنے قبا تن سے دور کی
پوشاک اُسکی قطع ہوئی جبکہ نور کی
پھر وہ ردائے ریشمی اور شال کیا کرے
گاہک ہی کچھ نہ لیوے تو دلّال کیا کرے

پھرتے ہیں وہ جو خلق میں گیسو بڑھا بڑھا
اور وہ جو منڈ گیا ہی لگا سر سے تا بپا
داڑھی کے مارے بوجھ کے ہی سر بھی جھک رہا
ایک ایک بال جال ہو لپٹا ہوا ہے آ
وہ آل بال جال کا جنجال کیا کرے
گاہک ہی کچھ نہ لیوے تو دلّال کیا کرے

مرنے کا ڈر ہی انکو جو رکھتے ہیں تن میں جان
اور وہ جو مر گئے تو انھیں موت پھر کہاں
محتاج پتھروں کو ترستے ہیں ہر زمان
اور جنکے ہاتھ کان جواہر لگی میاں
وہ پھر ادھر اُدھر کے دُر و لعل کیا کرے
گاہک ہی کچھ نہ لیوے تو دلّال کیا کرے

جو شخص ابتدا سے رہے پیٹ کے لکیر
پھر وہ اُسی لکیر کے اوپر رہے فقیر

ٹیڑھی ہوں ریش و جبۂ و تسبیح میں اسیر / اور جسکے دل سے پیر و مریدی گئی نظیر
پھر وہ کلاہ و شجرۂ و رومال کیا کرے
گاہک ہی کچھ نہ لیوے تو دلّال کیا کرے

ولہ

نہو کیونکر جہان یارو زبر اور زیر آندھی میں / کہ ہو کر باؤلے پھرتے ہیں بنگلے شیر آندھی میں
لگا لینے جو گل دامن ہوا کا گھیر آندھی میں / بگولے اُٹھ چلے تھے اور تھی کچھ دیر آندھی میں
کہ ہمسے یار سے آ ہو گئی مڈبھیر آندھی میں

کہا میں نے اجی کچھ خیر ہی جانا ہو تم کیدھر / ہوا پر بھی تمھیں کچھ ہے نظر اے نازنیں دلبر
چلو بھاگو شتابی ورنہ آندھی آگئی سر پر / جتا کر خاک کا اُڑنا دکھا کر گرد کا چکر
وہیں ہم لے چلے اُس گلبدن کو گھیر آندھی میں

یہ سنتے ہی پھری اور کر وہ چنچل نازنیں گلرو / چلی اس چال سے اُس دم کہ میرا جی گیا غش ہو
کہ اسمیں آکے اِک جھوکا اندھیرا کر گیا یارو / رقیبوں نے جو دیکھا یہ اُڑا کر لے چلا اُسکو
پکارے ہائے یہ کیسا ہوا اندھیر آندھی میں

یہ کہکر کھڑکھڑا تیغ و سپر اور لے کے سب دوڑے / پکارے نکلو جانے نہ پاوے اُسکو جلدی سے
کہاں تکا وہ بھلا اور کسکا لینا ہم جدھر بھاگے / وہ دوڑے تو بہت لیکن نہیں آندھی میں کیا سوجھے
زبس ہم اُس پری کو لائے گھر میں گھیر آندھی میں

چلے اُسمیں ہوا کے پھر تو اکثر اور سناٹے / اندھیرا ہو گیا یکسر ہوئیں خاکیں لگیں اُڑنے
اُنھیں جھوکوں میں ہم نے اُس پری چنچل کو جلدی سے / چڑھا کر کوٹھے پہ دروازے کو موندا اور لگا کر پردے
لگا چھاتی سے بوسے کیا ہت پھیر آندھی میں

ادھر تو آئے آندھی سے اندھیرا ہو گیا ہر سو   خبر کسکو کسی کی میں کہاں ہوں اور کہاں ہے تو
اہاہا عجب حسرت کی اسدم ہگئی اک جو   وہ کوٹھے کا مکان وہ کالی آندھی وہ صنم گلرو

عجب رنگونکی ٹھہری آکے ہیرا پھیرا آندھی میں

اُسی آندھی نے گلشن کر دیا یارو مرے گھر کو   بچھایا شاد ہو مین نے پلنگ پر جھاڑ بستر کو
صراحی کی خبر لی اور سنبھالا جا کے ساغر کو   اُٹھا کر طاق سے شیشہ لگا چھاتی سے دلبر کو

نشون مین عیش کے کیا کیا دل سیر آندھی مین

چمن سا کھلگیا یارو مرے کوٹھے کے زینے پر   ہوئی پنکھونکی مار امار گرمی کے پسینے پر
لگے پھر عیش و عشرت جب تو ہونے اس قرینے پر   کبھی بوسہ کبھی انگیا پہ ہاتھ اور گاہ سینے پر

لگے لٹنے مزے کے سنگترے اور بیر آندھی مین

یہ ٹھہرا جب تو پھر وان عیش کے بادل لگے گھرنے   جو ڈوبی حسرتین تھین دلمین سب اسدم لگین ترنے
لپٹ کی ٹھہری اور بھی ہاتھ سینے پر لگے پھرنے   مزے عیش و طرب لذت لگے یون ٹوٹکر گرنے

کہ جیسے ٹوٹ کر میوونکے ہو وین ڈھیر آندھی مین

اُس آندھی مین آہاہا عجب ہمنے مزے مارے   فلک پر عیش و عشرت کے دکھائی دیگئے تارے
رقیبونکی مین اب خواری خرابی کیا لکھون یارے   تلے کوٹھے کے بیٹھے اٹ گئے سب گرد کے مارے

بھری نتھنون مین اُنکے خاک وٹل وٹل سیر آندھی مینا

کسینے بھاگ کر جلدی سے جا گھر کا لیا آنگن   گرا کوئی گڑھے مین اور کوئی بھاگا کہین دشمن
کسیکے چھن گئے کپڑے اُچکونکی گئی وان بن   کسیکی اُڑ گئی پگڑی کسیکا پھٹگیا دامن

گئی ڈھال اور کسی کی گر پڑی شمشیر آندھی مین

یہ دن آندھی کے یارو یونتو سبکے ہوش کھوتے ہین   جنھین ہین عشق وہ آندھی مین موتی سے پروتے ہین

مزا ہی جنکو ہنستے ہین جنھین غم ہی سو روتے ہین
نظیر آندھی ہین جیتے ہین کہ اکثر دیو ہوتے ہین
سیان ہمکو تو بتاتی ہین پریان گھیر آندھی مین

در تعریف عیدگاہ اکبرآباد

ہی دھوم آج مدرسہ و خانقاہ مین
تانتے بندھے ہین مسجد جامع کی راہ مین
گلشن سے کھل رہے ہین عجب کج کلاہ مین
سو سو چمن جھمکتے ہین اِک اِک نگاہ مین
کیا کیا مزے ہین عید کے آج عیدگاہ مین

جھمکا ہی ہر طرف کو جو آیا دلا زری
پوشاک مین جھمکتے ہین سب تن زری زری
گلرو چمکتے پھرتے ہین جون ماہ و مشتری
ہی سبکے عید عید کی دل مین خوشی بھری
کیا کیا مزے ہین عید کے آج عیدگاہ مین

آتے ہین گھر سے اپنے جو بن بن کے کجکلاہ
صحن چمن ہی جتنی ہی سب صحن عیدگاہ
چھاتی سے لپٹے جاتے ہین ہنس ہنس کے خواہمخواہ
دل باغ سبکے ہوتے ہین فرحت سے واہ واہ
کیا کیا مزے ہین عید کے آج عیدگاہ مین

کچھ بھیڑ سی ہی بھیڑ کہ بیحد و بے شمار
خلقت کے ٹھٹھ کے ٹھٹھ ہین بندھے ہر طرف ہزار
ہاتھی و گھوڑے بیل رتھ اونٹ کی قطار
غل شور باجے بھوپے کھلونونکی ہی پکار
کیا کیا مزے ہین عید کے آج عیدگاہ مین

پہنے پھرے ہین شوخ کڑے اور ہنسلیان
بچھونکی گھڑ دیکھین ہین شاخین اڑس لیان
کرتین جنھون نے ملنے کی خاطر ہین کسلیان
ملتے ہین یون کہ چھاتی کی کڑکے ہین پسلیان
کیا کیا مزے ہین عید کے آج عیدگاہ مین

آتے ہین ملتے ملتے جو عاجز پریر خان
دیتے ہین ملنے والون کو گھبرا کے گالیان

تسپر بھی لپٹے جاتے ہین جون گٹھڑی بٹھیان
دامن کے ٹکڑے اُڑتے ہین ٹوٹتی ہین چھاتیان
کیا کیا مزے ہین عید کے آج عیدگاہ مین

ہین ملتے ملتے تن جو پسینون مین ترتبتر
ملنے کے ڈر سے پھرتے ہین چھپتے اِدھراُدھر
چھپتے پھرے ہین لوگ بھی جاتے ہین وہ جدھر
ٹھٹّا ہنسی و سیر تماشے جدھر تدھر
کیا کیا مزے ہین عید کے آج عیدگاہ مین

ہین کرتے وصل شہر کے سب خرد اور کبیر
ادنیٰ غریب امیر سے لے شاہ تا وزیر
ہمدم گلے لپٹ کے مرے یار دلپذیر
ہنس ہنس کے مجھسے کہتا ہے یون کیون میان **نظیر**
کیا کیا مزے ہین عید کے آج عیدگاہ مین

خمسہ دربیان عید

یون لب سے اپنے نکلے ہے اب بار بار آہ
کرتا ہے جسطرح کہ دلِ بیقرار آہ
عالم نے کیا ہی عیش کی لوٹی بہار آہ
ہمسے تو آج بھی نہ ملا وہ نگار آہ
ہم عید کے بھی دن رہے اُمیدوار آہ

کیا پوچھتے ہو شوخ سے ملنے کی اب خبر
ملنا تو اک طرف ہے عزیزو کہ بھر نظر
کتنا ہی جستجو مین پھرے ہم اِدھر اُدھر
لیکن ملا نہ ہمسے وہ عیار فتنہ گر
پوشاک کی بھی ہمنے نہ دیکھی بہار آہ

رکھتے تھے ہم امید یہ دل مین کہ عید کو
کیا کیا گلے لگا وینگے دلبر کو شاد ہو
سو تو وہ آج بھی نہ ملا شوخ حیلہ جو
تھی آس عید کی سو گئی وہ بھی دوستو
اب دیکھین کیا کرے دلِ اُمیدوار آہ

اُس سنگدل کی ہمنے غرض جب سے چاہ کی
دیکھا نہ اپنے دل کو کبھی ایکدم خوشی

کچھ اب ہی اسکی جوڑ تعدی نہیں نئی　　ہر عید میں ہیں تو سدا یاس ہی رہی

کافر کبھی نہ ہم سے ہوا ہمکنار آہ

کیونکر لگیں نہ دل میں مرے حسرتوں کے تیر　　دن عید کے بھی مجھ سے ہوا وہ کنارہ گیر

اِس درد کو وہ سمجھے جو ہو عشق کا اسیر　　جس عید میں کہ یار سے ملنا نہ ہو نظیر

اِسکے اوپر تو حیف ہے اور صد ہزار آہ

ولہ

پہلے اُس ختم رسالت سے کہو عشق اللہ　　صاحب خلق و کرامت سے کہو عشق اللہ

گلشن دین کی طراوت سے کہو عشق اللہ　　نور حق شافع اُمت سے کہو عشق اللہ

ہر دم اُس شاہ ولایت سے کہو عشق اللہ

اور وہ ہے جس سے ہرا باغ امامت کا چمن　　سبز پوش چمن جنت و فردوس حسن

زہر نے جسکا زمردسا کیا سبز بدن　　یاد کر مومنو اسکا وہ ہرا پیراہن

سبزۂ باغ امامت سے کہو عشق اللہ

اور وہ گل جس سے ہے گلزار شہادت کا کھلا　　لگئے دشت بلا میں جو اُسے اہل جفا

تین دن رات کا پیاسا وہ بہادر یکتا　　لشکر شام کو للکار کے تنہا وہ لڑا

گوہر دُرج شجاعت سے کہو عشق اللہ

اور جس مرد کا ہے نام شہ زین العبا　　کربلا میں وہ اگر آہ کا شعلہ کرتا

جلکے لشکر وہ سبھی خاک سیہ ہو جاتا　　پر سوا حق کے رضا نے نہ کچھ دم مارا

اس جوانمرد کی ہمت سے کہو عشق اللہ

باقر و جعفر و کاظم و رضا شاہ شہان　　اور تقی نور جلی اور وہ نقی قبلۂ جان

عسکری مہدی ہادی وہ امامِ دوران
ہیں زمانہ میں یہی بارہ امام اے یاران
سب ہر اک صاحب عزت سے کہو عشق اللہ

جتنے اللہ نے بھیجے ہیں ولی پیغمبر
عارف و کامل و درویش و مشائخ رہبر
اور جنہوں نے کہ ذرا حق کے اوپر کر کے نظر
راہ مولا میں خوشی ہو کے دیا اپنا سر
اُن شہیدوں کی شہادت سے کہو عشق اللہ

ہیں جہاں تک کہ جہاں میں جو ولی اور فقرا
ہر دم ان سب کے دلوں میں ہے بھرا عشق اللہ
اور جس مرد نے خوش ہو کے براہ مولا
مال و جان و دولت و گھر بار تلک بخش دیا
اُس سخی دل کی سخاوت سے کہو عشق اللہ

ہیں جو وہ صابر و شاکر برضائے مولا
راہ مولا میں چلے لے کے توکل ہمراہ
جا کے جنگل میں پہاڑوں میں لگا حق پہ نگاہ
دل میں خوش بیٹھے ہو کرتے ہیں اللہ اللہ
اُن جوانوں کی قناعت سے کہو عشق اللہ

وہ جو کہلاتے ہیں دنیا میں خدا کے بندے
بندگی کرتے ہی کرتے وہ سبھی خاص ہوئے
خاک بھی ہو گئے پر کرتے ہیں ہر دم سجدے
کھینچتے ہیں باطنی ہوتے ہیں عبادت کے مزے
دوستو اُنکی عبادت سے کہو عشق اللہ

اور وہ جن پہ ہیں احوال دو عالم کے کھلے
جتنے دریا میں ہیں اور ابر جو اوپر اُڑتے
چاہیں پتھر کے تئیں لعل کریں نظر ولے
چاہیں اکسیر کریں خاک کو ہر دم سے
اُنکی سب کشف و کرامت سے کہو عشق اللہ

اور وہ جو عشق کا گلزار کھلاتا ہے نظیر
پنجتن پاک کا عالم میں کہاتا ہے نظیر
ریختہ فرد و باعی بھی بناتا ہے نظیر
کہ سخن عشق کا پھر سب کو سناتا ہے نظیر

اُسکے سب حرف و حکایت سے کہو عشق اللہ

بوڑھاپے کی تعریف مین

کیا قہر ہے یارو جسے آجاے بوڑھاپا — اور عیش جوانی کے تئین کھاے بوڑھاپا
عشرت کو ملا خاک مین غم لاے بوڑھاپا — ہر کام کو ہر بات کو ترساے بوڑھاپا
سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہاے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلاے بوڑھاپا

جو لوگ خوشامد سے بٹھاتے تھے گھڑی بھر — چھاتی سے لپٹتے تھے محبت کی جتا کر
سو آکے بڑھاپے نے کیا ہاے یہ کچھ قہر — اب جن کے کنے جاتے ہین لگتے ہین اُنھین زہر
سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہاے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلاے بوڑھاپا

آگے تو پری زاد یہ رکھتے تھے ہمین گھیر — آتے تھے چلے آپ جو لگتی تھی ذرا دیر
سو آکے بوڑھاپے نے کیا ہاے یہ اندھیر — جو دوڑ کے ملتے تھے وہ اب لیتے ہین منھ پھیر
سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہاے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلاے بوڑھاپا

تھے جب تلک ایام جوانی کے ہرے رکھ — محبوب وہ ملتے تھے سو دیکھ جنھین بھوکھ
بیٹھے تھے پرند آنکے جب تک تھے ہرے رکھ — اب کیا ہے جو پت جھڑ ہوا اور جڑ بھی گئی سوکھ
سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہاے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلاے بوڑھاپا

آگے تھے جہان گلبدن اور یوسف ثانی — دیتے تھے ہمین پیار سے چھلّونکی نشانی

مرجائیں تو اب منھ مین نہ ڈالے کوئی پانی | کس دکھ مین ہین چھوڑ گئی ہائے جوانی

سب چیز کو ہوتا ہی بُرا ہائے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

یاد آتے ہین ہمکو وہ جوانی کے جو ہنگام | اور جام و دلارام مزے عیش اور آرام
اُن سب مین جو دیکھو تو نہین ایک کا نام | کیا ہم پہ ستم کر گئی یہ گردش ایام

سب چیز کو ہوتا ہی بُرا ہائے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

مجلس مین جوانونکی تو ساغر ہین چھلکتے | اُنہین مین بہارین ہین پریرو ہین جھمکتے
ہم اُن کے تئین دور سے ہین رشک سے تکتے | وہ عیش و طرب کرتے ہین ہم سر ہین پٹکتے

سب چیز کو ہوتا ہی برا ہائے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

اب پاؤن پڑین اُن کے تو ہرگز نہ بلاوین | جا بیٹھیں تو اکدم مین خفا ہو کے اُٹھا دین
اتنا تو کہان اب جو کوئی جام پلا دین | گر جان نکلتی ہو تو پانی نہ چوا دین

سب چیز کو ہوتا ہی بُرا ہائے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

جب عیش کے مہمان تھے اب غم کے ہوئے ضیف | اب خون جگر کھاتے ہین جب پیتے تھے سو کیف
جب اینٹھ کے چلتے تھے سر باندھ اٹھا سیف | اب ٹیک کے لاٹھی کے تئین چلتے ہین صد حیف

سب چیز کو ہوتا ہی بُرا ہائے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

تھے ہم بھی جوانی میں بہت عشق کے پورے
اب آ کے بڑھاپے نے کیے ایسے ادھورے
وہ کونسے گلرو ہیں جو ہمنے نہیں گھورے
پر جھڑ گئے دم اُڑ گئی پھرتے ہیں لنڈورے

سب چیز کو ہوتا ہی بُرا ہاے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

کیا یار اُلٹ ہم سے گیا ہاے زمانا
چھیڑے ہی کوئی ڈال کے دادا کا بہانا
جو شخص کہ تھے اپنی نگاہوں کے نشانا
ہنسکر کوئی کہتا ہے کہاں جاتے ہو نانا

سب چیز کو ہوتا ہی بُرا ہاے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

پوچھیں جسے کہتا ہو وہ کیا پوچھے ہی بڈھے
بیٹھیں تو یہ ہو دھوم کہاں بیٹھے ہی بڈھے
آویں تو یہ غل ہو کہ کہاں آوے ہی بڈھے
دیکھیں جسے کہتا ہی وہ کیا دیکھے ہی بڈھے

سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہائے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

کیا یارو کہیں گو کہ بوڑھاپا ہی ہمارا
جب بوڑھا ہمیں کہہ کے جہاں ہائے پکارا
پر بوڑھے کہانے کا نہیں تو بھی سہارا
کافر نے کلیجہ میں گویا تیر سا مارا

سب چیز کو ہوتا ہی بُرا ہائے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

خوباں میں اگر جاویں تو ہوتی ہی یہ پھکڑی
ٹپے کہیں اور مونچھیں کہیں جاتی ہیں پکڑی
کھینچے ہی کوئی ہاتھ کوئی پکڑے ہی لکڑی
داڑھی کو پکڑ کھینچ کوئی جھاڑے ہی مکڑی

سب چیز کو ہوتا ہی بُرا ہاے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

کہتا ہے کوئی چھین لو اس بڈھے کی لاٹھی
اتنی کسی کافر کو سمجھ اب نہیں آتی
کہتا ہے کوئی شوخ کہ ہاں کھینچ لو داڑھی
کیا بڈھے جو ہوتے ہیں تو کیا ان کے نہیں جی

سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

اک وقت وہ تھا ہم بھی مزے کرتے تھے گن گن
اک وقت یہ ہے ہائے جو سب کرتے ہیں اب گھن
محبوب پریزاد نہ رہتے تھے ملے بن
یا ایک وہ ایام تھے یا ایک ہیں یہ دن

سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

بوڑھوں میں اگر جاویں تو لگتا نہیں واں دل
محبوبوں میں جاویں تو ہیں سب چھیڑے ہیں مل مل
واں کیونکہ لگے دل تو ہے محبوبوں کا مائل
کیا سخت مصیبت ہے پڑی آن کے مشکل

سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

سنگھٹ کو ہماری اگر سواری گئی ہے
سنتے ہیں کہ کہتی ہوئی بھٹیاری گئی ہے
تو واں بھی لگی ساتھ یہی خواری گئی ہے
لو دیکھو بڑھاپے میں یہ مت ماری گئی ہے

سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

پگڑی ہو اگر لال گلابی تو یہ آفت
ٹھٹھے سے کوئی کہتا ہے کہ شکل یہ رحمت
کہتا ہے ہر اک دیکھ کے کیا خوب ہے رنگت
لاحول ولا دیکھئے بڈھے کی حماقت

سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

اگر بیاہ میں جاویں تو یہ ذلت ہے اٹھانا   چھیڑے ہے بنے باپ نکاح کا نشانا
رنڈیوں میں اگر جاویں تو مشکل ہے پھر آنا   افسوس کسی جا نہیں بوڑھے کا ٹھکانا

سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہائے بُڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بُڑھاپا

ہے جھانولی تالی کا زنانوں میں یہ چرچا   گر انمیں کبھی جاویں تو ہے یہ ستم آتا
داڑھی کو جگت بولے کوئی آنکھ کو مٹکا   ٹھٹھے سے کوئی کہتا ہے آ مرے دادا

سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہائے بُڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بُڑھاپا

دریا کے تماشے کو اگر جائیں تو یارو   کہتا ہے ہر اک دیکھ کے جاتے ہو کدھر کو
اور ہنسکے شرارت سے کوئی پوچھے ہے بڈھو   کیوں خیر ہے کیا خضر سے ملنے کو چلے ہو

سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہائے بُڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بُڑھاپا

گر آج کو ہوتے وہ جوانی کے زمانے   قدرت تھی جو یوں چھیڑتے بھڑوے و زنانے
مشکل کبھی پڑ جاتی انھیں پیچھے چھڑانے   اکدم میں ابھی لگتے اُودھی ہائے مچانے

سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہائے بُڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بُڑھاپا

گر ناچ میں جاویں تو یہ حسرت ہے ستاتی   جو ناچے ہے کافر وہ نہیں دھیان میں لاتی
اور ونکی طرف جاؤ تو آنکھیں ہیں لڑاتی   پر ہم کو تو کافر وہ انگوٹھا ہے دکھاتی

سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہائے بُڑھاپا   عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بُڑھاپا

گر نا کیہ انمین کوئی بوڑھی ہی کہاتی
پھیکی سی پرانی سی لگاوٹ سے جتاتی
البتہ بوڑھاپے پہ وہ ٹک رحم ہی کھاتی
پر قہر ہو وہ ہمکو ذرا خوش نہین آتی
سب چیز کو ہوتا ہی برا ہاے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلاے بوڑھاپا

چکلے کے جو اندر کی وہ کہلاتی ہین کسبی
منہ دیکھتے ہی کہتی ہین سب آو بڑے جی
گر انمین کبھی جاوین تو ہوتی ہی خرابی
کیا آئے ہو یان کرنے کو پیری و مریدی
سب چیز کو ہوتا ہی برا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

گر جاوین طوائف مین تو لگتی ہین ستانے
ہنس ہنس کوئی پوچھے ہی نماز دنکے دوگانین
کیا آئے ہو حضرت ہمین قرآن پڑھانے
ٹھٹھے سے کوئی پھینکے ہی تسبیح کے دانے
سب چیز کو ہوتا ہی برا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

گو جھک کے کمر پاؤن سے سر آن لگا ہی
کہتے ہین جسے ہمکو یہ ارمان لگا ہی
پر دل مین تو خوبان کا وہی دھیان لگا ہی
کہتا ہی وہ کیا بوڑھے کو شیطان لگا ہی
سب کو چیز کو ہوتا ہی برا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

نقلین کوئی ان پوپلے ہونٹونکی بنا دے
داڑھی کے کنے انگلی کو لا لاکے نچاوے
چلکر کوئی کبڑے کیطرح قد کو جھکا دے
یہ خواری تو اللہ کسی کو نہ دکھاوے
سب چیز کو ہوتا ہی برا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

تھے جیسے جوانی مین کئے دھوم دھڑکے
سب اُڑ گئے کافور وہ نظارے وہ جھمکے
ویسے ہی بوڑھاپے مین چھٹے اُن کے چھکے
اب عیش جوانونکو ہین اور بوڑھونکو دھکے

سب چیز کو ہوتا ہی بُرا ہائے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

گر حرص سے داڑھی کو خضاب اپنی لگاوین
گو مکر سے ہنسنے کے تئیں دانت بندھاوین
جھُرّی جو پڑی مُنھ پہ اُسے کیونکہ مٹاوین
گردن تو پڑی ہلتی ہی کیا خاک چھپاوین

سب چیز کو ہوتا ہی بُرا ہائے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

آنکھوں سے یہ دیدار کی لذت نہین چھٹتی
سب چھٹ گیا پر دید کی یہ لت نہین چھٹتی
اور دل سے بھی محبوب کی اُلفت نہین چھٹتی
اک عمر کی ہی جو پڑی عادت نہین چھٹتی

سب چیز کو ہوتا ہی بُرا ہائے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

سنتے ہو جوانو یہ سخن کہتے ہین تم سے
جا دیکھی جوانی تو پھر افسوس کروگے
کرتے ہو جو کر لو وہ مزے عیش و طرب کے
تم جیسے ہو ویسے تو کبھی ہم بھی جوان تھے

سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہائے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

اب جتنے ہو معشوق یہ سب یاد رکھو بات
محبوبو غنیمت ہی جوانی کی یہ اوقات
جو ہو سو کرو چاہنے والوں کی مدارات
جب بوڑھے ہوئے پھر تو ہوئے ڈھاک کے دو پات

سب چیز کو ہوتا ہی بُرا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

اب جسم سے رہیں صاف تو وہ ہوتا ہے گدلا — اللہ نہ دکھلائے کسی کو یہ ملولا
اس چرخ ستمگار نے سینے میں حسد لا — کیا ہم سے جوانی کا لیا آہ یہ بدلا

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

تھے جیسے جوانی میں پیے جام سبو کے — ویسے ہی بڑھاپے میں پیے گھونٹ لہو کے
جب آ کے گلے لگتے تھے محبوب بھبو کے — اب کہیے تو بڑھیا بھی کوئی منھ پہ نہ تھوکے

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

یہ ہونٹھ جو اب پپلے یارو ہیں ہمارے — ان ہونٹھوں نے بوسوں کے بڑے رنگ ہیں مارے
ہوتے تھے جوانی میں تو پریوں کے گزارے — اور اب تو چڑیل آ کے بھی اک لات نہ مارے

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

تھے جیسے جوانی کے چڑھے زور میں سر شیخ — ویسے ہی بڑھاپے کی پڑی آن کے اب بیخ
نکلا ہوا تن سوکھ کے روئی بال رگیں سیخ — حلوا ہوسے چرخا ہوئے کیسی ہوسے چیخ

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

محفل میں وہ مستی سے بگڑنا نہیں بھولے — ساقی سے پیالوں پہ جھگڑنا نہیں بھولے
ہنس ہنس کے پریزادوں سے لڑنا نہیں بھولے — وہ گالیاں وہ بوسوں پہ اڑنا نہیں بھولے

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا — عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

کیا دور تھا سر دیکھنے کا ہوتا تھا صد افسوس　ہر غنچہ دہن دیکھ کے کرتا تھا صد افسوس
اب مر بھی اگر جاویں تو ہوتا ہے کو افسوس　افسوس صد افسوس صد افسوس صد افسوس

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

جب جان کے بوڑھا ہمیں جھڑپیں ہیں یہ بدخواہ　اور چھیڑ کے مجلس سے اٹھاتے ہیں باکراہ
اُسوقت تو ہم یارو دم سرد سے بھر آہ　رو رو کے یہی کہتے ہیں اب کیوں مرے اللہ

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

گر ہوتی جوانی تو ابھی دھوم یہ مچتی　چھاتی سے لپٹ دم میں کڑک ڈالتے پسلی
سب کرتی و انگیا کی اُڑا اڑاتے دھجی　پہ کیا کریں یارو کہ بڑھاپے نے بُری کی

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

وہ جوش نہیں جسکے کوئی خوف سے دہلے　وہ زعم نہیں جس سے کوئی بات کو سہ لے
جب پھونس ہوئے ہاتھ تھکے پاؤں بھی پھیلے　پھر جس کے جو کچھ شوق میں آوے وہی کہہ لے

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

کرتے تھے جوانی میں تو سب آپ سے آ چاہ　اور حسن دکھاتے تھے وہ سب آن کے دلخواہ
یہ قہر بڑھاپے نے کیا آہ نظیر آہ　اب کوئی نہیں پوچھتا اللہ ہی اللہ

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا　عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

روپیے کی تعریف مین

نقشا ہی عیان سو طرب رقص کی رے کا   ہی ربط بہم طبلہ و سارنگی و نے کا
جھنکار مجیرونکی ہے اور شور ہی بے کا   مینا کی جھلک جام اودھر چھلکے ہی مے کا
جھمکا نظر آتا ہی ہر اک عیش کی شے کا
دنیا مین عجب روپ جھلکتا ہی روپے کا

ہر آن جہان روپ روپے کے ہین جھلکتے   کیا کیا زر و زیور کے وہان رنگ ڈھلکتے
موتی بھی جھلکتے ہین جواہر بھی جھمکتے   سب ٹھاٹھ اسی چلکے سے دیکھے ہین چلکتے
جھمکا نظر آتا ہی ہر اک عیش کی شے کا
دنیا مین عجب روپ جھلکتا ہی روپے کا

بن ٹھن کے ہر اک بزم مین آتے ہین اسی سے   میلونمین تماشونمین بھی جاتے ہین اسی سے
شیرینیان میوے بھی منگاتے ہین اسی سے   کھاتے ہین اور اونکو کھلاتے ہین اسی سے
جھمکا نظر آتا ہی ہر اک عیش کی شے کا
دنیا مین عجب روپ جھلکتا ہی روپے کا

پوشاک جھمجھمدار بناتے ہین اسی سے   حشمت کے چمتکار بناتے ہین اسی سے
محلات نمودار بناتے ہین اسی سے   باغات چمن زار بناتے ہین اسی سے
جھمکا نظر آتا ہی ہر اک عیش کی شے کا
دنیا مین عجب روپ جھلکتا ہی روپے کا

اس روپ سے ہی حسن فسون کار مہیا   اس روپ سے فرحت کے ہین آثار مہیا

گجرا ہے لگا طرۂ زرتار مہیا
کیا موتیا ہے موتیون کے ہار دھیا
جھمکا نظر آتا ہی ہر اک عیش کی شے کا
دنیا مین عجب روپ جھلکتا ہی روپے کا

اس روپے گرمی کے بھی سامان عیان ہین
دن کو بھی جدھر دیکھیے ٹھنڈک کے نشان ہین
خسخانہ مین چھڑکے ہوے اور عطرفشان ہین
اور شب کے بھی سونے کو ہوادار مکان ہین
جھمکا نظر آتا ہی ہر اک عیش کی شے کا
دنیا مین عجب روپ جھلکتا ہی روپے کا

اس روپے بارش کی بھی چیزین ہین مہیا
باہر بھی وہ دیکھین ہین جہان جو نظر بھر
وہ تہ چھتریان بارانیان اور موم کی چادر
گھر مین بھی خوشی بیٹھے ہین سامان بنا کر
جھمکا نظر آتا ہی ہر اک عیش کی شے کا
دنیا مین عجب روپ جھلکتا ہی روپے کا

یہ روپ جہان ہین کوئی دان اک نہین میلا
دیکھو جدھر اسباب ہی خوشوقتی کا پھیلا
آ جلسے ہین بچھے فرش نہین کچھ بھی کچیلا
بھرتا ہی اسی تھیلی سے ہر جنس کا تھیلا
جھمکا نظر آتا ہو ہر اک عیش کی شے کا
دنیا مین عجب روپ جھلکتا ہی روپے کا

ظاہر مین تو اسے دستور احت ہی اسی سے
ہر بات کی خوبی و فراغت ہی اسی سے
ہر آن دل و جان کو مسرت ہی اسی سے
عالم مین **نظیر** عشرت و فرحت ہی اسی سے
جھمکا نظر آتا ہی ہر اک عیش کی شے کا
دنیا مین عجب روپ جھلکتا ہی روپے کا

تضمین فارسی و ہندی اُردو

نظر آیا مجھے اک شوخ ایسا نازنین چنچل — کہ جسکی دیکھکر سج دھج مرا دل ہو گیا بیکل
ادا بھی چلبلی اور آن میں بھی کچھ عجب چھلبل — فسونگر انکھڑیاں ظالم کی ور جسپر لگا کاجل
کبھی نظریں لڑائے اور کبھی بکھرے تھے آنچل — پڑا در کان میں جھمکے گلے میں سج رہی ہیکل
نگارے گلعذارے نو بہارے ناز پرائے — دلارا ایسی شکلے بے شوخے دلآرائے

دیہہ ہیمن تین ادبرے مکھ مین چند لجائے
بھوین دھنکین تان کمین کملن تان چلائے

مجھے اُس شوخ چنچل نے جب اپنا حسن دکھلایا — دکھا کر اک نظر چلتا ہوا اور مجھکو تڑپایا
گرا مین ہو کے بیخود یون پڑا جیسے ہو سایا — پھر اسمین ہوش جب آیا تو دل سینہ مین گھبرایا
بہت سا اُسگھڑی مین نے تو اپنے دلکو سمجھایا — نہ مانا دل نے ہرگز ڈھونڈھنا ہی اُسکا ٹھہرایا
کشیدم نالۂ واز شوق پیراہن قبا کردم — برائے جستن او صبر و تسکین را رہا کردم

بجیت ٹھی جاتین کہی نغین آنسو لائے
ہے کوئی ایسا بیت جو پیتم مندر بتائے

کہون کیا اُسگھڑی یارو عجب احوال تھا میرا — ہر اک سے پوچھتا تھا ہر گھڑی اُس شوخ کا ڈیرا
طلب کی کشمکش اور جستجو کا شوق بہتیرا — اِدھر آہونکی شورش اور اُدھر اشکونے آگھیرا
کبھی پھرتا اسطرف چھپتا کبھی تھا اُسطرف پھیرا — جو کوئی پوچھتا تھا کیون میان کیا حال ہے تیرا
اگر گفتم احوالم چہ می پرسی ز یار غمخوارم — خرابم دلفگارم بیقرارم نو گرفتارم

الکن کچھ دے ار پرے اور من کھنیس دیو رڈے
درگن جا دو ڈار کے سُدھ بُدھ دینی کھوئے

ابھی یاں اک پری رو کر گیا ہے مجھکو دیوانہ — مرا دل ہو گیا اُس شمع رو کو دیکھ پروانہ
بنایا اُسکی آنکھوں نے مجھے اِس مے کا پیمانہ — نگہ نے کر دیا اُسکی مجھے اِک پل مین مستانہ
میاں اکرم تو مین اپنا سناؤں اُسکو افسانہ — مکان اُسکا تجھے اے یار کچھ معلوم ہے یا نہ
اگر وا فی جنان کن لطف تا بینم مکانش را — نہم سر بر درش ور شوق بوسم آستانش را

بنہ کرے کا ہار ہے ہون تو رے بلہار
مارت ہی موہے برہ دکھ ییچلی وار پار

یہ سنکر تھا وہ کہتا مین تجھے اُسکا پتا دیتا — نہیں مین ساتھ جا کر تجھکو اُسکا گھر بتا دیتا
ابھی لیجا کے تجھکو اُسکی ڈیوڑھی پر بٹھا دیتا — جو وا نکے بیٹھنے کے طور ہین وہ سب جتا دیتا
ادب سے جا کے اُسکے حلقۂ در کو ہلا دیتا — نکلتا جب تو خوبی سے تجھے اُس سے ملا دیتا
ولیکن آن بتِ سرکش ز عاشق عار میدارد — رسیدن تا درش آسان نباشد کار میدارد

پلک کٹاری مار کے ہر دے رکت بہاے
کہہ کے آسا مرت جو واکے دوارے جاے

یہ باتین کہہ کے تھا میرے بہت وہ دلکو بہلاتا — جو اُلفت مین جتاتے ہین وہی تھا مجھکو بتلاتا
مگر مجھکو بغیر از دیکھنے کے کچھ نہ تھا بھاتا — کبھی تھا آہ کرتا اور کبھی تھا اشک بھر لاتا
جو رہ رہ تا مین تو مجھکو اِس طرح آکر وہ سمجھاتا — ترا دلبر ہے وہ تو دیکھنے کو کیوں نہیں جاتا
سو بینیم آخر ش او راز من تا کے نہان باشد — اسیران محبت را کجا پرواے جان باشد

یہ نگر کی ریت ہے تن من وے جو کھوے
بیٹھ ڈگر جب پگ رکھا ہو نی ہووے سو ہوے

وہ تھا یہ بات سنتا جب مرا منھ دیکھ رہتا تھا — جو چاہت اٹھا وہ اپنی طرف کو یہ بات کہتا تھا

مرا دل آتش فرقت مین اُس دلبر کے رہتا تھا
نہ تھا کچھ بن جو آتا اس سے درد و رنج سہتا تھا
گہہ بیابان تک پڑا اشک اُسگھڑی آنکھوں سے بہتا تھا
وہ کہتا تھا ارے پیچھے چا تو مین یون اُس سے کہتا تھا
کشم آہ و نمایم گریہ و شام و سحر کردم
نہ بینم تا رخش از جستجو ہرگز نہ برگردم

پیتم یا من موہ کے کینھو مان کمان
بن دیکھے وا روپ کے میرے کلپت پران

چلا دان سے مین اُس غمخوار کی باتون سے گھبرا کر
یہی تھی آرزو دل مین کوئی بتلائے اُسکا گھر
پریشان حال پھرتا تھا کبھی ایدھر کبھی اودھر
بتایا جب مکان اُسکا تو بیٹھا ایک رستہ پر
یکایک دیکھتا کیا ہون کہ آپہونچا وہی دلبر
اُٹھا مین اور کہا یون رکھکے سر کو اسکے قدمون پر
مرا مجروح کردی و نگاہم رخ بپوشیدے
چہ تقصیرم کہ دل بُردی و حال من نپرسیدے

من میرا بس کر لیو کاہے کینی ووٹ
ایسے موتی من ہرن کیا بن آوے کھوٹ

کہی یہ بات جب اُس شوخ سے مین چشم نم
تو بولے نازنین وہ نازنین مجھ سے ہوا برہم
لگا مجھکو جھڑکنے اُس گھڑی تیوری چڑھا باہم
پھر آئین رحم جو آیا تو ہنسکر یون کہا اُسدم
تجھے زخمی جو کر آئے تھے اب تیغ نگہ سے ہم
لگا دینگے ترے ہم زخم پر اب لطف کا مرہم
نظیر این حرف چون گفت آن نگار بستان من
غم از دل رفت و آمد شادمانی ہا بجان من

تن میرا یا بات مین پیت بھیو پرسند
ایکتو دیکھ مین ہی پہنچی آن کھری آنند

مسدس

ای صنم کرتے ہین خوبان جو کسی پر بیداد
اُسکو پھر لطف سے کبھی ہین وہ کرتے ہین شاد

اُسکی تمثیل ہمین اُسگھڑی آئی ہی یاد — اِس سخن سے کہ جو سعدی نے کیا ہی ارشاد

خوبرویان جفا پیشہ وفا نیز کنند
باکسان درد فروشند و دوا نیز کنند

ہم کہاتے ہین طلبگار ترے دل سے آہ — اور تو کرتا ہی ستم ہمپہ نہایت جانکاہ
اسقدر تجھکو مناسب نہین اے حسن پناہ — چاہیے یون کہ کر اس مطلع حافظ پہ نگاہ

خستگان را چو طلب باشد و قوت نبود
گر تو بیداد کنی شرط مروت نبود

کب کہا ہمنے کہ تو ہمپہ کر اب لطف و کرم — کچھ جہت ہو تو سہین تیری جفائین بہم
بے گنہ ہمپہ جو کرتا ہی تو ہر لحظہ ستم — اسلیئے پڑھتے ہین اِس مطلع صائب کو ہم

ہردم آزردگی غیر سبب را چہ علاج
بگذشتیم ز لطف تو غضب را چہ علاج

تو نے جو جو ستم اب مجھپہ کیے ہین ایجان — اُنکو کرتا ہو نہین آگے ترے اسوقت بیان
رکھتا کب تک مین اُنھین خاطر غمگین مین نہان — اس سبب شعر نظیری پہ نظر کر کے میان

پردہ بر داشتہ ام از غم پنہانے چند
بہ زبان میردہ ام روز گریبانے چند

خستہ و خوار ترے ہاتھ سے ہو کر اب مین — گوہر اشک کو پلکون سے پرو کر اب مین
دلکو تجھ بت کی محبت مین ڈبو کر اب مین — بیت یہ آصفی کو پڑھتا ہون رو کر اب مین

سازہ آباد خدا با دل دیرانے را
یا مدہ مہر بتان ہیچ مسلمانے را

یار تو نے جو ستم مجھپہ کیے ہین اکثر
کس طرح اُنکو نہ لاؤن مین زبانکے اوپر
شعلے اُٹھتے ہین مرے دل مین چھپاؤن کیونکر
اے ستمگر تو کر اس بیت پہ وحشی کی نظر

شرح این آتش جانسوز نگفتن تا کے
سوختم سوختم این سوز نہفتن تا کے

دیکھ اے شوخ مجھے ہر گھڑی اتنا نہ ستا
عاجز آیا ہون تری دیکھ یہ ہر دم کی جفا
ہے خبر شرط مرے دلکو نہین تاب ذرا
اس سے یہ شعر نظیر آگے ترے ہون پڑھتا

بعد ازین بر من دل خستہ چو بیداد کنی
من کنم ترک محبت تو بسے یاد کنی

خمسہ بر غزل خود

یون تو اکثر ادھر آجاتے ہین انجان کئی
خاک ہوجاتے ہین اُن سے گریبان کئی
پر کہون کیا کہ بنا خس کے ہی سامان کئی
دیر سے آج جو نکلے بت ذیشان کئی
لیگئے صبر گئی دل گئی ایمان کئی

اپنے ہمچشم تو یان خون کیے ہین رو رو
مین بھی لایا ہون پر اس کام کو اب اس حد کو
ایک چشمہ تو مرے رونیکا یہ ہے سن لو
اتنا رویا ہون کہ اب لخت جگر کے یارو
ڈھیر ہین چشم سے لے تا سر دامان کئی

آہ جو جو گئے تھے حسرت دیدار مین مر
سب تڑپتے تھے وہ بیتاب زمین کے اندر
آخر مش ہو کے پریشان ہمہ تن چشم و نظر
اب تو ٹک منھ کو دکھا یار کہ نرگس بنکر
نکلے ہین خاک چمن سے ترے حیران کئی

آوے گر باد صبا اُسکے گلے سے نہ لوان
سو تمنا سے مین نقش قدم آغوش مین لون

چشم حیرت زدہ کو کفش کے نعلوں سے ملون
اُسکے دامن سے لگون پانون سے پڑون ساتھ چلون
خاک ہون تو بھی مرے جی مین ہین ارمان کئی

مان کہنا مرا اے شوخ ہٹیلے چنچل
گو کہ اب بلبل و قمری مین پڑی ہین ہلچل
منھہ دکھانے مین غریبون کے بس اتنا نہ مچل
آخر آیا ہی تو گلشن مین بھی ٹک آ تو چل
یان بھی رہتے ہین ترے چاک گریبان کئی

پان کھاتا ہو ترا قتل کا عالم کے نشان
اور خوبان کی طرح اپنے تو ہنسنے کو نجان
دیکھہ کہتا ہون ستمگر مری اس عرض کو مان
پان کھا کھا نہ ہنس اس درجہ تو اے دشمن جان
ابھی بھر جائینگے خون مین لب و دندان کئی

جب سے اُس شوخ کی ابرو نے کیا تیغ کو مات
بے گنا ہونگے سر او پر سے نہایت آفات
اب کہون کیا مین بھلا اُس ستم و ظلم کی بات
نظر آتے ہین مجھے اُسکی گلی مین دن رات
ٹکڑے ٹکڑے کئی بسمل کئی بیجان کئی

یہ مری جا ہی کہ اسجا مین تو بن ٹھن کے آ
اور جو آوے تو رقیبون کے تئین ساتھ نہ لا
آہ جاگینگے تو پھر حشر کرین گے برپا
جا نکر گور غریبان مین قیامت نہ مچا
ابھی سوئے ہین ترے بے سر و سامان کئی

جب سے اُس خسرو خوبان نے کیا تجھکو اسیر
جی بھی ہی شاد مرا دل بھی ہی سو عیش پذیر
کیونکہ اس خاک مین پستی کو نہ سمجھو نہین سر پیر
بادشہ کو نہ لکھا رقعہ کبھی جسنے نظیر
اُس شہ حسن کے آئے مجھے فرمان کئی

کلجگ کے بیان مین

دنیا عجب بازار ہی کچھ جنس یان کی ساتھ لے
نیکی کا بدلا نیک ہی بد سے بدی کی بات لے

میوہ کھلا میوہ ملے پھل پھول دے پھل پات لے   آرام دے آرام لے دکھ درد دے آفات لے

کلجگ نہیں کرجگ ہے یہ یاں دن کو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہات دے اس ہات لے

کانٹا کسی کے مت لگا گر مثل گل پھولا ہے تو   وہ تیرے حق میں تیر ہے کس بات پر بھولا ہے تو
مت آگ میں ڈال اور کو پھر گھانس کا پولا ہے تو   سُن رکھ یہ نکتہ بے خبر کس بات پر بھولا ہے تو

کلجگ نہیں کرجگ ہے یہ یاں دن کو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہاتھ دے اس ہات لے

شوخی شرارت مکر و فن سب کا بسیکھا ہے یہاں   جو جو دکھایا اور کو وہ آپ دیکھا ہے یہاں
کھوٹی کھری جو کچھ کہ ہے تسکا پریکھا ہے یہاں   ہر جو پڑا تلتا ہے مول تل تل کا لیکھا ہے یہاں

کلجگ نہیں کرجگ ہے یہ یاں دنکو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اُس ہات دے اِس ہات لے

جو اور کی بستی رکھے اُسکا بھی بستا ہے پُرا   جو اور کے مارے چھُری اسکے بھی لگتا ہے چھُرا
جو اور کی توڑے گھڑی اُسکا بھی ٹوٹے ہے گھڑا   جو اور کی چیتے بدی اُسکا بھی ہوتا ہے بُرا

کلجگ نہیں کرجگ ہے یہ یاں دن کو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اِس ہات دے اُس ہات لے

جو اور کو پھل دیویگا وہ بھی سدا پھل پاویگا   گیہوں سے گیہوں جو سے جو چانول سے چانول پاویگا
جو آج دیویگا یہاں ویسا وہ واں کل پاویگا   کل دیویگا کل پاویگا کل پاویگا کلپاویگا

کلجگ نہیں کرجگ ہے یہ یاں دن کو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہاتھ دے اُس ہات لے

جو چاہے لے چل اسگھڑی سب جنس یاں تیار ہے
دنیا نہ جان اسکو میاں دریا کی یہ منجدھار ہے
آرام میں آرام ہے آزار میں آزار ہے
اوروں کا بیڑا پار کر تیرا بھی بیڑا پار ہے
کلجگ نہیں کرجگ ہے یہ یاں دن کو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہات دے اس ہات لے

تو اور کی تعریف کر تجھکو ثنا خوانی ملے
تو اور کو مہمان کر تجھکو بھی مہمانی ملے
کر مشکل آسان اور کی تجھکو بھی آسانی ملے
روٹی کھلا روٹی ملے پانی پلا پانی ملے
کلجگ نہیں کرجگ ہے یہ یاں دن کو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہات دے اس ہات لے

کرجگ جو کچھ کرنا ہو یاں یہ دم تو کوئی آن ہے
تہمت میں یاں تہمت لگے طوفان میں طوفان ہے
نقصان میں نقصان ہے احسان میں احسان ہے
رحمان کو رحمان ہے شیطان کو شیطان ہے
کلجگ نہیں کرجگ ہے یہ یاں دن کو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہات دے اس ہات لے

یاں زہر دے تو زہر لے شکر میں شکر دیکھ لے
موتی جو دے موتی ملیں پتھر میں پتھر دیکھ لے
نیکوں کو نیکی کا مزا موذی کو ٹکر دیکھ لے
گر تجھکو یہ باور نہیں تو تو بھی کرکر دیکھ لے
کلجگ نہیں کرجگ ہے یہ یاں دن کو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہات دے اس ہات لے

اپنے نفع کے واسطے مت اور کا نقصان کر
کھانا جو تو کھا دیکھکر پانی پیے تو چھان کر
تیرا بھی نقصان ہووےگا اسبات پر تو دھیان کر
یاں پانوں کو رکھ پھونک کر اور خوف سے گذران کر
کلجگ نہیں کرجگ ہے یہ یاں دن کو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہات دے اس ہات لے

غفلت کی یہ جا گہ نہین یان صاحب ادراک رہو
دلشاد رکھو دلشاد رہو غمناک کو غمناک رہو
ہر حال مین تو بھی نظیرؔ اب ہر قدم کی خاک رہو
یہ وہ مکان ہے او میان یان پاک رہو بیباک رہو

کلجگ نہین کرجگ ہے یہ یان دن کو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہات دے اُس ہات لے

ترکیب بند

ادھر کو جس گھڑی اے ہمنشین وہ یار آیا
ہمارے دل سے گئی بیکلی قرار آیا
اسے جو مہر سے ہے ذرہ پروری منظور
تو پھر ادھر کو جھمکتا وہ مہروار آیا
مزاج اُسکا جو عاشق نواز ہے ہر دم
تو راہِ لطف پہ پھر وہ کرم شعار آیا
کسی نے دوڑ کے ہمسے کہا مبارک باد
تمھارے پاس ہی وہ نازنین نگار آیا
کسی نے گل کی طرح ہنسکے یون کہا آکر
بھلا ہوا کہ تمھارا ابھی گلعذار آیا

خوشی یہ بولی تمھاری مین گرد خاطر ہون
ادھر سے عیش پکارا کہ مین بھی حاضر ہون

گیا ملال ہوے شاد ہم زمانے سے
ہوا ملاپ چھٹے ہجر کے ستانے سے
نشاط جی کو ہوئی ہر طرف کے ملنے سے
سرور دلکو ہوا ہنسنے اور ہنسانے سے
ہوئی نمود وہ ساعت بھی انبساط بھری
کہ جسمین شاد ہوے ہم بھی دل لگانے سے
ہر اک طرف سے ہوئی سو طرح کی خوشوقتی
نویدین آئیان عشرت کے کارخانے سے
سماتے جیوڑے نہین پیرہن مین اب ہرگز
ہم ایسے شاد ہین اُس گلبدن کے آنیسے

جہانمین جسکو ملاقات یار کہتے ہین
عجب بہار ہے اُسکو بہار کہتے ہین

ہمارے دلمین جو فرقت کی بیقراری تھی ، تو اُسکے ہاتھ سے صورت عجب ہماری تھی
کبھی خیال رخ و زلف کا سحر تا شام ، کبھی تصورِ مژگان سے دلفگاری تھی
نہ دل لگے تھا کسی شغل سے کوئی ساعت ، نہ جان کو جز الم ہجر ہمکناری تھی
یہ اضطراب تھا ہر دم کہ رہتی بیتابی ، ہمارے حال پہ سیماب کی بھی زاری تھی
خدا کے فضل سے پھر اسمین خیر و خوبی سے ، وہ دن بھی آیا کہ جسکی اُمیدواری تھی

جو دیکھی پھر کے نظر گلعذار کی صورت
تو ہر طرف نظر آئی بہار کی صورت

عیان جو سامنے آکر وہ گلعذار ہوا ، تو عالم عیش کا پھر ایک سے ہزار ہوا
نگہ کو حسن نے اُس گل کے تازگی بخشی ، خوشی قریب ہوئی دور انتظار ہوا
جدا جو ہجر مین ہم سے قرار رہتا تھا ، ہمارے دل سے وہ پھر آکے دوچار ہوا
تسلی دلکو ہوئی اُس صنم کے ملنے سے ، رخ اُسکا دیکھتے ہی رفع اضطرار ہوا
طلب تھی دلکے تئین جسکی ایک مدت سے ، ہزار شکر وہی عیش آشکار ہوا

نشاط و عیش کو خاطر سے ہمقرینی ہے
نیاز و ناز ہے اور لطف ہمنشینی ہے

ہم اپنے دلکی خوشی کا بیان کرین کیا کیا ، کہ ایک لحظہ یہ ٹھہرا ہے عیش کا نقشا
کبھی ہین دیکھتے رخسار یار کو ہنس ہنس ، کبھی خوشی سے ہین چھیڑتے اُسکی زلف دوتا
کبھی ہین یار کے چشم و نگاہ سے جیتے ، خوشی سے عیش کے بھر بھر کے ساغر صہبا
کبھی ہین اُسکے تکلم سے دلکو خوش کرتے ، کبھی ہین اُسکے تبسم پہ جی سے ہوتے فدا
جو دیکھتا ہے ہمین اسطرح کی عشرت مین ، تو ہے سخن وہ رہ منصفی سے ہی کہتا

نظیر تمنے جو حاصل یہ شادمانی کی
یہی بہار ہے بستان زندگانی کی

ترکیب بند ثانی فارسی ہندی

مجھے اے دوست تیرا ہجر اب ایسا ستاتا ہے
کہ دشمن بھی مرے احوال پر آنسو بہاتا ہے
یہ بیتابی یہ بیخوابی یہ بے چینی دکھاتا ہے
نہ دل لگتا ہے گھر میں اور نہ صحرا مجھکو بھاتا ہے
اگر کچھ منہہ سے بولوں تو مزا الفت کا جاتا ہے
وگر چپکا ہی رہتا ہوں کلیجہ منہہ کو آتا ہے
مرا دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد
وگر دم در کشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد

کوک کروں تو جگ ہنسے اور چپکے لاگے گھاؤ
ایسے کٹھن سنیہہ کا کس بدھ کروں اپاؤ

نتھا معلوم الفت میں کہ غم کھانا بھی ہوتا ہے
جگر کی بیکلی اور دل کا گھبرانا بھی ہوتا ہے
سسکنا آہ کرنا اشک بھر لانا بھی ہوتا ہے
تڑپنا لوٹنا بیتاب ہو جانا بھی ہوتا ہے
کیے پر اپنی پھر آپی ہی دکھ پانا بھی ہوتا ہے
کف افسوس کو مل مل کے پچتانا بھی ہوتا ہے
اگر دانستم از روز ازل داغ جدائی را
نے کردم بدل روشن چراغ آشنائی را

جو میں ایسا جانتی کہ پیت کیے دکھ ہوے
نگر ڈھنڈورا پھیرتی کہ پیت نکیجو کوے

سحر سے شام تک صحرا میں پھرتا دلکو من مارے
لگا کر شام سے تا صبح گنتا رات کے تارے
لبوں پر آہ دلمیں داغ جوں آتش کے انگارے
جسے دل چاہتا ہے اسکو کچھ پروا نہیں بارے
جب اسکی ہی یہ مرضی ہے تو چپکے ہیں بیچارے
مگر اسکے تصور میں یہی کہتے ہیں اے پیارے
زحال من کہ چونم بے رخت داری خبر یا نہ
دل من سوخت آیا در دلت باشد اثر یا نہ

آہ دئی کیسی بھٹی ان چاہت کے سنگ
دیپک کے بھاوین نہین جل جل مرین پتنگ

کبھی ہو کر گریبان چاک صحرا کو نکلتا ہون
لگی ہے آگ دل مین شمع سان جلکر پگھلتا ہون
بدن مین دیکھکر شعلہ بھڑکتے ہاتھ ملتا ہون
ز تاب آتش دوری کہ بیسوزد دل وجان را

کبھی گھبرا کے پھر گھر کی طرف ناچار چلتا ہون
دھوان اُٹھتا ہے آہونکا برنگ موم گلتا ہون
بھبھوکے تن سے اُٹھتے ہین ستی کیطرح جلتا ہون
نہ بود نبض من پُر آبلہ دست طبیبان را

برہ کی آگ تن مین لگی جرن لگے سب گات
ناری چھووت بید کے پڑے پھپھولا ہات

غضب ہے ایک تو مجھ نہ دل ورجی بھی گھبرائے
نہ ہو دل کیونکہ ٹکڑے اور نہ جان کسطور گھبرا وے
لگی جو آگ دل مین پھر وہ بجھے کسطرح پاوے
چو در دل آتش دوری فتد او را کہ بنشاند

تس اوپر ہر گھڑی اُس دلربا کی شکل یاد آوے
در و دیوار سے کیونکر نہ کوئی سر کو ٹکراوے
مگر جسنے لگائی ہو وہی آکر بجھا جاوے
مگر آنکس کہ آتش زد ہمان آبی بر افشاند

ہروی اندر زدن لگی دھوان نہ پرگھٹ ہوے
جا تن لاگے سو لکھے باچن لائے ہوے

کہان تک کھائیے غم اتنو غم کھایا نہین جاتا
قدم رکھتا ہون جسدم جا وانسے سرکا یا نہین جاتا
پڑا ہون دشت مین رستا کہین پایا نہین جاتا
مکان یار دور از من نہ پردارم نہ پاہی دل

دل بیتاب کو باتون سے بہلایا نہین جاتا
یہ پتھر ہاتھ سے تل بھر بھی کھسکایا نہین جاتا
جو چاہون بھاگ جاؤن بھاگ بھی جایا نہین جاتا
عجب در مشکل افتادم چسان طے سازم این منزل

نہ میرے پنکھ نہ پاؤن ہین اپنکھ پیا دور
اڑ نہ سکون گر گر پڑون رہون بسور بسور

ادھر دل مجھسے کہتا ہی کہ تو چل یار کے ڈیرے
اِدھر تن مجھکو کہتا ہی کہ تو مت مجھکو دکھ دیرے
جو کہنا دل کا کرتا ہون تو رہتا ہی وہ گھر گھیرے
وگر تن کی سُنون تو اور دکھ پڑتے ہین بہتیرے
نہ دل مانے نہ تن مانے ہر اک اپنی طرف پھیرے
کرون کیا مین نظیر ایسی جو مشکل آن کر گھیرے
دلم دلدار می جوید تنم آرام می خواہد
عجائب کشمکش دارم کہ جانم مفت میکاہد

دل چاہے دلدار کو اور تن چاہے آرام
دُبدا مین دونون گئے نہ ملیا ملی نہ رام

معجزۂ حضرت علی علیہ السّلام

سُنئے ہو اے علی کے محبان دوستدار
اِک معجزہ مین کہتا ہون اُس شہ کا آشکار
ہی تازہ واردات بہ از نقل روزگار
تھا کوئی شخص دولت و حشمت مین نامدار
اک روز وہ گیا تھا کہین کھیلنے شکار

جس دشت مین شکار کو گذرا تھا وہ غنی
وان ایک شیر رہتا تھا اور اُسکی شیرنی
تھا ایک چشمہ پانی کا اور سبز تھی بنی
اور بچے اُس بنی مین تھی وہ شیرنی جنی
دس بیس روز کے تھے ابھی طفل شیرخوار

بچون کو اپنی چھاتی پہ رکھے وہ بے زبان
دونون کو میٹھی دودھ پلاتی تھی شادمان
بندوق کی جو آئی صدا اس مین ناگہان
نر مادہ دونون بھاگ گئے ہوکے نیمجان
بچے اکیلے رہ گئے جنگل مین بے قرار

القصہ جب شکار سے فارغ ہوا وہ شاہ
ناگاہ دونون بچہ پر اُسکی پڑی نگاہ
رکھوا کے اُنکو اونٹ پہ جلدی سے خواہمخواہ
لی اُس شکارگاہ سے پھر اپنے گھر کی راہ
محلون مین اپنے آن کے اُسنے لیا قرار

جب آئے شیر و شیرنی باحالتِ تباہ
اور دونون بچے گھر مین نہ آئے انھین نگاہ
وہ شیر کھا کے غش گرا اکبار کر کے آہ
اور شیرنی نے لی نجف اشرف کی وہین راہ
سر پیٹتی چلی وہ بیابان سے سوگوار

القصہ کتنے روز مین وہ شیرنی غریب
بھوکی پیاسی پھرتی ہونٹونپہ خشک جیب
شوہر سے چھوٹی اور ہوئی بچونسے بے نصیب
آ پہونچی یک بیک نجف اشرف کے عنقریب
بچون سے اپنے سر پہ اُڑاتی ہوئی غبار

بازار مین نجف کے جب آئی وہ نیمجان
ہر اک دکان سے وانکی اُٹھا شور اور فغان
کوئی پکارا دوڑیو کوئی پکارا ہان
ہیبت سے اُسکی چھپنے لگے پیر اور جوان
چارون طرف سے دھوم مچی آکے ایکبار

وہ تو کسی طرف کو نہ گھر کی بتاتی تھی
نے منھ کو موڑتی تھی نہ پنجہ اُٹھاتی تھی
آنکھون سے اُس ہجوم مین آنسو بہاتی تھی
شاہِ نجف کے روضہ پہ فریادی جاتی تھی
لوگ اُسپر اپنے خوف سے کہتے تھے مار مار

جسدم وہ پہونچی حیدرِ صفدر کے در تلک
دربان اُسکے خوف سے یکسر گئے سرک
داخل ہوئی وہ روضۂ انور مین یک بیک
رونے لگی وہ سامنے سر کو ٹپک ٹپک
آنسو کی دونون آنکھون سے بہنے لگین قطار

آنکھون سے اُسکے آنسو کی ندی جو بہتی تھی
بچونکا داغ اپنے کلیجے پہ سہتی تھی
کچھ منھ سے شور کرتی تھی کچھ دیکھ رہتی تھی
گویا وہ شہ سے اپنی زبان مین یہ کہتی تھی
بچے مرے دلائیے یا شیر کردگار

روتی تھی یون وہ شیرنی آنسو بہا بہا
مظلوم جیسے روے ہے عادل کے پاس آ

اور کچھ زبان سے اپنی سناتی تھی بغبغا   نکلے تھی آغا آغا کی منھ اسکے سے صدا
کہ آقا آقا درد سے روتی تھی زار زار

فریادی بنکے ساقیِ کوثر کے سامنے   محتاج بنکے صاحب قنبر کے سامنے
یون دیکھتی تھی روضۂ انور کے سامنے   مظلوم جیسے آن کے داور کے سامنے
کرتا ہو اُسکے حکم کا رہ رہ کے انتظار

لوگون کے دل سے جب تو ہوا خوف اِسکا کم   سب اِسکے پاس آن کے دیکھین تھے اسکا غم
ہر آن اپنے سر کو پٹک کر کے چشم نم   پنجونکو اِسطرح وہ اُٹھاتی تھی دمبدم
فریادی داد مانگے ہی جون ہاتھ کو پسار

فریاد وہ تو مانگے تھی آقا سے جھوم جھوم   یعنی فلک نے مجھکو دکھایا یہ روز شوم
اِس بات سے تمام نجف مین پڑی یہ دھوم   گرد اُسکے مرد و زن کا ہوا آن کے ہجوم
حیرت مین تھے تمام چہ نادان چہ ہوشیار

کوئی پانی اُسکے واسطے کوئی کھانا لاتا تھا   لیکن اُسے تو رونے سوا کچھ نہ بھاتا تھا
بچونکا داغ ہوش سب اُسکے اُڑاتا تھا   جو اُسکو دیکھتا تھا اُسے رونا آتا تھا
ایسی طرح سے سر کو پٹکتی تھی بار بار

جب تین دن وہ شیرنی بھوکی پڑی رہی   ناچار اُن شریفون نے دیکھ اسکی بیکلی
جسطرح وان قدیم سے کہنے کی راہ تھی   اس طرح سے جناب مقدس مین عرض کی
با سینۂ الم کش و با چشم اشکبار

آئی ندا یہ شیرنی دیتی دہائی ہے   اِک شخص کے یہ ظلم و ستم کی ستائی ہے
بچون نے اسکے قید کی آفت جو پائی ہے   سو اب ہمارے روضہ پہ فریاد آئی ہے

کل اسکا بھید ہو ویگا تم سب پہ آشکار

یان تو شریف کو یہ عنایت ہوا جواب
فرمایا وہ جو شیر کے بچے ہین دل کباب
وان جا پلنگ اُلٹ دیا اُسکا بعین خواب
بھجواوے اُنکو شہر نجف مین تو کل شتاب
ورنہ تو اس گنہ سے بہت ہوگا شرمسار

ہان اُنکی اُنکے واسطے آنسو بہاتی ہے
فریادی ہو کے روتی ہے اور غل مچاتی ہے
اور تین دن ہوئے ہین نہ پیتی نہ کھاتی ہے
غش ہو ہمارے روضہ مین جی کو کھپاتی ہے
جلدی سے اُنکو بھیجدے کر اونٹ پر سوار

وہ تھرتھرا کے کانپ اُٹھا ہو کے عذر خواہ
بولا نجف تو پندرہ دن کی ہے یہان سے راہ
جانا یہ اُسنے یہ ہین شہنشاہ دین پناہ
بھجواؤن کسطرح سے اُنھین کل مین پر گناہ
اتنا تو اس غلام مین کب ہیگا اختیار

تب حکم یہ ہوا اُسے جسوقت ہو سحر
بھجواوے اپنے شہر کی آبادی سے اُدھر
جلدی سے دونون بچونکو رکھوا کے اونٹ پر
جب پہونچینگے یہ شہر کے دروازے کے اوپر
وان پیدا ہوگا غیب سے اک ناقہ سوار

ہوتے ہی صبح اسنے منگا کر وہ دو بچے
جب لوگ آئے شہر کے دروازے کے کنے
رکھوا کے ایک اونٹ پہ جلدی روان کیے
کیا دیکھین ایک شخص کو وان آدمی اِت سے
ہے منتظر وہ اونٹ کی پکڑے ہوئے مہار

جاتے ہی دونون بچے اُنھونکے اُسے دیے
وہ اُن بچون کو لے کے چلا اس شتاب سے
با احتیاط سونپ کے پھر شہر کو پھرے
آ پہونچا اُس مکان مین اک پہر دن چڑھے
اک بار اُسکا شہر نجف مین ہوا گذار

بچونکے آنے آنیکی جب غل ہوے کڑوڑ
جب لاکے اُسکے سامنے بچّے دیے وہ چھوڑ
وہ شیرنی بھی تکنے لگی اپنے منہ کو موڑ
یون خوش ہو چاٹنے لگی الفت سے وہ جھنجھوڑ
انسان جیسے کرتا ہی بچون کو اپنے پیار

بچے بھی دوڑ مان کے گلے سے لپٹ گئے
چھاتی پہ لوٹ لوٹ کے جا دودھ پینے لگے
یون جیسے کوئی دور کا بچھڑا ہوا ملے
اُس شیرنی کے جیسے کلیجے مین داغ تھے
ویسے ہی اسکے منہ پہ خوشی کی ہوئی بہار

جب اُسنے بچے پائے تو ہو کر وہ شادمان
روضے کے سات بار تصدق ہوئی وہان
بچون سمیت اُٹھکے وہ حیوان بے زبان
پھر آستانہ چوم ہوئی وان سے وہ روان
جا پہونچی اپنے دشت مین خوش ہو کے ایکبار

شیر خدا کے عدل کی یہ دیکھ رسم و راہ
انصاف ایسا چاہیے ای شاہ دین پناہ
خلقت تمام وانکی پکاری یہ واہ واہ
حامی و منصف اور نہین کوئی تم سا شاہ
ہی ختم تمپہ عدل و حمایت کا کاروبار

حیوان تمھارے لطف سے جب ہوتے ہین شاد
جیسے تمھارے در سے ملی شیرنی کو داد
انسان پھر یہان سے پھرین کیونکہ نامراد
احسان ایسے ایسے بہت اے کرم نہاد
ہینگے تمھارے صفحۂ عالم مین یادگار

اے شاہ یہ نظیر تمھارا غلام ہی
عاصی ہی پُرگناہ ہی اور ناتمام ہی
رکھتا سوا تمھارے کسی سے نہ کام ہی
دن رات اُسکا آپ سے اب یہ کلام ہی
رکھ لیجو میری آبرو یا شیر کردگار

مستزاد مثلث

بے جرم و خطا یار نکر چشم نمائی تیوری کو چڑھا کر
اور رنجش بیجا سے نکر صاف لڑائی منھ کو بنا کر
اس جور کی کب ہمسے ہوئی عہدہ برآئی اتنی نہ جفا کر

کرتا ہون ترے ہجر مین اے شوخ پریزاد مین نالہ و فریاد
دیتا نہین خاطر سے تری ہاتھ ستم ایجاد جب کوئی مری داد
پھر ہار کے دیتا ہون تیری ہی دہائی ہاتھون کو اٹھا کر

دل تڑپے ہی بسمل کی طرح سینہ مین جی مشتاق اجل ہون
آنکھون مین دم آیا ہی نہین ہم مین ہے باقی چھن یا کوئی پل ہون
لائی مجھے ظالم تری سد رجہ جدائی نے ابتو ملا کر

سدھ لیگئی بالی کی جھمک صبر کر نہ پھول او عقل کو بندے
بالی کی لگی جھوک لگا سینہ مین اک ہول دل لیگئے جھمکے
اور جی کے تئین لیگئی زنجیر طلائی زنجیر پنہا کر

آنچل کی جھجاوٹ نے کیا دل پہ یہ طوفان جو ہوش اُڑا یا
مستی کی گھٹری نے وہ کیا ظلم نمایان غش پہ غش آیا
ہاتھون نے بھی اک آگ سی سینے مین لگائی منہدی کو دکھا کر

کیا اسکی **نظیر** اب مین کرون تن کی لطافت میلا ہو نگہ سے
اور اسکے سوا اور یہ نرمی و نزاکت ٹک نازو ادا سے
اک پھول اٹھا دے تو مڑک جاوے کلائی بل سیکڑون کھا کر

خمسہ بر غزل فغان

دل دیتا ہون یار و مجھے الزام نہووے
اس کام کا آخر کو بد انجام نہووے
یہ عشق مرا گوشزد عام نہووے
ڈرتا ہون محبت مین مرا نام نہووے
دنیا مین الٰہی کوئی بدنام نہووے

گر یار مرے قتل کو آیا ہے ترا دل
بہتر ہے مین حاضر ہون ولے کچھ نہین مشکل
گر یون ہی ارادہ ہے تو مت چھوڑ تو بسمل
شمشیر کوئی تیز سی لانا مرے قاتل
ایسی نہ لگانا کہ مرا کام نہووے

پھر عمر بھر اُسکے ہو غم و درد سے نالان — آخر کو ہوا ہاتھ سے اُس شوخ کے بیجان
کیا ضد ہے موے پر بھی اُسے دیکھیے یاران — آتا ہے مری گور پہ ہمراہ رقیبان
یعنی اسے تربت مین بھی آرام نہووے

پردہ جو ترے غم کا اگر دل سے اٹھاؤن — اک آہ مین سو برق کے سینے کو جلاؤن
نالہ جو کرون کوہ کو بھی جاگہ سے ہلاؤن — گر صبح کو چاک اپنے گریبان کا دکھاؤن
اے زندہ دلان حشر تلک شام نہووے

اپنا تو نظیر ایک ستمگر ہے پریرو — پائی تھی صبا نے بھی نہ اُس گل کی کبھی بو
سو اُسکو بھی دل دیکے کیا ہمنے بہ یکسو — جی دیتا ہے بوسے کے توقع پہ فغان تو
ٹک دیکھیو سودا یہ ترا خام نہووے

بلبلون کی لڑائی کے بیان مین

کل بلبلین جو نو دس قابو مین اپنے آئین — اُسمین سے دو پکڑ کر کشتی مین دھر بھڑائین
یہ شور سُنکے خلقت دوڑ آئی داہنے بائین — کوئی بولا واہ حضرت کوئی بولا واہ سائین
سو سو طرح کی دھومین اکدم مین کر دکھائین
اس ڈھب سے ہمنے یارو کل بلبلین لڑائین

دو مین تو دونون کٹ کٹ لڑتی تھین کر کے گڈا — جب تیسری کو چھوڑا ادھر تو ہوا اکھڈا
خلقت یہ آکے ٹوٹی چھوڑ اپنا اپنا اڈا — گر گئی کسیکی پسلی ٹوٹا کسی کا ہڈا
سو سو طرح کی دھومین اکدم مین کر دکھائین
اس ڈھب سے ہمنے یارو کل بلبلین لڑائین

تھین تین کشتی مین چوتھی کو اُسمین چھوڑا — اُسنے تو خم بجا کر تینون کو دھر جھنجھوڑا

پھر تو یہ ٹھیکا آکر ان کشتیوں کا کوڑا   چھوٹا کسی کا ہاتھی بھاگا کسی کا گھوڑا

سو سو طرح کی دھومیں اک دم میں کر دکھائیں
اس ڈھب سے ہمنے یارو کل بلبلیں لڑائیں

اک کنکری جو ماری پڑھ ہمنے پر فسون کی   کشتی میں گٹھری بندھ گئی اُن چاروں بلبلوں کی
ٹیسّے چنچیں انکی لڑتی تھیں غرغوں کی   سب بولے واہ حضرت اچھی پیڑ پڑھکے پھونکی

سو سو طرح کی دھومیں اکدم میں کر دکھائیں
اس ڈھب سے ہمنے یارو کل بلبلیں لڑائیں

سُن سُن وہ چنچیں انکی چڑیاں جو چونچوں آئیں   کوّے پکارے غاں غاں چیلیں بھی چلچلائیں
سار و بٹیر مدیا چگا ور تیں بھی آئیں   مرغوں نے ککڑوں کوں کی کلکلیاں پھڑ پھڑائیں

سو سو طرح کی دھومیں اکدم میں کر دکھائیں
اس ڈھب سے ہمنے یارو کل بلبلیں لڑائیں

چلّائے مور سارس اور بٹیر پھڑائے گھگّو   گدّ اور چند دہاڑے اور پھڑپھڑائے الّو
کتّے بھی بھونکے بھوں بھوں گیدڑ پکارا ہو ہو   کٹھڑوے گدھے بھی رینکے کرانچی ڈھینچو ڈھینچو

سو سو طرح کی دھومیں اکدم میں کر دکھائیں
اس ڈھب سے ہمنے یارو کل بلبلیں لڑائیں

جب لے چلے وہاں سے ہم بلبلوں کا لشکر   سب لوگ ہنسکے بولے اُسدم دعائیں دیکر
سب ہیں میاں نظیر اب تم ہو بڑے قلندر   یہ کھیل آگرے میں اب ختم ہے تمھیں پر

سو سو طرح کی دھومیں اک دم میں کر دکھائیں
اس ڈھب سے ہمنے یارو کل بلبلیں لڑائیں

سامان دوالی کا

ہر اک مکان مین جلا پھر دیا دوالی کا
ہر اک طرف کو اُجالا ہوا دوالی کا
سبھی کے دل مین سمان بھا گیا دوالی کا
کسی کے دل کو مزا خوش لگا دوالی کا
عجب بہار کا ہی دن بنا دوالی کا

جہان مین یارو عجب طرح کا ہی یہ تیوہار
کسی نے نقد لیا اور کوئی کرے ہی اُدھار
کھلونے کھیلون بتاسون کا گرم ہی بازار
ہر اک دکان مین چراغون کی ہو رہی ہی بہار
سبھون کو فکر ہی اب جا بجا دوالی کا

مٹھائیون کی دکانین لگا کے حلوائی
پکارتے ہین کہ لالہ دوالی ہی آئی
بتاسے لے کوئی برفی کسی نے تلوائی
کھلونے والون کی ان سے زیادہ بن آئی
گویا انھون کے وان راج آگیا دوالی کا

صرف حرام کی کوڑی کا جنکا ہی بیوپار
انھون نے کھایا ہی اسدن کے واسطے ہی اُدھار
کہے ہے ہنس کے قرضخواہ سے ہر اک کبار
دوالی آئی ہی سب دے دلائینگے ای یار
خدا کے فضل سے ہی آسرا دوالی کا

مکان لیپ کے ٹھلیا جو کوری رکھوائی
جلا چراغ کو کوڑی وہ جلد جھنکائی
اصل جواری تھے انمین تو جان سی آئی
خوشی سے کود اچھل کر پکارے او بھائی
شگون پہلے کرو تم ذرا دیوالی کا

شگن کی بازی لگی پہلے بار گنڈے کی
پھر اس سے بڑھکے لگی تین چار گنڈے کی
پھری جو ایسی طرح بار بار گنڈے کی
تو آگے لگنے لگی پھر ہزار گنڈے کی
کمال نرخ ہے پھر تو لگا دوالی کا

کسی نے گھر کی حویلی گرو رکھا ہاری — جو کچھ تھی جنس میسر بنا بنا ہاری
کسی نے چیز کسی کی چرا چھپا ہاری — کسی نے گٹھری پڑوسن کی اپنی لا ہاری
یہ ہار جیت کا چرچا پڑا دوالی کا

کسیکو داؤ پہ لانگی موٹھ نے مارا — کسیکے گھر پہ دھرا سوختہ نے انگارا
کسی کو نرد نے چوپڑ کے کر دیا زارا — لنگوٹی باندھ کے بیٹھا ازار تک ہارا
یہ شور آکے مچا جا بجا دوالی کا

کسی کی جورو کہے ہے پکار اے بھڑوے — بہو کی نوگری بیٹے کے ہاتھ کے کھڑوے
جو گھر میں آوے تو سب مل کیے ہیں سو گھڑوے — نکل تو یاں سے ترا کام یاں نہیں بھڑوے
خدا نے تجھکو تو شہدا کیا دوالی کا

وہ اسکے جھونٹے پکڑ کر کہے ہے مارونگا — ترا جو گہنا ہے سب تار تار اتارونگا
حویلی اپنی تو اک داؤ پر میں ہارونگا — یہ سب تو ہارا ہوں خندی تجھے بھی ہارونگا
چڑھا ہے مجھکو بھی اب تو نشا دوالی کا

تجھے خبر نہیں خندی یہ لت وہ پیاری ہے — کسی زمانے میں آگے ہوا جو جواری ہے
تو اسنے جورو کی نتھ اور ازار اتاری ہے — ازار کیا ہے کہ جورو تلک بھی ہاری ہے
سنا یہ تو نے نہیں ماجرا دوالی کا

جہانمیں یہ جو دوالی کی سیر ہوتی ہے — تو زر سے ہوتی ہے اور زر بغیر ہوتی ہے
جو ہارے انپہ خرابی کی فیر ہوتی ہے — اور انمیں آنکے جن جن کی خیر ہوتی ہے
تو آڑے آتا ہے انکے دیا دوالی کا

یہ باتیں سچ ہیں نہ جھوٹ انکو جانیو یارو — نصیحتیں ہیں انھیں دل سے مانیو یارو

جہانکو جاؤ یہ قصّہ بچھانیو یارو — جو جواری ہو نہ بُرا اُس کا مانیو یارو

نظیر آپ بھی ہے جوار یادوالی کا

در بیان ذکر مُرغان

وقت سحر کی رحمین کیا کیا ہون ہون ہون ہون کرتی ہین — ہون ہون ہون ہون کر کرکے ذکر کین اور فیکون کرتی ہین
مرغ اور مرغی کُکڑون کون مرغیان کون کون کرتی ہین — بطوطیان بھی سب یاد ہین اُسکی کٹھون کٹھون کرتی ہین

ساجھ سویرے چڑیان ملکر چونچون چونچون کرتی ہین
چونچون چونچون چونچون کیا سب بچون بچون کرتی ہین

پنکھ ہوا گر پنکھ اُسکے غم مین سب ہی تپتے ہین — عنقا اور سیمرغ اُسکی فرقت بیچ تڑپتے ہین
سارس گدھ جو اصل تیرے بگلے پنکھ کلپتے ہین — پنکھ پکھیرو جتنے ہین سب نام اُسیکا جپتے ہین

ساجھ سویرے چڑیان ملکر چونچون چونچون کرتی ہین
چونچون چونچون چونچون کیا سب بچون بچون کرتی ہین

قمری بولے حق سرّہٗ بلبل بولے بسم اللہ — کبک اور تیتری چارون طرف اور تیتر بھی سبحان اللہ
دادر مور پپیہے کوئل کوکسار ہی اللہ اللہ — فاختہ کوکو تیہو ہو ہو طوطی بولین حق اللہ

ساجھ سویرے چڑیان ملکر چونچون چونچون کرتی ہین
چونچون چونچون چونچون کیا سب بچون بچون کرتی ہین

بوم چغد اور سبز کُٹ ابابیل در چکور ہین شام چڑی — کھنجن چھپیان لوکلنگ اور رغو غائی کی دھوم ہوئی
تیتلی ٹڈی اُلّو افسن بھنبھیری کٹڑی بھونرے ٹڑی بڑی — مکھی جھینگر پشو بھنگے بول رہے سب گھڑی گھڑی

ساجھ سویرے چڑیان ملکر چونچون چونچون کرتی ہین
چونچون چونچون چونچون کیا سب بچون بچون کرتی ہین

تن تن اور طم ڈھنک مولا حق حق تار پروتے ہین
اگن بچے جنڈول الٹیے یاد مین اُسکی روتے ہین
طاہر تو سب تخم محبت اُسکا دل مین بوتے ہین
ہنچھی اُسکی یاد کرین ہم پانون پسار کے سوتے ہین

سانجھ سویرے چڑیان ملکر چونچون چونچون کرتی ہین
چونچون چونچون چونچون کیا سب بیچون بیچون کرتی ہین

کس کس کا لون نام غرض ہین جتنے طائر خرد و کبیر
کوئی کہے یا حق توانا کوئی کہے یا رب قدیر
طائر تو سب یاد کرین اور ہم غفلت مین ہین اسیر
ہمسا غافل دنیا مین اب کوئی نہین ہے آہ نظیر

سانجھ سویرے چڑیان ملکر چونچون چونچون کرتی ہین
چونچون چونچون چونچون کیا سب بیچون بیچون کرتی ہین

عید الفطر کے بیان مین

ہے عابدون کو طاعت و تجرید کی خوشی
اور زاہدون کو زہد کی تمہید کی خوشی
رند عاشقون کو ہے کئی اُمید کی خوشی
کچھ دلبرون کے وصل کی کچھ دید کی خوشی

ایسی نہ شب برات نہ بقرید کی خوشی
جیسی ہر ایک دل مین ہے اس عید کی خوشی

روزہ کی خشکیون سے جو ہین زرد زرد گال
خوش ہوگئے وہ دیکھتے ہی عید کا ہلال
پوشاکین تن مین زرد سنہری سفید لال
دل کیا کہ ہنس رہا ہے پڑا تن کا بال بال

ایسی نہ شب برات نہ بقرید کی خوشی
جیسی ہر ایک دل مین ہے اس عید کی خوشی

پچھلے پہر سے اُٹھکے نہانے کی دھوم ہے
شیر و شکر سویّان پکانے کی دھوم ہے
پیر و جوان کو نعمتین کھانے کی دھوم ہے
لڑکون کو عید گاہ کے جانے کی دھوم ہے

ایسی نہ شب برات نہ بقرعید کی خوشی
جیسی ہر ایک دل مین ہی اس عید کی خوشی

بیٹھے ہین پھول پھول کے میخانونمین کلال
اور بھنگ خانونمین بھی ہین سبزیان کمال
چھنتی ہین بھنگین اُڑتے ہین چرسونکے دم نڈھال
دیکھو جدھر کو سیر مزا عیش قیل وقال

ایسی نہ شب برات نہ بقرعید کی خوشی
جیسی ہر ایک دل مین ہی اس عید کی خوشی

کوئی تو مست پھرتا ہی جام شراب سے
کوئی پکارتا ہی کہ چھوٹے عذاب سے
کلّا کسیکا پھولا ہی لڈو کی چاٹ سے
چٹکارین جیبین بھرتی ہین نان وکباب سے

ایسی نہ شب برات نہ بقرعید کی خوشی
جیسی ہر ایک دل مین ہی اس عید کی خوشی

محبوب دلبرون سے ہی جنکی لگی لگن
اُنکے گلے سے آن لگا ہی جو گلبدن
سو سو طرح کے چاؤ سے مِل مِل کے تن سے تن
کہتے ہین تم کو عید مبارک ہو جان من

ایسی نہ شب برات نہ بقرعید کی خوشی
جیسی ہر ایک دل مین ہی اس عید کی خوشی

کیا ہی معانقے کی مچی ہی اُلٹ پلٹ
ملتے ہین دوڑ دوڑ کے باہم جھپٹ جھپٹ
پھرتے ہین دلبرونکی بھی گلیونمین غٹ کے غٹ
عاشق مزے اُڑاتے ہین ہر دم لپٹ لپٹ

ایسی نہ شب برات نہ بقرعید کی خوشی
جیسی ہر ایک دل مین ہی اس عید کی خوشی

کاجل حنا غضب مسی و پان کی دھڑی
پشواز زرین سُرخ سوسنی لاہی کی چھبڑی

کُرتی کبھی دکھا کبھی انگیا کسی کی کڑی — کہہ عید عید لوٹے ہیں دلکو گھڑی گھڑی

ایسی نہ شب برات نہ بقرید کی خوشی
جیسی ہر ایک دل میں ہے اِس عید کی خوشی

جو جو کہ اُنکے حسن کی رکھتے ہیں دل سے چاہ — جاتے ہیں اُنکے ساتھ لگے تا بہ عید گاہ
توپوں کے شور اور دوگانوں کی رسم و راہ — میانے کھلونے سیر مزے عیش واہ واہ

ایسی نہ شب برات نہ بقرید کی خوشی
جیسی ہر ایک دل میں ہے اِس عید کی خوشی

روزوں کی سختیوں میں نہوتے اگر اسیر — تو ایسی عید کی نہ خوشی ہوتی دلپذیر
سب شاد ہیں گدا سے لگا شاہ تا وزیر — دیکھا جو ہمنے خوب تو سچ ہے میاں نظیر

ایسی نہ شب برات نہ بقرید کی خوشی
جیسی ہر ایک دل میں ہے اس عید کی خوشی

آگرے کی ککڑی کی تعریف میں مسدس

پہونچے نہ اُسکو ہرگز کابل دری کی ککڑی — نے پورب اور نہ پچھم خوبی بھری کی ککڑی
نے چین کے پرے کی ورنے دری کی ککڑی — دکھن کی اور نہ ہرگز اُس سے پرے کی ککڑی

کیا خوب نرم و نازک اِس آگرے کی ککڑی
اور جسمیں خاص کافر اسکندرے کی ککڑی

کیا پیاری پیاری میٹھی اور پتلی پتلیاں ہیں — گنّے کی پوریاں ہیں ریشم کی تکلیاں ہیں
فرہاد کی نگاہیں شیریں کی ہنسلیاں ہیں — مجنوں کی سرد آہیں لیلی کی انگلیاں ہیں

کیا خوب نرم و نازک اِس آگرے کی ککڑی — اور جسمیں خاص کافر اسکندرے کی ککڑی

کوئی ہے زرد مائل کوئی ہری بھری ہے
پکھراج منفعل ہے پنے کو تھرتھری ہے
ٹیڑھی ہے سو تو چوڑی رہ ہیر کی ہری ہے
سیدھی ہے سو وہ یارو رانجھا کی بانسری ہے

کیا خوب نرم و نازک اس آگرے کی ککڑی
اور جسمیں خاص کافر اسکندرے کی ککڑی

میٹھی ہے جسکو برفی کہیے گلابی کہیے
یا حلقے دیکھ اُسکے تازی جلیبی کہیے
تا شکر لبون کی پہچانئیں اب یا امرتی کہیے
سچ پوچھیے تو اسکو دندان مصری کہیے

کیا خوب نرم و نازک اس آگرے کی ککڑی
اور جسمیں خاص کافر اسکندری کی ککڑی

چھونے میں برگ گل ہے کھانے میں کرکری ہے
گرمی کے مارنے کو اک تیر کی سری ہے
آنکھوں میں سُکھ کلیجے ٹھنڈک ہری بھری ہے
ککڑی نہ کہیے اسکو ککڑی نہیں پری ہے

کیا خوب نرم و نازک اس آگرے کی ککڑی
اور جسمیں خاص کافر اسکندرے کی ککڑی

بیلا اُسی کی ایسی نازک جون زلف پیچ کھائی
پیچ ایسے چھوٹے چھوٹے خشخاش پا کر رائی
دیکھ اُسکی ایسی نرمی باریکی اور گلائی
آتی ہے یاد ہمکو محبوب کی کلائی

کیا خوب نرم و نازک اس آگرے کی ککڑی
اور جسمیں خاص کافر اسکندرے کی ککڑی

لیتے ہیں مول اُسکو کس طرح سے کھل کے
معشوق اور عاشق کھاتے ہیں دونوں ملکے
عاشق تو ہیں بچھاتے چھلکوں کو اپنے دل کے
معشوق ہیں لگاتے ماتھے پہ اپنے چھلکے

کیا خوب نرم و نازک اس آگرے کی ککڑی
اور جسمیں خاص کافر اسکندرے کی ککڑی

مشہور جیسی ہر جایان کی جمالیان ہین ویسی ہی ککڑی نے بھی ہوئین یہ ڈالیان ہین
میٹھی ہین سو تو گویا شکر کی تھالیان ہین کڑوی ہین سو بھی گویا خوبانکی گالیان ہین
کیا خوب نرم و نازک اس آگرے کی ککڑی
اور جسمین خاص کافر اسکندرے کی ککڑی

جو ایکبار یارو اِس جا کی کھائے ککڑی پھر جا کہین کی اسکو ہرگز نہ بھائے ککڑی
دل تو نظیر غش ہی بیٹھی منگائے ککڑی ککڑی ہی یا قیامت کیا کہیے ہائے ککڑی
کیا خوب نرم و نازک اس آگرے کی ککڑی
اور جسمین خاص کافر اسکندرے کی ککڑی

مسدس

جب ہم نے دن سے اے زیب محفل باندھا سفر کے ناقہ پہ محمل
فرقت مین تیری آشفتہ بیدل غربت کے ہمراہ حسرت کے شامل
رفتیم و بردیم داغ تو بر دل
صحرا بہ صحرا منزل بہ منزل

منزل پہ اُترے تو اشک ریزان صحرا مین گذرے تو خاک بیزان
جون صید زخمی ہر سو گریزان القصہ آخر افتان و خیزان
رفتیم و بردیم داغ تو بر دل
صحرا بہ صحرا منزل بہ منزل

نکلے جو وان سے ہم پا پیادہ صد بار ہجران ہر جان نہادہ
صد جا نشستہ صد جا فتادہ تجھ سے کہین کیا اے گل زیادہ

رفتیم و بردیم داغ تو بر دل
صحرا بہ صحرا منزل بمنزل

منزل بھی طے کی اور صد بیابان — طعنے بھی کھینچے مثل عقابان
بیتاب و بے صبر و سوختہ جان — فی الجملہ ناچار اے ماہ تابان

رفتیم و بردیم داغ تو بر دل
صحرا بہ صحرا منزل بہ منزل

چلنے کی طاقت ہم مین کہان تھی — قالب تو یان تھا اور روح وان تھی
نے دم مین دم تھا نے جان مین جان تھی — لیکن یہی بیت وردِ زبان تھی

رفتیم و بردیم داغ تو بر دل
صحرا بہ صحرا منزل بہ منزل

منزل پہ روئے ہم آکے ہر شب — اور دن کو لوٹے صحرا مین جب تب
صد اشک در چشم صد آہ بر لب — آگے نظیر اب کیا بولے مطلب

رفتیم و بردیم داغ تو بر دل
صحرا بہ صحرا منزل بہ منزل

آٹے دال کے بیان مین

آٹے کے واسطے ہے ہوس ملک و مال کی — آٹا جو پالکی ہے تو ہے دال نالکی
آٹے ہی دال سے ہے درستی یہ حال کی — اس سے ہے سب کی خوبی جو ہے حال قال کی
سب چھوڑو بات طوطی و پدڑی و لال کی
یارو کچھ اپنی فکر کرو آٹے دال کی

اس آٹے دال ہی کا جو عالم میں ہے ظہور
اس سے ہی منھ پہ نور ہے اور پیٹ میں سرور
اس سے ہی آکے چڑھتا ہے چہرہ پہ سب کے نور
شاہ و گدا امیر اسی کے ہیں سب مزدور

سب چھوڑو بات طوطی و بڈری دلال کی
یارو کچھ اپنی فکر کرو آٹے دال کی

قمری نے کیا ہوا جو کہا حق سرہ
اور فاختہ بھی بیٹھ کے کہتی ہے ققہو
وہ کھیل کھیلو جس سے ہو تم جگ میں سرخرو
سنتے ہو اے عزیزو اسی سے ہی آبرو

سب چھوڑو بات طوطی و بڈری دلال کی
یارو کچھ اپنی فکر کرو آٹے دال کی

آٹا ہے جسکا نام وہی خاص نور ہے
اور دال بھی پری ہے کوئی یا کہ حور ہے
اسکا بھی کھیل کھیلنا سب کو ضرور ہے
سمجھے جو اس سخن کو وہ صاحب شعور ہے

سب چھوڑو بات طوطی و بڈری دلال کی
یارو کچھ اپنی فکر کرو آٹے دال کی

چھ پیسو نگے جو عشق میں دل کو لگاؤ گے
تو پیٹ بھر کے کھاؤ گے کپڑے بناؤ گے
طوطی کو پال کر کے حق اللہ پڑھاؤ گے
ناحق کو سر کھپاؤ گے کوڑی نہ پاؤ گے

سب چھوڑو بات طوطی و بڈری دلال کی
یارو کچھ اپنی فکر کرو آٹے دال کی

جن پاس چار پیسے وہی ہیں یہاں امیر
اور جنکے پاس کچھ نہیں وہ ہیں بڑے فقیر
اور جتنے پیشہ ور ہیں یہاں خرد او کبیر
روٹی کا سلسلہ ہے بڑا کیا کہوں نظیر

سب چھوڑو بات طوطی و بڈری دلال کی
یارو کچھ اپنی فکر کرو آٹے دال کی

آگرہ کی تیرائی کے بیان میں

جب پیرنے کی رت میں دلدار پیرتے ہیں
بھولے سیانے نادان ہشیار پیرتے ہیں
عاشق بھی ساتھ انکے غمخوار پیرتے ہیں
پیر و جوان لڑکے عیار پیرتے ہیں
ادنی غریب و مفلس زردار پیرتے ہیں
اس آگرے میں کیا کیا اے یار پیرتے ہیں

جھرنے سے لے کے یارو سجا کا تاپا یا
مہتاب باغ سید تیلی قلعہ ور دھنا
جھڑی سے برج خونی دارا کا چوترا کیا
غل شور کی بہاریں انبوہ سیر دریا
ہر اک مکان میں ہو کر ہشیار پیرتے ہیں
اس آگرے میں کیا کیا اے یار پیرتے ہیں

باغ حلیم اور جو شیو داس کا چمن ہے
میوہ مٹھائی کھاتے اور ناچ رل لگن ہے
انمیں جگہ جگہ پر مجلس ہے انجمن ہے
کچھ پیرنے کی دھو میں کچھ عیش کا چلن ہے
عشرت میں مست ہو کر ہر بار پیرتے ہیں
اس آگرے میں کیا کیا ای یار پیرتے ہیں

برسات میں جو آ کر چڑھتا ہے خوب دریا
مینڈا بھنور اچھالن چکر سمیت مالا
ہر جا کھڑی و چادر بند اور ناند چکوا
ہینڈا اکھیر تختہ کشتی پچھاڑ گیرا
وان بھی ہنر سے اپنے ہشیار پیرتے ہیں
اس آگرے میں کیا کیا اے یار پیرتے ہیں

تب جتنی بیٹھکیں ہیں ہا ہا ہوتی ہیں کیا بہاریں
پیریں نہادیں اچھلیں کودیں لڑیں پکاریں
خلقت کے ٹھٹھ ہزاروں ہر اک کی قطاریں
لے لے وہ چھینٹ غوطے کھا کھا کے ہاتھ ماریں

کیا کیا تماشے کر کر اظہار پیرتے ہین
اس آگرے مین کیا کیا ای یار پیرتے ہین

جمنا کے پاٹ گویا صحنِ چمن ہے بارے		پیراک اُسمین پیرین جیسے کہ چاند تارے
مُنہ چاند کے سے ٹکڑے تن گورے پیارے پیارے		پریون سے پھر رہے ہین منجدھار اور کنارے

کچھ وار پیرتے ہین کچھ پار پیرتے ہین
اِس آگرے مین کیا کیا اے یار پیرتے ہین

کتنے کھڑے ہین پیرین اپنا دکھا کے سینا		سینہ چمک رہا ہے ہیرے کا جون نگینا
آدھے بدن پہ پانی آدھے پہ ہے پسینا		سرِدون کا یہ چلا ہے گویا کہ اک قرینا

دامن کمر پہ باندھے دستار پیرتے ہین
اس آگرے مین کیا کیا ای یار پیرتے ہین

جاتے ہین انمین کتنے پانی پہ صاف سوتے		کتنو نکے ہاتھ نیچے کتنو نکے سر پہ طوطے
کتنے پتنگ اُڑاتے کتنے سوئی پروتے		حقو نکا دم لگاتے ہنس ہنس کے شاد ہوتے

سو سو طرح کا کر کر بستار پیرتے ہین
اس آگرے مین کیا کیا اے یار پیرتے ہین

کچھ نلچ کی بہارین پانی کے کچھ کنارے		دریا مین بج رہے ہین اندر کے سو اکھاڑے
لبریز گلرخون سے دونون طرف کرارے		بجرے وناؤ چینو دونگے نبے تواڑے

اِن جھمگٹون سے ہو کر سرشار پیرتے ہین
اِس آگرے مین کیا کیا ای یار پیرتے ہین

ناؤ مین وہ جو گلرو ناچ مین چمک رہے ہین		جو ڑے بدن مین رنگین کتنے جھمک رہے ہین

تانین ہوا مین اُڑتین طبلے کھڑکتے ہین — عیش وطرب کی دھومین پانی چھپکتے ہین
سو ٹھاٹھ کے بنا کر اطوار پھرتے ہین
اِس آگرے مین کیا کیا اے یار پھرتے ہین

ہر آن بولتے ہین سید کبیر کی جے — پھر اُسکے بعد اپنے اُستاد پیر کی جے
مور و مکٹ کنھیا جمنا کے ہیر کی جے — پھر غول کے سب اپنے خرد و کبیر کی جے
ہر دم یہ کر خوشی کی گفتار پھرتے ہین
اس آگرے مین کیا کیا اے یار پھرتے ہین

کیا کیا نظیر میاں کی ہین پیرنکی بانی — ہے جنکے پیرنے کی ملکونمین آن مانی
اُستاد اور خلیفہ شاگرد یار جانی — سب خوش رہین ہے جبتک جمنا کی بیچ پانی
کیا کیا ہنسی خوشی سے ہر بار پھرتے ہین
اِس آگرے مین کیا کیا اے یار پھرتے ہین

کوڑی کے بیان مین مسدس

کوڑی ہے جنکے پاس وہ اہل یقین ہین — کھانے کو اُنکے نعمتین سو بہترین ہین
کپڑے بھی اُنکے تن مین نہایت مہین ہین — سمجھین ہین وہ جو اسکو بڑے نکتہ چین ہین
کوڑی کے سب جہان مین نقش و نگین ہین
کوڑی نہو تو کوڑی کے پھر تین تین ہین

کوڑی بغیر سوتے تھے خالی زمین پر — کوڑی ہوئی تو رہنے لگے شہ نشین پر
پٹکے سنہرے بندھ گئے جاموں کی چین پر — موتی کے لچھے لگ گئے گھوڑونکی زین پر
کوڑی کے سب جہان مین نقش و نگین ہین
کوڑی نہین تو کوڑی کے پھر تین تین ہین

کوڑی

کوڑی ہی چاہتی ہے سدا بادشاہ کو
کوڑی ہی تھام لیتی ہے فوج و سپاہ کو
لیکر چھڑی رومال گدا بھی نباہ کو
پھرتا ہے ہر دکان پہ کوڑی کی چاہ کو

کوڑیکے سب جہان مین نقش و نگین ہین
کوڑی نہو تو کوڑی کے پھر تین تین ہین

کوڑی نہو تو پھر یہ جھمیلا کہانسے ہو
رتھخانہ فیلخانہ نہ طویلا کہان سے ہو
منڈواکے سر فقیر کا چیلا کہان سے ہو
کوڑی نہو تو سائین کا میلا کہان سے ہو

کوڑیکے سب جہان مین نقش ونگین ہین
کوڑی نہو تو کوڑیکے پھر تین تین ہین

کاندھے پہ تیغ دھرتے ہین کوڑیکیواسطے
آپسمین خون کرتے ہین کوڑیکیواسطے
یان تک تو لوگ مرتے ہین کوڑیکیواسطے
جو جان دے گذرتے ہین کوڑی کیواسطے

کوڑیکے سب جہان مین نقش ونگین ہین
کوڑی نہو تو کوڑی کے پھر تین تین ہین

گالی و مار کھاتے ہین کوڑی کیواسطے
شرم و حیا اُٹھاتے ہین کوڑیکیواسطے
سو ملک چھان آتے ہین کوڑیکیواسطے
مسجد کو دم مین ڈھاتے ہین کوڑیکیواسطے

کوڑی کے سب جہان مین نقش ونگین ہین
کوڑی نہو تو کوڑی کے پھر تین تین ہین

بن کوڑی خور دے کے برابر بھی پت نہ تھی
کوڑی جب آئی پاس تو بن بیٹھے سیٹھ جی
آگے گماشتو نکی کھلی ہر طرف بہی
پھر وہ جو کچھ کہے تو وہی بات ہے سہی

کوڑیکے سب جہان مین نقش ونگین ہین
کوڑی نہو تو کوڑی کے پھر تین تین ہین

بن کوڑی تھیں جو چیل کی باسی پکوڑیاں
یوں خلق دوڑی مکھیاں جوں گڑ پہ دوڑیاں
کوڑی ہوئی تو چھننے لگیں لبنی چوڑیاں
خالق نے کیا ہی چیز بنائیں ہیں کوڑیاں

کوڑی کے سب جہان میں نقش و نگین ہیں
کوڑی نہو تو کوڑی کے پھر تین تین ہیں

خاصے محل اُٹھاتے ہیں کوڑی کے زور سے
پُل اور سرا بناتے ہیں کوڑی کے زور سے
پکے کنوئیں کھُداتے ہیں کوڑی کے زور سے
باغ و چمن لگاتے ہیں کوڑی کے زور سے

کوڑی کے سب جہان میں نقش و نگین ہیں
کوڑی نہو تو کوڑی کے پھر تین تین ہیں

ہے مفلس اور فقیر سے تا شاہ اور وزیر
دیتے ہیں جان کوڑی پہ طفل و جوان و پیر
کوڑی وہ دلربا ہے کہ ہے سب کے دلپذیر
کوڑی عجب ہی چیز ہے میں کیا کہوں نظیر

کوڑی کے سب جہان میں نقش و نگین ہیں
کوڑی نہو تو کوڑی کے پھر تین تین ہیں

پیسے کی عزت میں

نقش یاں جس کے میاں ہاتھ لگا پیسے کا
گھر بھی پاکیزہ عمارت سے بنا پیسے کا
اُسنے تیار ہر اک ٹھاٹھ کیا پیسے کا
کھانا آرام سے کھانے کو ملا پیسے کا

کپڑا تن کا بھی ملا زیب فزا پیسے کا

جب ہوا پیسے کا اے دوستو آکر سنجوگ
کھائے جب مال پئے دودھ دہی موہن بھوگ
عشرتیں پاس ہوئیں دور ہوے منکے روگ
دلکو آنند ہوئی بھاگ گئے روگ اور دوگ

ایسی خوبی ہے جہاں آنا ہوا پیسے کا

ساتھ اک دوست کے اِک دن جو مین گلشن مین گیا　　وانکے سرو و سمن و لالۂ و گل کو دیکھا
پوچھا اُس سے کہ یہ ہے باغ بتاؤ کس کا　　اُسنے تب گُل کی طرح ہنس دیا اور مجھسے کہا

مہربان مجھسے یہ تم پوچھو ہو کیا پیسے کا

یہ تو کیا اور بڑے ایسے ہین جو باغ و چمن　　ہین کھلے کیاریو نمین نرگس و نسرین و سمن
حوض فوارے ہین بنگلو نمین بھی پردے چلون　　جابجا قمری و بلبل کی صدا شور افگن

وان بھی دیکھا تو فقط گل ہے کھلا پیسے کا

وان کوئی آیا لیے ایک مرصع پنجڑا　　لال دستار و دوپٹا بھی ہرا جون طوطا
اُسمین اک بیٹھی وہ مینا کہ ہو بلبل بھی فدا　　مین نے پوچھا یہ تمھارا ہے رہا وہ چپکا

نکلی منقار سے مینا کے صدا پیسے کا

وان سے نکلا تو مکان اک نظر آیا ایسا　　در و دیوارون سے چمکے تھا پڑا آب طلا
سیم چونے کی جگہ اُسکے تھا اینٹو نمین لگا　　واہ وا کہہ کے کہا مین نے یہ ہوگا کس کا

عقل نے جب مجھے چپکے سے کہا پیسے کا

اُنکا عاشق سے جو معشوق کوئی ہٹکا بھرا　　اور وہ منت سے کسی طور نہین ہے ہٹتا
خوبیان پیسے کی ای یارو کہو نمین کیا کیا　　دل اگر سنگ سے بھی اُسکا زیادہ تھا کڑا

موم سا ہوگیا جب نام سُنا پیسے کا

دام مین دام کے یارو جو مرا دل ہے اسیر　　اسلیئے ہوتی ہے یہ میری زبان سے تقریر
جسمین خوش رہتا ہے اور دل کو بھی بہت عیش نصیب ہے　　جس قدر ہو سکا مین نے کیا تحریر نظیرؔ

گلہری کے بچے کا بیان

لیے پھرتا ہے یون تو ہر بشر بچا گلہریکا　　ہر اک اُستاد کے رہتا ہے گھر بچا گلہریکا

ولیکن ہے ہمارا اسقدر بچا گلہری کا　　دکھاوین ہم کسی لڑکے کو گر بچا گلہری کا
تو دم مین ٹوٹ جائے دیکھکر بچا گلہری کا

سفیدی مین وہ کالی دھاریان ایسی رہی ہین بن　　کہ جیسے گال پر لڑکونکے چھوٹے زلف سی ناگن
کناری دار ٹپا جسمین گھنگرو کررہے چھن چھن　　گلے مین ہنسلی پانؤنمین کڑے اور ناک مین لٹکن
رہا ہے سربسر گہنے مین بھر بچا گلہری کا

کسی سردار کے دل مین یہ آیا ایک دن یارو　　کہ دیکھے گھر بلاکر عشق بازوں نکے ہنر کو وہ
کہا اُن سے کہ ہان اس ڈھب کے اُستادونکو لے آؤ　　سو نوکر اُسکا سب مین ڈھونڈھ کر لیگیا ہمکو
نہ تھا ہم پاس اُسدم کچھ مگر بچا گلہری کا

وہ دیکھے تو بُری صورت بُرا حال اور پھٹے کپڑے　　اُلجھے داڑھی کے بال اور زرد منھ آنکھونمین آنسو سے
بندھی میلی سی پگڑی سر پہ اور ٹکڑے انگرکھے کے　　وہ کپڑے گو پھٹے پر ہم بھی ہنے فن مین ہین پورے
لگا رکھتے تھے ایسے وقت پر بچا گلہری کا

جو ہین اتنے مین ہمکو اِس بُرے احوال سے دیکھا　　کہا اُسنے کہ پھنستا ہوگا اِنسے کسطرح لڑکا
نظر سے اُسکی ہنجب تو وہان اسبات کو تاڑا　　کمر کو دیکھ ڈھونڈھی جیب پکڑ نکو ٹٹول اچھا
وہین ہمنے نکالا ڈھونڈھکر بچا گلہری کا

کہین بیٹھا تھا وان اُسکا برس بارہ کا اک لڑکا　　وہ گورا گدگدا اچھا پری سا چاند کا ٹکڑا
جو ہین اُسنے وہ بچا آہ یارو اِک نظر دیکھا　　وہین اُٹھو ہوا بولا یہی لونگا یہی لونگا
بٹھا دو جلد میرے ہاتھ پر بچا گلہری کا

یہ کہکر بیقراری سے وہ لڑکا شوق مین غش ہو　　وہین گھبرا کے آپہونچا جہان ہم تھے کھڑے یارو
لگا سو منتون سے مانگنے دیدو یہ تو ہمکو دو　　وہ باپ اُسکا پکارا یان ہاتو جلد اِسکو

غضب جادو کا رکھتا ہے اثر بتچا گلہریکا

برسات کے بیان مین

برسات کا جہان مین لشکر پھسل پڑا
بادل بھی ہر طرف سے ہوا پر پھسل پڑا
جھڑیوں کا منہ بھی آکے سراسر پھسل پڑا
چھتا کسیکا شور مچا کر پھسل پڑا
کوٹھا جھکا اٹاری جھکی در پھسل پڑا

جنکے نئے تھے مکان اور محلسرا
اُنکی چھتین ٹپکتی ہین چھلنی ہو جابجا
دیوارین بیٹھتی ہین جھلونکا ہے غل مچا
لاٹھی کو ٹیک کر جو ستون سے کھڑا کیا
چھجا گرا منڈیر یکا پتھر پھسل پڑا

جھڑیوں نے اسطرح کا دیا آکے جھڑ لگا
سُنیے جدھر اُدھر ہے دھڑا کے ہی کی صدا
کوئی پکارے ہے مرا دروازہ گر چلا
کوئی کہے ہے ہائے کہون مین بناؤن کیا
تم در کو جھیکتے ہو مرا گھر پھسل پڑا

باران جب آکے پختہ مکانونکی تیئن ہلائے
کچا مکان پھر اُسکی بھلا کیونکہ تاب لائے
ہر جھونپڑے مین شور ہے ہر گھر مین ہائے ہائے
کہتے ہین یارو دوڑیو جلدی سے وائے وائے
پاکھے پچھیت سو گئے چھپّر پھسل پڑا

آکر گرا ہے کسی جو رنڈیکا اب مکان
اور اُسکے آشنا کی بھی چھت گرتی ہے جہان
کہتا ہے ٹھٹھے باز ہر اک اُنسے آکے وان
کیا بیٹھے چھت کو روتے ہو تم اے میان یہان
وان چھت لگون کا آگئے سب گھر پھسل پڑا

یاتک ہر اک مکان کے پھسلنے کی ہے زمین
نکلے جو گھر سے اُسکو پھسلنے کا ہے یقین
مفلس غریب پر ہے یہ موقوف کچھ نہین
کیا فیل کا سوار ہے کیا پالکی نشین

آیا جو اس زمین کے اوپر پھسل پڑا

دیکھو جدھر اُدھر کو یہی غُل پکار ہے
پیادہ اُٹھا جو مر کے تو پچھڑا اسوار ہے
کوئی پھنسا ہے اور کوئی کیچڑ مین خوار ہے
گرمی کی دھوم دھام یہ کچھ بیشمار ہے
جو ہاتھی رپٹا اونٹ گرا آخر پھسل پڑا

کوچے مین کوئی اور کوئی بازار مین گرا
رستے کے بیچ پانون کسیکا رپٹ گیا
کوئی گلی مین گر کے ہے کیچڑ مین لوٹتا
اُس سب جگہ کے گرنے سے آیا جو بچ گیا
وہ اپنے گھر کے صحن مین آکر پھسل پڑا

کرتی ہے گرچہ سب کو پھسلنی زمین خوار
آیا جو سامنے کوئی محبوب گلعذار
عاشق کو پر دکھاتی ہے کچھ اور ہی بہار
گرنے کا مکر کرکے اُچھل کود ایکبار
اُس شوخ گلبدن سے لپٹ کر پھسل پڑا

کیچڑ کے ہر مکان سے تو بچنا بہت پڑا
بجلی بھی چمکے حُسن کی مینھ برسے ناز کا
پر جب دکھائی دی کھلے بالون کی اک گھٹا
پھسلن جب ایسی آئی تو کچھ بھی نہ بس چلا
آخر وہان نظیر بھی آکر پھسل پڑا

مخمس بر غزل خود

کیا تو نے حال اُس سے مرے درد کا کہا
رنج فراق کچھ نہ کہا تو نے یا کہا
اور میرے انتظار کا کیا ماجرا کہا
قاصد صنم نے خط کو مرے دیکھ کیا کہا
حرفِ عتاب یا سخن دلکشا کہا

آتا ہے ہول اب تو مرے دلمین ہو بہو
جس جس طرح کی باتین ہوئین تیرے روبرو
صبر و قرار ہوتے ہین خاطر سے ایکسو
تجھکو قسم ہے کیجو نہ پوشیدہ مجھسے تو

کہیو وہی جو اُسنے مجھے بر ملا کہا

میں تو کمال ہجر میں ہوں اسکے بیقرار
دن رات اُسکے آنے کا رکھتا ہوں انتظار
جلدی سُنا مجھے جو ہوا تجھسے آشکار
قاصد نے جب تو سنکے کہا کیا کہوں میں یار
پہلے تو مجھ کو اُسنے بہت ناسزا کہا

ماتھا ہوا عرق شرم بیچ نم
سنتا رہا میں جو جو کہا اُس نے بیش و کم
غصے کی باتیں کہہ چکا جب مجھسے وہ صنم
پھر تجھکو سو عتاب سے جھنجلا کے دمبدم
کیا کیا کہوں میں تجھسے کہ کیا کیا بُرا کہا

سرنامہ خط کا دیکھتے ہی کھاکے پیچ و تاب
نامے کو دور پھینک دیا ہو کے پُر عتاب
اور یوں کہا کہ جاؤ یہی خط کا ہے جواب
اِسکا مزا چکھاؤنگا جاکر اُسے شتاب
سو راستی سخن کے تئیں بار ہا کہا

میرے جو ہوش سنتے ہی اِس بات کے اُڑے
گھبرا کے جلدی میں نے قدم راہ میں رکھے
آیا ہوں پر شتاب خبر کرنے کو تجھے
میری تو کچھ خطا نہیں تو ہی سمجھ اِسے
بیجا کہا یہ اُسنے تجھے یا بجا کہا

تجھپر تو اُس نگار کی خوبو تھی سب عیاں
کیوں نامہ لکھ کے تو نے کیا درون بیان
اب آنکر کریگا وہ کیا کیا خرابیان
کہتا تھا میں تجھے کہ نہ بھیج اُسکو خط میاں
لیکن نظیر تو نے نمانا مرا کہا

خمسہ در بیان ہولی

میاں تو ہمسے نہ رکھ کچھ غبار ہولی میں
کہ روٹھے ملتے ہیں آپسمیں یار ہولی میں
مچی ہے رنگ کی کیسی بہار ہولی میں
ہوا ہے زور چمن آشکار ہولی میں

عجب یہ ہند کی دیکھی بہار ہولی مین

اب اس مہینے مین پہونچا ہی یان تلک یہ حال
فرشتے کھیلین ہین ہولی بنا عبیر و گلال
بنا کے چاند و سورج سے آسمان پہ تھال
فرشتے کھیلین ہین ہولی بنا عبیر و گلال
تو آدمی کا بھلا کیا شمار ہولی مین

سنا کے ہولی جو زہرہ بجاتی ہے طنبور
تو اُسکے راگ سے بارہ بروج ہین معمور
چھوٹون ستارونکے اوپر پڑا ہے رنگ کا نور
سبھونکے سر پہ یہ ہر دم پکارتی ہی حور
کہ رنگ سے کوئی مت کیجو عار ہولی مین

جو گھر کے ابر کبھی اس مزے مین آتا ہے
تو بادلون مین وہ کیا کیا ہی رنگ لاتا ہی
خوشی سے رعد بھی ڈھولک کی گت لگاتا ہی
ہوا کو ہولیان گا گا کے کیا نچاتا ہے
تمام رنگ سے پُر ہے بہار ہولی مین

چمن مین دیکھو تو دن رات ہولی رہتی ہے
شراب ناب کی گلشن مین نہر بہتی ہے
نسیم پیار سے غنچے کا ہاتھ گہتی ہے
اور باغبان سے بلبل کھڑی یہ کہتی ہے
نہ چھیڑ مجھکو تو اے بدشعار ہولی مین

گلو ہین پہنے ہین کیا کیا ہی جوڑے رنگ برنگ
کہ جیسے لڑکے یا معشوق پہنتے ہین تنگ
ہوا سے پتونکے بجتے ہین تال اور مردنگ
تمام باغ ہین کھیلین ہین ہولی گل کی سنگ
عجب طرح کی مچی ہے بہار ہولی مین

امیر جتنے ہین سب اپنے گھر مین ہین خوشحال
قبائین پہنے ہوئے تنگ تنگ گل کی مثال
بنا کے گھری طرح حوض ملکے سب فی الحال
مچاتے ہولیان آپس مین لے عبیر و گلال
یہی ہین رنگ سے رنگین نگار ہولی مین

یہ سیر ہولی کی ہنسنے تو برج مین دیکھی
کہین نہوویگی اس لطف کی میان ہولی
کوئی تو ڈوبا ہے دامن سے لیکے تا چولی
کوئی تو مُرلی بجاتا ہے کہہ کنھیا جی
ہے دھوم دھام یہ سب بے اختیار ہولی مین

گھروندے سانوری اور گوریان نکل چلیان
کسنبھی اوڑھنی اور مست کرتی اچھبلیان
جدھر کو دیکھین اُدھر مچ رہی ہین رنگ رلیان
تمام برج کی پریون سے بھر رہین گلیان
مزا ہے سیر ہے در ہر کنار ہولی مین

جو کچھ کہاتی ہے ابلا بہت پیا ماری
چلی ہے اپنے پیا پاس لے کے پچکاری
گلال دیکھ کے پھر چھاتی کھولدی ساری
پیا کی چھاتی سے لگتی وہ چاؤ کی ماری
نہ تاب دلکو رہی نے قرار ہولی مین

جو کوئی سیانی ہے انمین تو کوئی ہے ناکند
وہ شور بولتین سب رنگ سے نپٹ یک چند
کوئی ولاتی ہے سانتھن کو یار کی سوگند
کہ ابتو جامۂ و انگیا کے ٹوٹے ہین سب بند
پھر آکے کھیلینگے ہوکر دوچار ہولی مین

نظیر ہولی کا موسم جو جگ مین آتا ہے
وہ ایسا کون ہے ہولی نہین مناتا ہے
کوئی تو رنگ چھڑکتا ہے کوئی گاتا ہے
جو خالی رہتا ہے وہ دیکھنے کو جاتا ہے
جو عیش چاہو سو ملتا ہے یار ہولی مین

فقیرون کی صدا

زر کی جو محبت تجھے پڑجائیگی بابا
دکھ انمین تری روح بہت پائیگی بابا
ہر کھانے کو ہر پینے کو ترسائیگی بابا
دولت جو ترے یان ہی نہ کام آئیگی بابا
پھر کیا تجھے اللہ سے ملوائیگی بابا

دولت جو ترے پاس ہے رکھ یاد تو یہ بات ۔ کھا تو بھی اور اللہ کی کر راہ مین خیرات
دینے سے اِسی کے ترا ادبار ہے پھر ہات ۔ اور یان بھی تری گذریگی سو عیش سے اوقات
اور وان بھی تجھے سیر یہ دکھلائیگی بابا ٢

داتا کی تو مشکل کبھی اٹکی نہین رہتی ۔ چڑھتی ہے پہاڑ ونکے اوپر ناؤ سخی کی
اور تو نے بخیلی سے اگر جمع اُسے کی ۔ تو یاد یہ رکھ بات کہ جب آویگی سختی
خشکی مین تری ناؤ یہ ڈبوائیگی بابا ٣

دولت جو ترے گھر مین یہ اب پھولی ہے جون پھول ۔ مردود بھی کرتی ہے یہ اور کرتی ہے مقبول
جو چاہے ترے ساتھ چلے یا نسے یہ بھول ۔ زنہار خبردار رہو اس بات پہ مت بھول
یہ خندی ترے ساتھ نہین جائیگی بابا ٤

اُس سے یہی بہتر ہے تو ہی آپ اسے کھا جا ۔ بیٹون کو رفیقون کو غریبونکو کھلا جا
سب روبرو اپنے مے عشرت مین اُڑا جا ۔ پھر شوق سے ہنستا ہوا جنت کو چلا جا
ورنہ تجھے ہر دکھ مین یہ پھنسوائیگی بابا ٥

یہ تو نہ کسی پاس رہی ہے نہ رہے گی ۔ جو اور سے کرتی رہی وہ تجھ سے کریگی
کچھ شک نہین اسمین جو بڑھی ہے سو گھٹیگی ۔ جب تک تو جیے گا تجھے یہ چین نہ دے گی
اور مرتے ہوئے پر یہ غضب لائیگی بابا ٦

جب موت کا ہوویگا تجھے آن کے دھڑکا ۔ اور نزع تری آن کے دم لیوے گی بھڑکا
جب اُسمین جو اٹکے گا نہ دم نکلے گا پھڑکا ۔ کوئین مین روپے ڈال کہ جب دیوینگے کڑکا
تب تن سے ترے جان نکلوائیگی بابا ٧

تو لاکھ اگر مال کے صندوق بھریگا ۔ ہے یہ تو یقین آخرش اکدن تو مریگا

پھر بعد ترے اسپہ جو کوئی ہاتھ دھریگا — وہ ناچ مزا دیکھیگا اور عیش کریگا
اور روح تری قبر مین چلائیگی بابا

اُسکے تو وہان ڈھولک و مرونگ بجے گی — اور روح تری قبر مین حسرت سے جلیگی
وہ کھاویگا اور تیرے تئین آگ لگے گی — تاحشر تری روح کو پھر کل نہ پڑیگی
ایسا یہ تجھے گور مین تڑپائیگی بابا

جاویگا تری گور کی جانب جو وہ ناگاہ — ساقی و صراحی و پریزاد کے ہمراہ
رونا مجھے آتا ہے ترے حال پہ واللہ — جب دیکھیگا سو عیش مین تو اُسکے تئین آہ
کیا کیا تری چھاتی پہ یہ لہرائے گی بابا

تو بھوت ہو چھاتی پہ اگر آن چڑھیگا — تو وان بھی ترے واسطے عامل کوئی بُلوا
شیشے مین اُتر واکے تجھے دیوینگے گڑوا — یا خوب سا سُلگا کے کوئی ہائے فلیتا
دھونی بھی تری ناک مین دلوائیگی بابا

گر ہوش ہے تجھ مین تو بخیلی کا نکر کام — اس کام کا آخر کو بدی ہوتا ہے انجام
تھوکے گا کوئی کہہ کے کوئی دیویگا دشنام — زنہار نہ لے گا کوئی ہر صبح ترا نام
بیزار ترے نام پہ لگوائیگی بابا

کہتا ہے نظیر اب جو یہ باتین تجھے ہر آن — گر مرد ہے عاقل تو اسے جھوٹ نہ تو جان
ٹک غور سے کر گنج پہ قارون کے ذرا دھیان — جیسا ہی اُسے اُسنے کیا خوب پریشان
ویسا ہی مزا تجھکو بھی دکھلائیگی بابا

ایضاً

بٹ مار اجل کا آپہونچا ٹک اسکو دیکھ ڈرو بابا — اب اشک بہاؤ آنکھوں سے اور آہین سرد بھرو بابا

دل ہاتھ اٹھا اس جینے سے بس میاں تم مر رہو بابا
جب باپ کی خاطر روتے تھے اب اپنی خاطر رو بابا

تن سوکھا کبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا
اب موت نقارہ باج چکا چلنے کی فکر کرو بابا

اب جینے کو تم رخصت دو اور مرنے کو مہمان کرو
یا پوری لڈو بنواؤ یا خاصہ حلوا نان کرو
خیرات کرو احسان کرو یا پن کرو یا دان کرو
کچھ لطف نہیں اب جینے کا اب چلنے کا سامان کرو

تن سوکھا کبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا
اب موت نقارہ باج چکا چلنے کی فکر کرو بابا

دلکو تو اٹھاؤ جینے سے اب اور گلے کو مت کاٹو
دھن چھوڑ دو حصہ بخرے کی اور بھاجی بنی تم بانٹو
اب جاٹ فنا کی ٹک چکھو اور خون کسی کا مت چاٹو
نا کند بچھیری کود چکے اب اور دولتی مت چھانٹو

تن سوکھا کبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا
اب موت نقارہ باج چکا چلنے کی فکر کرو بابا

یہ اسپ بہت کودا اچھلا اب کوڑا مارو زیر کرو
گڑھ ٹوٹا لشکر بھاگ چکا اب میاں میں تم شمشیر کرو
جب مال اکٹھا کرتے تھے اب تن کا اپنے ڈھیر کرو
تم صاف لڑائی ہار چکے اب بھاگنے میں مت دیر کرو

تن سوکھا کبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا
اب موت نقارا باج چکا چلنے کی فکر کرو بابا

سر کانپا چاندی بال ہوئے منہ پھیلا پلکیں آن جھکیں
سکھ نیند گئی اور بھوک گھٹی دل سست ہوا آواز تھمیں
قد ٹیڑھا کان ہوئے بہرے اور آنکھیں بھی چندھیا گئیں
جو ہونی تھی سو ہو گذری اب چلنے میں کچھ دیر نہیں

تن سوکھا کبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا
اب موت نقارہ باج چکا چلنے کی فکر کرو بابا

یاں پانوں گھسٹ کر چلنے سے مت رستے کو حیران کرو
اب آپ ہی تم پانی سے مت پانی کا نقصان کرو
اور پوپلے منہ سے روٹی کو مت مَل مَل کر ہلکان کرو
کچھ لاب نہیں ہے جینے میں اب مرنے کی پہچان کرو
تن سوکھا کبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا
اب موت نقارہ باج چکا چلنے کی فکر کرو بابا

گر اچھی کرنی نیک عمل تم دنیا سے لیجاؤ گے
اور ایسی دولت چھوڑ کے تم جو خالی ہاتھوں جاؤ گے
تو گھر اچھا سا پاؤ گے اور سکھ سے میٹھے کھاؤ گے
پھر کچھ بھی نہیں بن آوے گی گھبراؤ گے پچھتاؤ گے
تن سوکھا کبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا
اب موت نقارہ باج چکا چلنے کی فکر کرو بابا

یہ عمر جسے تم سمجھے ہو یہ ہر دم تن کو چنتی ہے
تم گٹھری باندھو کپڑے کی اور دیکھ اجل سر دھنتی ہے
جس لکڑی کے بل بیٹھے ہو دن رات یہ لکڑی گھنتی ہے
اب موت کفن کے کپڑے کا یاں تانا بانا بنتی ہے
تن سوکھا کبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا
اب موت نقارہ باج چکا چلنے کی فکر کرو بابا

گھر بار روپے اور پیسے میں مت دل کو تم خرسند کرو
موت آن لتاڑے گی آخر کچھ مکر کرو یا پھند کرو
یا گور بناؤ جنگل میں یا جمنا پر آنند کرو
بس خوب تماشا دیکھ چکے اب آنکھیں اپنی بند کرو
تن سوکھا کبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا
اب موت نقارہ باج چکا چلنے کی فکر کرو بابا

یہ اونٹ کرایہ کا یارو صندوق جنازہ ارتھی ہے
کس نیند پڑے تم سوتے ہو یہ بوجھ تمہارا بھاری ہے
جو ہو اسوار چلے اُس پر پھر گھوڑا ہی نے ہنسی ہے
کچھ دیر نہیں اب آہ نظیر تیار کھڑی اسواری ہے
تن سوکھا کبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا
اب موت نقارہ باج چکا چلنے کی فکر کرو بابا

دنیا کے تماشے دیکھنے کا بیان

کھول ٹک چشم تماشا یار باشے پھر کہان
مال و دولت سونا روپا تولہ ماشے پھر کہان
یہ شکار و صید یہ شکرے و باشے پھر کہان
دم غنیمت ہے بھلا یہ بود و باشے پھر کہان
دیکھ لے دنیا کو غافل یہ تماشے پھر کہان

دل لگا اُلفت مین اور کر لے پریزادون کی چاہ
کچھ مزے کچھ لوٹ حظ یہ وقت کب ملتا ہے آہ
چاند سے مکھڑونسے مل سورج و شونپر کر نگاہ
کھا لے پی لے سکھ دے اور دیکھ لے دلا لے واہ واہ
دیکھ لے دنیا کو غافل یہ تماشے پھر کہان

حُسن والونکے بھی کیا کیا حسن کے عالم ہین یہان
کیا سجین کیا کیا و سجین کیا کیا ہین چھب تختیان
سانولے گورے سُنہری سُرخ باندھے پگڑیان
بھولی بھولی صورتین اور پیاری پیاری انگھڑیان
دیکھ لے دنیا کو غافل یہ تماشے پھر کہان

کتنے میخانونکے در پر لوٹتے ہین پی کے مے
دیر و نمین اور مسجد و نمین کرتے ہین غل ہی بہ ہے
کتنے مجلس کر کے سُنتے ہین دف اور مردنگ و نے
ہر طرف دھومین مچی ہین دید ہے اور سیر ہے
دیکھ لے دنیا کو غافل یہ تماشے پھر کہان

واہ وا کیا کیا **نظیر** اس خلق کی اطوار ہین
گدڑیان ہین چوک ہین بستی کئی بازار ہین
خوار ہین سردار ہین زردار ہین ناچار ہین
دشت ہین صحرا ہین اور دریا ہین اور کہسار ہین
دیکھ لے دنیا کو غافل یہ تماشے پھر کہان

در بیان رمّال و نجومی و غیرہم

جہان مین کیا کیا خرد کے اپنی ہر اک بجاتا ہے شادیانے
کوئی ہے عاقل کوئی ہے فاضل کوئی نجومی لگا کہانے
کوئی حکیم اور کوئی مہندس کوئی ہے بندت کتھا بچھانے
جو جا ہو کوئی یہ بھید کھولے یہ سب ہین حیلے یہ سب بہانے

پڑے بھٹکتے ہیں لاکھوں دانا کروڑوں پنڈت ہزاروں سیانے
جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتیں خدا ہی جانے

ہوا کے اوپر جو آسمان کا ہے چوبا خیمہ جو تن رہا ہے
ادھر ہے چاند اور ادھر ہے سورج ادھر ستارہ ادھر ہوا ہے
نہ اسکی میخیں نہ ہیں طنابیں نہ اسکی چوبیں ادھر کھڑا ہے
کسیکو مطلق خبر نہیں ہے کہ کب بنا اور کاہے کا ہے

پڑے بھٹکتے ہیں لاکھوں دانا کروڑوں پنڈت ہزاروں سیانے
جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتیں خدا ہی جانے

فلک تو کہنے کو دور ہیگا زمین کا اب جو یہ بستر ہے
ہزاروں حکمت کا اک بچھونا یہ پانی اوپر جو بچھ رہا ہے
کھڑے ہیں لاکھوں پہاڑ جسپر فلک سے جنکا جا لگا ہے
بہت حکیموں نے خاک چھانی کوئی نہ سمجھا یہ بھید کیا ہے

پڑے بھٹکتے ہیں لاکھوں دانا کروڑوں پنڈت ہزاروں سیانے
جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتیں خدا ہی جانے

زمین سے لیکر جو آسمان تک بھری ہے لاکھوں طرح کی خلقت
یہ جتنے جلوے دکھا رہی ہے خدا کی صنعت خدا کی حکمت
کہیں ہے ہاتھی کہیں ہے چیونٹی کہیں ہے رائی کہیں ہے پربت
جو چاہے کھولے یہ بھید آ کے کسیکو اتنی نہیں ہے قدرت

پڑے بھٹکتے ہیں لاکھوں دانا کروڑوں پنڈت ہزاروں سیانے
جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتیں خدا ہی جانے

کوئی ہے ہنستا کوئی ہے روتا کہیں ہے شادی کہیں غمی ہے
کوئی گھسٹتا زمین کے اوپر کوئی خوشی سے فلک نشین ہے
کہیں ترقی کہیں تنزل کہیں گماں اور کہیں یقین ہے
یہ بھید اپنا وہ آپ جانے کسی کو ہرگز خبر نہیں ہے

پڑے بھٹکتے ہیں لاکھوں دانا کروڑوں پنڈت ہزاروں سیانے
جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتیں خدا ہی جانے

عجب طرح کی وہ نگریں جو پھر غرض بچھائی ہے اب خدا نے
کوئی ہے جنگل کسی کا جگ ہے بھرے ہیں جن میں ہیں خوب خانے

جو پاسا پھینکے بنا بنا اور دانوں کتنے ہی ملیں ٹھانے
جو چاہتا ہی اٹھارہ آوین تو اسکو پڑتے ہیں تین کانے
پڑے بھٹکتے ہیں لاکھوں دانا کروڑوں پنڈت ہزاروں سیانے
جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتیں خدا ہی جانے

عجب یہ شطرنج کا سا نقشا بچھا ہی دن رات اور اسی جا
جو مات چاہے کرے کسی کو نہ آوے بر وہ اسکو مات اسجا
ہزاروں منصوبے باندھے ملیں بنا بنا وہ چالونگی گھات اسجا
نہیں ہے اک چار چوک قائم سبھونکی بازی ہی مات اسجا
پڑے بھٹکتے ہیں لاکھوں دانا کروڑوں پنڈت ہزاروں سیانے
جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتیں خدا ہی جانے

عجب طرح کے ورق بنے ہیں کوئی بکیدر کوئی منفا ہی
کسیکے سر پر ہے تاج شاہی کسیکی شمشیر پر جفا ہے
کوئی امیر اور کوئی وزیر ہے کوئی فقیر ہیں دل خفا ہے
سبھونکو اسجا خیال آیا یہ حق کی قدرت کا گنجفا ہے
پڑے بھٹکتے ہیں لاکھوں دانا کروڑوں پنڈت ہزاروں سیانے
جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتیں خدا ہی جانے

یہ کون جانے کہ کل کیا کیا اور آج مالک وہ کیا کریگا
اسے بگاڑے کسے سنوارے کسی اندھا دے کسے بھریگا
کسیکے گھر کون ہوگا پیدا کسی کے گھر کونسا مریگا
کسیکو ہرگز خبر نہیں ہے کہ کیا کیا اور کیا کریگا
پڑے بھٹکتے ہیں لاکھوں دانا کروڑوں پنڈت ہزاروں سیانے
جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتیں خدا ہی جانین

عجب طرح کا یہ حال ہیگا کمند کیسے دیا کمندا
سبھونکی گردن میں پھنسی ہی ڈالی کسیکا ٹوٹا ہے ایک پھندا
نچھوٹے چھوٹی نچھوٹے ہاتھی نہ کوئی حبشی کوئی پرندا
نظیر اتنی مجال کسکی کہاں خدا اور کہاں یہ بندا
پڑے بھٹکتے ہیں لاکھوں دانا کروڑوں پنڈت ہزاروں سیانے
جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتیں خدا ہی جانے

آٹے دال کا بیان

کیا کہوں یارو میں نقشہ خلق کے احوال کا
اہل دولت کا چلن یا مفلس و کنگال کا
یہ بیاں تو واقعی ہے ہر کسی کے حال کا
کیا تونگر کیا غنی کیا پیر اور کیا بالکا
سب کے دلکو فکر ہے دنرات آٹے دال کا

گر نہ آٹے دال کا اندیشہ ہوتا سدّ راہ
تو نہ پھرتے ملک گیری کو وزیر و بادشاہ
ساتھ آٹے دال کے ہو حشمت و فوج و سپاہ
جابجا گڑھ کوٹ سے لڑتے ہوئے پھرتے ہیں آہ
سب کے دلکو فکر ہے دنرات آٹے دال کا

گر نہ آٹے دال کا ہوتا قدم یاں درمیاں
منشی و میر و وزیر و بخشی و نواب و خاں
جاگتے دربار میں کیوں آدھی آدھی رات ہاں
کیا عجب نقشہ پڑا ہے آہ کیا کہیے میاں
سب کے دلکو فکر ہے دنرات آٹے دال کا

اپنے عالم میں یہ آٹا دال بھی کیا فرد ہے
حسن کی آن و ادا سب اسکے آگے گرد ہے
عاشقوں کا بھی اسی کے عشق سے منہ زرد ہے
تا کجا کہیے کہ کیا وہ مرد کیا نامرد ہے
سب کے دلکو فکر ہے دنرات آٹے دال کا

دلبروں کی چشم ابرو زلف کیا خط خال ہے
ناز کی شوخی ادائیں حسن لالوں لال ہے
کیا کمر پتلی ہے کافر کیا ٹمکتی چال ہے
غور کر دیکھا ہے جو کچھ ہے سو آٹا دال ہے
سب کے دلکو فکر ہے دن رات آٹے دال کا

اب جنہیں اللہ نے یاں کر دیا کامل فقیر
وہ تو بے پروا ہی داتا ہیں آپ ہی اپنے امیر
اور جتنے ہیں وہ سب ہیں دال آٹے کے اسیر
ان غریبوں کی بھی اب یہ شکل ہے گی اے نظیر
سب کے دلکو فکر ہے دن رات آٹے دال کا

ایضاً

دنیا کے امیروں مین یہان کسکا رہا ڈنکا
برباد ہوئے لشکر فوجون کا تھکا ڈنکا
عاشق تو یہ سمجھے ہین اب دل مین بناڑ ڈنکا
جو بھنگ پئین اُنکا بجتا ہے سدا ڈنکا
کونڈی کو نقارے پر خشکے کا لگا ڈنکا
نت بھنگ پی اور عاشق دن رات بجا ڈنکا

اُلفت کی زمرد کی یہ کھیت کی بوٹی ہے
پتونکی چمک اُسکے کمخواب کی بوٹی ہے
منہ جسکے لگی اُس سے پھر کاہکو چھوٹی ہے
یہ تان لنگوٹی کی اسباب پہ ٹوٹی ہے
کونڈی کے نقارے پر خشکے کا لگا ڈنکا
نت بھنگ پی اور عاشق دن رات بجا ڈنکا

پھر آن کھڑا اسکے سے اس ڈھب کا لگا رگڑا
جو سنکے کھڑک اُسکی ہو بند سبھی دگڑا
چکان چڑھا گہرا اور باندھ ہرا پگڑا
کیا سیر کی ٹھہرے کی ٹک چھوڑ کے یہ جھگڑا
کونڈیکے نقارے پر خشکے کا لگا ڈنکا
نت بھنگ پی اور عاشق دن رات بجا ڈنکا

اک پیالے کے پیتے ہی ہو جاویگا متوالا
آنکھون مین تری آکر کھل جائیگا گل لالہ
کیا کیا نظر آویگی ہریالی و ہریالا
آمان کہا میرا اے شوخ نئے لالا
کونڈی کے نقارے پر خشکے کا لگا ڈنکا
نت بھنگ پی اور عاشق دن رات بجا ڈنکا

ہین مست وہی پورے جو کونڈیکے اندر ہین
دل اُنکے ٹہرے دریا جی اُنکے سمندر ہین
بیٹھے ہین صنم بت ہو اور چھوتے مندر ہین
کہتے ہین یہی ہنس ہنس عاشق جو قلندر ہین

کونڈی کے نقارے پر خطکے کا لگا ڈنکا
نت بھنگ پی اور عاشق دن رات بجا ڈنکا

سب چھوڑ نشہ پیارے پیوے تو اگر سبزی
کر جاوے وہین تیری خاطر مین اثر سبزی
ہر باغ مین ہر جا مین آجاوے نظر سبزی
تیری بھی نظیر اب تو سبزی مین ہے سرسبزی

کونڈی کے نقارے پر خطکے کا لگا ڈنکا
نت بھنگ پی اور عاشق دن رات بجا ڈنکا

پیسے کے بیان مین

پیسے ہی کا امیر کے دل مین خیال ہے
پیسے ہی کا فقیر بھی کرتا سوال ہے
پیسا ہی فوج پیسا ہی جاہ و جلال ہے
پیسے ہی کا تمام یہ ڈنگ و دوال ہے

پیسا ہی رنگ روپ ہے پیسا ہی مال ہے
پیسا نہو تو آدمی چرخے کی مال ہے

پیسا نہو تو باغ کنوئین پھر کہانسے ہون
کھانیکو پوری اور پوے پھر کہانسے ہون
عیش و طرب کے نکی دوے پھر کہانسے ہون
حلوا کچوری مال پوے پھر کہان سے ہون

پیسا ہی رنگ روپ ہے پیسا ہی مال ہے
پیسا نہو تو آدمی چرخے کی مال ہے

جوڑے چمن بہار ہین پیسے کے واسطے
گہنے مرصع کار ہین پیسے کے واسطے
خوشبو کے پھول ہار ہین پیسے کے واسطے
سب نقش اور نگار ہین پیسے کے واسطے

پیسا ہی رنگ روپ ہے پیسا ہی مال ہے
پیسا نہو تو آدمی چرخے کی مال ہے

[illegible]

رونق بہار ہوتی ہے پیسے سے سب حصول
پیسا ہی ساری چیز ہے پیسا ہی مرد سول
اور جو نہ ہووے جیب میں اڑتی ہے خاک دھول
بن پیسے آدمی ہے جہان بیچ نامقبول

پیسا ہی رنگ روپ ہے پیسا ہی مال ہے
پیسا نہو تو آدمی چرخے کی مال ہے

پیسا ہی جس بتاتا ہے انسان کی بات کو
بھائی سگا بھی آن کے پوچھے نہ بات کو
پیسا ہی زیب دیتا ہے بیاہ اور برات کو
بن پیسے یار دولہا بنے آدھی رات کو

پیسا ہی رنگ روپ ہے پیسا ہی مال ہے
پیسا نہو تو آدمی چرخے کی مال ہے

پیسے نے جس مکان مین بچھایا ہے اپنا جال
پیسے کے آگے کیا ہین یہ محبوب خوش جمال
پھنستے ہین اُس مکان مین فرشتوں کے پر و بال
پیسا پری کو لائے پرستان سے نکال

پیسا ہی رنگ روپ ہے پیسا ہی مال ہے
پیسا نہو تو آدمی چرخے کی مال ہے

تیغ و سپر اُٹھاتے ہین پیسے کے واسطے
سید انہین زخم کھاتے ہین پیسے کے واسطے
تیر و سنان لگاتے ہین پیسے کے واسطے
یان تک کہ سر کٹاتے ہین پیسے کے واسطے

پیسا ہی رنگ روپ ہے پیسا ہی مال ہے
پیسا نہو تو آدمی چرخے کی مال ہے

عالم مین خیر کرتے ہین پیسے کے زور سے
دوزخ مین فیر کرتے ہین پیسے کے زور سے
بنیاد دیر کرتے ہین پیسے کے زور سے
جنت کی سیر کرتے ہین پیسے کے زور سے

پیسا ہی رنگ روپ ہے پیسا ہی مال ہے
پیسا نہو تو آدمی چرخے کی مال ہے

دنیا میں دیندار کہانا بھی نام ہے
پیسا جہان کے بیچ وہ قائم مقام ہے
پیسا ہی جسم جان ہے پیسا ہی کام ہے
پیسے ہی کا نظیر یہ آدم غلام ہے
پیسا ہی رنگ روپ ہے پیسا ہی مال ہے
پیسا نہو تو آدمی چرخے کی مال ہے

ایضاً

گر تجھ میں اے پری دیا مہر یا جفا ہے
یا راستی کا ملنا یا سر بسر دغا ہے
گر تو وہی جو تیرے اب دل کو خوش لگا ہے
ہم جانتے نہیں ہیں کچھ نیک و بد کہ کیا ہے
راضی ہیں ہم اُسی میں جسمیں تری رضا ہے
یان یون بھی واہ وا ہے اور وون بھی واہ وا ہے

کچھ دل میں ہے تو دل کی آبادیاں بھی کر لے
جور و ستم کی اپنے اُستادیاں بھی کر لے
بیدرد ہے تو ظالم بیدردیاں بھی کر لے
جلاد ہے تو کافر جلّادیاں بھی کر لے
راضی ہیں ہم اُسی میں جسمیں تری رضا ہے
یان یون بھی واہ وا ہے اور وون بھی واہ وا ہے

اب در پہ اپنے ہمکو رہنے دے یا اُٹھا دے
ہم اسطرح سے خوش ہیں رکھا یا ہوا اُٹھا دے
عاشق ہیں ہم قلندر چاہے جہاں بٹھا دے
یا عرش پر چڑھا دے یا خاک میں ملا دے
راضی ہیں ہم اُسی میں جسمیں تری رضا ہے
یان یون بھی واہ وا ہے اور وون بھی واہ وا ہے

گر مہر سے بلا دے تو خوب جانتے ہیں
اور جو ستم سے ڈوبا دے تو ڈوب جاتے ہیں
ہم اس طرح بھی تجھکو مرغوب جانتے ہیں
اور اُس طرح بھی تجھ کو محبوب جانتے ہیں

راضی ہین ہم اُسی مین جسمین تری رضا ہے
یان یون بھی واہ وا ہے اور وون بھی واہ وا ہے

اکدن وہ تھا کہ ہمپر تھے عیش کے دھڑاکے
اب غیر پر کرم ہے اور ہمپہ ہین جھڑاکے
یان مطلبو نکے ہمپر اور غیر پر کڑاکے
ہم سب طرح خوشی ہین سُنتا ہو اولڑاکے

راضی ہین ہم اسی مین جسمین تری رضا ہے
یان یون بھی واہ وا ہے اور وون بھی واہ وا ہے

یا دل سے اب خوشی ہو کر پیار ہمکو پیارے
جتیار کھے تو ہمکو یا تن سے سر اُتارے
یا تیغ کھینچ ظالم ٹکڑے اُڑا ہمارے
اب تو نظیر عاشق کہتے ہین یون پکارے

راضی ہین ہم اُسی مین جسمین تری رضا ہے
یان یون بھی واہ وا ہے اور وون بھی واہ وا ہے

خمسہ

چمن مین دن کو جو اکدو قدم وہ چلتے ہین
خوشی سے غنچے بھی ہر شاخ پر اُچھلتے ہین
تو پھول آنکھون سے تلوے اُنھونکے ملتے ہین
وہ چاندنی مین جو ٹک سیر کو نکلتے ہین
تو سر کے طشت مین گھی کے چراغ جلتے ہین

سحر کے نور تجلی کے انتخاب کو دیکھ
ہزار رشک سے عشرت کے پیچ و تاب کو دیکھ
اور اپنے پھیکے سے چہرے کی بے تاب کو دیکھ
چراغ صبح یہ کہتا ہے آفتاب کو دیکھ
یہ بزم تمکو مبارک ہو ہم تو چلتے ہین

یہان تلک ہین یہ بے درد خوبرو دلبر
غرض یہ ظلم تو دیکھا کیے ہین ہم اکثر
سب اپنے چاہنے والونکے کاٹتے ہین سر
فدا جو دل سے ہین یا شوخ سبز رنگون پر

یہ کافر اُنکی بھی چھاتی پہ مونگ دلتے ہین

گلی مین یار کی ای آہ کس طرح جاؤن
نہین ہے اتنی بھی طاقت جو اک قدم رکھون
نہ تن مین خون ہے باقی نہ اب رگوںمین خون
ہوا ہون خشک مین یا تنک کہ حضرت مجنون

یہ مجھسے کہتے ہین اور اپنے ہاتھ ملتے ہین

ہمارے تم تو ہو ہمرنگ ظاہر و باطن
اُٹھائے تمنے بھی غم روز عشق کے گن گن
یہ التجا ہے ہماری کہ خوش ہو آجکے دن
کوئی تو بگڑی ہی بدلتا ہے یار سے لیکن

میان نظیر ہم اب تم سے تن بدلتے ہین

ولہ جھونپڑا

یہ تن جو ہے ہر اک کے اُتار یکا جھونپڑا
اِس سے ہے اب بھی سب کے سہار یکا جھونپڑا
اِس سے ہے بادشہ کے نظار یکا جھونپڑا
اسمین ہی ہی فقیر بچار یکا جھونپڑا

اپنا نہ مول کا نہ اجارے کا جھونپڑا
بابا یہ تن ہے دم کے گذار یکا جھونپڑا

اسمین ہی بھولے بھالے اسی مین سیانے ہین
اسمین ہی ہوشیار اسی مین دوانے ہین
اسمین ہی دشمن اسمین ہی اپنے بگانے ہین
شاہ جھونپڑا بھی اپنے اسی مین نمانے ہین

اپنا نہ مول کا نہ اجار یکا جھونپڑا
بابا یہ تن ہے دم کے گذار یکا جھونپڑا

اسمین ہی لوگ عشق محبت کے مارے ہین
اسمین ہی شوخ حسن کے چاند اور ستارے ہین
اسمین ہی یار دوست اسی مین پیارے ہین
شاہ جھونپڑا بھی اپنے اسمین بچارے ہین

اپنا نہ مول کا نہ اجارے کا جھونپڑا
بابا یہ تن ہے دم کے گذار یکا جھونپڑا

اسمین ہی اہل دولت و منعم امیر ہین
اسمین ہی رہتے سارے جہان کے فقیر ہین
اسمین ہی شاہ اور گدا اسی مین وزیر ہین
اسمین ہی ہین صغیر اسی مین کبیر ہین

اپنا نہ مول کا نہ اجارے کا جھونپڑا
بابا یہ تن ہے دم کے گذاریکا جھونپڑا

اسمین ہی چور ٹھگ ہین اسی مین امول ہین
اسمین ہی رونی شکل اسی مین ٹھٹول ہین
اسمین ہی باجے اور نقارے و ڈھول ہین
شاجھونپڑا ابھی اسمین ہی کرتے کلول ہین

اپنا نہ مول کا نہ اجاریکا جھونپڑا
بابا یہ تن ہے دم کے گذارے کا جھونپڑا

اسمین ہی پارسا ہین اسمین لوند ہین
بیدرد بھی اسی مین ہین اور دردمند ہین
اسمین ہی سب پرند اسمین چرند ہین
شاجھونپڑا ابھی اسی ڈربے مین بند ہین

اپنا نہ مول کا نہ اجاریکا جھونپڑا
بابا یہ تن ہے دم کے گذاریکا جھونپڑا

اس جھونپڑے مین رہتے ہین شاہ اور وزیر
آئین وکیل بخشی و متصدی اور امیر
آئین ہی سب غریب ہین آئین ہی سب فقیر
شاجھونپڑا جو کہتے ہین سچ ہے میان **نظیر**

اپنا نہ مول کا نہ اجاریکا جھونپڑا
بابا یہ تن ہے دم کے گذارے کا جھونپڑا

ایضاً

دنیا مین کوئی شاد کوئی دردناک ہے
یا خوش ہے یا الم کے سبب سینہ چاک ہے
ہر ایک دم سے جان کا ہر دم تپاک ہے
ناپاک تن پلید نجس یا کہ پاک ہے

جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے

ہے آدمی کی ذات کا اسجا بڑا ظہور — لے عرش تا بہ فرش چمکتا ہے جسکا نور
گذرے ہے اُنکی قبر پہ جب وحش اور طیور — رو رو یہی کہے ہے ہر اک قبر کے حضور

جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے

دنیا سے جبکہ انبیا اور اولیا اُٹھے — اجسام پاک اُنکے اِسی خاک مین رہے
روحین ہین خوب جائین روحونکے ہین بڑے — پر جسم سے تو اب یہی ثابت ہوا مجھے

جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے

وہ شخص تھے جو سات ولایت کے بادشاہ — حشمت مین جنکی عرش سے اونچی تھی بارگاہ
مرتے ہی اُنکے تن ہوے گلیونکی خاک راہ — اب اُنکے حال کی بھی یہی بات ہے گواہ

جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے

کس کس طرح کے ہوگئے محبوب کجکلاہ — تن جنکے مثل پھول تھے اور مُنھ بھی رشک ماہ
جاتی ہے اُنکی قبر پہ جسدم مری نگاہ — روتا ہون جب تو مین یہی کہ کہکے لیکن آہ

جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے

وہ گورے گورے تن کہ جنھونکی تھی دلمین جائے — ہوتے تھے میلے اُنکے کوئی ہاتھ گر لگائے
سوول سے تن کو خاک بنا کر ہوا اڑائے — رونا مجھے تو آتا ہے اب کیا کہون ہائے

جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے

عمدونکے تن کو تانبے کے صندوق مین دھرا — مفلس کا تن پڑا رہا ماٹی اوپر پڑا
قائم یہان یہ اور نہ ثابت وہ وان رہا — دونون کو خاک کھا گئی یارو دیکھو نمین کیا

جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے

گر ایک کو ہزار روپے کا ملا کفن
اور ایک یون پڑا رہا بیکس برہنہ تن
کیڑے مکوڑے کھا گئے دونو نکے تن بدن
دیکھا جو ہمنے آہ تو سچ ہے یہی سخن
جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے

جتنا یہ خاک کا ہے طلسمات بن رہا
پھر خاک اُسکو ہونا ہے یارو جدا جدا
ترکاری ساگ پات زہر امرت اور دوا
زر سیم کوڑی لال زمرد اور اُن سوا
جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے

گڑھ کوٹ توپ رہکلہ تیغ و کمان و تیر
باغ و چمن محل و مکانات دلپذیر
ہونا ہے سب کو آہ اسی خاک مین خمیر
میری زبان پہ اب تو یہی بات ہے نظیر
جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے

بنجارہ نامہ

ٹک حرص و ہوا کو چھوڑ میاں مت دیس بدیس پھرے مارا
قزاق اجل کا لوٹے ہے دن رات بجا کر نقارا
کیا بدھیا بھینسا بیل شتر کیا گونین پلا سر بھارا
کیا گیہون چانول موٹھ مٹر کیا آگ دھوان اور انگارا
سب ٹھاٹھ پڑا رہجاویگا جب لاد چلیگا بنجارا

گر تو ہے لکھی بنجارا اور کھیپ بھی تیری بھاری ہے
اے غافل تجھ سے بھی چڑھتا اک اور بڑا بیوپاری ہے
کیا شکر مصری قند گری کیا سانبھر میٹھا کھاری ہے
کیا داکھ منقے سونٹھ مرچ کیا کیسر لونگ سپاری ہے
سب ٹھاٹھ پڑا رہجاویگا جب لاد چلے گا بنجارا

تو بدھیا لادے بیل بھرے جو پورب پچھم جاویگا
یا سود بڑھا کر لاویگا یا ٹوٹا گھاٹا پاویگا
قزاق اجل کا رستے مین جب بھالا مار گراویگا
دھن دولت ناتی پوتا کیا اک کنبہ کام نہ آویگا
سب ٹھاٹھ پڑا رہجاویگا جب لاد چلے گا بنجارا

ہر منزل مین اب ساتھ ترے یہ جتنا ڈیرا ڈانڈا ہی
زر دام درم کا بھانڈا ہی بندوق سپر اور کھانڈا ہی
جب نایک تن سے نکلگیا جو ملکون ملکون ہانڈا ہی
پھر ہانڈا ہی نہ بھانڈا ہی نہ حلوا ہی نا مانڈا ہی
سب ٹھاٹھ پڑا رہجاویگا جب لاد چلیگا بنجارہ

جب چلتے چلتے رستے میں یہ گون تری ڈھلجاویگی
اک بدھیا تیری مٹی پر پھر گھاس نچرنے پاویگی
یہ کھیپ جو تونے لادی ہی سب حصون مین بٹ جاویگی
وہی پوت جنوائی بیٹا کیا بنجارن پاس نہ آویگی
سب ٹھاٹھ پڑا رہجاویگا جب لادچلیگا بنجارہ

یہ کھیپ بھری جو جاتا ہی یہ کھیپ میان مت گن اپنی
اب کوئی گھڑی پل ساعت مین یہ کھیپ بدن کی ہی کفنی
کیا تھال کٹوری چاندی کی کیا پیتل کی ڈبیا ڈھکنی
کیا برتن سونے چاندی کے کیا مٹی ہنڈیا چینی کی
سب ٹھاٹھ پڑا رہجاویگا جب لادچلیگا بنجارا

یہ دھوم دھڑکا ساتھ لیے کیون پھرتا ہی جنگل جنگل
اک تنکا ساتھ نجاویگا موقوف ہوا جب ان اور جل
گھر بار اٹاری چوپاری کیا خاصہ تین سکھ اور ململ
کیا چلون پردے فرش نئے کیا لال پلنگ اور رنگ محل
سب ٹھاٹھ پڑا رہجاویگا جب لادچلیگا بنجارا

کچھ کام نہ آویگا تیرے یہ لعل و زمرد سیم و زر
جب پونجی بات مین بکھریگی ہر آن بنیگی جان اوپر
نوبت نقارے بان نشان دولت حشمت فوجین لشکر
کیا مسند تکیہ ملک مکان کیا چوکی کرسی تخت چھتر
سب ٹھاٹھ پڑا رہجاویگا جب لادچلیگا بنجارہ

کیون جی پر بوجھ اٹھاتا ہی ان گونون بھاری بھاری کے
جب موت کا ڈیرا آن پڑا پھر دونے ہین بیوپاری کے
کیا ساز جڑاؤ زر زیور کیا گوٹے تھان کناری کے
کیا گھوڑے زین سنہری کے کیا ہاتھی لعل عماری کے
سب ٹھاٹھ پڑا رہجاویگا جب لادچلیگا بنجارا

مغرور نہو تلوارون پر مت بھول بھروسے ڈھالون کے
سب پٹا توڑ کے بھاگینگے منھ دیکھ اجل کے بھالون کے

کیا ڈبے موتی ہیروں کے کیا ڈھیر خزانے مالوں کے — کیا بقچے تاج مشجر کے کیا تختہ شال دوشالوں کے

سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاویگا جب لاد چلیگا بنجارہ

کیا سخت مکان بنواتا ہے کھم تیرے تن کا ہے پولا — تو اونچے کوٹ اٹھاتا ہے واں گور گڑھے نے منہ کھولا

کیا رینی خندق رند بڑے کیا برج کنگورا انمولا — گڑھ کوٹ رہکلہ توپ قلعہ کیا شیشہ دارو اور گولا

سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاویگا جب لاد چلیگا بنجارا

ہر آن نفع اور ٹوٹے میں کیوں مرتا پھرتا ہے بن بن — ٹک غافل دل میں سوچ ذرا ہے ساتھ لگا تیرے دشمن

کیا لونڈی باندی دائی دوا کیا بند اچیلا نیک چلن — کیا مندر مسجد تال کنواں کیا کھیتی باڑی پھول چمن

سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاویگا جب لاد چلیگا بنجارہ

جب مرگ پھرا کر چابک کو یہ بیل بدن کا ہانکے گا — کوئی تاج سمیٹے گا تیرا کوئی گون سیئے اور ٹانکیگا

ہو ڈھیر اکیلا جنگل میں تو خاک لحد کی پھانکیگا — اس جنگل میں پھر آہ نظیر اک تنکا آن نہ جھانکیگا

سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاویگا جب لاد چلے گا بنجارا

ایضاً خمسہ

ہمیشہ آکے وہ والا صفات کوٹھے پر — سخن کی گھولے ہے قند و نبات کوٹھے پر

نگار تیب کی وہشت سے گھات کوٹھے پر — رہے ہے جو شب کو ہم اس گل کے ساتھ کوٹھے پر

تو کیا بہار سے گذری ہے رات کوٹھے پر

ادھر سے ساقی و مطرب بھی ہو گئے یکجا — ادھر وہ یار ادھر ناچ راگ بھی ٹھہرا

عجب بہار کی اک انجمن ہوئی برپا — یہ دھوم دھام رہی صبح تک اہا ہاہا

کسی کی اتری ہو جیسے برات کوٹھے پر

حجاب دور ہوا دور جام کی ٹھہری — لگیں نکلنے جو کچھ حسرتیں تھیں دلمیں بھری

بہت دنوں سے اسی بات کی تمنا تھی — مکان جو عیش کا ہاتھ آیا غیر سے خالی
پٹے کے چلنے لگے پھر تو ہاتھ کوٹھے پر

جو عیش سنکے رقیبوں کے دل میں آگ لگی — تو چور بنکے چڑھے اور منڈیر آ پکڑی
ادھر وہ یار اُدھر ہم نے لاٹھی ہاتھی کی — گرایا شور کیا گالیاں دیں دھوم مچی
عجب طرح کی ہوئی واردات کوٹھے پر

اکیلے بیٹھے ہو تم پشت بام پر اس آن — ہمیں ملاؤ تو کچھ عیش کا بھی ہو سامان
یہ بات پردے ہی پردے میں لیجے پہچان — لکھیں ہم عیش کی تختی کو کسطرح انجان
قلم زمین کے اوپر اور دوات کوٹھے پر

میاں یہ ہاتھ پہ ہم دل جواب لیے ہیں کھڑے — اور ایک بوسے کی قیمت پہ بیچتے ہینگے
جو لیجیے تو یہ ترکیب خوب ہے پیارے — کمند زلف کی لٹکا کے دل کو لے لیجیے
یہ جنس یوں نہیں آنیکی ہاتھ کوٹھے پر

کدھر چھپے ہو ذرا منہ تو ہم کو دکھلاؤ — ہمارے حال کے اوپر بھی کچھ ترس کھاؤ
سبھوں سے سنتے ہو ہر اک سے کہتے ہو آؤ — خدا کے واسطے زینے کی راہ بتلاؤ
ہمیں بھی کہنی ہے کچھ تم سے بات کوٹھے پر

ہوا جو وصل میسر بہ فضل رب قدیر — کنارہ بوس کی آپس میں پھر ہوئی تدبیر
ہوئی جو عیش تو کس کس کی اب کریں تقریر — لپٹ کے سوئے جو اس گلبدن کے ساتھ نظیر
تمام ہو گئیں حل مشکلات کوٹھے پر

ایضاً

جب یار نے اُٹھائی چھڑی تب خبر ہوئی — اور وو ہیں اک بدن پہ جڑی تب خبر ہوئی

اُلفت کی آ کے دل میں پڑی تب خبر ہوئی ۔ جب آنکھ اُس صنم سے لڑی تب خبر ہوئی
غفلت کی گرد دل سے جھڑی تب خبر ہوئی

جبتک چڑھی جوانی تھی اور بال تھے سیاہ ۔ اُلفت کسی سے پیار محبت کسی سے چاہ
آئی شراب اسمین بڑھاپے کی خواہ مخواہ ۔ پہلے کے جام مین نہوا کچھ نشہ تو آہ
دلبر نے دی جب اُس سے کڑی تب خبر ہوئی

تھے جب تلک اودھیڑ رہے تو بھی ولولے ۔ اور جب سفید ہو کے ہوے برف کے ڈلے
یارون سے جب تو بولے کہ لو یارو ہم چلے ۔ لائے تھے ہم تو عمر پٹا یان لکھا دیے
جب سیاہی پر سفیدی چڑھی تب خبر ہوئی

اُس حال پر بھی کچھ نہوئی دید اور شنید ۔ دانتو نپر اسمین آن کے ہلچل پڑی شدید
منشی قضا کا لکھنے لگا جنس کی رسید ۔ ڈاڑھمین لگین اُکھڑنے کو دندان ہوے شہید
مجلس مین چل بچل یہ پڑی تب خبر ہوئی

اُس پوپلے ہی مُنھ سے لگے کرنے پھر بناہ ۔ کانونکے اسمین آن کے پردے ہوے تباہ
گردن پھر اسمین ہل گئی کم ہو گئی نگاہ ۔ بن دانت بھی ہنسی پہ جب آنکھین چلین تو آہ
جب لاگی آنسوؤن کی جھڑی تب خبر ہوئی

ڈھاتے تھے وان مزور تو تن کی محلسرا ۔ پر گھر بنا رہے تھے دو الین اُٹھا اُٹھا
اُسمین قضا کا راج جو کوٹھے پہ آ چڑھا ۔ شہتیر سا دہ قد تھا سو خم ہو کے جھک گیا
گرنے لگی کڑی یہ کڑی تب خبر ہوئی

چھاتی پہ چڑھ قضا نے لیا جب گلے کو گھونٹ ۔ پانی کا پھر تو آہ نہ اُترا گلے سے گھونٹ
اُکھڑے بدن بھی جا نگئی رگ رگ سے چھوٹ چھوٹ ۔ پنجا دکھا یا شیر نے تو بھی یہ سمجھے جھوٹ

جب چاب لی گلے کی نٹری تب خبر ہوئی

کاندھے پہ رکھ کے پالکی جب لے چلے کہار
اور غل مچا کے بولے کہ جلد ہیے ہو سوار
آئین نہا کے آپ بھی جلدی ہوئے تیار
کپڑے بدل کے عطر لگا پہن پھول ہار
نکلی سواری دھوم پڑی تب خبر ہوئی

جب پالکی مین چڑھ کے چلا آپ کا بدن
کلمہ نقیب پڑھتے چلے ساتھ کر کے بین
تو بھی یہ کہتے تھے کہ ہوا کون بے وطن
جب آئے اُس گڑھے مین نظیر اور ہزار من
اوپر سے آ کے خاک پڑی تب خبر ہوئی

خمسہ بر غزل امیر خسرو

کب لالہ و گل کر سکین عارض سے تیری ہمسری
قد سے خجل سرو سہی رفتار سے کبک دری
محبوب تجھسے سیکھ لین ناز و ادا و دلبری
ای چہرۂ زیبای تو رشک بتان آذری
ہر چند وصفت میکنم در حسن زان زیبا تری

ہے شور تیرے حسن کا لیکر زمین سے چرخ تک
ذرات صورت کو تری شمس و قمر رہتے ہین تک
دیکھے ہی جو تیرے تئین کہتا یہی ہے یک بیک
تا نقش می بندد فلک کس را نہ دیدست این نمک
حوری ندانم یا ملک فرزند آدم یا پری

تیرا رُخ اے رعنا صنم بھر کر نظر دیکھے ہی جو
چھوڑے ہی وہ ایمان کو باندھے ہی وہ زنار کو
دیوانے تیرے عشق مین ہیے نہین کچھ ایک دو
عالم ہمہ یغمای تو خلق جہان شیدای تو
این نرگس رعنای تو آورد رسم کافری

ہے خلق و خوبی مین بھرا اس طور سے وہ نازنین
پھر او نمانی و دیکھتے تو ہوتے وہ حیرت قرین
گر اس بیانکی را ... کا ہے کچھ نہین تجھکو یقین
صورت بنگر زیبا سے چلین بر و صورت خوش این

صورت بکش یا اینچنین یا ترک کن صورتگری

ہین خلق مین ہر سو عیان رنگین ادا زیبا صنم — گلگون قبا نازک بدن سو زیب و زینت سے بہم
کی غور تو سچ ہے یہی مجھکو محبت کی قسم — آفاقہا گردیدہ ام مہر بتان ورزیدہ ام
بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

آیا نظر جس روز سے تجھسا شکر لب مہ لقا — ابرو کمان جادو نظر شیرین سخن پر عشوہ زا
اپنے وطن کو چھوڑ کر شل نظیر مبتلا — خسرو غریب است و گدا افتادہ در شہر شما
باشد کہ از بہر خدا سوے غریبان بنگری

خمسہ بر غزل مولانا سعدی رحمۃ اللہ علیہ

کل ہم جو گئے باغ مین ٹک لطف اُٹھانے — اور دل کو لگے سیر گلستان کی دکھانے
اتنے مین کہون کیا تجھے ای یار یگانے — بربود دلم در چمنے سرو روانے
زرین کمرے سیمبرے موے میانے

وہ شوخ کہ عالم مین نہ دیکھا ہو کسی نے — وہ حُسن کہ نے حور نے پایا نہ پری نے
کیا تجھسے کہون اُسکی مین خوبی کے قرینے — خورشید رخے ماہ وشے زہرہ جبینے
یاقوت لبے سنگدلے تنگ دہانے

گلفام گل اندام دلارام نکوئے — دلدار دل آزار جفاکار دو روئے
آہو صفتے کبک تگے عنبرین موئے — بیداد گرے کج کلہے عربدہ جوئے
شکر شکنے تیر قدے سخت کمانے

ابرو خم طاق حرم و زلف کنشتی — قد شاخ دل طوبے و رخ رشک بہشتی
تل نقش سویدای دل اور خط لب کشتی — جادو نظری عشوہ گری حسن سرشتی

آسیب دہے رنج تنے آفتِ جانے

وہ رُخ کہ ہر اک شوخ پریزاد کو شرم دے
وہ زلف کہ سنبل جسے بیتاب ہو کہ دے
گر حور کبھی دیکھے تو اُسے جان مین رہ دے
عیسےٰ نفسے خضر رہے یوسف عہدے

جم مرتبۂ تاجورے شاہ جہانے

شمشیر نگہ تیر مژہ قاتل خلقے
غارتگرے برباد دہے حاصل خلقے
مشہور جہان فتنۂ جان مقبل خلقے
تنگ شکرے چون شکرے در دل خلقے

شوخے نمکینے چو نمک شور جہانے

کیا اُسکی مین تعریف کہون حُسن ادا کی
ہے ختم دو عالم کی اُسی شوخ پہ خوبی
پھر مثل نظیر اُس بُتِ رعنا سے لگا جی
بے زلف و رخ لعل لب او شدہ سعدی

آہے و بخارے و غبارے و دخانے

ایضاً

جو فقر مین پورے ہین وہ ہر حال مین خوش ہین
ہر کام مین ہر دام مین ہر جال مین خوش ہین
گر مال دیا یار نے تو مال مین خوش ہین
بے زر جو کیا تو اُسی احوال مین خوش ہین

افلاس مین ادبار مین اقبال مین خوش ہین
پورے ہین وہی مرد جو ہر حال مین خوش ہین

چہرے پہ ملامت نہ جگر مین اثر غم
ماتھے پہ کہین چین نہ ابرو مین کہین خم
شکوہ نہ زبان پر نہ کبھی چشم ہوئی نم
غم مین بھی وہی عیش الم مین بھی وہی دم

ہر بات ہر اوقات ہر افعال مین خوش ہین
پورے ہین وہی مرد جو ہر حال مین خوش ہین

اگر یار کی مرضی ہوئی سر جوڑ کے بیٹھے
گھر بار چھڑایا تو وہین چھوڑ کے بیٹھے
موڑا جدھر اونکو وہین منہ موڑ کے بیٹھے
گدڑی جو اڑھائی تو وہین اوڑھ کے بیٹھے
اور گھور و مین آفات مین جنجال مین خوش ہین
پورے ہین وہی مرد جو ہر حال مین خوش ہین

گر اُسنے دیا غم تو اُسی غم مین رہے خوش
جسطور کہا اُسنے اُس عالم مین رہے خوش
کھانیکو ملا کم تو اُسی کم مین رہے خوش
جسطرح رکھا اُسنے اُسی دم مین رہے خوش
گر شال اُڑھائی تو اُسی شال مین خوش ہین
پورے ہین وہی مرد جو ہر حال مین خوش ہین

جلنے کا نہ اندوہ نہ مرنیکا ذرا غم
یکسان ہے اُنھین زندگی و موت کا عالم
واقف نہ برس سے نہ مہینے سے وہ اِک دم
نے شب کی مصیبت نہ کبھی روز کا ماتم
دن رات گھڑی پہر مہ و سال مین خوش ہین
پورے ہین وہی مرد جو ہر حال مین خوش ہین

گر اُسنے اُڑھایا تو لیا اوڑھ دو شالا
کمل جو دیا تو وہی کاندھے پہ سنبھالا
چادر جو اُڑھائی تو وہی ہو گئی بالا
بندھوائی لنگوٹی تو وہین ہنس کے کہا لا
پوشاک مین دستار مین رومال مین خوش ہین
پورے ہین وہی مرد جو ہر حال مین خوش ہین

کچھ اُنکو طلب گھر کی نہ باہر سے اُنھین کام
تکیہ کی نہ خواہش ہے نہ بستر سے اُنھین کام
جنگل کی ہوس دل مین نہ مندر سے اُنھین کام
مفلس سے نہ مطلب نہ تو انگر سے اُنھین کام
میدان مین بازار مین چوپال مین خوش ہین
پورے ہین وہی جو ہر حال مین خوش ہین

اُنکے تو جہاں میں عجب عالم ہیں نظیر آہ — اب ایسے تو دنیا میں ولی کم ہیں نظیر آہ
کیا جانے فرشتے ہیں کہ آدم ہیں نظیر آہ — ہر وقت میں ہر آن میں خرّم ہیں نظیر آہ

جس ڈھال میں رکھا وہ اُسی ڈھال میں خوش ہیں
پورے ہیں وہی مرد جو ہر حال میں خوش ہیں

ایضاً

لے آئینہ کو ہاتھ میں اور بار بار دیکھ — صورت میں اپنی قدرت پروردگار دیکھ
خال سیاہ اور خطِ مشکبار دیکھ — زلفِ دراز طرۂ عنبر نثار دیکھ

ہر لحظہ اپنی چشم کے نقش و نگار دیکھ
اے گل تو اپنے حُسن کی آپ ہی بہار دیکھ

آئینہ کیا ہے جان ترا پاک صاف دل — اور خال کیا ہیں تیرے سویدا رُخ کے تل
زلف دراز فہم رسا سے رہے ہے رل — لاکھوں طرح کے پیچ ہی میں ہم رہے ہیں کھل

ہر لحظہ اپنی چشم کے نقش و نگار دیکھ
اے گل تو اپنے حُسن کی آپ ہی بہار دیکھ

مشک تتار و مشک ختن بھی تجھی میں ہے — یاقوت سرخ و لعل یمن بھی تجھی میں ہے
نسرین و موتیا و سمن بھی تجھی میں ہے — القصہ کیا کہوں میں چمن بھی تجھی میں ہے

ہر لحظہ اپنی چشم کے نقش و نگار دیکھ
اے گل تو اپنے حُسن کی آپ ہی بہار دیکھ

سورج مُکھی کے گل کی گر دل میں تاب ہے — تو اپنے منہ کو دیکھ کہ خود آفتاب ہے
گل اور گلاب بکاولی تجھی میں حساب ہے — رخسار تیرا گل ہے پسینہ گلاب ہے

ہر لحظہ اپنی چشم کے نقش و نگار دیکھ
اے گل تو اپنے حُسن کی آپ ہی بہار دیکھ

نرگس کے پھول پر تو نہ اپنا گمان کر
اپنے سوا کسی پہ نہ ہرگز تو دھیان کر
ورہووے بھی دل لگا اپنا جان کر
یہ سب بہار ہے ہیں تجھی میں تو آن کر

ہر لحظہ اپنی چشم کے نقش و نگار دیکھ
اے گل تو اپنے حُسن کی آپ ہی بہار دیکھ

نرگس وہ کیا ہے جان تری چشم خوش نگاہ
گر سیر باغ چاہیے تو اپنی کر تو چاہ
اور سرو کیا ہے یہ ترا قد رعنا ہے آہ
حق نے تجھی کو باغ بنایا ہے واہ واہ

ہر لحظہ اپنی چشم کے نقش و نگار دیکھ
اے گل تو اپنے حسن کی آپ ہی بہار دیکھ

گر دل میں تیرے قمری و بلبل کا دھیان ہے
ہے تو ہی باغ اور تو ہی باغبان ہے
توہونٹھ تیرے قمری ہیں بلبل زبان ہے
باغ و چمن ہیں جتنے تو اُن سب کی جان ہے

ہر لحظہ اپنی چشم کے نقش و نگار دیکھ
اے گل تو اپنے حُسن کی آپ ہی بہار دیکھ

بیلا گلاب سیوتی نسرین و نسترن
جتنے جہان میں پھولے ہیں پھولو نکے انجمن
داؤدی جوہی لالہ و راببیل یاسمن
یہ سب تجھی میں پھول رہے ہیں چمن چمن

ہر لحظہ اپنی چشم کے نقش و نگار دیکھ
اے گل تو اپنے حسن کی آپ ہی بہار دیکھ

باغ و چمن کے غنچہ و گل میں نہ ہو اسیر
قمری کی سن صفیر نہ بلبل کی سن صفیر

اپنے تئیں تو دیکھ کہ کیا ہے ارے نظیر ہیں حرف من عرف کے یہ معنی کہ اے مجیر
ہر لحظہ اپنی چشم کے نقش و نگار دیکھ
اے گل تو اپنے حسن کی آپ ہی بہار دیکھ

ولہ

جتنے تو دیکھتا ہے یہ پھل پھول پات بیل سب اپنے اپنے کام کی ہیں کر رہے جھمیل
لاتا ہے یاں سو ناتھ جو رشتہ ہے سو نکیل جو غم پڑے سو اُسکو تو اپنے ہی تن پہ جھیل
گر ہے فقیر تو تو نہ رکھ یاں کسی سے میل
یاں تونبڑی نہ بیل پڑا اپنے سر پہ کھیل

یہ صورتیں جو دیکھے ہے مت انسے دل لگا اُٹھ رہیں ہیں سوتیاں اُنھیں آیا رت جگا
شجرہ کلاہ پھینک اُڑا دے جھکا لکا آگے کو چھوڑ ناتھ نہ پیچھے کو رکھ لگا
گر ہے فقیر تو تو نہ رکھ یاں کسی سے میل
یاں تونبڑی نہ بیل پڑا اپنے سر پہ کھیل

جب تو ہوا فقیر تو ناتا کسی سے کیا چھوڑا اُٹھم تو پھر رہا رشتہ کسی سے کیا
مطلب بھلا فقیر کو بابا کسی سے کیا دلبر کو اپنے چھوڑ کے ملنا کسی سے کیا
گر ہے فقیر تو تو نہ رکھ یاں کسی سے میل
یاں تونبڑی نہ بیل پڑا اپنے سر پہ کھیل

تیری نہ یہ زمین ہے نے تیرا آسمان تیرا نہ گھر نہ بار نہ تیرا یہ جسم و جان
اُسکے سوا کہ جسپہ ہوا تو فقیر یاں کوئی ترا رفیق نہ ساتھی نہ مہربان
گر ہے فقیر تو تو نہ رکھ یاں کسی سے میل یاں تونبڑی نہ بیل پڑا اپنے سر پہ کھیل

دیتا ہے دلکو اپنے تو دی اُس کسیکے ہات
اور یہ جو تجھسے کرتے ہین ململ کے میٹھی بات
جس بار سے کہ ہو ترے جیتے موی کا سات
مارا پڑیگا دیکھ نہ کھا اُنکے آت کھات

گر ہے فقیر تو تو نہ رکھ یان کسی سے میل
یان تو نہ بڑی نہ بیل پڑا اپنے سر پہ کھیل

یہ اُلفتین کہ ساتھ ترے آٹھ پہر ہین
جتنے یہ شہر دیکھے ہین جادو کے شہر ہین
یہ الفتین نہین ہین مریجان قہر ہین
جتنی مٹھائیان ہین مریجان نہ زہر ہین

گر ہے فقیر تو تو نہ رکھ یان کسی سے میل
یان تو نہ بڑی نہ بیل پڑا اپنے سر پہ کھیل

خوبان کے یہ جو چاند سے مُنھ پہ کھلے ہین بال
یہ بال بال اب ہے ترے جان کا وبال
مارا ہے تیرے واسطے صیادونے یہ جال
پھنسیو خدا کے واسطے اسمین تُو دیکھ بھال

گر ہے فقیر تو تو نہ رکھ یان کسی سے میل
یان تو نہ بڑی نہ بیل پڑا اپنے سر پہ کھیل

جسکا تو ہے فقیر اُسی کو سمجھ تو یار
دیوے تو لے وہی جو نہ دیوے تو دم نہ مار
مانگے تو مانگ اُسی سے نہ لے نقد کیا اُدھار
اُسکے سوا کسی سے نہ رکھ اپنا کاروبار

گر ہے فقیر تو تو نہ رکھ یان کسی سے میل
یان تو نہ بڑی نہ بیل پڑا اپنے سر پہ کھیل

دنیا ارے نہ جان یہ دریا ہے قہر وار
جب تو بہا تو پھر نہ ملے گا تجھے کنار
لاکھون نہین اس سے کوئی اُتر کر ہوا ہے پار
ملاح یان نہ ناؤ نہ بلّی ہے میرے یار

گر ہے فقیر تو تو نہ رکھ یان کسی سے میل
یان تو نہ بڑی نہ بیل پڑا اپنے سر پہ کھیل

دنیا نہ کہہ اسے یہ طلسمات ہے میاں
شکلیں جو دیکھتا ہے یہ جادو کی ہیں عیاں
یہ جانور یہ باغ یہ گلزار یہ مکاں
سب کچھ ترے تئیں ہے یہ دھوکے کی ٹٹیاں
گر ہے فقیر تو تو نہ رکھ یاں کسی سے میل
یاں تو نٹ ہی نہ بیل پڑا اپنے سر پہ کھیل

کیا فائدہ اگر تو ہوا نام کا فقیر
ایسا ہی تھا تو فقر کو ناحق کیا اخیر
ہو کر فقیر تو بھی رہا خیال میں اسیر
ہم تو اسی سخن کے ہیں قائل میاں نظیر
گر ہے فقیر تو تو نہ رکھ یاں کسی سے میل
یاں تو نٹ ہی نہ بیل پڑا اپنے سر پہ کھیل

ایضاً

جہاں میں نام تو سنتے تھے ہم جدائی کا
دیا فلک نے ہمیں بھی یہ سم جدائی کا
ولے نہ دیکھا تھا درد و الم جدائی کا
برا ہے مرگ سے ایک ایک دم جدائی کا
غضب ہے قہر ہے یارو ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا

گھڑی گھڑی میں اٹھے ہے تڑپ کے دل سے آہ
جو کوئی شکل مری دیکھتا ہے اب واللہ
جگر کے ٹکڑے نکلتے ہیں اشک کے ہمراہ
یہی کہے ہے وہ سینے سے سرد بھر کر آہ
غضب ہے قہر ہے یارو ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا

رہے نہ کیونکہ مرے دل میں داد اور بیداد
نہ جی کو چین نہ آنکھوں کو سکھ نہ دل ہے شاد
گئے تھے جو عیش و طرب سب وہ ہو گئے برباد
بھلا میں کس سے اب اس ظلم کی کروں فریاد

غضب ہے قہر ہے یارو ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا

کبھی تو یار کے آنے کی راہ تکتا ہوں
کبھی تو آہوئے جنگل میں جا بھٹکتا ہوں
گلی میں اسکی کبھی جا کے سر پٹکتا ہوں
نکلتی جان نہیں اور پڑا سسکتا ہوں

غضب ہے قہر ہے یارو ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا

پھروں ہوں دشت و بیابان میں اداس و غمناک
خراب حال جگر خستہ اور گریبان چاک
جلاتا آہ کے شعلے سے سب خس و خاشاک
یہ جسپہ آن پڑے غم وہ کیا جیے پھر خاک

غضب ہے قہر ہے یارو ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا

مری جو چشم سے دن رات آنسو بہتے ہیں
جو آشنا ہیں مگر مجھکو دیکھ رہتے ہیں
تو جان و دل مرے کیا کیا عذاب سہتے ہیں
سب اپنے حیف سے مل مل کے ہاتھ کہتے ہیں

غضب ہے قہر ہے یارو ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا

جو میکدے کی طرف کو کبھی کروں ہوں گزار
پیالہ چشم کا آنسو سے بھر بھر اک مے خوار
تو دیکھ مجھکو پریشان خراب خستہ و خوار
جگر سے کھینچ کے آہ اور یہی کہے ہے پکار

غضب ہے قہر ہے یارو ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا

کبھی چمن کو جو گھبرا کے ہوں نکل جاتا
تو واں بھی ہائے ذرا دل نہیں ہے ٹھہراتا

جدھر کو جاؤں اُدھر غم جگر کو ہے کھاتا
عجب خرابی ہی کچھ ہائے بن نہیں آتا

غضب ہے قہر ہے یارو ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا

جو کوئی ہجر میں روتا تھا عاشق محروم
میں ہنس کے کہتا تھا دلمیں عبث یہ ہے مغموم
مچی جو مجھ پہ بھی آکر فراق کی یہ دھوم
وہ اُسکا درد مجھے ہائے اب ہوا معلوم

غضب ہے قہر ہے یارو ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا

جو کوئی پوچھے ہے کیا تجھ پہ دکھ پڑا ایسا
کہ جس سبب سے تو پھرتا ہے اس قدر تنہا
میں اُسکو جس گھڑی دیتا ہوں اپنا حال سُنا
تو بھر کے آنکھوں میں آنسو یہی وہ ہے کہتا

غضب ہے قہر ہے یارو ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا

نہ بھوک لگتی ہے نے نیند منہ دکھاتی ہے
نہ دل لگی نہ کوئی چیز مجھکو بھاتی ہے
جو دن بچے ہے تو رات مجھکو کھاتی ہے
کلیجہ ٹوٹے ہے اور چھاتی اُمڈی آتی ہے

غضب ہے قہر ہے یارو ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا

نہ سدھ ہے سیر کی مجھکو نہ انجمن کی خبر
نہ یاد باغ کی ہے اور نہ شہر بن کی خبر
نہ دھیان جسم کا اور کچھ نہ پیرہن کی خبر
نہ ہوش دل کا ہے نے مجھکو تن بدن کی خبر

غضب ہے قہر ہے یارو ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا

جو مجھپہ آن پڑا دن سیاہ مت پوچھو
سوا ے مرگ نہین اب پناہ مت پوچھو
ہوا ہون ہجر مین ایسا تباہ مت پوچھو
جو ظلم مجھپہ گذرتا ہے آہ مت پوچھو
غضب ہے قہر ہے یارو ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلاے غم جدائی کا

جدائی ہاے محبت کی کیا بڑی ہے شے
نظیر ہجر کے اب غم مین روئیے تا کے
کہ دل نہ بزم مین بہلے نہ خوش لگے ہے مے
بہت بُرا ہے یہ عاشق کے حق مین دکھ ہے ہے
غضب ہے قہر ہے یارو ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلاے غم جدائی کا

در بیان فراق

جیسے تمکو لیگیا ہے یہ فلک ظالم کہین
ہمپہ جو گذرا ہے وہ گذرا کسی پر کم کہین
جی ترستا ہے کہین اور چشم ہے پرنم کہین
نے تسلی ہے نہ دلکو چین ہے اکدم کہین
چھوٹ جاوین غم کے ہاتھونسے جو نکلے دم کہین
خاک ایسی زندگی پر تم کہین اور ہم کہین

ہر گھڑی آنسو بہانا دیدۂ خونبار سے
آہ و نالہ کھینچنا ہر دم دل بیمار سے
رات دن سر کو ٹپکنا ہر در و دیوار سے
ہے بُرا احوال اب تو ہجر کے آزار سے
چھوٹ جاوین غم کے ہاتھونسے جو نکلے دم کہین
خاک ایسی زندگی پر تم کہین اور ہم کہین

نے کسی سے مہر و الفت نے کسی سے پیار ہے
دل اُدھر سینے مین تڑپے جی ادھر بیمار ہے
نے رفیق اپنا کوئی اور نے کوئی غمخوار ہے
کیا کہین اب تو بہت مٹی ہماری خوار ہے

چھوٹ جاویں غم کے ہاتھوں سے جو نکلے دم کہیں
خاک ایسی زندگی پر تم کہیں اور ہم کہیں

گھر میں جی بہلے نہ باہر انجمن میں دل لگے
نے خوش آوے سیر نے سرو و سمن میں دل لگے
نے بہاروں میں نہ صحرا میں نہ بن میں دل لگے
اب تو تم بن نے گلستاں نے چمن میں دل لگے
چھوٹ جاویں غم کے ہاتھوں سے جو نکلے دم کہیں
خاک ایسی زندگی پر ہم کہیں اور ہم کہیں

پر نہیں اڑ کر تمھارے پاس جو آ جائیے
جی ہی جی میں کب تلک خون جگر کو کھائیے
چشم تر اور داغ سینے کے کسے دکھلائیے
دل سمجھتا ہی نہیں کیونکر اسے سمجھائیے
چھوٹ جاویں غم کے ہاتھوں سے جو نکلے دم کہیں
خاک ایسی زندگی پر تم کہیں اور ہم کہیں

اب جو اپنے حال پر ہم خوب کرتے ہیں نگاہ
ہر گھڑی مثل نظیر اس غم سے ہے حالت تباہ
ہے جو کچھ ظلم و ستم ہم پر کہیں کیا تم سے آہ
بن ملے اب تو نظر آتا نہیں ہرگز نباہ
چھوٹ جاویں غم کے ہاتھوں سے جو نکلے دم کہیں
خاک ایسی زندگی پر تم کہیں اور ہم کہیں

در بیان سخاوت عشرت

زردار ہے تو ہرگز مت مار اپنے من کو
تن زیب تن سکھوں سے ترسا نہ اپنے تن کو
جو نر چلن چلیں ہیں چل تو بھی اس چلن کو
مرشد کا ہے یہ نکتہ رکھ یاد اس سخن کو
دل کی خوشی کے خاطر چکھ ڈال مال و دھن کو
گر مرد ہے تو عاشق کوڑی نہ رکھ کفن کو

جا بیٹھ میکدے میں سب درد و غم سے چھٹ کر
جھمکا گلابی مے کی پیالے الٹ پلٹ کر
محبوب دلبروں سے خوش ہو لپٹ لپٹ کر
پی دودھ اور بتاشے میوہ مٹھائی چٹ کر

دل کی خوشی کی خاطر کچھ ڈال مال و دھن کو
گر مرد ہے تو عاشق کوڑی نہ رکھ کفن کو

نعمتیں جہاں میں جتنی جو کچھ ملے سو کھا جا
تاش اور بادلے میں یکبار جگمگا جا
بابا بخیل مت بن داتا سخی کہا جا
اک دم تو اپنا ڈنکا من مانتا بجا جا

دل کی خوشی کی خاطر کچھ ڈال مال و دھن کو
گر مرد ہے تو عاشق کوڑی نہ رکھ کفن کو

صندوق میں جو زر ہے اسکو بھی سب لٹوا دے
مے کے بہا کے نالے طبلوں کو کھڑکھڑا دے
کوٹھے مکان حویلی سب کھود کر کھدا دے
کڑیوں تلک جلا دے اینٹوں تلک اڑا دے

دل کی خوشی کی خاطر کچھ ڈال مال و دھن کو
گر مرد ہے تو عاشق کوڑی نہ رکھ کفن کو

جو جو بخیل کنجوس زر چھوڑ کر مرے گا
یا کھائے گا جنوائی یا خالصہ لگے گا
تیرا وہی ہے جو کچھ راہِ خدا میں دیگا
کھاتا کھلاتا ہنستا تو بھی سدا رہے گا

دل کی خوشی کی خاطر کچھ ڈال مال و دھن کو
گر مرد ہے تو عاشق کوڑی نہ رکھ کفن کو

گر آ پڑیگا تجھ پر کچھ حادثہ خلل کا
مالک پھر اور کوئی ٹھہریگا تیرے دل کا
آنکھوں سے دے دلا کے ہو رہ تو اُس سے ہلکا
کر فکر اپنے دل میں کچھ آج کا نہ کل کا

دل کی خوشی کی خاطر کچھ ڈال مال و دھن کو
گر مرد ہے تو عاشق کوڑی نہ رکھ کفن کو

جسنے یہ زر دیا ہے پھر وہ ہی دھن بھی دیگا
جیتا رہیگا جبتک کھانے کو ان بھی دیگا
مال و مکان حویلی باغ و چمن بھی دیگا
مر جاویگا تو وہ ہی تجھکو کفن بھی دیگا

دلکی خوشی کی خاطر حلکیہ ڈال مال و دھن کو
گر مرد ہے تو عاشق کوڑی نہ رکھ کفن کو

جتنے گڑے دھن ہیں سب کھالے اور کھلالے
اپنا سمجھ اُسی کو جب کھالے اور کھلالے
رکھ دھن اُسی کی دلمین اب کھالے اور کھلالے
اتھو نظیر تو بھی سب کھالے اور کھلالے

دلکی خوشی کی خاطر حلکیہ ڈال مال و دھن کو
گر مرد ہے تو عاشق کوڑی نہ رکھ کفن کو

در تعریف طفلی

کیا دن تھے یار وہ بھی تھے جبکہ بھولے بھالے
چوٹی کوئی رکھالے بدھی کوئی سنبھالے
نکلے تھی دائی لیکر پھرتی کبھی دوالے
ہنسلی گلے مین ڈالے منت کوئی بڑھالے

موٹے ہوں یا کہ دبلے گورے ہوں یا کہ کالے
کیا عیش لوٹتے ہیں معصوم بھولے بھالے

دلمین کسی کے ہرگز نے شرم نے حیا ہے
پہنے پھرے تو کیا ہے ننگے پھرے تو کیا ہے
آگا بھی کھل رہا ہے پیچھا بھی کھل رہا ہے
پاؤن بھی واہ واہ ہے اور وونبھی واہ واہ ہے

کچھ کھالے اسطرح سے کچھ اُسطرح سے کھالے
کیا عیش لوٹتے ہیں معصوم بھولے بھالے

مر جاوے کوئی تو بھی کچھ اُنکا غم نہ کرنا
اُنکی بلا سے گھر میں ہو قید یا کہ گھر نا
نے جانے کچھ بگڑنا نے جانے کچھ سنورنا
جس بات پر یہ مچلے پھر وہ ہی کر گزرنا

مان اوڑھنی کو بابا پگڑی کو بیچ ڈالے
کیا عیش لوٹتے ہین معصوم بھولے بھالے

جو کوئی چیز دیوے نت ہاتھ اوٹتے ہین
گڑ بیر مولی گاجر سب منھ مین گھونٹتے ہین
بابا کی مونچھ ماں کی چوٹی کھسوٹتے ہین
گردون مین اٹ رہے ہین خاکون مین لوٹتے ہین
کچھ ملگیا سو پی لے کچھ بن گیا تو کھالے
کیا عیش لوٹتے ہین معصوم بھولے بھالے

جو انکو دو سو کھالین پھیکا ہو یا سلونا
ہین بادشہ سے بہتر جب ملگیا کھلونا
جس جا پہ نیند آئی پھر وان ہے انکو سونا
پروا نہ کچھ پلنگ کی نے چاہیے بچھونا
بھونپو کوئی بجا لے پھرکی کوئی نچا لے
کیا عیش لوٹتے ہین معصوم بھولے بھالے

یہ بالے پن کا یارو عالم عجب بنا ہے
یہ عمر وہ ہے اسمین جو ہے سو بادشا ہے
اور سچ اگر چہ پوچھو تو بادشاہی کیا ہے
اب تو نظیر میری سبکو یہی دعا ہے
تم جیتے رہین سبھونکے آس و مراد والے
کیا عیش لوٹتے ہین معصوم بھولے بھالے

موسم زمستان

جب ماہ اگھن کا ڈھلتا ہو تب دیکھ بہارین جاڑے کی
اور ہنس ہنس پوس سنبھلتا ہو تب دیکھ بہارین جاڑے کی
دن جلدی جلدی چلتا ہو تب دیکھ بہارین جاڑے کی
پالا برف پگھلتا ہو تب دیکھ بہارین جاڑے کی
چلا غم ٹھونک اچھلتا ہو تب دیکھ بہارین جاڑے کی

دل ٹھوکر مار پچھاڑا ہو اور دل سے ہوتی کشتی سی
تھر تھر کا زور اکھاڑا ہو بجتی ہو سبکی بتیسی

ہو شور پھپھو ہو ہو کا اور دھوم ہو سی سی کی
کلّے پہ کلّہ لگ کر چلتی ہو منھ مین چکی سی
ہر دانت چنے سے دلتا ہو تب دیکھ بہارین جاڑے کی

ہر ایک مکان مین سردی نے آ باندھ دیا ہو یہ چکّر
جو ہر دم کپ کپ ہوتی ہو ہر آن کڑاکڑ اور تھر تھر
پیٹھی ہو سردی رگ رگ مین اور برف پگھلتا ہو پتھر
جھڑ باندھ مہاوٹ پڑتی ہو اور تس پر لہرین لے لے کر
سنّاٹا باد کا چلتا ہو تب دیکھ بہارین جاڑے کی

ہر چار طرف سے سردی ہو اور صحن کھلا ہو کوٹھے کا
اور تن مین نیمہ شبنم کا ہو جس مین خس کا عطر لگا
چھڑکاؤ ہوا ہو پانی کا اور خوب پلنگ بھی ہو بھیگا
ہاتھون مین پیالہ شربت کا ہو آگے ہو فراش کھڑا
فراش بھی پنکھا جھلتا ہو تب دیکھ بہارین جاڑے کی

جب ایسی سردی ہو اے دل تب روز مزے کی گھاتین ہون
کچھ نرم بچھونے مخمل کے کچھ عیش کی لمبی راتین ہون
محبوب گلے سے لپٹا ہو اور کہنی چٹکی لاتین ہون
کچھ بوسے ملتے جاتے ہون کچھ میٹھی میٹھی باتین ہون
دل عیش و طرب مین ملتا ہو تب دیکھ بہارین جاڑے کی

ہو فرش بچھا غالیچون کا اور پردے چھوٹے ہون آ کر
اک گرم انگیٹھی جلتی ہو اور شمع ہو روشن گھر اندر
وہ دلبر شوخ پری چنچل ہے دھوم مچی جس کی گھر گھر
ریشم کی نرم نہالی پر سو ناز و ادا سے ہنس ہنس کر
پہلو کے بیچ مچلتا ہو تب دیکھ بہارین جاڑے کی

ترکیب بنی ہو مجلس کی اور کافر ناچنے والے ہون
منھ ان کے چاند کے ٹکڑے ہون تن ان کے روئی کے گالے ہون
پوشاکین نازک رنگون کی اور اوڑھے شال دوشالے ہون
کچھ ناچ اور رنگ کی دھومین ہون کچھ عیش مین ہم متوالے ہون
پیالے پر پیالہ چلتا ہو تب دیکھ بہارین جاڑے کی

ہر ایک مکان ہو خلوت کا اور عیش کی سب تیاری ہو
سب عیش مہیا ہو آ کر جس جس ارمان کی باری ہو
دل دیکھ نظیر اس کی چھب کو ہر آن ادا پر واری ہو
گھر کر لے جو آنکھون مین وہ صورت پیاری پیاری ہو

جب سب ارمان نکلتا ہو تب دیکھ بہاریں جاڑیکی

در بیان تماشائے دُنیائے دون

یہ جتنا خلق میں اب جا بجا تماشا ہے
جو غور کی تو یہ سب ایک کا تماشا ہے
نجانو کم اسے یارو بڑا تماشا ہے
جدھر کو دیکھو اُدھر اک نیا تماشا ہے
غرض میں کیا کہوں دنیا بھی اک تماشا ہے

ارے یہ دیکھ تماشے نہیں ہیں ہوش بجا
کسے بتاؤں میں سیدھا کسی کہوں اُلٹا
جو ہو طلسم حقیقی وہ جاوے کب سمجھا
عجب بہار کی اک سیر ہے اہاہاہا
غرض میں کیا کہوں دنیا بھی اک تماشا ہے

نہیں ہیں زور جنھوں میں وہ کشتی لڑتے ہیں
جو زور والے ہیں وہ آپ سے پچھڑتے ہیں
جھپٹ کے اندھے بٹیروں کے تئیں پکڑتے ہیں
نکالے چھاتیاں گُبرے بھی سب اکڑتے ہیں
غرض میں کیا کہوں دنیا بھی اک تماشا ہے

بنا کے نیاریا زر کی دکان بیٹھا ہے
جو ہنڈی وال تھا وہ خاک چھان بیٹھا ہے
جو چور تھا سو وہ ہو پاسبان بیٹھا ہے
زمین پھرتی ہے اور آسمان بیٹھا ہے
غرض میں کیا کہوں دنیا بھی اک تماشا ہے

زبان ہے جسکی اشاروں سے وہ پکارے ہے
جو گونگا ہے وہ کھڑا فارسی بگھارے ہے
کلاہ ہنس کی کوا اکھڑ اُتارے ہے
اُچھل کے مینڈک کی ہاتھی کے لات مارے ہے
غرض میں کیا کہوں دُنیا بھی اک تماشا ہے

جو ہیں نجیب نسب کے وہ بندے چیلے ہیں
کمینے اپنی بڑی ذات کے نویلے ہیں
جو باز شکرے پاٹر کھڑے وٹیلے ہیں
سگھڑ تو مر گئے اُلو شکار کھیلے ہیں

غرض مین کیا کہون دنیا بھی اک تماشا ہے

جنھونکی داڑھی ہے اُنکی تو بات واہی ہے — جو داڑھی منڈے ہین اُنکی سند گواہی ہے
سیاہی روشنی اور روشنی سیاہی ہے — اُجاڑ شہر مین مُردونکی بادشاہی ہے
غرض مین کیا کہون دنیا بھی اک تماشا ہے

جنھونمین عقل نہین وہ بڑے سیانے ہین — جو عقل رکھتے ہین وہ باؤلے دیوانے ہین
زنانے شوق سے مردونکے پہنے بانے ہین — جو مرد ہین وہ نرے ہیجڑے زنانے ہین
غرض مین کیا کہون دنیا بھی اک تماشا ہے

جنھونکے کان نہین دور کی وہ سُنتے ہین — جو کان والے ہین بیٹھے وہ سر کو دُھنتے ہین
دھوئین برستے ہین اور ابر تنکے چُنتے ہین — کباب بھیگتے ہین اور ملیدے بھُنتے ہین
غرض مین کیا کہون دنیا بھی اک تماشا ہے

خبیث دیو پلید آپ ہر اک سے لڑتے ہین — جو آدمی ہین وہ اُن سب کے پانون پڑتے ہین
بلائین لیتے ہین اور بھوت جن جھگڑتے ہین — یہ قہر دیکھو کہ زندون سے مُردے لڑتے ہین
غرض مین کیا کہون دنیا بھی اک تماشا ہے

کھلے ہین آک کے پھول اور گلاب جھڑتے ہین — نبولے پکتے ہین انگور آم سڑتے ہین
سخی کریم پڑے ایڑیان رگڑتے ہین — بخیل ہوتیونکو موسلون سے چھڑتے ہین
غرض مین کیا کہون دنیا بھی اک تماشا ہے

عزیز جو تھے ہوے چشم مین سبھونکے حقیر — حقیر تھے سو ہوے سب مین صاحب توقیر
عجب طرح کی ہوائین ہین اور عجب تاثیر — اب اپنے خلق کے کیا کیا کرون بیان نظیر
غرض مین کیا کہون دنیا بھی اک تماشا ہے

در بیان غنیمت شمردن حسن وجمال

اپنے غمخواروں سے کوئی آن ہنس لے بول لے
پھر کہاں یہ دلبری یہ شان ہنس لے بول لے
دردمندونکا نکال ارمان ہنس لے بول لے
دم غنیمت ہے ارے نادان ہنس لے بول لے
مان لے کہنا مرا ایجان ہنس لے بول لے
حسن یہ دو دن کا ہے مہمان ہنس لے بول لے

آج تجھکو حق نے دی ہے حسن و خوبی کی بہار
کوندنا بجلی کا اور جوبن کا مت گن اعتبار
چاہنے والوں سے کر لے کچھ سلوک و مہر و پیار
کاٹھ کی ہانڈی نہیں چڑھتی ہے پیارے بار بار
مان لے کہنا مرا ایجان ہنس لے بول لے
حسن یہ دو دن کا ہے مہمان ہنس لے بول لے

ابتو منہ گل سے ہے پیارے پھر وہ تودا راکھ ہے
جو اٹھا شعلہ بھبوکا آخرش کو راکھ ہے
آج یہ گلشن کھلا ہے کل کو سوکھا ساکھ ہے
چار دن کی چاندنی ہے پھر اندھیرا پاکھ ہے
مان لے کہنا مرا ایجان ہنس لے بول لے
حسن یہ دو دن کا ہے مہمان ہنس لے بول لے

اسقدر مت کر مریجان اپنے جوبن پر گمان
جب گرے دانت اور پڑین چہرہ کے اوپر جھریان
یہ نہین رہتا سدا کافر کسی کے پاس ہان
پھر یہ ہنسنا بولنا اور پھر کہان اٹکھیلیان
مان لے کہنا مرا ایجان ہنس لے بول لے
حسن یہ دو دن کا ہے مہمان ہنس لے بول لے

ایسا کوئی حسن والا آہ تو ہم کو بتا
کیون خفا ہوتا ہے ہمسے یاد رکھ اے دلربا
جسکی خوبی کا ہمیشہ ایک سا عالم رہا
ہاتھ آتا ہے نہین کافر یہ جب جوبن گیا

مان لے کہنا مرا ایجان ہنس لے بول لے
حسن یہ دو دن کا ہے مہمان ہنس لے بول لے

کیا ہمارا حال دل خوبی تری کہتی نہین — یا ہماری چاہ تیرے ناز کو سہتی نہین
آہ کھیتی حسن کافر کی ہری رہتی نہین — ناؤ کاغذ کی پیارے یہ سدا بہتی نہین

مان لے کہنا مرا ایجان ہنس لے بول لے
حسن یہ دو دن کا ہے مہمان ہنس لے بول لے

کیسے کیسے خوبرویان ہو گئے ہین میریجان — اپنے غمخوارون سے کیا کیا کر گئے ہین خوبیان
تو جو روٹھا روٹھا ہمسے رہتا ہے نامہربان — دیکھ پچھتاویگا غافل حسن پر مت رکھ گمان

مان لے کہنا مرا ایجان ہنس لے بول لے
حسن یہ دو دن کا ہے مہمان ہنس لے بول لے

حسن کا عالم ستمگر ہر گھڑی ملتا نہین — گل بھی کھل اکبار ہی ایجان پھر کبھی کھلتا نہین
مجھسے تیرا روٹھنا ہر دم کا اب چلتا نہین — دودھ اور دل جب پھٹا پیارے یہ پھر ملتا نہین

مان لے کہنا مرا ایجان ہنس لے بول لے
حسن یہ دو دن کا ہے مہمان ہنس لے بول لے

دل غریبونکے جو پیارے تجھسے اب دکھلائینگے — ایک دن تجھکو بھی خوبان یونہین کلپائینگے
بعد کو ہنسنے کو ویدے جھڑکیان ترسائینگے — پانڈے جی پچتائینگے وہی چنے کی کھائینگے

مان لے کہنا مرا اے جان ہنس لے بول لے
حسن یہ دو دن کا ہے مہمان ہنس لے بول لے

اب نظیر آگے ترے رہتا ہے حاضر صبح شام — پیارے ہنس بول پیارے پی مے الفت کا جام

پھر کہاں یہ دلبری یہ عیش کی باتیں مدام کچھ نہ ہوئیگا رہیگا آخرش اللہ کا نام
مان لے کہنا مرا ایجان ہنس لے بول لے
حُسن یہ دو دن کا ہے مہمان ہنس لے بول لے

تل کے لڈو

جاڑے میں پھر خدا نے کھلوائے تل کے لڈو ہر ایک خوانچے میں دکھلائے تل کے لڈو
کوچے گلی میں ہر جا بکوائے تل کے لڈو ہمکو بھی ہینگے دل سے خوش آئے تل کے لڈو
جیتے رہے تو یارو پھر کھائے تل کے لڈو

عمدوں نے سو طرح کی یاقوتیاں اُڑائیں لوگوں نے دارچینی شکر میں لے ملائیں
سردی میں دولتوں نے ہر گرم چیز کھائیں اوروں نے ڈال مصری گڑ پنیڈیاں بنائیں
ہم نے بھی گڑ منگا کر بندھوائے تل کے لڈو

رکھ خوانچے کو سر پہ پکار یوں پکارا با دام بھونا چابوا اور گُر کرا چھوہارا
جاڑا لگے تو اسکا کرتا ہو نہیں اجارا جسکا کلیجہ یارو سردی نے ہووے مارا
تو دام کے وہ مجھسے لے جائے تل کے لڈو

جاڑا تو اپنے دل میں تھا پہلوان جھجھاڑا ہر ایک تل نے اُسکو رگ رگ سے ہی اُکھاڑا
جسم و دل و جگر کو سردی نے آ لتاڑا خم ٹھوک دو ہیں ہمنے جاڑے کو دھر پچھاڑا
تن پھر ایسا بھبکا جب کھائے تل کے لڈو

کل یار سے جو اپنے ملنے کے تئیں گئے ہم کچھ پیڑے اُسکی خاطر کھانیکو لیگئے ہم
محبوب ہنسکے بولا حیرت میں ہو رہے ہم پیڑوں کو دیکھ دلمیں ایسے خوشی ہوئے ہم
تب خوش ہوا وہ اُسنے جب پائے تل کے لڈو

جاڑے مین جسکو ہر دم پیشاب ہے ستاتا
اُٹھیں تو جاڑا لپٹے ہے مُوت نکلا جاتا
اُنکی دوا بھی کوئی پوچھو حکیم سے جا
بتلائے کتنے نسخے پر ایک بن نہ آیا
آخر علاج اُسکا ٹھہرائے تل کے لڈو

جاڑے مین اب جو یارو یہ تل گئے ہیں بھونے
محبوبونکے بھی تل سے انکے مزے ہین دونے
دل لے لیا ہمارا تل شکر یونکے رونے
یہ بھی نظیرؔ لڈو ایسے بنائے تونے
سُن سُنکے جسکی لذت گھبرائے تل لے لڈو

در بیان نیکی و بدی دنیا

ہے دنیا جسکا نام میان یہ اور طرح کی بستی ہے
جو مہنگون کو یہ مہنگی ہے اور سستوں کو یہ سستی ہے
یان ہر دم جھگڑے اُٹھتے ہین ہر آن عدالت بستی ہے
گر مست کرے تو مستی ہے اور پست کرے تو پستی ہے
کچھ دیر نہین اندھیر نہین انصاف اور عدل پرستی ہے
اس ہاتھ کرو اُس ہاتھ ملے یان سودا دست بدستی ہے

جو اور کسی کا مان رکھے تو اسکو بھی ارمان ملے
جو پان کھلاوے پان ملے جو روٹی دے تو نان ملے
نقصان کرے نقصان ملے احسان کرے احسان ملے
جو جیسا جسکے ساتھ کرے پھر ویسا اُسکو آن ملے
کچھ دیر نہین اندھیر نہین انصاف اور عدل پرستی ہے
اس ہاتھ کرو اُس ہاتھ ملے یان سودا دست بدستی ہے

جو اور کسیکی جان بخشے تو اُسکی بھی حق جان رکھے
جو اور کسی کی آن رکھے تو اُسکی بھی حق آن رکھے
جو یان کا رہنے والا ہی یہ دل مین اپنے جان رکھے
یہ چرت پھرت کا نقشہ ہے اس نقشے کو پہچان رکھے
کچھ دیر نہین اندھیر نہین انصاف اور عدل پرستی ہے
اِس ہاتھ کرو اُس ہاتھ ملے یان سودا دست بدستی ہے

جو پار اُتارے اوروں کو اُسکی بھی پار اُترنی ہے
جو غرق کرے پھر اُسکو بھی ڈبکوں ڈبکوں کرنی ہے
شمشیر تبر بندوق سنان اور نشتر تیر نہرنی ہے
یان جیسی جیسی کرنی ہے پھر ویسی ویسی بھرنی ہے

کچھ دیر نہین اندھیر نہین انصاف اور عدل پرستی ہے
اس ہاتھ کرو اُس ہاتھ ملے یان سودا دست بدستی ہے

جو اور کا اونچا بول کرے تو اُسکا بول بھی بالا ہے
اور دے پٹکے تو اُسکو بھی کوئی اور پٹکنے والا ہے
بے ظلم و خطا جس ظالم نے مظلوم ذبح کر ڈالا ہے
اُس ظالم کے بھی لوہو کا پھر بہتا ندی نالا ہے

کچھ دیر نہین اندھیر نہین انصاف اور عدل پرستی ہے
اس ہاتھ کرو اُس ہاتھ ملے یان سودا دست بدستی ہے

جو اور کسیکو ناحق مین کوئی جھوٹی بات لگاتا ہے
اور کوئی غریب اور بیچارہ حق ناحق مین لٹ جاتا ہے
وہ آپ بھی لوٹا جاتا ہے اور لاٹھی پاٹھی کھاتا ہے
جو جیسا جیسا کرتا ہے پھر ویسا ویسا پاتا ہے

کچھ دیر نہین اندھیر نہین انصاف اور عدل پرستی ہے
اس ہاتھ کرو اُس ہاتھ ملے یان سودا دست بدستی ہے

ہے کھٹکا اُسکے ہاتھ لگا جو اور کسی کو دے کھٹکا
اور غیب سے جھٹکا کھاتا ہے جو اور کسیکو دے جھٹکا
چیرے کے بیچ مین چیرا ہے اور ٹپکے بیچ جو ہے ٹپکا
کیا کہیئے اور نظیر آگے ہے زور تماشا جھٹ پٹ کا

کچھ دیر نہین اندھیر نہین انصاف اور عدل پرستی ہے
اس ہاتھ کرو اُس ہاتھ ملے یان سودا دست بدستی ہے

ریچھ کا بچہ

کل راہ مین جاتے جو ملا ریچھ کا بچا
لے آئے وہین ہم بھی اُٹھا ریچھ کا بچا
سو نعمتین کھا کھا کے پلا ریچھ کا بچا
جس وقت بڑا ریچھ ہوا ریچھ کا بچا

جب ہم بھی چلے ساتھ چلا ریچھ کا بچا

تھا ہاتھ میں اک اپنے سوا من کا جو سونٹا
لوہے کی گڑی جسپہ کھڑکتی تھی سراپا
کاندھے پہ چڑھا جھولنا اور ہاتھ میں پیالا
بازار میں لے آئے دکھانے کو تماشا
آگے تو ہم اور پیچھے وہ تھا ریچھ کا بچا

تھا ریچھ کے بچے پہ وہ گہنا جو سراسر
ہاتھوں میں کڑے سونے کے بجتے تھے چھمک کر
کانوں میں دُر اور گھنگرو تھے پڑے پانوں کے اندر
وہ ڈور بھی ریشم کی بنائی تھی جو پُر زر
جس ڈور سے یارو تھا بندھا ریچھ کا بچا

جھلے وہ جھلکتے تھے پڑے جسپہ کہ پھول
مقیش کی لڑیوں کی پڑی پیٹھ اوپر جھول
اور اُنکے سوا کتنے ٹھپائے تھے جو گل پھول
یوں لوگ گرے پڑتے تھے سر پانوں کی سدھ بھول
گویا وہ پری تھا کہ نہ تھا ریچھ کا بچا

اک طرف کو تھیں سیکڑوں لڑکوں کی پکاریں
اک طرف کو تھیں پیر و جوانوں کی قطاریں
کچھ ہاتھیوں کی چیخ اور اونٹوں کی ڈکاریں
غل شور مزے بھیڑ ٹھٹھ ابنوہ بہاریں
جب ہمنے کیا لاکے کھڑا ریچھ کا بچا

کہتا تھا کوئی ہم سے میاں آؤ قلندر
وہ کیا ہوئے اگلے جو تمہارے تھے وہ بندر
ہم اُنسے یہ کہتے تھے یہ پیشہ ہے قلندر
ہاں چھوڑ دیا بابا انھیں جنگلے کے اندر
جسدن سے خدا اُنے یہ دیا ریچھ کا بچا

مدت میں اب اس بچے کو ہمنے ہے سدھایا
لڑنے کے سوا ناچ بھی اسکو ہے سکھایا
یہ کہکے جو ڈھولکی کے تئیں گت پہ بجایا
اس ڈھب سے اُسے چوک کے جھمگٹ میں نچایا
جو سب کی نگاہوں میں کھُبا ریچھ کا بچا

پھر ناچ چکے وہ راگ بھی گایا تو وہاں آہ
پھر کھر دا ناچا تو ہر اک بولی زبان آہ
ہر چار طرف سے تھے کھڑے پیر و جوان آہ
سب ہنس کے یہ کہتے تھے میاں واہ میاں واہ
کیا تم نے دیا خوب نچا ریچھ کا بچا

اس ریچھ کے بچے مین تھا اس ناچ کا ایجاد
کرتا تھا کوئی قدرت خالق کے تئین یاد
ہر کوئی یہ کہتا تھا خدا تم کو رکھے شاد
اور کوئی یہ کہتا تھا ارے واہ رے استاد
تو بھی جیے اور تیرا سدا ریچھ کا بچا

جب ہمنے اٹھا ہاتھ کڑون کو جو ہلایا
خم ٹھونک پہلوانکی طرح سامنے آیا
لیٹا وہ تو کشتی کا ہنر آن دکھایا
وان چھوٹے بڑے جتنے تھے ان سب کو رجھایا
ہم بھی نہ تھکے اور نہ تھکا ریچھ کا بچا

جب کشتی کی ٹھہری تو وہین سر کو جو جھاڑا
للکارتے ہی اسنے ہمین آن لتاڑا
گہ ہمنے پچھاڑا اسے گہ اسنے پچھاڑا
اک ڈیرہ سا پھر ہو گیا کشتی کا اکھاڑا
گو ہم بھی نہ ہارے نہ ہٹا ریچھ کا بچا

یہ داؤن و پیچ ہمین جو کشتی مین ہوئی دیر
یون پڑتے روپے پیسے کہ آندھی مین گویا بیر
سب نقد ہوئے آکے سوا لاکھ روپے ڈھیر
جو کہتا تھا ہر اک سے اسی طرح سے منھ پھیر
یارو تو لڑا دیکھو ذرا ریچھ کا بچا

کہتا تھا کھڑا کوئی جو کر آہ اہا ہا
اسکے تمھین استاد ہو واللہ اہا ہا
یہ پھر کیا تمنے تو نیا گاہ اہا ہا
کیا کہیے غرض خوش ہے اے واہ اہا ہا
ایسا تو نہ دیکھا نہ سنا ریچھ کا بچا

جسدن سے نظیر اپنے تو دلشاد یہی ہین
جاتے ہین جدھر کو ادھر ارشاد یہی ہین

سب کہتے ہیں وہ صاحب ایجاد یہی ہیں   کیا دیکھتے ہو تم کھڑے اُستاد یہی ہیں

کل چوک میں تھا جنکا لڑا ریچھ کا بچا

مسدس برابیات فارسی

گاہے بخندہ لب شکر آمیز میکنی   گاہے بہ عشوہ غمزۂ خونریز میکنی
ہر ناز دلفریب و دل آویز میکنی   القصہ ہر ادا ستم انگیز میکنی

دیدار مینمائی و پرہیز مے کنے
بازار خویش و آتش ماتیز میکنے

پہلے لگا کے دلکو مرے تونے اپنی چاہ   جب مر چلے ہم آہ تو لی تونے اپنی راہ
سمجھے ترا فریب ہم اے شوخ کج کلاہ   اچھی یہ رسم تونے نکالی ہے واہ واہ

دیدار مے نمائی و پرہیز مے کنی
بازار خویش و آتش ماتیز مے کنی

اول دکھا کے دور سے وہ حسن مہر سوز   پھر چھپ گیا تو دل میں لگا تیر سینہ دوز
ہم دیکھتے ہی رہ گئے آشفتہ تیرہ روز   سوچا جو ہمنے خوب تو اے شمع دل فروز

دیدار می نمائی و پرہیز مے کنے
بازار خویش و آتش ماتیز میکنی

روویں نہ تیرے ہاتھ سے ہم کیونکر زار زار   دلدار بن کے تونے کیا ہم کو دلفگار
اب ہم تو بیقرار ہیں اور تو خوشی ہے یار   کیونکر نہ ہو خوشی کہ ترا ہے یہی شعار

دیدار مے نمائی و پرہیز میکنی
بازار خویش و آتش ماتیز میکنی

غرفے سے پہلے جھانک کے چہرہ دکھا دیا
اپنا بڑھایا حسن کیا ہم کو مبتلا
جب ہم نے کی نگہ تو لیا پردے میں چھپا
صد آفرین ہے اے مرے عیار رسہ لقا
دیدار مے نمائی و پرہیز مے کنی
بازار خویش و آتش ما تیز میکنی

زلفوں کا اپنی ہم کو دکھا تو نے پیچ و تاب
جب پھنس گئے ہم آہ تو جھٹکا دیا شتاب
ڈالا ہمارے دل میں عشق کا اضطراب
اب فطر تو نکا تیری غرض ہے یہی جواب
دیدار مے نمائی و پرہیز مے کنی
بازار خویش و آتش ما تیز میکنی

مکر و فریب تو جو کرے ہے بنا بنا
تیری جو شوخیوں سے وہ آگاہ بسکہ تھا
وہ سب نظیر جانے ہے اے شوخ دلربا
سعدی بھی یہ شعر گلستان میں لکھ گیا
دیدار مے نمائی و پرہیز مے کنے
بازار خویش و آتش ما تیز مے کنی

خمسہ بر غزل سراج

کھلی جبکہ چشم دل حزیں تو وہ نم رہا نہ تری رہی
پڑی گوش جان میں عجب ندا کہ جگر نہ جگری رہی
ہوئی حیرت ایسی کچھ آن کر کہ اثر کی بے اثری رہی
خبر تحیر عشق سن نہ جنون رہا نہ پری رہی
نہ تو تو رہا نہ تو میں رہا جو رہی سو بے خبری رہی

ہوئیں کیا ہی دل کو فراغتیں گئی حرص جیب لباس کی
کوئی پہنو یا کہ نہ پہنو اب غرض اسکو جانے بلا مری
نہ ہوائے اطلس گلبدن نہ تلاش بادلہ زری
شہ بیخودی نے عطا کیا مجھے اب لباس برہنگی
نہ خرد کی بخیہ گری رہی نہ جنوں کی پردہ دری رہی

کسی وقت کتب عقل میں بہت علم ہمنے بھی تھا پڑھا
کہ ہر اک سے حجت و بحث تھی ہوا اس علم کا یہ کمال تھا
گیا جبکہ مدرسۂ عشق میں تو پھر آگے یارو کہوں میں کیا
وہ عجب گھڑی تھی کہ جس گھڑی لیا درس نسخۂ عشق کا
کہ کتاب عقل کی طاق پر جو دھری تھی وہیں دھری رہی

ترے منہ پہ آ تو پہ وہ جھلک کہ جہاں تو جا کے عیاں ہوا
اگر آفتاب جمال تھا تجھے دیکھ وہ بھی نہاں ہوا
کوئی آگے تیرے نہ آ سکا وہ قمر کہ مہر نشاں ہوا
ترے جوش حیرت حسن کا اثر اسقدر تو یہاں ہوا
کہ نہ آئینہ میں جلا رہی نہ پری کی جلوہ گری رہی

عجب اتفاق ہے خود بخود مرے دل سے عیش نکل گیا
پڑی آگ غم کی تو تن میں آ کہ برنگ شمع پگھل گیا
ادھر آہ شعلہ زبان ہوئی ادھر اشک آنکھ سے ڈھل گیا
چلی سمت غیب سے اک ہوا کہ چمن سرور کا جل گیا
مگر ایک شاخ نہال غم جسے دل کہیں سو ہری رہی

کرے عشق ادھ بہا نہیں کہ پھر نہ بیٹھے دوانہ جو
نہ کسی کے ڈر سے چھپے کہیں نہ کسی کے خوف سے دب رہا
اسے کچھ کسی کی خبر نہیں ہوا آتش مثل نظیر جو
ترے درد عشق میں اے میاں دل بے نوائے سراج کو
نہ خطر رہا نہ حذر رہا جو رہی تو بیخبری رہی

در انتباہ غافلان

جہان ہے جب تلک اس گردش شادی و غم ہونگے
ہزاروں عاشق جانباز اور لاکھوں صنم ہونگے
کنار و بوس و عیش و طرب بھی دمبدم ہونگے
مگر جتنے یہ اپنی صف کے ہیں یہ سب عدم ہونگے
نہ یہ چہلیں نہ یہ دھومیں نہ یہ چرچے بہم ہونگے
میاں اک دن وہ آویگا نہ تم ہوگے نہ ہم ہونگے

تمہارا اب یہ جتنا حسن کا عالم غنیمت ہے
اگر ہے بخشش تو بہتر وگرنہ کم غنیمت ہے
ہمارا دیکھنا اور عاشقی کا تم کو قیمت ہے
بھر دو سا کچھ نہیں دم کا غرض یہ دم غنیمت ہے

نہ یہ چہلین نہ یہ دھومین نہ یہ چرچے بہم ہونگے
میاں اک دن وہ آویگا نہ تم ہوگے نہ ہم ہونگے

چمن مین چل کے بیٹھو اور صراحی جام منگواؤ ـ پیو بھر بھر کے ساغر تم بھی اور ہمکو بھی پلواؤ
گلے لپٹو ہمارے اور ہمین ہنس ہنس کے بوسہ دو ـ اجل کافر کھڑی ہے سر پہ اے دلدار سنتے ہو

نہ یہ چہلین نہ یہ دھومین نہ یہ چرچے بہم ہونگے
میاں اک دن وہ آویگا نہ تم ہوگے نہ ہم ہونگے

ہماری چشم ہیگی اور تمھارے عارض گلگون ـ غرض تم وقت کے لیلیٰ ہو پیارے اور ہم مجنون
گھڑی بھر کیلیئے ہم پاس کر لو عیش بوقلمون ـ کسی کے کہنے سننے پر نہ جاؤ دیکھو کہتا ہون

نہ یہ چہلین نہ یہ دھومین نہ یہ چرچے بہم ہونگے
میاں اکدن وہ آویگا نہ تم ہوگے نہ ہم ہونگے

اُچھل لو کود لو ہاں جبتلک یہ زور نلیون مین ـ غنیمت ہے وہی دم اب جو گذرے رنگ رلیون مین
ہمین لو ساتھ اور سیرین کرو پھولونکی گلیون مین ـ بکھریگی پھر تو آخر تن کی اُڑتی خاک گلیون مین

نہ یہ چہلین نہ یہ دھومین نہ یہ چرچے بہم ہونگے
میاں اک دن وہ آویگا نہ تم ہوگے نہ ہم ہونگے

جو آگے عاشق و معشوق تھے سب لگ گئے کل مین ـ اجل کی تیغ سے دونون کے تکلے اوڑ گئے پل مین
نہ قاتل مین رہا جی اور نہ اُس قاتل کے بسمل مین ـ لو بس اے دلبرو تم بھی یہی اب جان لو دل مین

نہ یہ چہلین نہ یہ دھومین نہ یہ چرچے بہم ہونگے
میاں اک دن وہ آویگا نہ تم ہوگے نہ ہم ہونگے

اگر تجھے ہمارے دلکو دکھ دے دے کے ترسایا ـ غلط فہمی تمھاری یا کہ جسنے تم کو سکھلایا

گیا جب وقت کافر ہاتھ سے پھر ہاتھ کب آیا
غرض ہمنے تو اب بکدی اور تمھین آگے بھی سمجھایا

نہ یہ چہلین نہ یہ دھومین نہ یہ چرچے بہم ہونگے
میان اک دن وہ آویگا نہ تم ہوگے نہ ہم ہونگے

ہمارے اور تمھارے حق مین اب تو ہے یہی بہتر
کبھی لپٹین گلے سے اور کبھی مے کے پئین ساغر
کرو دیکھین چاندنی اور سیر دریا کی کرین جاکر
یہی کہنے کو رہ جاویگا آخر اے مرے دلبر

نہ یہ چہلین نہ یہ دھومین نہ یہ چرچے بہم ہونگے
میان اک دن وہ آویگا نہ تم ہوگے نہ ہم ہونگے

اگر برسات ہو یا ابر ہو یا مینہ برستا ہو
اداؤ ناز و غمزے جو چلے کرنے ہون سو کرلو
پہن پوشاک رنگین اور ہمارے گھر مین آ بیٹھو
فلک کب چین دیتا ہے مری جان پھر تو آخر کو

نہ یہ چہلین نہ یہ دھومین نہ یہ چرچے بہم ہونگے
میان اکدن وہ آویگا نہ تم ہوگے نہ ہم ہونگے

ابھی یا ان الفتین بڑھتی ہین اور وان ناز کی گھاتین
جب آنکھین مند گئین سب ہو چکین چتون اشاراتین
غنیمت ہین یہ باتین پیار کے اور چاہ کی لاتین
کہان پھر دن مزے کے اور کہان یہ عیش کی راتین

نہ یہ چہلین نہ یہ دھومین نہ یہ چرچے بہم ہونگے
میان اکدن وہ آویگا نہ تم ہوگے نہ ہم ہونگے

ہمین ہے بیقراری اور تمھین ہر دم طرحداری
نظیر اب کیا کہے آگے غرض آخر بناچاری
غنیمت ہے ہماری اور تمھاری گرم بازاری
کہان پھر ہم کہان پھر تم کہان الفت کہان یاری

نہ یہ چہلین نہ یہ دھومین نہ یہ چرچے بہم ہونگے
میان اکدن وہ آویگا نہ تم ہوگے نہ ہم ہونگے

کورے برتن کی تعریف میں

کورے برتن ہیں کیاری گلشن کی — جس سے کھلتی ہے ہر کلی تن کی
بوند پانی کی اُن میں جب کھنکی — کیا وہ پیاری صدا ہے سن سن کی
تازگی جی کی اور تری تن کی
واہ کیا بات کورے برتن کی

پانی کی آپ اب بڑی ہے ذات — قطرہ قطرہ ہے جس کا آب حیات
کورے برتن میں جبکہ آیا ہات — پھر تو آب حیات بھی ہے مات
تازگی جی کی اور تری تن کی
واہ کیا بات کورے برتن کی

وہ جو پانی کی کوری گولی ہے — وہی آنے کی مول کولی ہے
کیا ہی ٹھنڈی دوا کی گولی ہے — کیا کہوں گولی گولی گولی ہے
تازگی جی کی اور تری تن کی
واہ کیا بات کورے برتن کی

یہ جو گولی کی بولیاں باندھیں — ہم نے پانی کی گولیاں باندھیں
سوندھی سوندھی ٹھٹھولیاں باندھیں — دل نے پھولونکی جھولیاں باندھیں
تازگی جی کی اور تری تن کی
واہ کیا بات کورے برتن کی

کورا پنہاری کا جو ہے مٹکا — اس کا جوبن کچھ اور ہی مٹکا
لے گیا جان پانوں کا کھٹکا — دل گھڑے کی طرح سے دے ٹپکا

تازگی جی کی اور تری تن کی
واہ کیا بات کورے برتن کی

گوری ٹھلیوں یہ دیکھ کر لوٹا
گرچہ بوٹا وہ قد کا ہے چھوٹا
دل لگا ہونے کچھ کھرا کھوٹا
جس نے دیکھا اُسی کا دل لوٹا

تازگی جی کی اور تری تن کی
واہ کیا بات کورے برتن کی

کورے کوزوں کو دیکھ عالم میں
یوں وہ رستے ہیں آب کے نم میں
کوزے مصری کے بھر گئے تم میں
جیسے ڈوبے ہوں پھول شبنم میں

تازگی جی کی اور تری تن کی
واہ کیا بات کورے برتن کی

وہ جو کورا اسفید جھجھر ہے
بیل بوٹے سے اس جھمک پر ہے
جس کی جاگیر ملک جھجھر ہے
تاش کمخواب یا مشجر ہے

تازگی جی کی اور تری تن کی
واہ کیا بات کورے برتن کی

جس صراحی میں سرد پانی ہے
زندگی کی یہی نشانی ہے
موتی کی آب پائی پانی ہے
دوستو یہ بھی بات مانی ہے

تازگی جی کی اور تری تن کی
واہ کیا بات کورے برتن کی

جتنے نذر و نیاز کرتے ہیں
پا کے عزیز مرتے ہیں

جب کہ لا پھول پان دھرتے ہیں — وہ بھی کورے ہی ٹھلیاں بھرتے ہیں

تازگی جی کی اور تری تن کی
واہ کیا بات کورے برتن کی

خاک سے جبکہ اُنکو گڑھتے ہیں — بندگی سے یہ اپنی بڑھتے ہیں
کوروں پر پھول ہار چڑھتے ہیں — حور و غلمان درود پڑھتے ہیں

تازگی جی کی اور تری تن کی
واہ کیا بات کورے برتن کی

کوروں پر جو نظیر جوبن ہے — جو جرے میں کہاں وہ کھن کھن ہے
جس گھڑونچی پہ کورا باسن ہے — وہ گھڑونچی نہیں ہے گلشن ہے

تازگی جی کی اور تری تن کی
واہ کیا بات کورے برتن کی

بودنے اور گڑھ پنکھ کی لڑائی

اک بودنے کا حال عجب سننے میں آیا — تھا گھونسلا اک پیڑ اوپر اُس نے بنایا
اک بودنی اور بچوں کو تھا اُس میں بٹھایا — قد میں تو وہ تھا بودنا چھوٹا سا کہایا
پر دل میں وہ گڑھ پنکھ سے ٹھہرا تھا سوایا

کوّے کو سمجھتا تھا وہ اِک مکھی کا بچا — اور چیل کو گنتا تھا وہ ناچیز پتنگا
بگلے کو بچا کوّے کا اور بہری کو بھنگا — لگھڑی سے یہ کہتا کہ تو ہے کیا اری چل چل
ہمنے ترے لگھڑ کو ہے چٹکی میں اُڑایا

اک روز وہ سارس سے لگا کہنے اُچھلکر — جس پیڑ پہ ہم بیٹھے ہیں ملتا ہے برابر

سارس نے یہ سُن پودنے سے یوں کہا ہنسکر — کیا بات تم ایسے ہی ہو بھاری وتناور

ہر پیڑ کو ہے بوجھ تمھارے سے ہلایا

رہتا تھا وہ جس پیڑ پہ وہ پیڑ تھا برنا — آ کے کہیں اس دشت میں اک ارنی و ارنا

خوش آیا اُنھیں وان جو ہری گھاس کا چرنا — ٹھہرایا اُنھوں نے اُسی جنگل میں اُترنا

رہنے لگے وہ بھی اُنھیں صحرا جو وہ بھایا

وان پودنی اور ارنی میں بہنا پا جو ٹھہرا — دن کو وہ لگے رہنے خوشی ہو کے اُسی جا

اور رات کو رہنے لگی وہ ارنی کنے جا — خوش ہو کے لگی رہنے ہوا پیار جو گہرا

دونوں نے غرض خوب محبت کو بڑھایا

اِک روز وہ ارنی کہیں چرتی ہوئی آئی — اور آتے ہی اُس پیڑ سے پیٹھ اپنی کھجائی

وہ پیڑ ہلا پودنی نے دھوم مچائی — ہو جاویگی اس بات سے مر دونمین لڑائی

اس تیرے کھجانے نے بہت ہمکو ستایا

ارنی یہ ہنسی سُنکے اور ارنے سے کہا جا — ارنا بھی ہنسا اور کہا جا پھر تو کھجا آ

اور آئی کھجانے کو تو یوں پودنا بولا — بد ذات یہ تیری نہیں تقصیر میں سمجھا

شاید ترے ارنے نے تجھے ہے یہ سکھایا

کل اسکی سزا پاویگا ارنا ترا بدخو — جو صبح لگی ہونے تو وہ پودنا دلجو

آیا جہاں سوتا تھا وہ ارنا پڑا خوش ہو — دھر بیٹھ گیا کان میں باندھ اپنے پروں کو

پھر پھر گیا اور سپردے میں نخون کو گڑایا

ارنا لگا ٹکرانے کو سر شور مچا کر — ارنی گری اُس پودنی کے پانوں پہ جا کر

جب پودنی نے اُسکے ترس حال پہ کھا کر — جلدی سے نکالا اُسے آواز سنا کر

ارنے کو سو ابھاگنے سے کچھ نہ بن آیا

بھاگا غرض ایسا کہ نہ پھر پیچھے کو دیکھا | ارنی بھی گئی بھاگ کے ساتھ ارنے کے گھبرا
اُس بھاگنے مین دونون نے پھر منھ کو نہ پھیرا | ارنا تو نظر آنے اُدھر خوف سے بھاگا

یان گھونسلے مین بوتا پھولا نہ سمایا

کوّے اور ہرن کے بچّے کے بیان مین

اک دشت مین سُنا ہے کہ اک خوب تھا ہرن | بچا ہی تھا ابھی نہ ہوا تھا بڑا ہرن
پھرتا تھا چوکڑی کا دکھاتا مزا ہرن | دیکھا جو ایک کوّے نے وہ خوشنما ہرن

دلکو نہایت اُسکے وہ اچھا لگا ہرن

اور باتین کرکے کوّے نے اُسکو لگا لیا | دم مین ہرن بھی کوّے کی اُلفت مین آگیا
کوّے ہرن مین ٹھہری جو گہری محبت آ | کوّا جدھر جدھر کو خوشی ہو کے جاتا تھا

پھرتا تھا اُسکے ساتھ لگا جا بجا ہرن

اک گیدڑ اُس ہرن کے کنے آکے نابکار | بولا ہزار جان سے مین تمپہ ہون نثار
مجھکو بھی اپنا جان غلام اور دوستدار | اور دل مین یہ کہ کیجے کسیطور سے شکار

اُسکے دغا و مکر سے واقف نہ تھا ہرن

گیدڑ یہ کہہ کے مکر سے جسدم گیا اُدھر | کوّا ہرن سے کہنے لگا کرکے شور و شر
سخت مکر باز ہے کر اس سے تو حذر | اک دن دغا سے تجھکو یہ پکڑیگا فتنہ گر

سُنکر یہ بات کوّے کی چُپ ہو رہا ہرن

دن دوسرے ہرن کے کنے گیدڑ پھر آگیا | کوّے کو روتا دیکھ یہ بولا وہ پُر دغا
ہے آج دیکھ آیا ہون کیا کھیت اک ہرا | تم کھاؤ اُسکو چل کے تو ہو شاد دل مرا

سنتے ہی اُسکے ساتھ اُچھلتا چلا ہرن

جب کھیت پہ سے لے گیا اُسکو بد سگال
لے پہونچا جب ہرن کے تئیں کھیت پر شغال
واں پہلے دیکھ آیا تھا اک وہ ہرن کا جال
جاتے ہی واں ہرن نے دیا مُنھ کو اُسمیں ڈال
مُنھ ڈالتے ہی جال میں واں پھنس گیا ہرن

واں پھر پھڑا کے کوا بھی بس آیا ناگہاں
تڑپے مت اسمیں ورنہ تو ہوویگا ناتواں
گیدڑ کو دیکے گالی ہرن سے کہا کہ ہاں
کوے کی بات سُنتے ہی ہمت کو باندھ واں
جیسے کہ گر پڑا تھا وہیں پھر اُٹھا ہرن

گیدڑ لگا جب آنے ہرن کی طرف جھپٹ
یا اک گھڑی تو ایسی لگا پاؤن کی جھپٹ
کوا پکارا مار تو سینگ اک جو جاوے ہٹ
جاوے جو اُسکے لگتے ہی گیدڑ کا پیٹ پھٹ
سنتے ہی پھر تو سینگ ہلانے لگا ہرن

گیدڑ نے خوب کوے کو دینے لگی گالیاں
اسمیں شکاری آکے ہوا وہیں عیاں
صیاد واں ہوا تھا کسی کام کو رواں
کوا پکارا لیٹ جا دم بند کرکے ہاں
دم بند کرکے اپنا وہیں گر پڑا ہرن

گیدڑ نے اُسکو دیکھ کے اک جا کے جھاڑ لی
افسوس کرکے دام کی رسی وہ کھولدی
صیاد اُس ہرن کو پڑا دیکھ اُس گھڑی
کوا پکارا بھاگ ارے وقت ہے یہی
سنتے ہی واں سے چوکڑی بھر کر اُٹھا ہرن

صیاد نے جو دیکھا ہرن اُٹھ چلا چپاک
سونٹے کو پھینک مارا جو پھرتی ہی سے تاک
جلدی سے دوڑ پیچھے ہرن کے وہ سینہ چاک
بچ گیا ہرن وہیں لگا گیدڑ کے آکے ٹھاک
سر اسکا پھوٹا اور وہ سلامت رہا ہرن

گیدڑ نے اُس ہرن کا جو چیتا تھا وان بُرا ۔۔۔ ہائی اُسی نے اپنی بدی کی وہین سزا
تھا یہ تو نثر مین نے اسے نظم مین کیا ۔۔۔ پہونچا نظیر جب وہ خوشی ہو کے اپنی جا
کوے کے ساتھ پھر وہ بہت خوش ہوا ہرن

ایضاً

کی وصل مین دلبر نے عنایات تو پھر کیا ۔۔۔ یا ظلم سے دی ہجر کی آفات تو پھر کیا
غصہ رہا یا پیار سے کی بات تو پھر کیا ۔۔۔ گر عیش سے عشرت مین کٹی رات تو پھر کیا
اور غم مین بسر ہو گئی اوقات تو پھر کیا

مجنون کی طرح دل کو اگر بیٹھے لگایا ۔۔۔ بیچین کیا روح کو اور تن کو سکھایا
دلبر نے بھی لیلی کی طرح گو کہ نبھایا ۔۔۔ جب آئی اجل پھر کوئی ڈھونڈھا تو نہ پایا
قصون مین رہے حرف و حکایات تو پھر کیا

جس شوخ پریزاد کی دل سے ہوئی چاہ ۔۔۔ ہر روز ملے اُس سے رہے عیش کے ہمراہ
ہنسنا بھی ہوا باتین بھی اچھی ہین دلخواہ ۔۔۔ جز بوس و کنار اور جو تھا اُسکے سوا آہ
اگر وہ بھی میسر ہوا ہیہات تو پھر کیا

تھے وہ جو در و لعل سے بہتر لب و دندان ۔۔۔ آخر کو جو دیکھا تو ملے خاک مین یکسان
جن آنکھون کو ملنا ہو بھلا خاک کے درمیان ۔۔۔ دو دن اگر اُن آنکھون نے دنیا مین مری جان
کی ناز و اداؤن کی اشارات تو پھر کیا

دنیا مین اگر ہمکو ملا تخت سلیمان ۔۔۔ تابع رہے سب جن و پری آدم و غلمان
جب تن سے ہوا ہو گئی وہ پودنی سی جان ۔۔۔ پھر اُڑ گئی اک آن مین سب حشمت و سب شان
لے شرق سے تا غرب لگا ہات تو پھر کیا

دولت مین اگر ہم ہوے دارا و سکندر
اور سات ولایت پہ کیا حکم سراسر
جب آئی اجل پھر نہ رہا تخت نہ افسر
اسپ و شتر و فیل و خر و نوبت و لشکر
گر قبر تلک اپنے چلا ساتھ تو پھر کیا

مے پی کے اگر ہو گئے ہم مست شرابی
ہونٹون سے جدا کی نہ کبھی مے کی گلابی
کی لاکھ طرح عیش کی مستی و خرابی
جب آئی اجل پھر وہین ہاتھ بجا گئے شتابی
رند و نمکین ہوے اہل خرابات تو پھر کیا

عامل ہوے ہم لاکھ اگر نقش ازل سے
لوگونکو بچا لینگے بھوتونکے خلل سے
جب آئی اجل پھر نہ چلا زور اجل سے
دیون کو جو تعویذ و فتیلا و عمل سے
تسخیر کیا عالم جنات تو پھر کیا

پڑھ علم ریاضی جو منجم ہوے دھومی
پیشانی مہ و زہرہ و برجیس کی چومی
آخر کو اجل سر کے اوپر آن کے گھومی
اس عمر دو روزہ مین اگر ہو کے نجومی
سب چھان لیئے ارض و سموات تو پھر کیا

گر ہمنے اطبا ہو طبابت کی قسم کی
چیز اور سوا طب کے سرانجام کی کم کی
جب تن کے اوپر مرگ نے آ ڈال دی کلکی
اک دم مین ہوا ہوگئے سب نظری و عملی
تھے یاد جو اسباب و علامات تو پھر کیا

گر اک پہ ہوا منصب و جاگیر کا نقشا
اور ایک کو مرمر کے ملا بھیک کا ٹکڑا
کیا فرق ہوا دونون مین جب مرنا ہی ٹھہرا
اپنے کوئی دن بیٹھ کے آرام سے کھایا
وہ مانگتا در در پھرا خیرات تو پھر کیا

دنیا مین لگا مفلس و درویش سے بادشاہ
سب زر کے طلب گار رہین ماہی تا ماہ

مرتا ہے کوئی مال پہ ڈھونڈے ہے کوئی جاہ — دولت ہی کا ملنا ہے بڑی چیز نظر آہ
بالفرض ہوئی اُس سے مُلاقات تو پھر کیا

آدمی نامہ

دنیا مین بادشہ ہے سو ہے وہ بھی آدمی — اور مفلس و گدا ہے سو ہے وہ بھی آدمی
زردار بے نوا ہے سو ہے وہ بھی آدمی — نعمت جو کھا رہا ہے سو ہے وہ بھی آدمی
ٹکڑے چبا رہا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

ابدال قطب غوث ولی آدمی ہوئے — منکر بھی آدمی ہوے اور کفر کے بھرے
کیا کیا کرشمے کشف و کرامات کے لیے — اتنی کہ اپنے زور ریاضت کے زور سے
خالق سے جا ملا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

فرعون نے کیا تھا جو دعوی خدائی کا — شداد بھی بہشت بنا کر ہوا خدا
نمرود بھی خدا ہی کہاتا تھا برملا — یہ بات ہے سمجھنے کی آگے کہون کیا
یان تک جو ہو چکا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

یان آدمی ہی نار ہے اور آدمی ہی نور — یان آدمی ہی پاس ہے اور آدمی ہی دور
کُل آدمی کا حُسن و قبح مین ہے یان ظہور — شیطان بھی آدمی ہے جو کرتا ہے مکر و زور
اور ہادی رہنما ہے سو ہے وہ بھی آدمی

مسجد بھی آدمی نے بنائی ہے یان میان — بنتے ہین آدمی ہی امام اور خطبہ خوان
پڑھتے ہین آدمی ہی قرآن اور نمازیان — اور آدمی ہی اُنکی چراتے ہین جوتیان
جو انکو تاڑتا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

یان آدمی پہ جان کو وارے ہے آدمی — اور آدمی پہ تیغ کو مارے ہے آدمی

پگڑی بھی آدمی کی اُتارے ہے آدمی ۔ چلّا کے آدمی کو پکارے ہے آدمی
اور سُن کے دوڑتا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

چلتا ہے آدمی ہی مسافر ہو لے کے مال ۔ اور آدمی ہی مارے ہے پھانسی گلے میں ڈال
یاں آدمی ہی صید ہے اور آدمی ہی جال ۔ سچا بھی آدمی ہی نکلتا ہے میرے لال
اور جھوٹ کا بھرا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

یاں آدمی ہی شادی ہے اور آدمی بیاہ ۔ قاضی وکیل آدمی اور آدمی گواہ
تاشے بجاتے آدمی چلتے ہیں خواہ مخواہ ۔ دوڑے ہیں آدمی ہی تو مشعل جلا کے راہ
اور بیاہنے چڑھا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

یاں آدمی نقیب ہو بولے ہے بار بار ۔ اور آدمی ہی پیادے ہیں اور آدمی سوار
حقہ صراحی جوتیاں دوڑے بغل میں مار ۔ کاندھے پہ رکھ کے پالکی ہیں دوڑتے کہار
اور اس میں جو چڑھا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

بیٹھے ہیں آدمی ہی دکانیں لگا لگا ۔ اور آدمی ہی پھرتے ہیں رکھ سر پہ خوانچا
کہتا ہے کوئی لو کوئی کہتا ہے لا رے لا ۔ کس کس طرح کی بیچیں ہیں چیزیں بنا بنا
اور مول لے رہا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

یاں آدمی ہی قہر سے لڑتے ہیں گھور گھور ۔ اور آدمی ہی دیکھ انھیں بھاگتے ہیں ڈر
چاکر غلام آدمی اور آدمی مزدور ۔ یاں تک کہ آدمی ہی اُٹھاتے ہیں جا ضرور
اور جسنے وہ پھرا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

طبلے مجیرے دائرے سارنگیاں بجا ۔ گاتے ہیں آدمی ہی ہر اک طرح جابجا
رنڈی بھی آدمی ہی نچاتے ہیں گت لگا ۔ اور آدمی ہی ناچے ہیں اور دیکھ پھر مزا

جو ناچ دیکھتا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

یاں آدمی ہی لعل و جواہر ہیں بے بہا ۔ اور آدمی ہی خاک سے بدتر ہے ہو گیا
کالا بھی آدمی ہے کہ اُلٹا ہے جوں توا ۔ گورا بھی آدمی ہے کہ ٹکڑا ہے چاند کا
بدشکل بدنما ہے سو ہے وہ بھی آدمی

اک آدمی ہیں جنکے یہ کچھ زرق برق ہیں ۔ روپے کے اُنکے پاؤں ہیں سونے کے فرق ہیں
جھمکے تمام غرب سے لے تا بہ شرق ہیں ۔ کمخواب تاش شال دوشالوں میں غرق ہیں
اور چیتھڑوں لگا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

اک ایسے ہیں کہ جنکے بچھے ہیں نئے پلنگ ۔ پھولوں کی سیج اُنپہ چمکتی ہے تازہ رنگ
سوتے ہیں لپٹے چھاتی سے معشوق شوخ و شنگ ۔ سو سو طرح سے عیش کے کرتے ہیں رنگ ڈھنگ
اور خاک میں پڑا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

مرتے ہیں آدمی ہی کفن کرتے ہیں تیار ۔ نہلا دھلا اُٹھاتے ہیں کاندھے پہ کر سوار
کلمہ بھی پڑھتے جاتے ہیں روتے ہیں زار زار ۔ سب آدمی ہی کرتے ہیں مردے کے کاروبار
اور وہ جو مر گیا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

اشراف اور کمینے سے لے شاہ تا وزیر ۔ یہ آدمی ہی کرتے ہیں سب کار دلپذیر
یاں آدمی مرید ہے اور آدمی ہی پیر ۔ اچھا بھی آدمی ہی کہاتا ہے اے نظیر
اور سب میں جو برا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

ایضاً

دیکھ ٹک غافل چمن کو گلفشانی پھر کہاں ۔ یہ بہار عیش یہ شور جوانی پھر کہاں
ساقی و مطرب شراب ارغوانی پھر کہاں ۔ عیش کر خوباں میں اے دل شادمانی پھر کہاں

شادمانی گر ہوئی تو زندگانی پھر کہان

یہ جو بانکے گلبدن ملتے ہین سو سو گھات سے
کچھ مزے کچھ لوٹ خط ان گلرخونکی ذات سے
ایک دم ہرگز جدا مت ہو تو انکے سات سے
جسقدر پینا ہو پی لے پانی انکے ہات سے
آب جنت تو بہت ہوگا یہ پانی پھر کہان

یہ جو کڑوے ہو کے ہمکو اب جھڑکتے ہین یہان
انکی تلخی مین ہزارون ہین بھری شیرینیان
اُٹھ سکے جبتک اُٹھا اے دل تو انکی سختیان
لذتین جنت کے میوے کی بہت ہونگی وہان
پر یہ میٹھی گالیان خوبان کی کھانا پھر کہان

رہ وہین اے دل سدا محبوب رہتے ہین جہان
کر لے انکی خدمتین ہر دم دل و جان سے میان
جو تجھے دیوین سو لے اور غنیمت اسکو جان
وان تو ہان حورون کے گہنے کے بہت ہونگے نشان
ان پریزادون کے چھلّونکی نشانی پھر کہان

ہو سکے جسطور سے لے دوستونکی واردات
اور بیان کر آگے انکے ہون جو تجھپر مشکلات
جس گھڑی آئی قضا کوئی نہ پھر پوچھیگا بات
اُلفت و مہر و محبت سب ہے جبتک جی کے سات
مہربان جب اُٹھ گئے یہ مہربانی پھر کہان

اب جو آغاز جوانی کی بہارین ہین میان
عیش و عشرت مین اُڑا لے زندگی کی خوبیان
نشہ پیکر کوئی دم کر لے تو سیر بوستان
واعظ و ناصح بکین تو انکے کہنے کو نہ مان
دم غنیمت ہے میان یہ نوجوانی پھر کہان

ہو کے ہر دم خوبرویون کی محبت مین اسیر
کھا نگاہِ سرمہ سا کی ناوکون کو دل مین تیر
وصف اب انکا جو کرنا ہے تو کر لے دلپذیر
جا پڑے چپ ہو کے جب شہر خموشان مین نظیر
یہ غزل یہ ریختہ یہ شعر خوانی پھر کہان

روٹیوں کی تعریف میں

جب آدمی کے پیٹ میں آتی ہیں روٹیاں
پھولی نہیں بدن میں سماتی ہیں روٹیاں
آنکھیں پری رخوں سے لڑاتی ہیں روٹیاں
سینے اوپر بھی ہاتھ چلاتی ہیں روٹیاں
جتنے مزے ہیں سب یہ دکھاتی ہیں روٹیاں

روٹی سے جس کا ناک تلک پیٹ ہے بھرا
کرتا پھرے ہے کیا وہ اچھل کود جا بجا
دیوار پھاند کر کوئی کوٹھا اچھل گیا
ٹھٹھا ہنسی شراب صنم ساقی اس سوا
سو سو طرح کی دھوم مچاتی ہیں روٹیاں

جس جا پہ ہانڈی چولھا توا اور تنور ہے
خالق کی قدرتوں کا اسی جا ظہور ہے
چولھے کے آگے آنچ جو جلتی حضور ہے
جتنے ہیں نور سب میں یہی خاص نور ہے
اس نور کے سبب نظر آتی ہیں روٹیاں

آوے توے تنور کا جس جا زباں پہ نام
یا چکی چولھے کا جہاں گلزار ہو تمام
واں سر جھکا کے کیجیے ڈنڈوت اور سلام
اس واسطے کہ خاص یہ روٹی کے ہیں مقام
پہلے انہیں مکانوں میں آتی ہیں روٹیاں

ان روٹیوں کے نور سے سب دل ہیں پور پور
آٹا نہیں ہے چھلنی سے چھن چھن گرے ہے نور
پیڑا ہر ایک اسکا ہے برفی و موتی چور
ہرگز کسی طرح نہ بجھے پیٹ کا تنور
اس آگ کو مگر یہ بجھاتی ہیں روٹیاں

پوچھا کسی نے یہ کسی کامل فقیر سے
یہ مہر و ماہ حق نے بنائے ہیں کاہے کے
وہ سن کے بولا بابا خدا تجھکو خیر دے
ہم تو نہ چاند سمجھیں نہ سورج ہیں جانتے
بابا ہمیں تو یہ نظر آتی ہیں روٹیاں

پھر پوچھا اُسنے کہیے یہ ہے دل کا نور کیا
اسکے مشاہدہ مین ہے کھلتا ظہور کیا
وہ بولا سُنکے تیرا گیا ہے شعور کیا
کشف القلوب اور یہ کشف القبور کیا
جتنے ہین کشف سب یہ دکھاتی ہین روٹیان

روٹی جب آئی پیٹ مین سو قند گھل گئے
گلزار پھولے آنکھو نمین اور عیش تل گئے
دو تر نوالے پیٹ مین جب آکے ڈھل گئے
چودہ طبق کے جتنے تھے سب بھید کھل گئے
یہ کشف یہ کمال دکھاتی ہین روٹیان

روٹی نہ پیٹ مین ہو تو پھر کچھ جتن نہو
میلے کی سیر خواہش باغ و چمن نہ ہو
بھوکے غریب دلکی خدا سے لگن نہ ہو
سچ ہے کہا کسی نے کہ بھوکے بھجن نہو
اللہ کی بھی یاد دلاتی ہین روٹیان

اب آگے جسکے مال پوے بھر کے تھال ہین
پورے بھگت اُنھین کہو صاحب کے لال ہین
اور جنکے آگے روغنی اور شیرمال ہین
عارف وہی ہین اور وہی صاحب کمال ہین
پکی پکائی اب جنھین آتی ہین روٹیان

کپڑے کسی کے لال ہین روٹی کے واسطے
لبنے کسی کے بال ہین روٹی کے واسطے
باندھے کوئی رومال ہین روٹی کے واسطے
سب کشف اور کمال ہین روٹی کیواسطے
جتنے ہین روپ سب یہ دکھاتی ہین روٹیان

روٹی سے ناچے پیادہ قواعد دکھا دکھا
اسوار ناچے گھوڑے کو کاوہ لگا لگا
گھنگرو کو باندھے پیک بھی پھرتا ہے ناچتا
اور اس سوا جو غور سے دیکھا تو جابجا
سو سو طرح کے ناچ دکھاتی ہین روٹیان

روٹی کے ناچ تو ہین سبھی خلق مین پڑے
کچھ بھانڈ بھگتیے نہین پھرتے ہین ناچتے

یہ رنڈیاں جو ناچے ہیں گھونگھٹ کو منہ پہ لے — گھونگھٹ نہ جانو دوستو تم زینہار اُسے
اِس پردے میں یہ اپنے کماتی ہیں روٹیاں

دنیا میں اب بدی نہ کہیں اور نکوئی ہے — یا دشمنی و دوستی یا تند خوئی ہے
کوئی کسی کا اور کسی کا نہ کوئی ہے — سب کوئی ہے اُسی کا کہ جس ہاتھ ڈوئی ہے
نوکر نفر غلام بناتی ہیں روٹیاں

روٹی کا اب ازل سے ہمارا تو ہے خمیر — روکھی ہی روٹی حق میں ہمارے ہے شہد و شیر
یا پتلی ہووے موٹی خمیری ہو یا پنیر — گیہوں جوار باجرے کی جیسی ہو نظیر
ہمکو تو سب طرح کی خوش آتی ہیں روٹیاں

تربوز کی تعریف میں

کیوں نہو سبز زمرد کے برابر تربوز — کرتا ہے خشک کلیجہ کے تئیں تر تربوز
دل کی گرمی کو نکالے ہے یہ اکثر تربوز — جسطرف دیکھیے بہتر سے ہے بہتر تربوز
اب تو بازار میں بکتے ہیں سراسر تربوز

کتنے ہیں کھاتے نزاکت سے تراش اسمیں دھر — تا کہ سینہ ہو خنک سردی میں ٹھنڈا ہو جگر
کتنے شربت ہی کے پیتے ہیں کٹورے بھر بھر — کتنے بیجوں کو سکتے ہیں خوشی ہو ہو کر
کتنے کھاتے ہیں کفایت سے منگا کر تربوز

میٹھے اور سرد ہیں اتنے کہ ذرا نام لیے — ہونٹھ چپکے ہیں جدا دانت ہیں کر کر بجتے
شب کو دو چار منگا کر جو تراشے میں نے — کیا کہوں میں کہ مٹھائی میں وہ کیسے نکلے
کوئی اولا کوئی مصری کوئی شکر تربوز

مجھسے کل یار نے منگوایا جو دے کر پیسا — اُسکے ٹانکے جو لگائے تو وہ کچا نکلا

دیکھ تیوری کو چڑھا ہوکے غضب طیش مین آ — کچھ نہ بن آیا تو پھر گھور کے یہ کہنے لگا
کیون بے لایا ہے اُٹھا کر یہ مرا سر تربوز

جب کہا مین نے میان یہ تو نہین ہے کچا — اور کچا ہے تو مین پیٹ مین پٹھیا تو بتا
اُسکے سُنتے ہی غضب ہو کے وہ للا انگارا — لاٹھی پاٹی جو نہ پائی تو پھر آخر جھنجھلا
کھینچ مارا مرے سینہ پہ اُٹھا کر تربوز

کیون میان ہمکو جو تم کرتے ہو ککڑی کھیرا — کو سنا ہر گھڑی ہر آن کا ہوتا ہے بُرا
تم کو تو پڑ گیا ملنے کا رقیبون سے مزا — جھوٹی قسمین یہ مرے سر کی جو کھاتے ہو بھلا
کیا مرے سر کو کیا تم نے مقرر تربوز

پیار سے جب ہے وہ تربوز کبھی منگواتا — چھلکا اُسکا مجھے ٹوپی کی طرح دے ہے پنہا
اور یہ کہتا ہے کہ پھینکا تو چکھاؤن گا مزا — کیا کہون یارو مین اُس شوخ کے ڈر کا مارا
دو دو دن رکھے ہوے پھرتا ہون سر پر تربوز

ایک بیدرد ستمگر ہے وہ کافر خونخوار — قتل کرتا ہے عزیزونکے تئین لیل و نہار
کل مرا اُس کی گلی مین جو ہوا آکے گذار — اسطرح سر کے شہیدون کا پڑا تھا انبار
جیسے بازار مین تربوز کے اوپر تربوز

تھی جنھین آگے ترے قند سے ہونٹون پہ نگاہ — آرزو ہی مین وہ سب مر کے ہوے خاک سیاہ
اُن شہیدونکی بھی کچھ تجھکو خبر ہے واللہ — بوسے لینے کی تمنا مین تہ خاک سیاہ
وہی حسرت زدہ اب نکلے ہین بنکر تربوز

رات اُس شوخ سے مین نے یہ پہیلی مین کہا — بھیگی بکری سی کسے کہتے ہین بتاؤ تو بھلا
اس پہیلی کے تئین سنکے ٹک سوچ مین آ — جب نہ سمجھا تو کہا ہار کے اب تو ہی بتا

اُسنکے جب مین نے کہا ای مرے دلبر تربوز

اب تو اُس شوخ کا تربوز ہی لوٹے ہے مزا
وہ تو ٹھنڈا ہی وہے میرا جگر ہے ٹھنڈا
رونا کسطور نظیر اب نہ مجھے آوے بھلا
بھانک بیجون کی بھری لے ہے وہ جب نکلنے لگا
تب لپٹ جاتا ہے کیا پیار سے ہنسکر تربوز

خمسہ بر غزل اصغر

وہ رنگ کہین لعل بدخشان مین آیا
تسلیم مین کہین وہ دُرِ غلطان مین آیا
یاقوت مین الماس مین مرجان مین آیا
جب حسن ازل پردۂ امکان مین آیا
بے رنگ بھر رنگ ہر اک شان مین آیا

بو ہوکے ہر اک پھول کی پتی مین بسا ہے
موتی مین ہوا آب ستارون مین ضیا ہے
تنہا نہ ہمارے ہی وہ شہرگ سے ملا ہے
نزدیک ہے وہ سب کے جہان اُس سے بھرا ہے
جب چشم کھلی دلکی تو پہچان مین آیا

کیا قمری دل سوختہ کیا بلبل نالان
کیا باغ چمن غنچہ کیا زیر خیابان
سب بلکے یہی بات پکارین ہین ہر آن
گل بھی ہی سنبل وہی نرگس وہی ریحان
اپنے ہی تماشے کو گلستان مین آیا

کیا ارض و سما حور و ملک دیو پری جن
کیا وحشی و طائر نہین اک دم کوئی اُس بن
ہر رات یہی بات یہی ذکر ہے ہر دن
اول وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن
مذکور یہی آیت قرآن مین آیا

ماٹی سے کہین خاک کا پتلا وہ ہوا ہے
یا روح بن اُس خاک کے پتلے مین گھسا ہے
آپ ہی تو بنایا ہے اور آپ ہی وہ بنا ہے
حرمت سے ملائک نے اُسے سجدہ کیا ہے

جسوقت کہ وہ صورت انسان مین آیا

اگر کہین دیتا ہے وہ سینے مین لگا آگ
اور حال کہین کرتا ہے لا شعلہ کے دیپک راگ
جو اُسکے شناسان ہین یہی کہتے ہین بے لاگ
مطرب وہی آواز وہی ساز وہی راگ
ہر راگ مین بولا وہ ہر اک تان مین آیا

کیا چمپئی کیا لپتئی کیا اخضر و احمر
کیا سوسنی کیا کشمشی کیا ابیض و اصفر
اب مثل نظیر اس چمن دہر کے اندر
بے رنگ کے رنگون کو ذرا دیکھیے اکثر
سو طرح کے عالم کے خیابان مین آیا

ولہ

در بیان شب برات

کیونکر کرے نہ اپنی نموداری شب برات
چلپک چپاتی حلوے سے ہے بھاری شب برات
زندونکی ہے زبان کی مزیداری شب برات
مردونکی روح کی ہے مددگاری شب برات
لگتی ہے سب کے دلکو غرض پیاری شب برات

شکر کا جنکے حلوا ہوا وہ تو پورے ہین
گڑ کا ہوا ہے جنکے وہ اُن سے ادھورے ہین
شکر نہ گڑ کا جنکے وہ پر کھٹ لنڈورے ہین
اور اونکے بیٹھے حلوے سے چپاتی کو گھورے ہین
اُنکی نہ آدھی پاؤ نہ کچھ ساری شب برات

دنیا کی دولتون مین جو زردار ہین بڑے
قند و شکر کے حلوے روغنی نانین بیسنی گڑ کے
پہونچانے خوان بھرتے ہین نوکر کئی کھڑے
زندے بھی راہ تکتے ہین مردے بھی ہین کھڑے
ان خوبیونکی رکھتی ہے طیاری شب برات

ٹھلیان چپاتی حلوے کی تو سب مین چال ہے
اور نا غریب کے تئین یہ بھی محال ہے

کالے سے گڑ کی لپٹی کڑھی کی مثال ہے   پانی کی ہانڈی گیہونکی روٹی بھی لال ہے
کرتی ہے ایسی دکھیا سنہاری شب برات

اور ضد نکی ہے یہ تمنا کی فاتحہ   دریا پہ جاکے دیتے ہیں بابا کی فاتحہ
بھٹیاری کی تنور پہ نانا کی فاتحہ   حلوائی کی دکان پہ دادا کی فاتحہ
یاں تک تو انپہ لاتی ہے ناچاری شب برات

نادار ہیں جنکے جیتے وہ مردے بھی آن کر   حلوے چپاتی خوب ہی چکھتے ہیں پیٹ بھر
دیکھا کسی کو کچھ نہیں ہے دو پھرتے ہیں در بدر   اور ڈھونکے لگتے پھرتے ہیں کونوں کے گھر بگھر
آنکی ہو کھاری یوں سے بھی کھاری شب برات

تاجو دیتے فاتحہ گھر گھر میں جاتے ہیں   حلوا کہیں کہیں وہ چپاتی اڑاتے ہیں
مفلس کوئی بلاوے تو منہ کو چھپاتے ہیں   شکر کا حلوا سنتے ہی بس دوڑے جاتے ہیں
کہتے ہوئے یہ دل میں اہا ہاری شب برات

ڈھونڈے ہے لٹو تو بڑے ہر دم بنا کے جو   حاکم کا پیادہ کہتا ہے یوں اس سے تلخ ہو
پکڑے ہے یہ نہ بچا کے جو چاہو سو چھوڑ دو   پھر چلاؤ گے تو دلاوے گی صبح کو
تم سے چھوٹ رہے میں گنہگاری شب برات

پھرتے ہیں عشق باز جو لڑکے کی گھات میں   ٹونٹا ہی لے کے دیتے ہیں لڑکے کے ہاتھ میں
مہتابی آگ چھوڑے ہیں لڑکے جو رات میں   کیا زرکیاں سی چھوڑے ہیں ہنس ہنس کے بات میں
کرتی ہے کام انکے سے یوں جاری شب برات

جو جو بہار حسن کے ہیں یا کیا زیار   گلکاری چھوڑے ہیں جہاں محبوب گلعذار
کہتے ہیں ان کو دیکھ کے آنکھوں میں کر کے پیار   کیا چاہیے میاں تمھیں ہت پھول اور انار

تم پر تو آپ ہوتی ہے اب واری شب برات

گھنچکر اپنے دم مین کہین چرخ کھاتے ہین
زنبیلے رنپٹ پٹاخے کہین غل مچاتے ہین
ٹوٹے ہوائی سنگ کہین اُڑ کے آتے ہین
لڑکونکے باندھ غول کہین لڑنے جاتے ہین
کرتے ہین پھر تو ایسی دھوان دھاری شب برات

آگر کسی کے سر پہ چھچھوندر لگی کڑی
ہوگی گلے کا ہار پٹاخے کی ہر لڑی
اوپر سے اور ہوائی کی آکر پڑی چھڑی
پانون سے لپٹے شور مچاکر قلم تڑی
کرتی ہے پھر تو ایسی ستمگاری شب برات

چہرہ کسی کا جلگیا آنکھین جھلس گئین
ٹانگین بھی کسی کی تو رانین جھلس گئین
چھاتی کسی کی جل گئی باہین جھلس گئین
مونچھین کسیکی پھک گئین پلکین جھلس گئین
رکھے کسی کی داڑھی پہ چنگاری شب برات

کوئی دوستونکو دل مین سمجھتا ہے اپنے غیر
کہتا ہے وان نظیر بھی آتش کی دیکھ سیر
کوئی دشمنون سے دلکا نکالے ہے اپنے بیر
یارب تو سبکی کیجیے برسا برس کی خیر
بے طرح کر رہی ہے تہواری شب برات

بیان خواب دیکھنے مین

یارو ذرا سنو یہ عجب سیر ہے بڑی
پیکر شراب عیش کی ہر دم کڑی کڑی
صحن چمن مین ابر کی آکر لگی جھڑی
کل بیخبر جو رات کو سویا مین جس گھڑی
اُس خواب مین مجھے اک عمارت نظر پڑی

آئی نظر مجھکو وہ نادر محل سرا
جب اُس مکان کے پاس مین ڈرتا ہوا گیا
دل مین پری کے باغ کا مجھکو یقین ہوا
دیکھون تو اُسکا ہے در دولت سرا کھلا

آیا جو دل مین دیکھیے چل کر کوئی گھڑی

پہنچا مین جبکہ اُس چمن زرفشان مین
عالم سنہرے پردون مین اور سائبان مین
جھمکے مکان جو اُسکے مرے آن آن مین
کیا دیکھتا ہون جاکے مین ہر اک مکان مین
سونے کی کان ہے کہ یہی پھرتی ہے پڑی

گلشن کہین ہے شیشہ صراحی کہین ہے جام
تھی نقرئی زمین تو سنہرے تمام بام
فرشِ طلا کہین کہین یکسر حریر کا کام
طاق و رواق اُسکے جھمکتے تھے یون مدام
گویا کہ اینٹ جواہر کی ہے جڑی

دیکھی جو مین نے ہائے یہ کافر سی مہ لقا
صورت وہ قہر چاند سا ٹکڑا وہ بے بہا
اوپر نظر گئی جو مری سر سے تا بپا
اور حسن کا بیان تو ہوتا نہین ذرا
نقشہ وہ جسکے پائون پہ لوٹے پری پڑی

خونریز ابرو جان کی قاتل ہر اک نگاہ
منہدی لگی انگلیون نے کیئے خون بے گناہ
مژگان وہ برچھیون کو لیے تل رہی سپاہ
آنکھون مین کھنچ رہا تھا وہ کاجل غضب سیاہ
پڑ جائے جس سے دل مین فرشتونکے ہڑبڑی

زلفین وہ مشک ناب سی چہرہ وہ چاند سا
گہنے کا وصف یا کہ بدن کی کہون صفا
جگنو رہا گلے مین ستارہ سا جگمگا
جاتا تھا سرخ جوڑے مین تن یون جھمک دکھا
گویا شفق مین آن کے بجلی چمک پڑی

رکھی تھی اُسگھڑی تو یہ عالم وہ مہ جبین
جسدن سے آنکر مری آنکھون نے وان جو ہین
شاید کہ اسطرح کی نہوگی پری کہین
دیکھی جو اُس بہار کی کافر وہ نازنین
دل لوٹ پوٹ ہوگیا جان غش مین جا پڑی

کیا کیا کہون مین شوخ کے عالم بناؤ کا
تصویر بن رہی تھی لگا سر سے تا بپا
اُسدم بندھی تھی اُسکی غضب آن کیر ہوا
کافر کھڑی ہوئی تھی عجب ڈھب سے بن بنا
اِک ہاتھ مین تھا آئینہ اک ہاتھ مین چھڑی

دیکھی جو مینے وان یہ طلسمات کی ہوا
عالم جواہرات کا ہر جا جھمک رہا
اُسکے جھمک جھمک کی بہارین کہون مین کیا
چمکا جو وہ مکان مری آنکھون مین نور سا
حیرت سے عقل آن کے چکر مین جا پڑی

ایسا مکان تو مینے نہ دیکھا تھا نے سُنا
دیوانہ ہو مین چارون طرف دیکھنے لگا
چاہا کہ دیکھون کوٹھے کے اوپر نظر اُٹھا
اتنے مین اِک طرف سے جو پردہ سا اُٹھ گیا
بجلی سی کچھ چمک گئی آنکھون مین اُسگھڑی

آکر کھڑی ہوئی تھی جو وان ناگہان وہ شوخ
لیتی تھی ہر نگاہ مین عاشق کی جان وہ شوخ
کچھ چلبلی نگاہ تھی کچھ انکھڑیان وہ شوخ
کرتی تھی سیر چارون طرف کی جو وان وہ شوخ
اتنے مین پھرتی اُسکی نظر مجھپہ آپڑی

اُسکی نگہ کے آنے کا مین کیا کرون بیان
بجلی تھی یا کہ تیر تھی گولی تھی یا سنان
میری طرف کو دوڑ کر آتے ہی ناگہان
میری نظر بھی دوڑ کے اُسکی نظر سے ولن
ایسی لڑی کہ خوب لڑی خوب ہی لڑی

بارے نظر کے لڑتے ہی کچھ کم ہوا حجاب
اُلفت کی آگے دونین طرف سے کھینچی طناب
اتنے مین دیکھ دیکھ کے وہ رشک ماہتاب
اکبار کھلکھلا کے ہنسی اور اُتر شتاب
کافر وہ میرے پاس ہی آکر ہوئی کھڑی

کہنے لگی کہ تونے بلایا ہے کیون مجھے
دے خواب کو دعا کہ نہ پاتا تو یون مجھے

چاہت مین اپنی ڈوبا ہوا دیکھا جون مجھے — ہنسکر لپٹ گلے سے لگی کہنے یون مجھے

آ اس محل مین چل کے کرین عیش دو گھڑی

اُس گلبدن نے جبکہ ملی مجھکو آکے داد — مارے خوشی کے کچھ نہ رہی تن بدن کی یاد
کیونکر بھلا نہ عیش وطرب دل کو ہو زیاد — میری تو اُس پری سے یہی عین تھی مُراد

سُنتے ہی دل کی کھلگئی ہر ایک پھلجھڑی

پیالا پڑا جو مجھکو اُس آبِ حیات سے — جان آگئی بدن مین مرے اُسکی بات سے
آخر کو لے چڑھی مجھے کوٹھے پہ گھات سے — دو چار جام مجھکو پلا اپنے ہات سے

سو ناز سے پلنگ پہ مرے پاس آ پڑی

اُنمیں اُسکے کھلگیا دل کا مرے چمن — عیش وطرب کے ابکی پڑنے لگی بھرن
نازک کمر وہ صاف شکم اور وہ نرم تن — گل سا ملا وہ مجھکو نیا گدگدا بدن

رگ رگ مین میری چھُٹ گئی عشرت کی پھلجھڑی

لے کر بغل مین اُسکو لگایا جو ہین گلے — سو عشرتونکے دل پہ مرے کھل گئے درے
حاضر ہوے جب آن کے سب عیش اور مزے — سینہ سے سینہ ملگیا اور لب سے لب ملے

لٹنے لگی بہار مزونکی دھڑی دھڑی

ادھر تو جوش حسن ادھر حسن اور جنون — ناز و ادا کی ہونے لگی آکے دھوپ چھپون
ان عشرتون مین آہ نصیبونکو کیا کہون — چاہا مین اُس پری سے جو کچھ اور کچھ کہون

اتنے مین ہاے یار مری آنکھ کھل پڑی

یہ حادثہ جو مجھپہ پڑا آکے یک بیک — آنکھون سے میری اُسگھڑی آنسو پڑے ٹپک
نیند اُڑ گئی قرار گیا جل گئی پلک — جاگا کیا نظیر مین پھر آہ صبح تک

کیا لگتی آنکھ وہ کہ جو اُس شوخ سے لڑی

در بیان انعام ہائے خدائے زمین و آسمان عز اسمہ

ولہ

اے دل کہین تو جا کے نہ اپنی زبان ہلائے
اور ور دا اپنے دل کا کسیکو تو مت سنائے
مانگ اُس سے جسکے ہاتھ سے تو پیٹ بھر کے کھائے
مشہور یہ مثل ہے کہون کیا مین تجھسے ہائے

غیر از خدا کے کس مین ہے قدرت جو ہاتھ اُٹھائے
مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے

قادر قدیر خالق و حاکم حکیم ہے
مالک ملیک حیّ و توانا قدیم ہے
دونون جہان مین ذات اُسی کی کریم ہے
یعنے اُسی کا نام غفور رحیم ہے

غیر از خدا کے کس مین ہے قدرت جو ہاتھ اُٹھائے
مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے

ستار ذوالجلال خداوند کردگار
رزاق کارساز مددگار دوستدار
انسان دیو جن و پری فیل و مور و مار
جاری اُسی کے ہاتھ سے ہین سب کے کاروبار

غیر از خدا کے کس مین ہے قدرت جو ہاتھ اُٹھائے
مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے

کہنے کے تئین اگرچہ وہ اب بے نیاز ہے
پر سب نیازمندون کا اُسپر ہی ناز ہے
جتنے ہین بندے سب کا وہ بندہ نواز ہے
جتنی ہے خلق سب کا وہی کارساز ہے

غیر از خدا کے کس مین ہے قدرت جو ہاتھ اُٹھائے
مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے

اہل جہان مین جتنے تو ان سب کا چھوڑ ہاتھ
نے پاؤن پڑ کسی کے تو اے دل نہ جوڑ ہاتھ

دو ہاتھ والے جتنے ہیں ان سب سے موڑ ہاتھ
اُس سے ہی مانگ جسکے ہیں اب سو کروڑ ہاتھ

غیر از خدا کے کس میں ہے قدرت جو ہاتھ اُٹھائے
مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے

اُسکے سوا کسی کے گئے گر تو جائے گا
اس آبرو کو اپنی تو ناحق گنوائے گا
شرمندہ ہو کے یونہیں تو خالی پھر آئیگا
بن حکم اُسکے یار تو اِک جو نہ پائے گا

غیر از خدا کے کس میں ہے قدرت جو ہاتھ اُٹھائے
مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے

زر سیم و لعل و دُر کو تو باری اُسی سے مانگ
صندوق مال و دھن کی پٹاری اُسی سے مانگ
بیٹا بھی مانگتا ہے تو جا رے اُسی سے مانگ
کوڑی ہی بھی مانگنی ہے تو پیارے اُسی سے مانگ

غیر از خدا کے کسمیں ہے قدرت جو ہاتھ اُٹھائے
مقدور کیا کسیکا وہی دے وہی دلائے

گر وہ دلایا چاہے تو دشمن بھی لا دلائے
اور جو نہ دے تو دوست بھی پھر اپنا منھ چھپائے
بن حکم اُسکے روٹی کا ٹکڑا نہ ہاتھ آئے
گر چلو پانی مانگو تو ہرگز نہ کوئی پلائے

غیر از خدا کے کس میں ہے قدرت جو ہاتھ اُٹھائے
مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے

زردار جسکو سمجھا ہے تو سیٹھ ساہوکار
یہ سب اسی سے مانگیں ہیں دن رات بار بار
ہرگز کسی کے سامنے مت ہاتھ کو پسار
پوری ترے اُسی کے دیئے سے پڑیگی بار

غیر از خدا کے کس میں ہے قدرت جو ہاتھ اُٹھائے
مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے

زردار مالدار کے مت پھر تو آس پاس
محتاج ہو کے آپ وہ بیٹھا ہے جی اداس
ماں باپ یار دوست جگر سب ہو ہراس
ہر دم اُسی کریم کی رکھ اپنے دل میں آس

غیر از خدا کے کس میں ہے قدرت جو ہاتھ اٹھائے
مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے

عمدہ ہیں جتنے خلق میں کیا شاہ کیا وزیر
اللہ ہی ہے غنی میاں ہیں اور سب فقیر
کیا گنج و ملک و مال و مکان تاج کیا سریر
جو مانگتا ہے اُس سے ہی مانگو میاں نظیر

غیر از خدا کے کس میں ہے قدرت جو ہاتھ اٹھائے
مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے

در بیان مکائد اہل دنیا

کیا کیا فریب کہیے دنیا کی فطرتوں کا
مکر و دغا و دزدی ہے کام اکثروں کا
جب دوست ملکے لوٹیں اسباب مشفقوں کا
پھر کس زباں سے شکوہ اب کیجے دشمنوں کا

ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھگوں کا
یاں ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستوں کا

گردوں کو ہی اچکا تو چور رات میں ہے
ٹھٹ گھٹ کی کچھ نہ پوچھو ہر بات بات میں ہے
اسکی بغل میں گٹھڑی تیغ اسکے ہات میں ہے
وہ اسکی فکر میں ہے یہ اسکی گھات میں ہے

ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھگوں کا
یاں ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستوں کا

عیار اور جھپورانت اپنے کار میں ہے
اور صبح خیز یا بھی اپنی بہار میں ہے
قزاق جس مکاں پہ فکر سوار میں ہے
پیادہ غریب اچکا پھر کس شمار میں ہے

ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھگون کا
یان ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستون کا

اس راہ مین جو آیا اسوار لیکے گھوڑا
سو یا سرا مین جاکے تو چور نے جھنجھوڑا
ٹھگ سے بچا تو آگے قزاق نے نہ چھوڑا
تیغا رہا نہ بھالا گھوڑا رہا نہ کوڑا

ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھگونکا
یان ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستون کا

نادان کو پلا کر اک بھنگ کا پیالہ
دانا ملا تو اسمین گھولا دھتورہ کالا
کپڑے بغل مین مارے اور لے لیا دوشالہ
ہوتے ہی غافل اسکو پھانسی مین کھینچ ڈالا

ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھگون کا
یان ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستونکا

پیسے روپے اشرفی یا سیم و زر کا پترا
سیانہ بھی چوک کھاوے یہ فن ہے وہ دھنترا
پھر جیب گھر مین لاوے ہے کون ایسا چترا
کترے ہے جیب چڑھکر ہاتھی یہ جیب کترا

ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھگون کا
یان ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستونکا

چڑیا نے دیکھ غافل کیڑا ادھر گھسیٹا
چیلون نے مار پنجے کوّے کا سر گھسیٹا
کوّے نے وقت پاکر چڑیا کا پر گھسیٹا
جو جسکے ہاتھ آیا اسنے ہی دھر گھسیٹا

ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھگون کا
یان ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستون کا

صیاد چاہتا ہے ہو صید کا گذارا
اور صید چاہے دانہ کھاکر کہیں کنارا

قابو چڑھا تو اُس کا دانہ وہ کھا سدھارا ‏ ‏ ‏ اور کچھ بھی چال چوکا تو وہین جیان مارا

ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھگون کا
یان ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستون کا

نکلا ہے شیر گھر سے گیدڑ کا گوشت کھانے ‏ ‏ ‏ گیدڑ کی دُھن لگا دے خود شیر کو کھانے
کیا کیا کرے ہین باہم مکر و دغا بہانے ‏ ‏ ‏ یان وہ بچا نظیر اک جسکو رکھا خدا نے

ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھگون کا
یان ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستون کا

خمسہ بر غزل قدرت

آہ یہ کس شعلہ رو سے طبع اب مایوس ہے ‏ ‏ ‏ جو سپند آسا جگر اُس آگ کا مانوس ہے
اور تپ غم کی طپش جہرے او محبوس ہے ‏ ‏ ‏ کسکی نیرنگی یہ برق شعلۂ فانوس ہے
جو شرر اُس سے اُٹھا سو جلوۂ طاؤس ہے

بزم مین تیری صنم جب دم بہ چشم تر گئے ‏ ‏ ‏ مر گئے پھر جی اُٹھے تڑپا کئے ڈکو بھر گئے
دیکھ تیرے عشق مین کیا کیا ہوا اسے گر گئے ‏ ‏ ‏ صبر اور تسکین یان سے کوچ کب کا کر گئے
اب وداع ننگ ہے اور رخصت ناموس ہے

ہمنشین احوال اپنا کوئی کیا تجھ سے کہے ‏ ‏ ‏ آدمیت سے گئے سودا ہوا رسوا ہوئے
خود بخود یہ دل مین بخود اب خیال اُٹھنے لگے ‏ ‏ ‏ گل ہوس اسطرح سے ترغیب دیتی تھی مجھے
کیا ہی مُلک روم ہے اور سرزمین روس ہے

جائیے جب وان تو کس عشرت سے کیجے زندگی ‏ ‏ ‏ مثل گل کے نزہت و فرحت سے کیجے زندگی
گر میسر ہو تو کس عشرت سے کیجے زندگی ‏ ‏ ‏ سب طرح سے راحت و حشمت سے کیجے زندگی

اِس طرف آوازِ طبل اودھر صداے کوس ہے

یہ خیال خام اپنے دل مین باندھے تھے پڑے
کھل رہے تھے عیش و عشرت کے طبیعت پر دریچے
جب زبان و دل سے باہم یہ سخن ہونے لگے
سُنتے ہی عبرت پکاری اک تماشا مین تجھے

چل دکھاؤن تو جو حرص و آز کا محبوس ہے

لیتی جانا لے چلیگی یہ گلستانکی طرف
یا کنار آب یا خرم بیابان کی طرف
نہ وہ صحرا لیگئی نے باغ و بستانکی طرف
لیگئی اکبار گی گورِ غریبانکی طرف

جس جگہ جانِ تمنا سو طرح مایوس ہے

مین جو وان پہونچا تو اُسجا ڈھیر دیکھے خاک کے
کوئی ہے سایہ کہین سایہ کسی پر کیا کرے
اتنے مین عبرت پکڑ کر ہاتھ میرا خوف سے
مرقدین دو تین دکھلا کر لگی کہنے مجھے

یہ سکندر ہے یہ دارا ہے یہ کیکاؤس ہے

یہ وہ ہے جسکو کہ ہفت اقلیم دیتی تھی خراج
یہ وہ ہے جسکو کہ ہفت افلاک سے اُترا تھا تاج
یہ وہ ہے جسکا فرشتہ کو نہ ملتا تھا مزاج
پوچھو تو انسے کہ مال و حشمت دُنیا ہے آج

کچھ بھی اِنکے پاس غیر از حسرت و افسوس ہے

کر دیا ہے عشق کے غم نے تو بے طاقت تجھے
اِس مرض کی بے طرح لپٹی ہے اب آفت تجھے
بس یہ کہتا ہے نظیر اب نکتہ حکمت تجھے
گر نہ بخشے شافع محشر شفا قدرت تجھے

عارضے سے تیرے تو حیران جالینوس ہے

ولہ

شہر آشوب

ہے اب تو کچھ سخن کا مرے کاروبار بند
رہتی ہے طبع سوچ مین لیل و نہار بند

دریا سخن کی فکر کا ہے منجی دھار بند — ہو کسطرح نہ منہ مین زبان بار بار بند
جب آگرے کی خلق کا ہو روزگار بند

ہے روزگاری نے یہ دکھائی ہی مفلسی — کوٹھے کی چھت نہین ہی یہ چھائی ہی مفلسی
دیوار و در کے بیچ سمائی ہے مفلسی — ہر گھر مین اسطرح سے بھر آئی ہی مفلسی
پانی کا ٹوٹ جاوے ہی جون ایکبار بند

کٹریان جو سال کی تھین بکین وہ تو اگلے سال — ناچار قرض دام سے چھپر لیے ہین ڈال
چھونس اور ٹھٹھیرے اُسکے ہین جو کے گھرو پال — اُس کھیرے پھونس سے ہے یہ اُن چھپرون کا حال
گویا کہ اُنکے پھول گئے ہین چمار بند

دنیا مین اب قدیم سے ہے زر کا بندوبست — اور بے زری مین گھر کا نہ باہر کا بندوبست
آقا کا انتظام نہ نوکر کا بندوبست — مفلس جو مفلسی مین کرے گھر کا بندوبست
مکڑی کے تار کا ہے وہ نا اُستوار بند

گھبرا نہ گٹھری بیچ نہ تھیلی مین زر رہا — خطرہ نہ چور کا نہ اُچکے کا ڈر رہا
رہنے کو بن کواڑ کا پھوٹا کھنڈر رہا — کھٹکا نہ جاگنے کا نہ مطلق اثر رہا
آنے سے بھی جو ہو گئے چور و چکار بند

اب آگرے مین جتنے ہین سب لوگ ہین تباہ — آتا نظر کسی کا نہین ایک دم نباہ
مانگو عزیزو ایسے بُرے وقت سے پناہ — وہ لوگ ایک کوڑی کے محتاج اب ہین آہ
کسب و ہنر کے یاد ہین جنکو ہزار بند

صراف بنئے جوہری اور سیٹھ ساہوکار — دیتے تھے سبکو نقد سو کھاتے ہین اب اُدھار
بازار مین اُڑے ہے پڑی خاک بیشمار — بیٹھے ہین یون دوکانون پہ اپنی دوکاندار

جیسے کہ چور بیٹھے ہوں قیدی قطار بند

سوداگروں کو سود نہ بیوپاری کو فلاح
دلال کو ہے یافت نہ بازاری کو فلاح
بزاز کو ہے نفع نہ پنساری کو فلاح
ڈکھیا کو فائدہ نہ پنہاری کو فلاح
یاں تک ہوا ہے آن کے لوگوں کا کاربند

مارے ہیں ہاتھ ہاتھ پہ سب یاں کے دستکار
کوٹے ہی تن لوہار تو پیٹے ہے سر سنار
اور جتنے پیشہ وار ہیں روتے ہیں زار زار
کچھ ایک دو کے کام کا رونا نہیں ہے یار
چھتیس پیشہ والوں کے ہیں کاروبار بند

زر کے بھی جتنے کام تھے وہ سب ٹپک گئے
زردار اٹھ گئے ہیں تو نیئے سرک گئے
اور ریشمی قوام بھی یکسر چٹک گئے
چلنے سے کام تارکشوں کے بھی تھک گئے
کیا حال بٹلے کھینچے جو ہو جاوے تار بند

بیٹھے بساطی راہ میں تنکے ہی چنتے ہیں
دھنیے بھی ہاتھ ملتے ہیں اور سر کو دھنتے ہیں
جلتے ہیں نان بائی تو بھڑبھونجے بھنتے ہیں
روتے ہیں وہ جو شروعِ دوائی بنتے ہیں
اور وہ تو مر گئے جو بنے تھے ازاربند

گر کاغذی کے حال کے کاغذ کو دیکھیے
ردی قلم دوکان میں نہ ٹکڑے ہیں ٹاٹ کے
مطلق اسے خبر نہیں کاغذ کے بھاؤ سے
یاں تک کہ اپنی چٹھی کے لکھنے کے واسطے
کاغذ کا مانگتا ہے ہر اک سے ادھار بند

لوٹے ہیں گرد پیش جو قزاق راہ مار
کوتوال روویں خاک اڑاتے ہیں چوکیدار
بیوپاری آتے جاتے نہیں ڈر سے زینہار
ملاحوں کا بھی کام نہیں چلتا میرے یار
ناویں ہیں گھاٹ گھاٹ کی سب وار پار بند

ہر دم کمان گرونکے اوپر پیچ و تاب ہین
مرتے شبیہ ساز مصور کباب ہین
صحاف اپنے حال مین غم کی کتاب ہین
نقاش ان سبھون سے زیادہ خراب ہین
رنگ و قلم کے ہو گئے نقش و نگار بند

حجام پر بھی یان تئین ہے مفلسی کا زور
کانپے ہے سر بھگوتے ہوے اسکی پور پور
پیسا کہان جو سان پہ ہو استرونکا شور
کیا بات ایک بال کٹے یا تراشے کور
یان تک ہے استرے و نہرنی کی دھار بند

لذت ہے جنکو حسن کے نقش و نگار سے
آوین اگر وہ لاکھ طرح کی بہار سے
محبوب ہین جو غنچہ دہن گلعذار سے
کوئی نہ دیکھے انکو نظر بھر کے پیار سے
ایسے دلون کے ہو گئے آپس مین کار بند

کوئی پکارتا ہے پڑا بھیج یا خدا
کوئی کہے ہے ہاتھ اٹھا بھیج یا خدا
اب تو ہمارا کام تھکا بھیج یا خدا
اے جان اب ہماری تو یا بھیج یا خدا
کیون روزی یون ہے کی مرے پروردگار بند

محنت سے ہاتھ پانون کی کوڑی نہ ہاتھ آئے
دیکھون جسے وہ کرتا ہے رو رو کے ہائے ہائے
بیکار کب تلک کوئی قرض و ادھار کھائے
آتا ہے ایسے حال پہ رونا ہمین تو ہائے
دشمن کا بھی خدا نکرے کار و بار بند

آمد نہ خادمونکے تئین مقبرون کے بیچ
عاجز ہین پڑھنے والے بھی سب مدرسون کے بیچ
باہمن بھی سر پٹکتے ہین سب مندرونکے بیچ
حیران ہین پیرزادے بھی اپنے گھرونکے بیچ
نذر و نیاز ہو گئی سب ایک بار بند

اس شہر کے فقیر بھکاری جو ہین تباہ
جس گھر پہ جا سوال وہ کرتے ہین خواہ مخواہ

بھوکے ہین کچھ بھجا ئیو بابا خدا کی راہ
وان سے صدا یہ آتی ہے پھر مانگو جب تو آہ
کرتے ہین ہونٹ اپنے وہ ہو شرمسار بند

کیا چھوٹے کام والے وہ کیا پیشہ ور نجیب
روزی کے آج ہاتھ سے عاجز ہین سب غریب
ہوتی ہے بیٹھے بیٹھے جب آ شام عنقریب
اُٹھتے ہین سب دوکان سے گھر کو یا نصیب
قسمت ہماری ہو گئی بے اختیار بند

قسمت سے چار پیسے جنھین ہاتھ آتے ہین
البتہ روکھی سوکھی وہ روٹی پکاتے ہین
جو خالی آتے ہین وہ قرض لیتے جاتے ہین
یون بھی نہ پایا کچھ تو فقط غم کو کھاتے ہین
سوتے ہین کر کواڑ کو اک آہ مار بند

کیونکر بھلا نہ مانگیے اسوقت سے پناہ
محتاج ہو جو پھرنے لگی وردی سپاہ
یان تک امیر زادے سپاہی ہوئے تباہ
جنکی جلو مین چلتے تھے ہاتھی گھوڑے آہ
وہ دوڑتے ہین اور کی پکڑے شکار بند

ہے جن سپاہیون کنے بندوق اور سنان
گرویگا اسکے نام پہ چلہ کا ہے نشان
بندیکے بند تار تو پیتل کے ہین کمان
ناچار اپنی روزی کا باعث سمجھکے ہان
رستی کے اُنکین باندھے ہین پیادے سوار بند

جو گھوڑا اپنا بیچ کے زین کو گرو رکھین
یا تیغ اور سپر کو لیے چوک مین پھرین
ٹیکا جو بکتا آوے تو کیا خاک سے کے لین
وہ بیش قبض تک کی ٹیڑھی سی روٹی بیٹھین
پھر اُسکا کون مول لے وہ کھتے دار بند

جتنے سپاہی یان تھے نہ جانے کدھر گئے
دکھن کے تئین نکل گئے یا پیشتر گئے
ہتھیار بیچ ہو کے گداگر بہ گھر گئے
جب گھوڑے بھالے والے بھی یون بیدست گئے

پھر کون پوچھے اُنکو جواب ہے کٹار بند

پھرتے ہین نوکری کو جو نکبر رسالدار
کپڑا نہ لتا مال نہ پرتل نہ بوجھ بھار
گھوڑون کی ہے لگام نہ اونٹون کی ہے مہار
یون ہر مکان مین آکے اُترتے ہین سوگوار
جنگل مین جیسے دیتے ہین لاکر اُتار بند

ایسا سپاہ مرد کا دشمن زمانہ ہے
تنخواہ نے طلب ہے نہ پینا نہ کھانا ہے
روٹی سوار کو ہے نہ گھوڑے کو دانہ ہے
پیادے والی بند کا پھر کیا ٹھکانا ہے
در در خراب پھرنیگے جب نقار بند

جتنے ہین آج آگرے مین کارخانجات
کِس کِس کے دُکھ کی روئیے اور کسکی کہیے بات
سب پر پڑی ہے آن کے روزی کی مشکلات
روزیکے اب درخت کا ملتا نہین ہے پات
ایسی ہوا کچھ آکے ہوئی ایک بار بند

ہے کونسا وہ دل جسے فرسودگی نہین
ہرگز کسی کے حال مین بہبودگی نہین
وہ گھر نہین کہ روزی کی نابودگی نہین
اب آگرے مین نام کو آسودگی نہین
کوڑیکی آکے ایسی ہوئی رہ گزار بند

ہین باغ جتنے یان کے سوایسے پڑے ہین خوار
سوکھے ہوے کھڑے ہین درختان میوہ دار
کانٹے کا نام اُنمین نہین پھول درکنار
کیاری مین خاک دھول روش پر اُڑے غبار
ایسی خزان کے ہاتھون ہوئی ہے بہار بند

دیکھے کوئی چمن تو پڑا ہے اُجاڑ سا
آواز قمریون کی نہ بلبل کی ہے صدا
غنچہ نہ پھل نہ پھول نہ سبزہ ہرا ابھرا
نے حوض مین ہے آب نہ پانی ہے نہر کا
چادر پڑی ہے خشک تو ہے آبشار بند

بے وارثی سے آگرہ ایسا ہوا تباہ
ٹوٹی حویلیاں ہین تو ٹوٹی شہر پناہ
ہوتا ہے باغبان سے ہر اک باغ کا نباہ
وہ باغ کسطرح نہ لٹے اور اُجڑے آہ
جسکا نہ باغبان ہو نہ مالک نہ خاربند

کیون یارو اس مکان مین یہ کیسی چلی ہوا
مفلسی سے ہوش کسی کا نہین بجا
جو ہے سو اس ہوا مین ہے دیوانہ ہو رہا
سودا ہوا مزاج زمانہ کو یا خدا
تو ہے حکیم کھولدے اب اسکے چار بند

ہے میری حق سے اب یہ دعا شام اور سحر
کر آگرے کی خلق پہ اب مہر کی نظر
سب کھاوین پیوین یاد رکھین اپنے اپنے گھر
اس ٹوٹے شہر پر بھی الٰہی تو فضل کر
کھلجاوین ایک بار تو سب کاروبار بند

عاشق کہو اسیر کہو آگرے کا ہے
مُلا کہو دبیر کہو آگرے کا ہے
مفلس کہو فقیر کہو آگرے کا ہے
شاعر کہو نظیر کہو آگرے کا ہے
اسواسطے یہ اُسنے لکھے پانچ چار بند

شہر اکبر آباد کی تعریف مین

شہر مکان مین اب جو ملا ہے مجھے مکان
کیونکر نہ اپنے شہر کی خوبی کرون بیان
دیکھی ہین آگرے مین بہت ہمنے خوبیان
ہر وقت اسمین شاد رہے ہین جہان تہان
رکھیو الٰہی اُسکو تو آباد جاودان

ہر صبح اسکی رکھتی ہے وہ نور گستری
شرمندہ جسکو دیکھکے ہو عارض پری
ہر شام بھی وہ مشک طراوت سے ہے بھری
لیلیٰ کی جعد کر نہ سکے جسکی ہمسری
دن روئے مہر طلعت و شب زلف مہوشان

باغات پر بہار عمارات پر نگار
محبوب دلفریب گل اندام و گلعذار
بازار وہ کہ جیسے چمن دل سے ہو نثار
گلبن کہیں ہیں آپ کو گلزار پر بہار
کوچے کہیں ہیں اپنے تئیں صحن گلستان

آب و ہوا کے لطف کوئی کیا کیا اب کہے
اِدھر کو تھکے ہیں تو اُدھر کو جھکے
دیکھو جدھر اُدھر گل عشرت ہیں کھل رہے
اشجار باغ و شہر وہ سر سبز لہلہے
سبزوں کو جنکے دیکھکے حیران ہوا آسمان

ہر فصل میں وہ ہوتے ہیں پاکیزہ میوہ جات
شہد اُنپہ آٹھ پہر لگائے رہے ہے گھات
دیکھے تو پھر نبات سے کچھ بن نہ آوے بات
قند و شکر بھی دل سے فدا ہوویں دن و رات
رہتے ہیں جن کے وصف میں ہر دم شکر فشان

بحر چمن کو دیکھو تو جیسے چمن کی نہر
کوئی نہاوے اور کوئی منہ دھووے شاد بہر
لاکھوں بہاریں رکھتی ہے ایک ایک جسکی لہر
اُسپر ہجوم رکھتے ہیں یوں ساکنان شہر
شمشاد سرو ہوتے ہیں جوں نہر پر عیان

گریاں کے پیرنے کا کروں وصف میں رقم
پیرے ہیں اس روش کی بہاروں کے ہو بہم
تو پھر صفحہ بیچ لگے پیرنے قلم
سو سو چمن بھرے ہوئے شبنم کے دم بدم
جاتے ہیں پیر نظر وہیں دریا کے درمیان

اہل شنا جو کرتے ہیں سو سو طرح شنا
ملتا نہیں کنار کچھ عشرت کے بحر کا
لہریں نشاط و عیش کی اُٹھتی ہیں جن میں آ
ساحل پہ جوش خلق سے ملتی نہیں ہے جا
ہوتا ہے وہ ہجوم بھی اک بحر بیکران

یارو عجب طرح کا یہ دلچسپ ہے مقام
ہوتے ہیں ایسے کتنے ہی خوبی کے ازدہام

ہر طور دل رہے ہی خوش اور طبع شاد کام — میری نظیر دل سے یہی ہے دعا مُدام
ہنستا رہے یہ شہر بصد امن اور امان

کنکوّے اور پتنگ کی تعریف میں

یاں جن دنوں میں ہوتا ہی آنا پتنگ کا — ٹھہرے ہے ہر مکان میں بنانا پتنگ کا
ہوتا ہے کثرتوں سے منگانا پتنگ کا — کرتا ہے شاد دل کو اُڑانا پتنگ کا
کیا کیا کہوں میں شور مچانا پتنگ کا

اُڑنا دو باز کا ہے وہ شوخی کی دستگاہ — دیکھے تو باز جُرے کو ہو اِسکی دل سے چاہ
شکرے کی باز آوے نہ اُسجا کبھی نگاہ — بحری کہے بھی دیکھ یہ کہتے ہیں واہ واہ
ایسا ہے ناز و حُسن دکھانا پتنگ کا

ہر لحظہ اِس بہار سے اُڑتا ہے للّرا — بلبل سمجھ کے گل جسے ہو جاوے مُبتلا
گھائل کے اُڑنیکی بھی صفت اب کہوں میں کیا — گھائل جو عشق کے ہیں یہ کہتے ہیں برملا
ہے دل میں خوب شوق بڑھانا پتنگ کا

اُڑنا لنگوٹیے کا ہے ایسا کچھ ارجمند — گوشے سے جسکو دیکھتے آوے لنگوٹ بند
اور چاند تارے کی بھی چمک چاند سے دو چند — اُڑنا پہاڑیے کا بھی ہے اسقدر بلند
اُکھڑے تو پھر فلک پہ ہو یانا پتنگ کا

تکلے کے اُڑنے میں بھی وہ خوبی ہی آشکار — مچھلی نگہ کی دیکھ کے ہو جسکو بیقرار
تنے کے مول کا بھی دونا ہے خوش نگار — دھیر بھی ابلقے کو چڑاتا ہے بار بار
چنچل بن اسقدر ہے جتانا پتنگ کا

اُڑنا گلہریے کا بھی میں کیا کروں بیان — دیکھیں درخت پر جسے چڑھکر گلہریان

اور ہے دو دھاریے کی بھی کچھ اور آن بان　　حیران ہو جس سے تیغ نگاہ پری رخان

پھر کسطرح نہ دل ہو دِوانا پتنگ کا

اُڑتا ہے اِس طریق سے وہ ہے جو مانگ دار　　ہوتا ہے جسپہ گوہر دل دیکھکر نثار

خربوزیے کی کانپ کا جھکنا یہ لال دار　　اور بیندی پان کی بھی کچھ اِس طور کی بہار

گویا ہوا میں گل ہے کھِلانا پتنگ کا

بمنا بھی اپنی دیتا ہے جسوقت خوبی کھول　　نکلے ہیں واہ واہ کے ہر اک زبان سے بول

اور ہے دو کونیے کی بھی اک اک ادا امول　　اڑتا ہے کل سرے میں بھی شیرازیہ کا غول

جمدھر ہے نوک جھوک نکلنا پتنگ کا

چیلکے بھی وصف کرنے میں چُپکا رہوں میں کیا　　شرمندہ ہو کبوتر جس سے دائما

غالب ہے گلڑی اُڑنے پہ ٹکڑی کا مرتبا　　جو کنے چنچلیں ہوں اُڑے جبکہ چوکھڑا

اس زور سے ہوا پہ ہے جانا پتنگ کا

اُڑتے ہیں اس ہجوم سے کنکوے چمچپے　　کو اکیڑ نیسے گویا کوّے ہیں اُڑ رہے

چھوٹی بھی تکل ایسی کہ نخ سے فقط اُڑے　　جھجا وہی منڈھاؤں میں کچھ اسقدر بڑے

لازم ہے گر کہیں اُنھیں نانا پتنگ کا

پتلی کمر کو موڑے ہیں جسوقت کج کلاہ　　باہیں دراز کرتے ہیں سب جبھی سے خواہ مخواہ

یہ شکل دیکھکر کوئی کہتا ہے واہ واہ　　اب سطرف لڑے گی بھلا کاہے کو نگاہ

دل میں تو کھب رہا ہے لڑانا پتنگ کا

لاتا ہے پھیر پھار کے تکل جو اپنی وان　　کہتا ہے کوئی اُن سے خبردار ہو میاں

اب پیچ پڑنے کو ہیں نرے اتنی ٹھمکیاں　　گھبرا کے کتنے اسکے نہ پھنستے وہ مہربان

اچھا نہیں ہے مُفت کٹانا پتنگ کا

گر پیچ پڑ گئے تو یہ کہتے ہیں دیکھیو — رہ رہ اسی طرح سے نہ اب پیچ ڈھیل کو
پہلے تو ان قدم کے تئیں اور میاں رکھو — پھر ایک رگڑا دیکے ابھی اسکو کاٹ دو
ہیگا اسی میں فتح کا پانا پتنگ کا

کٹتا ہے جو پتنگ تو پھر لوٹنے اُسے — دو دو ہزار دوڑتے ہیں چھوٹے اور بڑے
کاغذ ذرا سا ملتا ہے یا ٹکڑے کانپ کے — جب اسطرح کی سیر بھلا آنکر پڑے
پھر سوچیے تو کیا ہے ٹھکانا پتنگ کا

اس آگرے میں یہ بھی تماشا ہے دلپذیر — ہوتے ہیں دیکھ شاد جسے خرد اور کبیر
کیونکر نہ دل پتنگ کی ہو ڈور میں اسیر — خوباں کے دیکھنے کے لیے کیا میاں **نظیر**
ہے یہ بھی ایک طرفہ بہانا پتنگ کا

کبوتر بازی

ہیں عالم بازی میں جو ممتاز کبوتر — اور شوق کے طائر سے ہیں انباز کبوتر
بھاتے ہیں بہت ہمکو یہ طناز کبوتر — مدت سے جو سمجھیں ہمیں ہمراز کبوتر
پھر ہمسے بھلا کیونکہ رہیں باز کبوتر

حیوان ہیں گو پر عجب انداز کے پر ہیں — صورت میں پرندار تو سیرت میں بشر ہیں
آواز سے واقف ہیں اشاروں سے خبر ہیں — پرواز میں ہمشہپر عنقا سے نظر ہیں
کیا گولے ہوں اور کیا ہوں گرہ باز کبوتر

کیا بلبل و قمری و چہے پدڑی و پدڑکے — چنڈول اگن لال بئے ابلقے طوطے
کیا طوطی و مینا و بئے تیتر و شکرے — طائر ہیں غرض بازی اشغال کے جتنے

کی غور تو ہیں سب سے سرافراز کبوتر

ہیں بصرئی اور کابلی شیرازی نادر
چوئیا چندن و سبز ملکھی شتر واکر
طاؤسی کل پوٹے نیلے گلے کھپر
تاروں کی وہ انداز نہیں بام فلک پر
جو کرتے ہیں چھتری کے اوپر ناز کبوتر

لقے ہیں اِدھر اپنی کساوٹ کو دکھاتے
چتّے ہیں اُدھر سیری اپنی جتاتے
ہیں جوگیے بھی رنگ کئی جوگ کے لاتے
پریوں کے پرے دیکھ کے ہیں چرخ میں آتے
جب حلقہ زناں کرتے ہیں پرواز کبوتر

کھیری و پیٹ و چپ و تقفی و مکھرے
زرچے وہ گل آنکھ اور لال آنکھ او وہ زردے
کچھ کابرے تیرے مسی و توسی و پلکھے
پھرتے ہیں ٹھمک چال سناتے ہیں خوشی سے
کیا کیا وہ غٹرغوں کے خوش آواز کبوتر

سیمائی اور گھاگھری تنبولی پان لال
کچھ اگرئی اور سرمئی اور عنبری و خال
کھورے مکسی تانبڑے ٹیر بھی خوش احوال
پھر سبزے اور کاسنی لوٹن بھی سبکبال
ٹھوے ہیں گرہ دل کی گرہ باز کبوتر

کوٹر کے جدھر کے تئیں چھتری کو ہلاویں
گر ہووے غرض پھر وہ اُسی سمت کو جائیں
گٹی کو نہ چھڑکاویں تو پھر تہ کو نہ آویں
چھوڑ انکو نظیر اپنا دل اب کس سے لگاویں
اپنے تو لڑکپن سے ہیں دمساز کبوتر

ہولی کی بہار میں

جب پھاگن رنگ جھمکتے ہوں تب دیکھ بہاریں ہولی کی
اور دف کے شور کھڑکتے ہوں تب دیکھ بہاریں ہولی کی
پریوں کے رنگ دمکتے ہوں تب دیکھ بہاریں ہولی کی
ساغر مے کے چھلکتے ہوں تب دیکھ بہاریں ہولی کی

محبوب نشہ مین چھکتے ہون تب دیکھ بہارین ہولی کی

ہو ناچ رنگیلی پریون کا بیٹھے ہون گلرو رنگ بھرے
کچھ بھیگے تانین ہولی کے کچھ ناز و ادا کے ڈھنگ بھرے
دل بھولے دیکھ بہارون کو اور کانون مین آہنگ بھرے
کچھ طبلے کھڑکین رنگ بھرے کچھ عیش کے دم منھ چنگ بھرے
کچھ گھنگرو تال جھنکتے ہون تب دیکھ بہارین ہولی کی

سامان جہانتک ہوتا ہے اس عشرت کے مطلوبون کا
وہ سب سامان مہیا ہو اور باغ کھلا ہو خوبون کا
ہر آن شرابین ڈھلتی ہون اور ٹھٹھ ہو رنگ کے ڈوبون کا
اس عیش مزے کے عالم مین اک غول کھڑا محبوبون کا
کپڑون پر رنگ چھڑکتے ہون تب دیکھ بہارین ہولی کی

اور ایکطرف دل لینے کو محبوب بھوئیون کے لڑکے
ہر آن گھڑی گت بھرتے ہون کچھ گھٹ گھٹ کے کچھ بڑھ بڑھ کے
کچھ ناز جتاوین لڑ لڑ کے کچھ ہولی گاوین اڑ اڑ کے
کچھ لچکے شوخ کمر پتلی کچھ ہاتھ چلے کچھ تن پھڑکے
کچھ کافر نین مٹکتے ہون تب دیکھ بہارین ہولی کی

یہ دھوم مچی ہو ہولی کی اور عیش مزے کا جھکڑ ہو
اس کھینچا کھینچ گھسیٹی پر بھڑوے رنڈی کا پھکڑ ہو
معجون شرابین ناچ مزا اور ٹکیا سلفا کھکڑ ہو
لڑ بھڑ کے نظیر بھی نکلا ہو کیچڑ مین لتھڑ پتھڑ ہو
جب ایسے عیش مہکتے ہون تب دیکھ بہارین ہولی کی

در مذمت دنیاے دون

یہ طرفہ عجب ہے دنیا کی اور کیا کیا جنس اکٹھی ہے
یاں مال کسی کا میٹھا ہے اور چیز کسی کی کھٹی ہے
کچھ پکتا ہے کچھ بھنتا ہے پکوان مٹھائی بٹی ہے
جب دیکھا خوب تو آخر کو نہ چولہا بھاڑ نہ بھٹی ہے
غل شور ببولا آگ ہوا اور کیچڑ پانی مٹی ہے
ہم دیکھ چکے اس دنیا کو یہ دھوکے کی سی ٹٹی ہے

کوئی تاج خرید کے سیس دھرے کوئی تخت کھڑا بنواتا ہے
کوئی کپڑے رنگے پہنے ہے کوئی گھوڑی دوڑ چڑھے جاتا ہے

کوئی بھائی باپ چچا نانا کوئی دادا پوتا کہاتا ہے
جب دیکھا خوب تو آخر کو نے رشتہ ہے نے ناتا ہے

غل شور ہوا آگ ہوا اور کیچڑ پانی مٹی ہے
ہم دیکھ چکے اس دنیا کو یہ دھوکے کی سی ٹٹی ہے

کوئی پھول کے بیٹھے مسند پر کوئی رکھے اپنی دولت گھر
کوئی لڑتا ہے کوئی مرتا ہے کوئی جھگڑے حق ناحق کر
کوئی بولے اپنا مجھ سے لو اور میرا ہو سو مجھ کو دو
جب دیکھا خوب تو آخر کو کچھ لینا ایک نہ دینا دو

غل شور ہوا آگ ہوا اور کیچڑ پانی مٹی ہے
ہم دیکھ چکے اس دنیا کو یہ دھوکے کی سی ٹٹی ہے

رمال نجومی عامل ہے اور فاضل ملا سیانا ہے
تعویذ فلیتا فال فسوں اور جادو منتر لانا ہے
کوئی عاقل کامل ہے دانا کوئی مست پڑا دیوانا ہے
جب دیکھا خوب تو آخر کو سب حیلہ مکر بہانا ہے

غل شور ہوا آگ ہوا اور کیچڑ پانی مٹی ہے
ہم دیکھ چکے اس دنیا کو یہ دھوکے کی سی ٹٹی ہے

کوئی لوٹے کو نچے گلیچوں میں تیار کسی کا ڈیرا ہے
نت قضیے جھگڑے رہتے ہیں یہ میرا ہے یہ تیرا ہے
کوئی باغ کنواں بنواتا ہے اور گھیر کسی کا گھیرا ہے
جب دیکھا خوب تو آخر کو نہ تیرا ہے نہ میرا ہے

غل شور ہوا آگ ہوا اور کیچڑ پانی مٹی ہے
ہم دیکھ چکے اس دنیا کو یہ دھوکے کی سی ٹٹی ہے

کوئی ٹوپی ٹوپ بناتا ہے کوئی باندھ پھرا ہے عمامہ
کمخواب گزی اور گاڑھے کا نت قصہ ہے ہنگامہ
کوئی صاف برہنہ پھرتا ہے نہ کپڑا نہ پاجامہ
جب دیکھا خوب تو آخر کو نہ پگڑی ہے نہ جامہ ہے

غل شور ہوا آگ ہوا اور کیچڑ پانی مٹی ہے
ہم دیکھ چکے اس دنیا کو یہ دھوکے کی سی ٹٹی ہے

اب کسکا رنگ بہا کیجیے اور کسکا رونا کیجیے
اک دہر کی پیٹھ لگی ہے یہ انبوہ مزاج چاہ کیجیے
یہ سیر تماشے دیکھ نظیر اب چپکا بیٹھا کیجیے
کچھ بات نہیں بن آتی ہے چپ چاپ پہیلی کیا کیجیے

غل شور ببولا آگ ہوا اور کیچڑ پانی مٹی ہے
ہم دیکھ چکے اس دنیا کو یہ دھوکے کی سی ٹٹی ہے

خوشامد کے بیان مین

دل خوشامد سے ہر اک شخص کا کیا راضی ہے
آدمی جن و پری بھوت بلا راضی ہے
بھائی فرزند بھی خوش باپ چچا راضی ہے
شاد مسرور غنی شاہ و گدا راضی ہے

جو خوشامد کرے خلق اس سے سدا راضی ہے
حد تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے

اپنا مطلب ہو تو مطلب کی خوشامد کیجے
اور نہ ہو کام تو اس ڈھب کی خوشامد کیجے
اولیا انبیا اور رب کی خوشامد کیجے
اپنے مقدور غرض سب کی خوشامد کیجے

جو خوشامد کرے خلق اس سے سدا راضی ہے
حد تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے

چار دن جسکو خوشامد سے کیا جھک کے سلام
وہ بھی خوش ہو گیا اپنا بھی ہوا کام مین کام
بڑے عاقل بڑے دانا نے نکالا ہے یہ دام
خوب دیکھا تو خوشامد ہی کی آمد ہے تمام

جو خوشامد کرے خلق اس سے سدا راضی ہے
حد تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے

پیار سے جوڑ دیے جسکی طرف ہاتھ آہا
وہین خوش ہو گیا کرتے ہی وہ ہاتھ نگاہ
غور سے ہمنے جو اس بات کو دیکھا واللہ
کچھ خوشامد ہی بڑی چیز ہے اللہ اللہ

جو خوشامد کرے خلق اُس سے سدا راضی ہے
حد تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے

عیش کرتے ہین وہی جنکا خوشامد کا مزاج
جو نہین کرتے وہ رہتے ہین ہمیشہ محتاج
ہاتھ آتا ہے خوشامد سے مکان ملک اور تاج
کیا ہی تاثیر کی اس نسخہ نے پائی ہے رواج

جو خوشامد کرے خلق اُس سے سدا راضی ہے
حد تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے

خوب دیکھا تو خوشامد کی بڑی کھیتی ہے
غیر کیا اپنے ہی گھر بیچ یہ سکھ دیتی ہے
مان خوشامد کے سبب چھاتی لگا لیتی ہے
نانی دادی بھی خوشامد سے دعا دیتی ہے

جو خوشامد کرے خلق اُس سے سدا راضی ہے
حد تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے

بی بی کہتی ہے میان آ ترے صدقے جاؤن
ساس بولی کہین مت جا ترے صدقے جاؤن
خالہ کہتی ہے کہ کچھ کھا ترے صدقے جاؤن
سالی کہتی ہے کہ بھیا ترے صدقے جاؤن

جو خوشامد کرے خلق اُس سے سدا راضی ہے
حد تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے

آ پڑا ہے جو خوشامد سے سروکار اُسے
ڈھونڈتے پھرتے ہین اُلفت کے خریدار اُسے
آشنا ملتے ہین اور چاہے ہین سب یار اُسے
اپنے بیگانے غرض کرتے ہین سب پیار اُسے

جو خوشامد کرے خلق اُس سے سدا راضی ہے
حد تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے

روکھی اور روغنی آپی کی خوشامد کیجے
نان بائی و کبابی کی خوشامد کیجے

ساقی و جامِ شرابی کی خوشامد کیجیے		یا رسا رند خرابی کی خوشامد کیجیے

جو خوشامد کرے خلق اُس سے سدا راضی ہے
حق تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے

مرد و زن طفل و جوان خرد و کلاں پیر و فقیر		جتنے عالم میں ہیں محتاج و گر شاہ و وزیر
سب کے دل ہوتے ہیں پھندے میں خوشامد کے اسیر		تو بھی واللہ بڑی بات یہ کہتا ہے نظیر

جو خوشامد کرے خلق اُس سے سدا راضی ہے
حق تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے

تاج گنج کے روضے کی تعریف میں

یارو جو تاج گنج یہاں آشکار ہے		مشہور اس کا نام بہ شہر و دیار ہے
خوبی میں سب طرح کا اسے اعتبار ہے		روضہ جو اُس مکاں میں دریا کنار ہے

نقشے میں اپنے یہ بھی عجب خوش نگار ہے

روئے زمیں پہ یوں تو مکاں خوب ہیں یہاں		پر اس مکاں کی خوبیاں کیا کیا کروں بیاں
سنگِ سفید سے جو بنا ہے قمر نشاں		ایسا چمک رہا ہے تجلی سے یہ مکاں

جس سے بلور کی بھی چمک شرمسار ہے

گنبد ہے اس کا زر بلندی سے بہرہ مند		گرد اُس کے گنبدیاں بھی چمکتی ہوئی ہیں چند
اور وہ کلس جو ہے سرِ گنبد سے سربلند		ایسا ہلال اُس میں سنہرا ہے دلپسند

ہر بار جس کے خم پہ مہِ نو نثار ہے

گنبد کے نیچے اور مکاں ہیں جو آس پاس		وہ بھی برنگِ سیم چمکتے ہیں خوش اساس
پھولوں تلک ان میں رہے تو ہووے نہ جی اداس		آتی ہے ہر طرف سے گلِ یاسمن کی باس

ہوتا ہے شاد اُس مین جو کرتا گذار ہے

ہین بیچ مین مکان کے وہ دو مرقدین جو یہان … گرد اُن کے ایک جالیِ مجمر ہے درفشان
سنگین گل جو اُسمین بنائے ہین نشان … پتی کلی سہاگ رگ و رنگ ہے عیان
جو نقش اُسمین ہے وہ جواہر نگار ہے

دیوار و نبر ہین سنگ مین نازک نگار … آئینے بھی لگے ہین مجلّی ہو تابدار
دروازے پر لکھا خط طغرا ہے طرفہ کار … ہر گوشے پر کھڑے ہین جو مینار اُسکے چار
چارون سے طرفہ اوج کی خوبی دوچار ہے

پہلو مین ایک برج ہے کہتے ہین اُسے … آتے نظر ہین اُس سے مکان دور دور کے
مسجد ہے ایسی جسکی صفت کس سے ہو سکے … پھر اور بھی مکان ہین ادھر اور اُدھر کھڑے
دروازۂ کلان بھی بلند استوار ہے

جو صحن باغ کا ہے وہ ہے دلکشا سوا … آتی ہے جسمین گلشن فردوس کی ہوا
ہر سو نسیم چلتی ہے اور ہر طرف ہوا … ہلتی ہین ڈالیان سبھی ہر گل ہے جھولتا
کیا کیا روش پہ ہجوم بہار ہے

سرو سہی کھڑے ہین قرینے سے نسترن … کو کو کرے ہین قمریان ہو کر شکر شکن
رابیل سیوتی سے بھرے ہین چمن چمن … گلنار لالہ و گل و نسرین نسترن
فوارے چھٹ رہے ہین روان جوئبار ہے

وہ تاجدار شاہِ جہان صاحبِ سریر … بنوایا ہے اُنھون نے لگا سیم و زر کثیر
جو دیکھتا ہے اُسکے یہ ہوتا ہے دلپذیر … تعریف اس مکان کی مین کیا کیا کرون نظیر
اِسکی صفت تو شہرۂ روزگار ہے

در حمد الٰہی

الٰہی تو فیاض ہے اور کریم ۔ الٰہی تو غفار ہے اور رحیم
مقدس معلیٰ منزہ عظیم ۔ نہ تیرا شریک اور نہ تیرا سہیم
تری ذات والا ہے یکتا قدیم

ترے حسن قدرت نے یا کردگار ۔ کیے ہیں جہاں میں وہ نقش و نگار
سمجھ بوجھتی نہیں عقل اُنھیں ذرہ وار ۔ تحیر میں ہیں دیکھکر بار بار
ہیں جتنے جہاں میں ذہین و فہیم

زمیں پر سمٰوات گرداں کیے ۔ نجوم اُنمیں کیا کیا درخشاں کیے
نباتات بیحد نمایاں کیے ۔ عیاں بحر سے دُرّ و مرجاں کیے
حجر سے جواہر بھی اور زر و سیم

شگفتہ کیے گل بہ فصل بہار ۔ عنادل بھی اور قمری و کبک سار
ہمہ برگ و نخل و شجر شاخسار ۔ طراوت سے خوشبو سے ہنگام کار
رواں کی صبا ہر طرف اور نسیم

بیاں کب ہو خلقت کی انواع کا ۔ جو کچھ حصر ہووے تو جاوے کہا
خصوصاً بنی آدم خوش لقا ۔ شرف ان سبھوں میں اُنھیں کو دیا
یہ اسلام و ایمان و دین قدیم

عطا کی انھیں دولتِ معرفت ۔ عبادت اطاعت نکو منزلت
حیا حسن و الفت ادب مصلحت ۔ تمیز و سخن خلق خوش مکرمت
فراواں دیے اور ناز و نعیم

تیرا شکر احسان ہو کس سے ادا
ہمیں مہر سے تو نے پیدا کیا
کیے اور الطاف بے انتہا
نظیر اس سوا کیا کہے سر جھکا
یہ سب تیرے اکرام ہیں یا کریم

منقبت جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تم شہ دنیا و دیں ہو یا محمد مصطفیٰ
سر گروہ مسلمیں ہو یا محمد مصطفیٰ
عالم دین متیں ہو یا محمد مصطفیٰ
قبلۂ اہل یقیں ہو یا محمد مصطفیٰ
رحمۃ للعالمیں ہو یا محمد مصطفیٰ

آسماں تم نے شب معراج کو روشن کیا
عرش و کرسی کو قدم اپنے سے دی نور ضیا
رنگ و بو جنت کے گلشن کی بڑھائی بر ملا
جس جگہ وہم ملائک کو نہیں ملتی ہے جا
واں گئے تم مسند نشیں ہو یا محمد مصطفیٰ

ہے تمہاری پشت پر مہر نبوت کا نشاں
اور تمہارا وصف طٰہٰ و یٰسیں میں ہیں عیاں
معجزے جو ہیں تمہارے انکا کب ہووے بیاں
کشور اعجاز جو ہے اسکے تم با عز و شاں
صاحب تاج و نگیں ہو یا محمد مصطفیٰ

تمکو ختم الانبیا حق نے بھی حبیب اپنا کہے
اور سدا روح الامیں آوے ادب سے وحی لے
کس نبی کو یہ مدارج ہیں تمہارے سے ملے
ہے نبوت کا جو اقدس بحر بس اس بحر کے
گوہر یکتا تمہیں ہو یا محمد مصطفیٰ

ہیں جو یہ دونوں جہاں کی آفرینش کے چمن
جسمیں کیا کیا کچھ عیاں ہیں صنع خالق کے حسن
باعث خلق انکے ہو تم یا حبیب ذوالمنن
اور اک مطلع تمہیں ہو نکلیں ہیں سے جسکے سخن
سو سعادت کے قریں ہو یا محمد مصطفیٰ

تم ظہور اولین ہو یا محمد مصطفےٰ
تم ہی خیر الآخرین ہو یا محمد مصطفےٰ
ہم دم جان آفرین ہو یا محمد مصطفےٰ
وجہ قرآن مبین ہو یا محمد مصطفےٰ
نزہتِ بستان دین ہو یا محمد مصطفےٰ

احمدِ مختار ہو تم یا شہ ہر دو سرا
ہے تمھارے حکم کے تابع قدر بھی اور قضا
خلق مین خواہش ہے تم جس امر کی کھو بنا
دیر اک پل درمیان آئے نہین مکن ذرا
جس گھڑی چاہو وہین ہو یا محمد مصطفےٰ

آپ کے نقش قدم سے جو مشرف ہو زمین
دیکھتا ہے اُسکی رفعت رات دن عرش برین
راز تو خلقت کے تمکو ہی کھلے ہین شاہ دین
اور جو جو کچھ کہ ہین اسرار رب العالمین
سب کے تم برحق امین ہو یا محمد مصطفےٰ

آپ کا فضل وکرم کونین مین مشہور ہے
اور تمھین ہر طور سے لطف و کرم منظور ہے
حشر مین گرچہ سزا ملنے کا بھی دستور ہے
کیا ہوا لیکن دل اس اُمید سے مسرور ہے
تم شفیع المذنبین ہو یا محمد مصطفےٰ

مخبر صادق ہو تم اور حضرت خیر الورا
سرورِ ہر دو سرا اور شافع روز جزا
ہے تمھاری ذات والا منبع لطف و عطا
کیا نظیر اک اور بھی سب کی مدد کا آسرا
یان بھی تم وان بھی تمھین ہو یا محمد مصطفےٰ

خمسہ بر غزل مولانا سعدی رحمۃ اللہ علیہ

نمیدانم کہ این مردم کیانند
چو یاران رفتہ ز خود بگذرانند
ولا بیش آن کہ این عالم برانند
بیفگن خیمہ تا محمل برانند
کہ ہمراہان آن عالم روانند

میان اس جا بجز ذات خداوند
نہ بھائی ہے کوئی اپنا نہ فرزند

نہو دنیا کے رشتوں میں تو پابند — زن و فرزند و یار و خویش و پیوند
برادر خواندگان کاروانند

جہاں تک یہ تماشے ہیں مقابل — ارے ناداں یہ سب ہیں نقش باطل
اگر دانا ہے تو اے مرد عاقل — بناید جستن اندر عشقے دل
کہ بے ایشاں بہانے تا بمانند

تکبر میں نکر عمر اپنی برباد — مچا مت اپنے ہاتھوں داد بیداد
تجھے کیا آہ یہ نکتہ نہیں یاد — نہ اول خاک بودست آدمی زاد
بہ آخر چون بہ بینی ہمانند ۱

تونگر کیا غنی کیا شاہ درویش — امیر وقت کیا محتاج دلریش
سبھوں کو ایک دن چلنا ہے درپیش — پس آں بہتر کہ اول آخر خویش
ببیند پیشتر و قدر خود بدانند

سراسر کام ہیں دنیا کے گندے — غرور و کبر میں مت اپنا تن دے
ذرا تو دیکھ اے خالق کے بندے — زمیں چندے بخورد از خلق و چندے
ہنوز از کبر سر بر آسمانند

گیا اکثر میں گورستاں میں دل سرد — پڑی اٹھ رہی تھی واں ہر قبہ پر گرد
جو دیکھا میں نے با چشم و رخ زرد — یکے بر تربتے فریاد مے کرد
کہ اینہا پادشاہان جہانند

یہ وہ ہیں جنکے تن تھے گورے گورے — مرصع جام و زریں آبخورے
بڑے تھے سلطنت کے انگ تورے — بہ گفتم تحفۂ بہ گیں نہ گورے

بہ بین تا پادشہ یا پاسبانند

کہان ہے اُنکی وہ شانِ جلالت — کہان وہ تاج و تخت و ملک و دولت
یہ سنکر مجھ سے وہ صاحب کرامت — بگفتا تختہ بر کندن چہ حاجت
کہ میدانم کہ مشت استخوانند

گھڑی کی عمر ہو یا لاکھ کا سِن — نظیر اِس بزم سے چلنا ہے اِک دن
جو ہون بیمار ظاہر یا کہ باطن — نصیحت دار و تلخست و لیکن
نہ دار و خانۂ سعدی ستانند

خمسہ بر غزل حافظ رحمۃ اللہ علیہ

کہان وہ کیقبادی کارخانہ — کہان وہ مے وہ جام خسروانہ
کہون کیا تجھ سے اے یار یگانہ — سحرگاہانہ مخمورِ شبانہ
گرفتم بادہ با چنگ و چغانہ

پڑا جب گوش مین وہ نالۂ نے — تو سوجھی اور ہی عالم کی اِک شے
ہوئی مستی وہ مدہوشی جو درپے — نہادم عقل را رہ توشہ از مے
بہ ملک عاقبت کردم روانہ

کیا پہلے ہی ساغر نے یہ دل شاد — کہ سر اپنا رہا مجھکو نہ پا یاد
تو مجھکو کر کے اور اک جام امداد — نگار مے فروشم عشوہ داد
کہ ایمن گشتم از مکر زمانہ

ہوا جب مین نہایت شاد و خرم — تو رکھکر سر قدم پر اُسکے ہر دم
کہا مین نے اُسے اے ساقی جم — بدہ کشتی مے تا خوش برانم

درین دریائے ناپیدا کرانہ

گیا ہے گر جب مجھے منزل سے محرم
کہا جب مین نے یہ نکتہ تو اُستادم
تو رستے مین نچھوڑا اے خضر عالم
ز ساقیِ کمان ابرو شنیدم
کہ اے تیر ملامت را نشانہ

یہ رہ باریک ہے اور تو ہی فربہ
گمان و وہم کی جاگہ نہین یہ
گمان اِس عزم کے ہرگز نکر رہ
برو این دام بر مرغ دگر نہ
کہ عنقا را بلند ست آشیانہ

اگر ہے تجھکو اِس رہ سے سروکار
نہ رکھیو بیخودی کی کچھ خبردار
تو ہو سب ماسواے تارک آیار
نہ بندی زان میان طوق کمر وار
اگر خود را بہ بینی در میانہ

وہی عاشق وہی معشوق دلجوست
وہی حامی وہی دشمن وہی دوست
وہی تو اور وہی مغز اور وہی پوست
شراب و ساقی و شاہد ہمہ اوست
خیال آب گل در رہ بہانہ

نظیر اب چون تو شیدائیست حافظ
نہ دریا و نہ صحرائیست حافظ
تن خاکی عجب جائیست حافظ
وجودِ ما معمائیست حافظ
کہ تحقیق فسون ست و فسانہ

خمسۂ ثانی

تھا جو از بسکہ مین عصیان سے شراب آلودہ
اہل تقوی کا سمجھ دانہ و آب آلودہ
طاعت مکر سے رہتا تھا حجاب آلودہ
دوش رفتم بدر میکدہ خواب آلودہ

خرقہ تر دامن و سجادہ شراب آلودہ

لیگیا شوق جوان سکو اُٹھا دوش بدوش
دیکھا کر مجھکو پڑا خواب میں غفلت کے خموش
جاتے ہی در پہ گرا پیر مغان کے مدہوش
آمد افسوس کنان مغبچہ بادہ فروش
گفت بیدار شو اے رہرو خواب آلودہ

جب میں جاگا تو کہا اُس نے یہ شیرین سخنی
دور کر دل سے یہ غفلت جو ہے خوبان کی بنی
یعنی ہے جان تری عشق مجازی کی بنی
ور ہو آلب شیرین دہنا چند سے کنے
جوہر روح بہ یاقوت مذاب آلودہ

اے ہوسناک یہ ہے میکدۂ قدس مقام
تو بھی وہ شے جو بیا چاہے تو اے نیک انجام
بیٹھے مستان ازل کرتے ہیں یاں تیر آرام
شست و شوئے کن و آنگہ بخرابات خرام
تا نگردد ز تو این دیر خراب آلودہ

گر تجھے عشق حقیقی نے ہے کچھ دی توفیق
ایک ادنیٰ سا یہ اُس عشق کا نکتہ ہے دقیق
تو تو سیکھ آن کے یاں اہل طریقت کا طریق
آشنایان رہ عشق درین بحر عمیق
غرق گشتند و نہ گشتند بآب آلودہ

یہ وہ دریا نہیں تو جس میں کہے آ کے شنا
گر تو چاہے کہ یہان آوے تو ہو غرق ریا
یہ تو ہے معدن انوار یقین صدق و صفا
پاک صافی شو و از چاہ طبیعت بر آ
کہ صفائی ندہد آب تراب آلودہ

ہم تو پھرتے ہیں نظیر عشق میں اب خانہ بدوش
کچھ جو حافظ نے کہا یار سے ہو دوش بدوش
کل عجب طرح کا اک نکتہ ہوا گوہر گوش
گفت حافظ برو این نکتہ بیاران مفروش
آہ ازین لطف بانواع عتاب آلودہ

مخمس بر غزل خود

تھا وصل کا جو طور تو تھا دل میں دو بالا
کیونکر نہ بہے اشک سے اب اشک کا نالا
ویسا ہی فلک نے یہ خلل ہجر کا ڈالا
پھر ہو کے خفا روٹھ گیا ہم سے وہ لالا
اے داغ مبارک ہو تجھے منصبِ والا

قصے کو مرے سامنے ہرگز نہ بکھانو
یہ جھوٹ نہیں تم اسے مانو کہ نہ مانو
اثبات جو کرنا ہے تو اسبات کو چھانو
شیریں کے ورا و پر یہ جو ہے شیر نہ جانو
فرہاد کے لو ہو کا چھلکتا ہے پیالا

پھر عمر کبھی ہم سے ہوا اتفاقاً جدا وہ
جیتا ہے خدا جانے و یا مر گیا رو رو
کل اُس کے تئیں لے گیا اِک شوخ جفا جو
کیا جانیے کس حال میں ہووےگا عزیزو
دل آج مرا سلمہ اللہ تعالےٰ

ہے گرچہ لڑکپن ہی میں بھی شوخ وہ مشہور
کیا کیا میں کروں اس کی اب عیاری مذکور
پر دم میں کسی کے نہیں آتا ہے یہ مقدور
بوسے کی طلب کی تو کہا ناز سے چل دور
اور دل کو کہا لے تو وہیں ہنس کے کہا لا

دل سے بے اُٹھا جان تجھے میں نے جو چاہا
اب نزع میں ہوں تیرے تغافل سے آہا ہا
جو ظلم و ستم تو نے کیا میں نے اُٹھایا
رگ رگ کے ترے ہجر میں آ رشک مسیحا
مرتا ہوں مری اب کوئی جینے کی دوا لا

اُس شوخ کو یارو کوئی یہ جا کے سناؤ
کچھ باقی نہیں مجھ سے تم اب ہاتھ اُٹھاؤ
یعنی مجھے اس ہجر کے زنداں سے چھڑاؤ
مجھ ضعف کے مارے کو نہ زنجیر پنہاؤ
کافی ہے مرے قید کو اک مکڑی کا جالا

کل ہو جو گیا اس صفِ مژگان سے مقابل
چپ ہونے سے اب مجھکو یقین ہو گیا کامل
بسمل سا تڑپتا تھا سر شام سے گھائل
شاید کہ تو ارات کو سینے مین مرا دل
نے آہ نہ زاری نہ دم سرد نہ نالا

نے زر ہے مرے پاس جو اُس شوخ کو دکھلاؤن
کچھ بن نہین آتا ہے کیسے جا کے سناؤن
نے زور کہ دھمکا کے اُسے پاس بلاؤن
گر بس ہو مرا تو مین کسی چور سے کہدون
جا آج پلنگ اُسکے تو سونے کا اُٹھا لا

دنیا مین جو کرتا ہے کسیکی کوئی اب چاہ
خوبان کے مزاجون سے ابھی تو نہین آگاہ
سب ناز اُٹھاتا ہے وہ اُس شوخ کے دلخواہ
وہ آپ سے روٹھا نہین ملنے کا نظیر آہ
کیا دیکھے ہے چل پانون پڑ اور اُسکو منا لا

در بیان فنا

پڑھ علم گئے اُس دنیا مین گر کامل فہمی دراک ہوے
معقول پڑھے منقول پڑھے منطق مین چالاک ہوے
اور لاد کتابین اونٹون پر ہر معنی کے دراک ہوے
یان جتنے علم کے دریا ہین اُن دریا کے پیراک ہوے
سب جیتے جی کے جھگڑے ہین سچ پوچھو تو کیا خاک ہوے
جب موت سے آکر کام پڑا سب قصے قضیے پاک ہوے

مشہور حکیم اور بید ہوے یان پڑھکر علم طبابت کا
جب موت مرض نے آن لیا سب بھول گئے نبض اور قارورا
والان کتابون نسخون کا اور نسخون سے صندوق بھرا
گو نسخے لاکھ مجرب تھے پر کام نہ آیا اک نسخہ
سب جیتے جی کے جھگڑے ہین سچ پوچھو تو کیا خاک ہوے
جب موت سے آکر کام پڑا سب قصے قضیے پاک ہوے

یا مست شرابی رند ہوے یا زاہد یا مقدور ہوے
یا پی پیکر دلشاد ہوے یا جلوہ مین مسرور ہوے

جب عمر کے پیالے دونو نکے آساعت پر معمور ہوئے
یان جیسہ تسبیح کے ہوئے دور وان ساغر شیشہ چور ہوئے

سب جیتے جی کے جھگڑے ہین سچ پوچھو تو کیا خاک ہوئے
جب موت سے آکر کام پڑا سب قصے قضیئے پاک ہوئے

اِس دنیا کی دھن دولت مین گر شاہ سلیمان جاہ چلے
یا ٹھہرے میر وزیر اعظم یا راجہ بنکر آہ چلے
مُنہہ دیکھ اجل کے لشکر کا تب لیکر گھر کی راہ چلے
نے ہاتھی گھوڑے سنگ گئے نے تخت چھتر ہمراہ چلے

سب جیتے جی کے جھگڑے ہین سچ پوچھو تو کیا خاک ہوئے
جب موت سے آکر کام پڑا سب قصے قضیئے پاک ہوئے

یا حاکم یا محکوم ہوئے یا قائل یا معقول ہوئے
یا خادم یا مخدوم ہوئے یا جاہل یا مجہول ہوئے
زردار ہوئے سردار ہوئے مردود ہوئے مقبول ہوئے
کچھ اور نہ دیکھا آخر کو سب انت اسی مین دھول ہوئے

سب جیتے جی کے جھگڑے ہین سچ پوچھو تو کیا خاک ہوئے
جب موت سے آکر کام پڑا سب قصے قضیئے پاک ہوئے

گر بیر بخیلی زہر ہوئے یا بخشش مین تریاک ہوئے
یا نخل ہوئے پر میوونکے یا خالی یا تونڈ ڈھاک ہوئے
یا عمر گذاری عشرت مین یا سو غم سے غمناک ہوئے
پھل پھول بھی کھا گئے گلشن کے یا کلیو نکے خاشاک ہوئے

سب جیتے جی کے جھگڑے ہین سچ پوچھو تو کیا خاک ہوئے
جب موت سے آکر کام پڑا سب قصے قضیئے پاک ہوئے

در بیان موت

دنیا کے بیچ یارو سب بیت کا مزا ہے
جیتو نکے واسطے ہی یہ ٹھاٹھ سب ٹھٹھا ہے
جب مر گئے تو آخر پھر عمر خا کیا ہے
نے باپ ہے نہ بیٹا نہ یار آشنا ہے

ڈرتی ہے روح یارو اور جی کو کپکپا ہے
مرنیکا نام مت لو مرنا بُری بلا ہے

جیتے تھے دل کو ہر دم کیا عیش پے بہ پے ہے
گلزار ناچ سیرین ساقی صراحی مے ہے
جب مر گئے تو ہر گز دم ہے نہ کوئی شے ہے
اِس مرگ کے ستم کو کیا کیا کہوں میں ہے ہے

ڈرتی ہے روح یارو اور جی بھی کانپتا ہے
مرنے کا نام مت لو مرنا بُری بلا ہے

ہر دم کی بات جو تھے مالک یہ اپنے گھر کے
جب مر گئے تو ہر گز گھر کے رہے نہ در کے
یوں مٹ گئے کہ گویا تھے نقش رہ گذر کے
پوچھا نہ پھر کسی نے یہ تھے میاں کدھر کے

ڈرتی ہے روح یارو اور جی بھی کانپتا ہے
مرنے کا نام مت لو مرنا بُری بلا ہے

مرنے کے بعد کوئی اُلفت نہ پھر جتاوے
نے بیٹا پاس آوے نے بھائی منہ لگاوے
جو دیکھے انکی صورت دہشت سے بھاگ جاوے
اس مرگ کی جفا میں کیا کیا کہیں بتاوے

ڈرتی ہے روح یارو اور جی بھی کانپتا ہے
مرنے کا نام مت لو مرنا بُری بلا ہے

پیتے تھے دودھ شربت اور چابتے تھے میوہ
مرتے ہی پھر کچھ اُن کا سکھ رہا نہ جینوا
بچے یتیم ہو گئے بی بی کہائی بیوا
اِس مرگ نے اُکھاڑا کس کس تن کا لیوا

ڈرتی ہے روح یارو اور جی بھی کانپتا ہے
مرنے کا نام مت لو مرنا بُری بلا ہے

جب روح تن سے نکلی آنا نہیں یہاں پھر
گاہے کو دیکھتے ہیں یہ باغ و بوستاں پھر
ہاتھی پہ چڑھ کے یا پھر گھوڑے پہ چڑھ کے واں پھر
جب مر گئے تو لوگو یہ عشرتیں کہاں پھر

ڈرتی ہے روح یارو اور جی بھی کانپتا ہے
مرنے کا نام مت لو مرنا بُری بلا ہے

گھر ہو بہشت جسکا اور بھر رہی ہو دولت — اسباب عشرتوں کے محبوب خوبصورت
پھر مرتے وقت اُنکو کیونکر نہووے حسرت — کیا سخت بے بسی ہے کیا سخت ہے مصیبت

ڈرتی ہے روح یارو اور جی بھی کانپتا ہے
مرنیکا نام مت لو مرنا بُری بلا ہے

کھانے کو اُسنکے نعمت سو سو طرح کی آتی — اور وہ نپادین ٹکڑہ دیکھو ٹک اُنکی چھاتی
کوڑی کی جھونپڑی بھی چھوڑی نہیں ہے جاتی — لیکن نظیر سب کچھ یہ موت ہے چھڑاتی

ڈرتی ہے روح یارو اور جی بھی کانپتا ہے
مرنیکا نام مت لو مرنا بُری بلا ہے

دررازداری محبوب

سُن لے اے شوخ گلبدن نادان — تجھے کہہ کے ہم ہوئے حیران
اِس طرح بھر کے مُنھ چبا کر پان — غیر سے تو ہنسا نہ کر ہر آن

اِس مین ہوگا ہمارے جی کا زیان
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

گلبدن تالیان بجادین گے — غنچہ لب مُنھ بنا چڑھا دین گے
کتنے آنکھونمین مُسکرا دین گے — کتنے آئینہ لا دکھا دین گے

کیسا چھیڑینگے ہر گھڑی ایجان
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

تو جو خوبانمین خوار ہووے گا — اپنی سب دلبری ڈبووے گا
ہاتھ پھر سر پہ رکھ کے رووے گا — بات سب مُفت اپنی کھووے گا

کچھ نہ پھر بن سکیگا اے نادان
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

کل تو وان ایک گورا سا لڑکا — اپنے یارونمین کچھ وہ کہتا تھا
ہم تو جانین وہ صاف تھا جھوٹا — یا خدا جانے تھا وہی سچّا

تو تو اسطور کا نہین انسان
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

ہمنے پوچھا کہ کیا لیا بوسا — وہ توکچھ اور اور ہی چرکا
مین کہا ہاتھ سینے پر پھیرا — اُسے سودا ہے ہار لا ڈالا

جانے اب اُس کا دین اور ایمان
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

ہمنے اُس سے کہا تو جھوٹا ہے — کیا وہ ایسا خراب ورسوا ہے
بولا صاحب تمھین تو سودا ہے — وان تو جھگڑا ہی سارا پرچھا ہے

کیا تمھارے ہین بند اب تک کان
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

ہمنے پھر بات کھود کر پوچھی — کیا کسی نے لگا لیا چھاتی
بولا وہ تم تو سنتے ہو کم جی — اجی ترکی ہی وان تمام ہوئی

جب تو کچھ ہم بھی ہوگئے حیران
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

اور بھی اُسکے چرچے ہوتے تھے — کتنے موتی کھرڑے پروتے تھے

کتنے سُن سُن کے ہوش کھوتے تھے — ہم اِسی دن کو یار روتے تھے

آخر اُٹھے تو یہ سنئے طوفان
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

کہ بھلا وہ جو کچھ کہے تھا جب — کچھ ہے سچ یا کہ جھوٹ ہے یہ سب
آہ اب ہمکو اِس سے کیا مطلب — سچ بھی ہوگا تو تو کہے گا کب

شرم کاہے کو کھلنے دے گی زبان
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

تو جو رات اُن کو اُسمین جاتا ہے — جسمین پھولا نہین سماتا ہے
قہقہے مار کھلکھلاتا ہے — ہمکو اب پھر یہ ہول آتا ہے

کہین ویسے ہی پھر نہو بہتان
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

آج جانا کہین جو ہے ٹھانا — دیکھیو اِن کے ساتھ مت جانا
آفت اس حسن پر تو مت لانا — انکے زنہار دم مین مت آنا

اُن سے ڈرتا ہے ہر گھڑی شیطان
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

تو بھلا گو کہ ہوشیار رہا — پر دیا جب نشا و غا سے پلا
تجھے غافل نشے مین جب پایا — پھر اچھوتا کسی نے کب چھوڑا

رحم کر اپنے حال پر اے جان
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

آگے وہ بات یاد ہے پیارے — اگرچہ سچ کچھ نہ تھی خدا نہ کرے
پر وہ طوفان تو گھٹے اُن کے — ہم تو اب تک ہین اُس سے شرمندے
بلکہ تجھکو بھی خوب ہون گے دھیان
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

کیون ستمگر یہ کیسی بات ہوئی — اُسنے جو کچھ کہی سو تو نے سہی
نوبت اب یان تلک تو آپہونچی — اب نقارے ہی بجتے ہین باقی
دیکھ عاشق نظیر کو پہچان
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

در تعریف پنجتن پاک

ہے دلمین میرے یاد جو بارہ امام کی — اور آرزو ہے ساقی کوثر کے جام کی
یہ بیت مجکو ورد ہے ہر صبح وشام کی — تسبیح ہزار دانہ ہے اور اُنکے نام کی
سمرن مجھے بھلی ہے یہ پنجتن کے نام کی

اول تو دل ہو صاف دوم جسم تابناک — سوم کہاؤن دونو جہانمین گنہ سے پاک
چوتھے عدو کا غیب سے ہو جاوے سینہ چاک — اور پانچوین مین ڈالون مخالف کے سر پہ خاک
سمرن مجھے بھلی ہے یہ پنجتن کے نام کی

تن ہے سو پاک صاف معطر ہو مثل پھول — ہو روح شاد دل نہو میرا کبھو ملول
دونون جہانمین خوش رہون از خدمتِ رسول — روزہ نماز ورد وظائف ہون سب قبول
سمرن مجھے بھلی ہے یہ پنجتن کے نام کی

بھاگے چڑیل کانپ اُٹھے بھوت اور پلید — ٹل جاوین دیو چھپنے لگین منکر شدید

جن و پری ہوں دل سے مرے آنکر مرید ۔۔۔ جبتیا رہوں تو شاہ جو مرجاؤں تو شہید

سمرن مجھے بھلی ہے یہ پنجتن کے نام کی

نعرہ کروں جو حیدری الجھاویں سب پہاڑ ۔۔۔ تھراویں چشمہ سار ہلیں ڈر سے بوٹے جھاڑ
گر خارجی ہو آوے مرے آگے مثل تاڑ ۔۔۔ پکڑ کے اُسکی پھینک کے داڑھی کو دوں اُکھاڑ

سمرن مجھے بھلی ہے یہ پنجتن کے نام کی

اے دوستو عجب ہے بنا پنجتن کا نام ۔۔۔ جسکے طفیل اتنے بر آتے ہیں سب کے کام
جو ہیں سو ہیں یہی ختم الخیر والسلام ۔۔۔ اور میں جو ہوں نظیر تو کہتا ہوں صبح و شام

سمرن مجھے بھلی ہے یہ پنجتن کے نام کی

در اظہار نعمت ہاے خدا

یہ نعمتیں عیاں ہیں جو عالم کے واسطے ۔۔۔ ہینگی یہ سب میاں اسی دم کے واسطے
کچھ تن کے واسطے ہیں کچھ اشکم کے واسطے ۔۔۔ ہیں بیش بیش کے لیے کم کم کے واسطے

سب خوبیاں بنی ہیں یہ آدم کے واسطے
اور دم بنا ہے آہ فقط غم کے واسطے

محبوب گلعذار پریزاد سرخ فام ۔۔۔ مطرب شراب ساقی و مینا صراحی جام
ناز و ادا و چوچلے دولت کی دھوم دھام ۔۔۔ ہستی نشاط و عشرت و عیش و طرب مدام

سب خوبیاں بنی ہیں یہ آدم کے واسطے
اور دم بنا ہے آہ فقط غم کے واسطے

اسباب عشرتوں کے ہیں جتنے جہاں تہاں ۔۔۔ گلدان پاندان عطردان زرفشان
حقے بھرے جھلکتے ہیں اور نیچے پیچوان ۔۔۔ مشک و گلاب عطر و چمن باغ و بوستان

سب خوبیان بنی ہین یہ آدم کے واسطے
اور دم بنا ہے آہ فقط غم کے واسطے

جتنے جواہرات ہین سُرخ و سفید لال
فیروزہ مونگا موتی و پکھراج خوشخصال
یاقوت لعل یمنی و نیلم فلک مثال
زر سیم فوج حشمت و املاک گنج و مال

سب خوبیان بنی ہین یہ آدم کے واسطے
اور دم بنا ہے آہ فقط غم کے واسطے

میوے ہین جتنے خشک و تر اس باغ مین لگے
خربوزے آم جامن و لیمون چکوترے
بادام پستے داکھ چھوہارے و کھوپرے
نارنگی و انار بھی کیلے و سنگترے

سب خوبیان بنی ہین یہ آدم کے واسطے
اور دم بنا ہے آہ فقط غم کے واسطے

دنیا مین جتنے لوگ ہین کیا شاہ کیا فقیر
کیا عشرتین بہار کی کیا عیش دلپذیر
سب سُکھ مین ہین پر ایک اک دُکھ مین ہے اسیر
جن جن کا تمنے نام لیا اب میان نظیر

سب خوبیان بنی ہین یہ آدم کے واسطے
اور دم بنا ہے آہ فقط غم کے واسطے

دربیان تلاش زر

دنیا مین کون ہے جو نہین مبتلاے زر
آنکھون مین دلمین جان مین سینے مین جاے زر
جتنے ہین سب کے دل مین بھری ہے ہواے زر
ہمکو بھی کچھ تلاش نہین اب سواے زر

جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلاے زر
ہر اک یہی پکارے ہے دن رات ہاے زر

کتنے تو زر کو نقش طلسمات کہتے ہین — اور کتنے زر کو کشف و کرامات کہتے ہین
کتنے خدا کی عین عنایات کہتے ہین — کتنے اِسیکو قاضی الحاجات کہتے ہین
جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلاے زر
ہر اک یہی پکارے ہے دنرات ہاے زر

آبِ طلا کی بوند بھی اب جسکے ہاتھ ہے — وہ بوند کیا ہے چشمۂ آبِ حیات ہے
دنیا مین عیش دین بھی عشرت کے ساتھ ہے — زر وہ ہے جس سے دونون جہانمین نجات ہے
جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلاے زر
ہر اک یہی پکارے ہے دنرات ہاے زر

زر کھان مین گڑا ہے تو وان بھی بہار ہے — شمشیر پر چڑھا ہے تو وان بھی بہار ہے
دیوار مین لگا ہے تو وان بھی بہار ہے — گر خاک مین گڑا ہے تو وان بھی بہار ہے
جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلاے زر
ہر اک یہی پکارے ہے دِن رات ہاے زر

زر کے دیے سے پیر اور اُستاد نرم ہو — زر کے سبب سے دشمن ناشاد نرم ہو
جو شوخ سنگدل ہے پریزاد نرم ہو — زر وہ ہے جسکو دیکھکے فولاد نرم ہو
جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلاے زر
ہر اک یہی پکارے ہے دن رات ہاے زر

کپڑے پہ گر لگا ہے طلائی کلابتون — مین اُسکے تار تار کی تعریف کیا لکھون
ہو دسترس تو چور اُچکے کو کیا کہون — میرے بھی دل مین ہے کہ مین ہی اِسکو چھین لون
جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلائے زر — ہر اک یہی پکارے ہے دنرات ہاے زر

جا لوگ روم شام مین زر کو کماتے ہین
وکھن ہے زر کے واسطے سب یانکو آتے ہین
ماچین چین زر کے جہاز آتے جاتے ہین
اور یان کے زر کے واسطے دکھن کو جاتے ہین

جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلا ے زر
ہر اک یہی پکارے ہے دن رات ہاے زر

سونیکی جد ولین جو کتابون پہ عام ہین
جنکے ورق ورق ہی سنہرے تمام ہین
وہ جد ولین وہ رنگ وہ سونیکے کام ہین
سب مین زیادہ انکی ہی قیمت ہین نام ہین

جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلا ے زر
ہر اک یہی پکارے ہے دن رات ہاے زر

اب جنکے گھر مین ڈھیر ہے سونیکے دام کے
سب ملکے پانون چومے ہین اسکے غلام کے
ہر اک امیدوار ہین اُن کے غلام کے
کیا رتبے ہین طلاے علیہ السلام کے

جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلا ے زر
ہر اک یہی پکارے ہے دن رات ہاے زر

کتنون کے دلمین دُھن ہے کہ زر ہی کمائیے
کہتا ہے کوئی ہاے کہان زر کو پائیے
کچھ کھائیے کھلائیے اور کچھ بنائیے
کیا کیجے زہر کھائیے اور مر ہی جائیے

جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلا ے زر
ہر اک یہی پکارے ہے دن رات ہاے زر

سونا اگرچہ زرد ہے یا سرخ فام ہے
سب مین زیادہ حُسن کی اُلفت کا دام ہے
لیکن تمام خلق کو اس سے ہی کام ہے
زر وہ ہے جسکا حسن بھی ادنی غلام ہے

جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلا ے زر
ہر اک یہی پکارے ہے دن رات ہاے زر

ہوتی ہین زر کے واسطے ہر جا چڑھائیان
بندوقین ہو رہین کہین توپین لگائیان
کٹتے ہین ہاتھ پانؤن گلے اور کلائیان
کُل زر کی ہو رہی ہین جہانمین لڑائیان
جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلاے زر
ہر اک یہی پکارے ہے وزرات ہائے زر

جتنی جہانمین خلق ہے کیا شاہ کیا وزیر
سب ہوگیے زر کے جال مین جی جان سے اسیر
پیر و مرید مفلس و محتاج اور فقیر
کیا کیا کہون مین خوبیان زر کی میان نظیر
جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلاے زر
ہر اک یہی پکارے ہے وزرات ہائے زر

در بیان شکوہ گذاری محبوب

اُس شوخ کے ستم کا گلہ آہ کیا کرون
بہتے ہین اشک شام و سحرگاہ کیا کرون
تن سوکھ کر ہوا ہے مرا کاہ کیا کرون
ملتا نہین ہے توبھی وہ گمراہ کیا کرون
فرصت تو سانس کی بھی نہین آہ کیا کرون
کیا بے بسی ہے اے مرے اللہ کیا کرون

جس دن سے اُس سے لڑکے چھُٹا ہے مرا نصیب
ہون جانکنی مین توبھی نہین جاگتا نصیب
دل بھر کے ایکدن نہوا دیکھنا نصیب
کن سختیون مین آن پڑا اب مین یا نصیب
فرصت تو سانس کی بھی نہین آہ کیا کرون
کیا بے بسی ہے اے مرے اللہ کیا کرون

ادھر تو مجھکو قتل کرے ہے وہ نیک نام
اب یار کو مناؤن کہ رکھون اجل کو تھام
اودھر گو آرہے ہین اجل کے مجھے پیام
اِس کشمکش مین اب کہو کیا کیا کرون مین کام

فرصت تو سانس کی بھی نہین آہ کیا کرون
کیا بے بسی ہے اے مرے اللہ کیا کرون

گر یار کی خوشی نکرون تو وہ ہو خفا
عرصہ تھا زندگی کا سو گھڑیو نپہ آ لگا
اور جو اجل کو روکون تو مانے ہی وہ بلا
اس دو گھڑی مین آہ مین کیا کیا کرون بھلا

فرصت تو سانس کی بھی نہین آہ کیا کرون
کیا بے بسی ہے اے مرے اللہ کیا کرون

گر اپنی زندگانی کا کرتا ہون مین حساب
کیونکر بہے نہ غم سے مرے آنسوؤن کا آب
پل مارنے کی دیر ہے پانی کا جون حباب
اتنی سی زندگی مین بھی کیا کیا سہون عذاب

فرصت تو سانس کی بھی نہین آہ کیا کرون
کیا بے بسی ہے اے مرے اللہ کیا کرون

جو جی چھپا کے اب نہ سہون یار کی جفا
اور جی کو دیکھتا ہون تو اکدن کی ہی ہوا
تو عاشقون کے بیچ کہاتا ہون بے وفا
ان مشکلون کے بیچ کرون آہ اب مین کیا

فرصت تو سانس کی بھی نہین آہ کیا کرون
کیا بے بسی ہے ای مرے اللہ کیا کرون

گر ہاتھ دھو کے بیٹھ رہون اب مین صبر کر
اور یار سے کہون تو وہ کرتا نہین نظر
تو لوگ طعنہ دیتے ہین ہنس ہنس کے گھر بہ گھر
اس بیکسی مین آہ نہ کیون ٹپکون اپنا سر

فرصت تو سانس کی بھی نہین آہ کیا کرون
کیا بے بسی ہے اے مرے اللہ کیا کرون

نے آہ کا مکان ہے نہ رونیکی اب ہی جائے
نے دلکو میرے صبر نہ دلدار منھ لگائے

گر ایک غم پڑے تو اُسے جی مزا اُٹھائے — اُس آسمان پھٹے کو کہون کس سے اب مین ہائے
فرصت تو سانس کی بھی نہین آہ کیا کرون
کیا بے بسی ہے اے مرے اللہ کیا کرون

چاہون کہ تجھکو عشق مین اپنے کرون اسیر — تو دور بھاگتا ہے مجھے جان کر حقیر
نے مجھکو قتل کرتا ہے ظالم نہ دستگیر — کیا بے طرح کے غم مین پھنسا ہون مین اے نظیر
فرصت تو سانس کی بھی نہین آہ کیا کرون
کیا بے بسی ہے اے مرے اللہ کیا کرون

خمسہ در منقبت حضرت علی علیہ السلام

علی کی یاد مین رہنا عبادت اسکو کہتے ہین — علی کا وصف کچھ کہنا سعادت اسکو کہتے ہین
علی کی مدح کا پڑھنا کرامت اسکو کہتے ہین — علی کے نام کا لینا حلاوت اسکو کہتے ہین
علی کی حب مین مرجانا شہادت اُسکو کہتے ہین

اُسی کو سر جھکا سجدہ کیا خورشید انور نے — اُسی کو لافتی ہر دم کہا اللہ اکبر نے
اُسی کو لحمک لحمی کہا جان پیمبر نے — اُسی کو دمک دمی کہا اُس شاہ برتر نے
خدا و مصطفی سے ہم قرابت اسکو کہتے ہین

کیا مولا امیر سے گر کسی نے اک سوال آکر — جو مانگا اک شتر اُسکو دلائے سیکڑون اشتر
اگر کچھ زر کی خواہش کی تو بخشے اسقدر گوہر — کہ اُسکا گھر بھرا اور اُسکے ہمسایونکا گھر باہر
کریم و اہل ہمت ہین سخاوت اسکو کہتے ہین

امیر المومنین گر دشت مین پڑھنے نماز آوے — وہین قامت کے کہنے کے لیے جبریل آجاوے
صفین حور و ملک غلمان و جن و انس کی لاوے — مرا مولا ہر اک سجدہ مین وصل حق ہی دکھلاوے

نبوت کے جو مالک ہین امامت اسکو کہتے ہین

اسی نے ایک حملہ سے گرایا باب خیبر کا — کروڑون کافرون سے جا لڑا وہ اک تن تنہا
چہ بیر العلم مین کوہ کے دیوون کو جا مارا — ہزارون پہلوانون سے کبھی نپا نہ منھ موڑا
بہادر بے بدل یکتا شجاعت اِسکو کہتے ہین

کہا اُس شاہ نے روز قیامت مین جو آؤنگا — وہان عرصات مین اپنے محبّون کو جو پاؤنگا
کھڑا ہو عرش کے آگے سبھونکو بخشواؤن گا — پلا کر جام کوثر سب کو جنت پہونچاؤنگا
علی کے دوستون سُن لو شفاعت اِسکو کہتے ہین

نظیر آوے وہ دن جو شاہ کو سب دوستان دیکھین — تو پھر حسنین کے صدقے سے اُنکو ہم بھی وان دیکھین
اور اب دنیا مین آنکھون سے نجف کا آستان دیکھین — سرون پر اپنے وہ دامان عالی سائبان دیکھین
قسم ایمان کی ہم عین راحت اسکو کہتے ہین

در منقبت امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ

نور ظہور خالق اکبر کو کیا لکھون — روح روان جسم پیمبر کو کیا لکھون
دریائے معرفت کے شناور کو کیا لکھون — دونون جہان کے گوہر انور کو کیا لکھون
حیرت مین ہون کہ حیدر صفدر کو کیا لکھون

گر نور اُسکا دیکھ کہون شمس اور قمر — وہ اُسکا ذرّہ نور کا وہ اُسکا فیض بر
تارے تو جو ستارے ہین اُس نقش پا دیر — اور قطب بھی تو اُس سے ہی قائم ہے بے خطر
حیرت مین ہون کہ حیدر صفدر کو کیا لکھون

گر فی المثل مین اُسکو کہون روضۂ جہان — جھکتی ہین بار عجز سے جنت کی ڈالیان
اور جو بھلا مین خوبی رضوان سے دون نشان — سو وہ بھی اُسکے باغ کا ادنیٰ ہی باغبان

حیرت مین ہون کہ حیدرِ صفدر کو کیا لکھون

اور جو کہون کہ چشمۂ آبِ حیات ہے
اُسکے عرق سے جسم کے یہ قطرہ جات ہے
یا خضر ہے تو یہ کوئی کہنے کی بات ہے
اور اُسکی اُسکے فضل سے یار و نجات ہے

حیرت مین ہون کہ حیدر صفدر کو کیا لکھون

اُس شاہ کے اگر لب و دندان کی صفا
سو وہ تو صدقے ہو کے رہا خاک مین گڑا
کہوے کوئی کہ لعل و گہر ہین یہ بے بہا
اور یہ بھی ہو نثار سدا آب مین رہا

حیرت مین ہون کہ حیدر صفدر کو کیا لکھون

شاہا تری جو مدح بناتا ہے اب نظیر
لیکن قلم کو ہاتھ لگاتا ہے جب نظیر
تیرے سوا کسی کا کہاتا ہے کب نظیر
صلوٰۃ پڑھکے یہ ہی سُناتا ہے تب نظیر

حیرت مین ہون کہ حیدر صفدر کو کیا لکھون

در مدح حضرت سلیم چشتی ولی خدا قدس اللہ سرہٗ

ہین دو جہانکے سلطان حضرت سلیم چشتی
سر دفتر مسلمان حضرت سلیم چشتی
عالم کے دین و ایمان حضرت سلیم چشتی
مقبول خاص یزدان حضرت سلیم چشتی

سردار ملک عرفان حضرت سلیم چشتی

برق اسد کی رونق عرش برین تارے
یہ بات جان و دل سے کہتے ہین سب پکارے
گلزار دین کے گلبن اللہ کے سنوارے
تم وہ ولی ہو برحق جو فیض سے تمھارے

عالم ہے باغ و بستان حضرت سلیم چشتی

شاہونکے بادشاہ ہو یا تاج بالوا ہو
خلقت کے رہنما ہو دُنیا کے مقتدا ہو
اور قبلۂ صفا ہو اور کعبۂ ضیا ہو
تم صاحب سخا ہو محبوب کبریا ہو

ہے تم سے زیب امکان حضرت سلیم چشتی

شاہ و گدا ہیں تابع سب تیری مملکت کے
پروردہ ہیں تمہارے سب خوان مکرمت کے
لائق تمہیں ہو شاہا اس قدر و منزلت کے
شاہا شرف تو بخشے خالق کی سلطنت کے
اور تم ہو میر سامان حضرت سلیم چشتی

ہے نام پاک تیرا مشہور شہروں میں
ہیں خلق کی تمہارے خوشبو گل و سمن میں
کرتی ہیں یاد تمکو یہ جانیں ہیں جو تن میں
خدمت میں ہیں تمہاری فردوس کے چمن میں
جنت کے حور و غلمان حضرت سلیم چشتی

کعبہ سمجھکے اپنا مشتاق تیرے در کو
وصاف تیرے ہر دم پاتے ہیں سیم و زر کو
کرتے ہیں آ زیارت دل سے جھکا کے سر کو
پڑھتے ہیں مدح تیری گلشن میں ہر سحر کو
ہر بلبل خوش الحان حضرت سلیم چشتی

ہے سلطنت جہاں کی سب تیرے زیر فرمان
خوان کرم پہ تیرے ہے خلق ساری مہمان
چاکر ہیں تیرے در کے فغفور اور خاقان
ہیں حکم میں تمہارے جن و پری و انسان
ہو وقت کے سلیمان حضرت سلیم چشتی

تم سب سے ہو معظم اور سب سے ہو مکرم
اور خوبیاں جہان کی تم میں ہوئیں مسلم
خلقت ہوئی تمہاری سب نور سے مجسم
ابر کرم سے تیرے دائم ہے سبز و خرم
عالم کا سب گلستان حضرت سلیم چشتی

پشت و پناہ ہو تم ہر اک گدا و شہ کے
منزل پہ آکے پہونچے سالک تمہاری رہ کے
محتاج ہیں تمہارے اک لطف کی نگہ کے
خاک قدم تمہاری اور چشم مہر و مہ کے
ہو روشنی کے سامان حضرت سلیم چشتی

چشم و چراغ ہو تم اب جملہ مومنین کے
بیشک ضیائے دل ہو ہر صاحب یقین کے
روشن ہیں تجھ سے پردے سب آسمان زمین کے
ذرہ نہیں تفاوت تم آسمان ہو دین کے
ہو آفتاب رخشان حضرت سلیم چشتی

عالم ہے سب معطر تیرے کرم کی بو سے
یہ چاہتا ہوں اب میں سو دل لگی رزو سے
حرمت ہے دوستوں کو حضرت تمھارے رو سے
رکھیو نظیر کو تم دو جگ میں آبرو سے
اے موجد ہر احسان حضرت سلیم چشتی

در بیان عرس حضرت سلیم چشتی

ہے یہ مجمع نکو سرشتی کا
بحر ہے عارفوں کی کشتی کا
ذکر کیا یاں گنہ کی زشتی کا
فخر ہے حرف سرنوشتی کا
رشک ہے گلشن بہشتی کا
عرس حضرت سلیم چشتی کا

باغ جنت ہے آج یہ درگاہ
دیکھ رضوان بہاریاں کی واہ
پھول پھولے ہیں فیض کے دلخواہ
دل میں کہتا ہے دمبدم واللہ
رشک ہے گلشن بہشتی کا
عرس حضرت سلیم چشتی کا

یہ تجلی نہ سیم و زر سے ہے
حور و غلمان کی روح تر سے ہے
ابر رحمت کا نور برسے ہے
اور اشارہ یہی نظر سے ہے
رشک ہے گلشن بہشتی کا
عرس حضرت سلیم چشتی کا

صحن درگاہ ہے باغ اور بستان   اور ہین زردوار سب گل وریحان
جی مین سب پھول پھول ہو شادان   یہی کہتے ہین ہر گھڑی ہر آن

رشک ہے گلشن بہشتی کا
عُرس حضرت سلیم چشتی کا

بسکہ خلقت بھری ہے لالون لال   گھر مکان ہے گلون سے مالامال
حُسن راگ اور مشائخونکے حال   بھیڑ غل شور اور یہ قال مقال

رشک ہے گلشن بہشتی کا
عُرس حضرت سلیم چشتی کا

کھل رہا ہے چمن جو فیض بھرا   جھرنا گویا ہے حوض کوثر کا
قدسیان دیکھ وہ بہشت سرا   سب پکارے ہین یون اہاہا

رشک ہے گلشن بہشتی کا
عُرس حضرت سلیم چشتی کا

کتنے درگہ مین فیض اُٹھاتے ہین   کتنے جھرنے مین جا نہاتے ہین
کتنے نذر ونیاز لاتے ہین   کتنے خوش ہو یہی سناتے ہین

رشک ہے گلشن بہشتی کا
عُرس حضرت سلیم چشتی کا

عُرس درگاہ کے جو دیکھی واہ   اور ہی گل کھلے ہین خاطر خواہ
بلبلونکی طرح چہک کر آہ   سب یہی کہہ رہے ہین کرکے نگاہ

رشک ہے گلشن بہشتی کا   عُرس حضرت سلیم چشتی کا

ہے بہم وردو رکا عالم
سب خوشی ہوکے جون گل شبنم
سبز و سُرخ و سفید و زرد بہم
دیکھ شیرین یہ کہتے ہین ہردم

رشک ہے گلشن بہشتی کا
عُرس حضرت سلیم چشتی کا

بھیڑ انبوہ خلق کی تکثیر
طفل و پیر و جوان غریب و فقیر
بادشاہ و گدا و میر و وزیر
پر سبھو نکی زبان پہ یہ تقریر

رشک ہے گلشن بہشتی کا
عُرس حضرت سلیم چشتی کا

کتنے دامن سمین بھی پھرتے ہین
شوخ گل پیرہن بھی پھرتے ہین
غنچہ لب گلبدن بھی پھرتے ہین
دلربا دل شکن بھی پھرتے ہین

رشک ہے گلشن بہشتی کا
عُرس حضرت سلیم چشتی کا

کتنے نظرون سے زخمی ہوتے ہین
کتنے اُلفت کے تخم بوتے ہین
کتنے دل اپنا مفت کھوتے ہین
کتنے موتی کھڑے پروتے ہین

رشک ہے گلشن بہشتی کا
عُرس حضرت سلیم چشتی کا

جانشین ہین جو صاحب مسند
اُنکی خوبی نظیر ہے بے حد
عارف الحق میان علی احمد
سب جھکا رہے ہین خلق بیحد و عد

رشک ہے گلشن بہشتی کا
عُرس حضرت سلیم چشتی کا

دربیان کلمہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

رکھ اپنے دلمین اے آدم کے بن کلمہ محمدؐ کا
پڑھے ہین سب پری اور دیو جن کلمہ محمدؐ کا
اور اپنی انگلیون اوپر بھی گن کلمہ محمدؐ کا
مسلمان ہے تو مت بھول ایک چھن کلمہ محمدؐ کا
پڑھا کر صدق دل سے راتدن کلمہ محمدؐ کا

اسی کلمہ سے کھلتا ہے سدا جنت کا ہر اک در
اسی کلمے کو پڑھتے ہین چمن کے پھول سب کھلکر
یہی کلمہ لکھا ہے عرش اور کرسی کے ماتھے پر
یہ سب کلمون سے بہتر ہے یہ سب کلمون سے ہے برتر
پڑھا کر صدق دل سے راتدن کلمہ محمدؐ کا

یہ وہ کلمہ ہے جس کا ہے رہا ارمان نبیونکو
اسے حور و ملک غلمان پڑھے ہین ہر سحر منھ کو
اسی کلمے کے پڑھنے سے گئے ہین لوگ عارف ہو
وہ بیشک جنتی ہین ایک باری جو پڑھین اسکو
پڑھا کر صدق دل سے راتدن کلمہ محمدؐ کا

اسی کلمے کی برکت سے تو یان بھی سلامت ہے
پڑھے گا جو اسے اسکا دل و جان بھی سلامت ہے
اگر یانسے تو جاویگا تو پھر وان بھی سلامت ہے
اسی کی عاقبت بھی خیر و ایمان بھی سلامت ہے
پڑھا کر صدق دل سے راتدن کلمہ محمدؐ کا

اسی کے نور سے خورشید کہلاتا ہے نورانی
اسی کلمہ کے باعث دین و دنیا مین ثنا خوانی
اسی کلمہ کے باعث چاند کی روشن ہے پیشانی
اسی کلمہ کو پڑھتے ہین فلک ارض و ہون پانی
پڑھا کر صدق دل سے راتدن کلمہ محمدؐ کا

اسی کلمہ سے اے دل ہین زمین و آسمان روشن
اسی کلمہ سے ہین جنت کے باغ اور باغبان روشن
مہ و خورشید تارے عرش و کرسی لامکان روشن
غرض جنت تو کیا اس سے تو ہین دونون جہان روشن
پڑھا کر صدق دل سے راتدن کلمہ محمدؐ کا

چلیگا چھوڑ کر تو جسگھڑی یہ عالم فانی
پڑیگا قبر کے جا کر اندھیرے میں ہو زندانی
نکیر و منکر آکر جب کرینگے تجھسے طغیانی
یہی کلمہ کرے گا وان تری مشکل کی آسانی

پڑھا کر صدق دل سے راتدن کلمہ محمدؐ کا

اسی کلمہ نے عزرائیل کی ہیبت کو ٹالا ہے
اسی کلمہ نے تنگی کو لحد کی کھول ڈالا ہے
پڑیگا قبر کا تجھپر میان وہ دن جو کالا ہے
یہی کلمہ ترا وان بھی اندھیرے کا اُجالا ہے

پڑھا کر صدق دل سے راتدن کلمہ محمدؐ کا

صف محشر مین جب دہشت کا تجھپر وار اُتریگا
یہی کلمہ ترا اُس جا رفیق اور یار اُترے گا
گناہونکا ترا جتنا ہے بوجھ اور بھار اُتریگا
اسی کلمہ کی دولت سے میان تو پار اُتریگا

پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

یہان جب پل صراط اوپر تو اپنا پیر جائے گا
تو وہ تلوار کی ہو دھار تیرا پاؤن کھائے گا
لگے گا جب تو وان گرنے تو یہ کلمہ بچائے گا
یہی بازو پکڑے گا یہی تجھکو سنبھالے گا

پڑھا کر صدق دل سے راتدن کلمہ محمدؐ کا

سوا نیزے کے اوپر جسگھڑی ہوگا آفتاب آیا
ہر اک گرمی کی تابش سے پھریگا سخت گھبرایا
پڑیگا جب ترے تن پر بھی شعلہ اُسکا گرمایا
یہی کلمہ چتر بنکر کریگا تجھپہ وان سایا

پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

تلینگے جب وہان سب عمل میزان کے پلّے پر
جو ہلکے ہین پڑینگے آتشین گرز انکے کلّے پر
تجھے تولینگے جسدم اُس ترازو کے محلّے پر
یہی کلمہ میان وان بھی ترے ہوویگا پلّے پر

پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

جو پورے ہین میان اُنکی تو ہوگی گرم بازاری
کمی ہے جنس جنکی اُنکی وان ہوگی بڑی خواری

ترا اپنا کبھی جب کرنے لگا وان جا سنگساری — یہی کلمہ بناویگا ترے پلّے کو وان بھاری
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

پڑیگا العطش کا شور اُس میدان مین جب آگر — پھرینگے پانی پانی کرتے مارے پیاس کے اکثر
ترے بھی جب لگینگے سوکھنے تالو زبان یکسر — یہی کلمہ تجھے پانی پلاویگا میان بھر بھر
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

یہی کلمہ تجھے دیدار حق کا بھی دکھاویگا — محمدؐ کی شفاعت سے بھی تجھکو بخشواویگا
بہشتی کرکے حلّہ نور کا تجھکو پنہاویگا — بڑی عزت بڑی حرمت سے جنت مین لیجاویگا
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

یہی کلمہ تجھے وان جام کوثر کا پلاویگا — یہی کلمہ تجھے گلزار جنت کے دکھاویگا
یہی کلمہ ترا مُنھ چاند سا روشن بناویگا — یہی کلمہ ترے ہر وقت وان پر کام آویگا
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

یہی کلمہ نجات اور مغفرت کا ہے ترے چارا — اسی کلمہ سے تیری روح ہوگی عرش کا تارا
اِسی کلمہ سے ہم تم سب گنہگاروں کا چھٹکارا — اسی کلمہ سے ہوگا دین اور دنیا مین نستارا
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

میان اب جو یہ کلمہ ہے یہ حق کی خاص رحمت ہے — یہ صدقے سے رسول اللہؐ کی ہم پر عنایت ہے
اسی سے یان نظیرؔ عزت اِسی سے وان شفاعت ہے — یہی سب مومنوں کے واسطے افضل عبادت ہے
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

راکھی

چلی آتی ہے اب تو ہر کہین بازار کی راکھی — سُنہری سبز ریشم زرد اور گلنار کی راکھی

بنی ہے گو کہ نادر خوب ہر سرداری کی راکھی   سلونو نمین عجب رنگین ہے اُس دلدار کی راکھی
نہ پہونچے ایک گل کو یار جس گلزار کی راکھی

عیان ہے اب تو راکھی بھی چمن بھی گل بھی شبنم بھی   جھمک جاتا ہے موتی اور جھلک جاتا ہے ریشم بھی
تماشا ہے اہاہا ہا غنیمت ہے یہ عالم بھی   اُٹھانا ہاتھ پیارے واہ وا ٹک دیکھ لین ہم بھی
تمہاری موتیونکی اور زر کے تار کی راکھی

مچی ہے ہر طرف کیا کیا سلونو کی بہار اب تو   ہر اک گلرو پھرے ہے راکھی باندھے ہاتھ مین خوش ہو
ہوس جو دل مین گذری ہے کہون کیا آہ مین تمکو   یہی آتا ہے جی مین بن کے باہمن آج تو یارو
مین اپنے ہاتھ سے پیارے کے باندھون پیار کی راکھی

ہوئی ہے زیب و زینت اور خوبان کو تو راکھی سے   تو لیکن تمسے اے جان اور کچھ راکھی کے گل بھولے
دوانی بلبلین ہون دیکھ گل چننے لگین تنکے   تمہارے ہاتھ نے مہندی نے انگشتون نے ناخن نے
گلستان کی چمن کی باغ کی گلزار کی راکھی

ادا سے ہاتھ اُٹھتے ہین گل راکھی جو ہلتے ہین   کلیجے دیکھنے والونکے کیا کیا آہ اُچھلتے ہین
کہان نازک یہ پہونچے اور کہان یہ رنگ ملتے ہین   چمن مین شاخ پر کب اسطرح کے پھول کھلتے ہین
جو کچھ خوبی مین ہے اُس شوخ گل رخسار کی راکھی

پھرین ہین راکھیان باندھے جو ہر دم حسن کے مارے   تو اُنکی راکھیون کو دیکھ اے جان چاؤ کے مارے
پہن زنار اور قشقہ لگا ماتھے اوپر بارے   نظیر آیا ہے باہمن بنکے راکھی باندھنے پیارے
بندھا لو اُس سے تم ہنسکر اب اس تہوار کی راکھی

مخمس ہولی

قاتل جو میرا اوڑھے اک سرخ شال آیا   کھا کھا کے پان ظالم کر ہونٹھ لال آیا

گویا نکل شفق سے بدر کمال آیا — جب منھ میں وہ پریرو ملکر گلال آیا
اک دم تو دیکھ اسکو ہولی کو حال آیا

عیش و طرب کا ساماں ہے آج سب گھر اسکے — اب تو نہیں ہے کوئی دنیا میں ہمسر اسکے
از ماہ تا بماہی بندے ہیں بے زر اسکے — کل وقت شام سورج ملنے کو منھ پر اسکے
رکھکے شفق کے سر پر طشت گلال آیا

خالص کہیں سے تازی اک زعفران منگاکر — مشک و گلاب میں بھی ملکر اسے بساکر
شیشے میں بھر کے نکلا چپکے لگا چھپاکر — مدت سے آرزو تھی اک دم اکیلا پاکر
اک دن صنم پہ جاکر میں رنگ ڈال آیا

ارباب بزم پھر تو وہ شاہ اپنے لیکر — سب ہمنشیں حسب دلخواہ اپنے لیکر
چالاک چست کافر گمراہ اپنے لیکر — دس بیس گلرخوں کو ہمراہ اپنے لیکر
یوہیں بھگونے مجھکو وہ خوش جمال آیا

عشرت کا اسگھڑی تھا اسباب سب مہیا — بہتا تھا حسن کا بھی اسجا یہ ایک دریا
ہاتھوں میں دلبروں کے ساغر کسی کے شیشا — کمروں میں جھولیوں میں سیروں گلال باندھا
اور رنگ کی بھی بھر کر مشک و پکھال آیا

عیاری سے پہلے اپنے تئیں چھپا کر — چاہا کہ میں بھی نکلوں انمیں سے چھٹ چھٹاکر
دوڑے گئے یہ کہکر جاتا ہے دم چھپا کر — اتنے میں گھیر مجھکو اور شور و غل مچاکر
اسدم گھر گھر تک رنگ و گلال آیا

یہ چہل تو کچھ اپنی قسمت سے بچ رہی تھی — یہ آبرو کے پردے حرمت سے بچ رہی تھی
کیسا سماں تھا کیسی شادی سی مچ رہی تھی — اسوقت میرے سر پہ اک دھوم مچ رہی تھی

اِس دھوم مین بھی مجھکو جو کچھ خیال آیا

لازم نہ تھی یہ حرکت اے خوش سیر تجھکو
کرتے ہین اب ملامت خرد و کبیر تجھکو
اظہر ہے سب کہے ہین مل کر شریر تجھکو
لاحول پڑھکے شیطان بولا نظیر تجھکو
اب ہولی کھیلنے کا پورا کمال آیا

مخمس

چمن مین آج نسیم بہار آ پہونچی
صدائے قمری و صوت ہزار آ پہونچی
نوید نکہت گل بے شمار آ پہونچی
جنونکے فوج کی دلپر پکار آ پہونچی
ہزار شکر کہ فصل بہار آ پہونچی

گئی نسیم کے ہاتھون نکلکے باد سموم
تمام صحن چمن مین عجب مچی ہے دھوم
گھٹا مین ابر بہاری کی تُل رہی ہین جھوم
اِدھر گلونکے اوپر بلبلین کرین ہین ہجوم
اُدھر سے مست صفت گلعذار آ پہونچی

چمن کی سیر کو آئے ہین ملکے بادہ کشان
نکالتے ہین نشے مے کے دلکا سب ارمان
ہوا ہے بادہ کشی کا بھی خوب سا سامان
ہوئی ہے گرم چمن بیچ مغبچونکی دکان
شراب و شیشہ و ساغر کی یار آ پہونچی

کھلے ہے چارون طرف زو تختۂ گلزار
خبر سنی ہے کہ آتا ہے وہ گل بے خار
چلے ہے سرد صبا اور نسیم عنبر بار
گئی مصیبت روز فراق سب اک بار
کہ اب قریب شب وصل یار آ پہونچی

کوئی ہے وصف کرے گل کی تاجداری کا
نہین یہ وقت مری جان اضطراری کا
کسی کو ذکر ہے بلبل کی بیقراری کا
نہین یہ وقت مری جان آہ و زاری کا

خوشی ہو اب کہ حدِ انتظار آپہونچی

خمسہ بر غزل خود

قمر خجل ہوا خونکی جھلک نہ دیکھ سکا
سنہرے رنگ کی کندن ڈلک نہ دیکھ سکا
گہر بھی لب کے سجن کی ڈھلک نہ دیکھ سکا
ترے جمال کی سورج جھلک نہ دیکھ سکا
کھلی نقاب رہی جب تلک نہ دیکھ سکا

ترے الم مین نہو دخل سو مہورت کو
نہ ہمسری ہو کبھی صاف سے کدورت کو
ملاپ تجھ سے کہان آب و گل کی صورت کو
تو وہ ہے نور سراپا کہ تیری صورت کو
بشر تو کیا ہے مریجان ملک نہ دیکھ سکا

غم فراق مین جینے سے ہم جو اُکتائے
ندان یار کے کوچے مین جا کے کام آئے
تو وان بھی ذرّے ہمارے ہوا نے اُڑوائے
گلی کی خاک بھی ہو کر نہ ٹھہرنے پائے
ہمین تو آہ فلک یان تلک نہ دیکھ سکا

ہوا ہون سوکھ کے کانٹا مین ہجر مین رو رو
نہ بال اور کمر اب مرے مقابل ہو
کمال ضعف کا اپنے کہون مین کیا یارو
یہ ناتوان ہون کہ آیا جو یار ملنے کو
تو صورت اُسکی اُٹھا کر پلک نہ دیکھ سکا

پڑا ہے آہ مجھے جب سے شوخ سے پالا
نہ جی کو چین ہوا اور نہ دل نے سُکھ پایا
لگا لگا کے نگاہونکا تیر اور بھالا
گھڑی تو دلکو بیدھا گھڑی جگر چھیدا
کبھی خوشی مجھے وہ اِک پلک نہ دیکھ سکا

ابھی تو آہ خمونمین شراب ہے باقی
سبھونکی عیش کی یان ہو رہی ہے بیباقی
ہمارے یار کو خاطر یہ چین مشتاقی
لگا گھٹا نے جواب مے کو دمبدم ساقی

ہمارے جام کی شاید جھلک نہ دیکھ سکا

کبھی ادھر کو جو قاصد ترا گذر ہووے
تو آہ بھر کے یہ کہیو تو اُس پری رو سے
ویا کہ راہ مین جاتے کہین وہ تجھسے ملے
نظیر تجھسے نہ ہوتا کبھی جدا پیارے

مگر یہ عشق حسد سے فلک نہ دیکھ سکا

ولہ در بیان بے ثباتی مراتب دُنیا

گر بادشہ ہو کر عمل مُلکوں پہ ہوا تو کیا ہوا
غل شور ملک و مال کا کوسون ہوا تو کیا ہوا
دو دن کا نرسنگا بجا بھون بھون ہوا تو کیا ہوا
یا ہو فقیر آزاد کے رنگوں ہوا تو کیا ہوا

گر یون ہوا تو کیا ہوا اور وون ہوا تو کیا ہوا

دو دن تو یہ چرچا ہوا ہاتھی ملا ہاتھی ملا
آگے نقارہ اور نشان پیچھے کو فوجون کا پرا
بیٹھا اگر ہودے کے اوپر یا پالکی مین جا چڑھا
دیکھا تو پھر اک آن مین ہاتھی نہ گھوڑا نے گدھا

گر یون ہوا تو کیا ہوا اور وون ہوا تو کیا ہوا

یا عشرتون کے ٹھاٹھ تھے اور عیش کے اسباب تھے
یا بیکسی کے درد سے بیحال تھے بیتاب تھے
ساقی صراحی گلبدن جام شراب ناب تھے
یا اضطراب حال سے وہ صورت سیماب تھے

گر یون ہوا تو کیا ہوا اور وون ہوا تو کیا ہوا

یا ایک دن وہ دھوم تھی نکلے تھا جب اسوار ہو
یا ایک دن دیکھا اُسے تنہا پڑا پھرتا ہے وہ
ہر دم پکارے تھا نقیب آگے بڑھو پیچھے رہو
بس کیا خوشی کیا ناخوشی یکساں ہے سب ہیں دن وہ دو

گر یون ہوا تو کیا ہوا اور وون ہوا تو کیا ہوا

یا نعمتیں کھاتا رہا دولت کے دستر خوان پر
یا بندہ جھولی بھیک کی ٹکڑا نہ آیا تو نظر
میوہ مٹھائی یا مزے حلوا سے تر شیر و شکر
ہو گیا پھر نے لگا ٹکڑوں کی خاطر در بدر

گر یون ہوا تو کیا ہوا اور وون ہوا تو کیا ہوا

گر اک مصیبت مین رہا اور دوسرا شاد ہے
یا لذتین یا راحتین یا ظلم یا بیداد ہے
وان عیش عشرت کے مزے یان نالۂ فریاد ہے
کچھ رہ نہین جاتا میان آخر کو سب برباد ہے
گر یون ہوا تو کیا ہوا اور وون ہوا تو کیا ہوا

جو عشرتین اگر ملین تو بھی وہ گزر جانا میان
یان سکھ مین یا دکھ مین غرض یان ہے گذر جانا میان
جو درد دکھ اگر پڑین تو بھی وہ پھر جانا میان
یان چار دن کی زندگی آخر کو مرجانا میان
گر یون ہوا تو کیا ہوا اور وون ہوا تو کیا ہوا

اب دیکھ کسکو شاد ہو اور کسپہ آنکھین نم کرے
یا دلکو رکھے کھینچکر یا درد دکھ مین کم کرے
یہ دل بچارا ایک ہے کس کس کا اب ماتم کرے
یان کا ہی طوفان ہے اب کسکی جوتی غم کرے
گر یون ہوا تو کیا ہوا اور وون ہوا تو کیا ہوا

گر تو نظیر اب مرد ہے ہر حال مین بھی شاد ہو
آزادگی بھی دیکھ یہ جنجال مین بھی شاد ہو
دستار مین بھی ہو خوشی رومال مین بھی شاد ہو
اس حال مین بھی شاد ہو اس حال مین بھی شاد ہو
گر یون ہوا تو کیا ہوا اور وون ہوا تو کیا ہوا

در بیان ہولی

جدا نہ ہمسے ہو اسے خوش جمال ہولی مین
ہر ایک عیش سے ہیگا بحال ہولی مین
کہ یار پھرتے ہین یارونکی نال ہولی مین
بہار اور کچھ انکی ہے سال ہولی مین
مزا ہے سیر ہے ہر سو کمال ہولی مین

سمجھو نکے عیش کو پھاگن کا یہ مہینا ہے
طلا کا زرد کنے سر بسر خزینہ ہے
سفید و زرد مین لیکن کمال کینہ ہے
سفید پاس فقط سیم کا دفینہ ہے
ہر ایک دل مین ہے رستم و زال ہولی مین

کہا سفید سے آخر کو زرد نے یہ پیام — کہ اے سفید تو اب چھوڑ دے جہاں کا مقام
مین آیا اب تو مرا بندوبست ہوگا تمام — تو مجھسے آنکے مل چھوڑ اپنی ضد کا کلام
وگرنہ کھینچے گا تو انفعال ہولی مین

ملے گا مجھسے تو مین تجھکو پھر بڑھاؤن گا — بنا کے آپ سا پاس اپنے بٹھاؤن گا
کہا سفید نے مین مطلقاً نہ آؤن گا — تجھی کو بعد کئی دن کے مین بھگاؤن گا
تو اپنا دیکھیو کیا ہوگا حال ہولی مین

یہ سنکے طیش مین آ زرد کا سپہ سالار — چڑھ آیا فوج کو لیکر سفید پر یکبار
ادھر سفید بھی لڑنے کو ہوکے آیا سوار — صفین مقابلہ دونون کی جب ہوئین تیار
ہوا کرخت جواب و سوال ہولی مین

پلا ادھر سے سفید اور ادھر سے زرد بہار — گھٹا مین رنگ برنگ فوجونکی جھلکین سنسار
پکھالین مشکین چھٹین رنگ کی پڑی بوچھار — اور چار طرف سے پچکاریونکی مارا مار
اڑا زمین سے زمان تک گلال ہولی مین

یہان تو دونون مین آپسمین ہو رہی تھی جنگ — ادھر سے آیا جو اک شوخ باغ رخ گل رنگ
ہزارون نازنین معشوق اور اسکے سنگ — نشہ مین مست کھلی زلف جوڑے رنگ برنگ
کہا کہ پوچھو تو کیا ہے یہ حال ہولی مین

کہا کسی نے کہ اے بادشاہ مہرویان — سفید و زرد یہ آپس مین لڑ رہے ہین یہان
یہ سن کے آپ وہ دونونکے آگیا درمیان — ادھر سے تھامنا اسے اور ادھر سے اسکو کہان
تم اسقدر نہ کرو اختلال ہولی مین

کہا تمھاری خصومت کا ماجرا ہے کیا — کہا سفید نے ناحق یہ زرد ہے لڑتا

یہ حسن کے اُسنے وہین پہنا اِک سنگا جوڑا
پھر اپنے ہاتھ سے جوڑے کو چھڑکوان رنگا
کہا کہ دونون رہو شامل حال ہولی مین

پھر اپنے تن مین جو پہنا وہ خلعت رنگین
سبھونکو حکم ہوا تم بھی پہنو اب یو ہین
ہزارون لڑکون نے پہنے وہ جوڑے پھر و ہین
پکاری خلق کہ انصاف چاہیے یونہین
ہوا پھر اور ہی حسن و جمال ہولی مین

میان مین کیا کہون پھر اس مزے کی تھی بہار
جدھر کو آنکھ اٹھا کر نظر کرو اکبار
ہزارون باغ روان ہین کرورون ہین گلزار
چمن چمن پڑے پھرتے ہین سرو گل رخسار
عجب بہار کے ہین نونہال ہولی مین

جو لہر حسن کی ہے موج مار چلتی ہے
علم لیے ہوے آگے بہار چلتی ہے
اگاڑی مست صف گلعذار چلتی ہے
پچھاڑی عاشقون کی سب قطار چلتی ہے
سبھونکے دل مین خوشی کا خیال ہولی مین

گلال عبیر سے کتنے بھرے ہین جو پائے
تمام ہاتھون مین گڑوے بھی رنگ کے لائے
کوئی کہے ہے کسی سے کہ ہم بھی لو آئے
تو اُس سے کہتا وہ ہنسکر کہ آ مری جائے
ہنسی خوشی کا ہے قال و مقال ہولی مین

اسی بہار سے گوکل پورے مین جا پہونچے
اور منڈی نائی کی ور سید خانگی منڈی سے
سب عام گنج مین شاگنج و تاگنج پھرے
ہین شہر مین نہین اور گرد شہر کے رستے
ہوا ہجوم کا بہر کمال ہولی مین

سبھونکو لیکے کنارہی ترار مین آئے
پھر موتی کٹرہ محلے کے لوگ سب دھائے
کہ میل منڈی وینی گلی کے بھی آئے
جہان تہانسے یہ گھر کے لوگ سب دھائے

کہ بینوا اونکے دیکھین جمال ہولی مین

ہوئی جو سب مین شریف و رذیل مین چہلی	تو پہلے رنگ کی پچکاریونکی مار ہوئی
کسی کا بھر گیا جامہ کسیکی پگڑی بھری	کسی کے منھ پہ لگائی گلال کی مٹی

تو رفتہ رفتہ ہوئی پھر یہ چال ہولی مین

گھٹائین مشک پچھالونکی جھوم کر آئین	سنہری بجلیان پچکاریون کی چمکائین
صبا نے رنگ کی بوچھارین آکے برسائین	ہوا نے آنکے ساونون کی جھڑیان سنوائین

لگے برسنے کو مشک دیکھال ہولی مین

ادھر گلال کا بادل بھی چھا گیا گھنگھور	صدائے رعد ہوئی ہر کسی کا غل اور شور
یہ لڑکے نازنین پیسے ہین کوکلا جون مور	تمام رنگ کی بوچھار سے ہے شورابور

عجب ہے رنگ لگی برشکال ہولی مین

لگا کے چوک سے اور چارسو تلک دیکھا	کہ جا گہ ایک بھی تل دھرنے کی نہین ہے ذرا
تمام بھیڑ سے ہر طرف بند ہے رستا	تس اوپر رنگ کا بادل ہے اسقدر برسا

کہ ہر گلی مین بہا ڈھول کھال ہولی مین

نظیر ہولی تو ہے ہر نگر مین اچھی خوب	ولیک ختم ہوا آگرے پہ یہ اسلوب
کہان ہین ایسے صنم اور کہان ہین یہ محبوب	جنھوں کے دیکھتے عاشق کا ہووے تازہ قلوب

تری نرالی ہے یان چال ڈھال ہولی مین

در بیان عشرت ایام طفلی

کیا وقت تھا وہ ہم تھے جب دودھ کے چھورے	ہر آن آنچلون کے ممور تھے کٹورے
پانوین کاٹے ٹیکے ہاتھون مین نیلے ٹوڑے	یا چاندسی ہو صورت یا سانورے و گورے

کیا سیر دیکھتے ہین یہ طفل شیرخورے

گل کی طرح سے ہر دم سینے پہ پھولتے تھے   پی پی کے دودھ ماںکا خوش ہو کے جھولتے تھے
ماں باپ انکی خدمت سر پر قبولتے تھے   ہاتھوں میں کھیلتے تھے جھولوں میں جھولتے تھے

کیا سیر دیکھتے ہین یہ طفل شیرخورے

نے دوستی کسی سے نے دلمین اُنکے کینا   جانین نہ بے قرینا نے سمجھین کچھ قرینا
نے گرمیوں سے واقف نے جانتے پسینا   چھاتی سے ماںکی لپٹے خوش اُن کو دودھ پینا

کیا سیر دیکھتے ہین یہ طفل شیرخورے

جو دیکھے اُنکی صورت لے پیار سے کھلاوے   ہاتھوں اوپر اُچھالے اور چھیڑ کر ہنساوے
چومے کبھی دہن کو چھاتی کبھی لگاوے   کوئی چوسنی مُنھ مین دیوے کوئی جھنجھنا لگاوے

کیا سیر دیکھتے ہین یہ طفل شیرخورے

چھوٹا سا کوئی اُنکا کرتا نکالتا ہے   یا چھوٹی چھوٹی ٹوپی سر پر سنبھالتا ہے
ماں دودھ ہے پلاتی اور باپ پالتا ہے   نانا گلے لگاوے دادا اُچھالتا ہے

کیا سیر دیکھتے ہین یہ طفل شیرخورے

کیا عمر ہے عزیزو اور کیا یہ وقت ہیگا   جب گھٹنیوں پہ آئے پھر اور کچھ تماشا
پاؤن چلے تو واں سے پھر اور پیار ٹھہرا   سب زندگی کا حظ ہے اُنکو نظیر اہاہا

کیا سیر دیکھتے ہین یہ طفل شیرخورے

خمسہ بر غزل حافظ رحمۃ اللہ علیہ

آمد نگار دلبر شیرین کلام ما   رشک ارم ز نزہت او شد مشام ما
زد روزگار سکۂ دولت بنام ما   ساقی بہ نور بادہ برافروز جام ما

مطرب بگو کہ کارِ جہان شد بکامِ ما

زاہد تو کم خوری سے کریں تن کو اپنے کاست — ہم رند پی شراب کریں عیش و لکے راست
جسدم کہ آگے ہوویگا دیوانِ حشر راست — ترسم کہ صرفہ نبرد روزِ باز خواست
نانِ حلالِ شیخ ز آبِ حرامِ ما

جامے ز دستِ ساقی رنگین کشیدہ ایم — غم را بہ پشتِ پا زدہ عشرت خریدہ ایم
زاہد خبر ندارد ازان گل کہ چیدہ ایم — ما در پیالہ عکسِ رُخِ یار دیدہ ایم
اے بے خبر ز لذتِ شُربِ مدامِ ما

چرخ و فلک جہاں مین خرامندہ شد بہ عشق — شمس و قمر بھی نور مین تابندہ شد بہ عشق
قائم وہی رہیگا جو پایندہ شد بہ عشق — ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بہ عشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ ما

کیا کیا کرین ہین ناز و ادا سیمتن بیان — آوے ابھی وہ شوخ تو ہوجاوین سب نہان
دیکھا جو خوب سب ہین وہ ٹھوکے کی ٹٹیان — چندان بود کرشمہ و نازِ سہی قدان
کاید بجلوہ سروِ صنوبر خرامِ ما

زاہد ہمین خدا نے کیا ہے جو مے پرست — مستِ الست ہم ہین نہین آجکل کے مست
دیکھیں ہیں کسطرح کی تری ہے نگاہ مست — مستیِ چشمِ شاہدِ دلبندِ ما خوش است
زان رو سپردہ اند بہ مستی قیامِ ما

جیسے جدا ہوا فلکِ حسن کا وہ چاند — روتے ہی روتے ہمکو یہ گذرا تمام چاند
مثلِ نظیر ہجر کی سختی سے ہو کے ماند — حافظ ز دیدہ دانۂ اشکے ہمی فشاند
باشد کہ مرغِ وصل کند قصدِ دامِ ما

خمسۂ دیگر بر غزل حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ

کیست تا آن ساقیِ گلفام را — از من بیدل دہد پیغام را
تشنہ لب نگذار این ناکام را — ساقیا برخیز و در دہ جام را
خاک بر سر کن غم ایام را

گو کہ مے پینے سے ہین بدنامیان — عزت و حرمت کا جاتا ہے نشان
ہم تو سمجھے ہین پلا ساقی میان — گرچہ بدنامیست نزد عاقلان
ما نمے خواہیم ننگ و نام را

دیکھکر نالے ہمارے شعلہ زن — عابد و زاہد کے بھولے مکر و فن
کیون نہ اب جل جلکے ہون دشمن کے تن — دود آہ سینۂ سوزان من
سوخت این افسردگان خام را

یہ جو مین پہنا ہے جبہ سر بسر — ہے بھرا اس مین سراپا مکر و شر
رب خدا کے واسطے اے مغ پسر — ساغر می بر کفم نہ تا ز سر
برکشم این دلق ازرق فام را

تنگ دارم منزل و ماوائے خود — کردہ ام کوئے مغان را جائے خود
عاشقم بر طرز بے پروائے خود — محرم راز دل شیدائے خود
کس نمی بینم ز خاص و عام را

یہ جو یان خوبان بکے ہین تند دست — دل کو لیتے ہین بصد افسون و دست
انکا مین عاشق نہین اے خود پرست — با دلارامے مرا خاطر خوش است
کز دلم یکبارہ برد آرام را

عشق مین آرام دل ہوتا ہے کب
کوئی دن مثل نظیر اس غم مین اب
یان تو ہر دم غم ہے اور رنج وتعب
صبر کن حافظ بہ سختی روز و شب
عاقبت روزے بیابی کام را

خمسۂ دیگر

تا کے بدلق وسبحہ کنی فکر دام را
بگذار یک نفس تو چنین مکر خام را
آری بحلقہ درکف خود خلق عام را
صوفی بیا کہ آئینہ صافست جام را
تا بنگری صفائے مے لالہ فام را

یہ صید گاہ عشق ہے دیر و حرم نہین
باز آ تو اس خیال سے سنتا ہے ہمنشین
یان لاکھون جال اُڑ گئے اور سیکڑون کہین
عنقا شکار کس نہ شود دام باز چین
کانجا ہمیشہ باد بدست ست دام را

کیفیت شراب زہے پرست پرس
سیر جہان نہ از دل و از عقل پست پرس
یا آنکہ در ازل شدہ جائے بدست پرس
راز درون پردہ ز رندان مست پرس
کین حال نیست صوفیِ عالی مقام را

گر زیر آسمان تجھے فرصت ہے ایک جو
گرچہ شراب ناب کی اسجا لگی ہے لو
کر اپنے دل کے عیش تو اک ایک دم مین سو
در بزم دور یک دو قدح درکش و برو
یعنی طمع مدار وصال دوام را

کھو کر جوانی کو جو ہوا یار اب قریش
آتا ہے تجھکو دیکھ مرے جی مین اب تو طیش
پیری کا اب تو آن پڑا تیرے سر پہ جیش
اے دل شباب رفت نچیدی گلے ز عیش
پیرانہ سر مکن ہوس ننگ و نام را

پیر مغان نے جب سے دیے جام نو بنو
جب سے کلاہ دان و مصلا ہوا گرو
مثل نظیر اب تو لگی دل کو مے کی لو
حافظ مرید جام مے ست اے صبا برو
وز بندہ بندگی برسان شیخ جام را

در بیان اُمس

کیا ابر کی گرمی مین گھڑی پہر ہے اُمس
گرمی کے بڑھانے کی عجب لہر ہے اُمس
پانی سے پسینون کی بڑی نہر ہے اُمس
ہر باغ مین ہر دشت مین ہر شہر ہے اُمس
برسات کے موسم مین نپٹ زہر ہے اُمس
سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اُمس

گھٹنے تو اِس اُمس کے تئین کہتے ہین گرمائو
یعنی کہ گھرا ابر ہو اور آکے رُکی باؤ
اُس وقت تو پڑتا ہے غضب جانمین گھبراؤ
دل سینے مین بیکل ہو یہی کہتا ہے کھاتاؤ
برسات کے موسم مین نپٹ زہر ہے اُمس
سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اُمس

بدلی کے جو گھر آنے سے ہوتی ہے ہوا بند
پھر بند سے گرمی وہ غضب پڑتی ہے یکچند
پنکھے کوئی پکڑے کوئی کھولے ہے گھبرا بند
دم رُک کے گھُلا جاتا ہے کر جیسے ہر اک بند
برسات کے موسم مین نپٹ زہر ہے اُمس
سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اُمس

ادہر تو پسینون سے پڑی بھیگے ہین کھاٹین
گرمی اُدھر میل کی کچھ چیونٹیان کاٹین
کپڑا جو پہنیے تو پسینے اُسے پاٹین
ننگا جو بدن رکھیے تو پھر مکھیان چاٹین
برسات کے موسم مین نپٹ زہر ہے اُمس
سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اُمس

رکنے سے ہوا کے جو بُرا ہوتا ہے احوال
دم دھوکنے لگتا ہے لُہارونکی گویا کھال
پنکھا کوئی آنچل کوئی دامن کوئی رومال
کچھ روح کو بیتابیان کچھ جان کو جنجال

برسات کے موسم مین نپٹ زہر ہے اُمس
سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اُمس

گھبرا کے کبھی آتا ہے دم جاتا ہے پھولا
آتا ہے کبھی ہوش کبھی جاتا ہے بھولا
آرام جو دل کا ہے سبھی جاتا ہے بھولا
کپڑے بھی بُرے لگتے ہین جی جاتا ہے بھولا

برسات کے موسم مین نپٹ زہر ہے اُمس
سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اُمس

ہوتی ہے اُمس جو کبھی اک رات کو آکر
ادھر تو ہوا بند اُدھر پسو د مچھر
گر ڈالتی ہے پھر تو قیامت ہی مقرر
پانی کوئی پیوے تو وہ اوٹھن سے بھی وہ تیز

برسات کے موسم مین نپٹ زہر ہے اُمس
سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اُمس

جس وقت ہوا بند ہو اور آگے گھٹا چھائے
اوڑھو تو پسینا جو نہ اوڑھو تو غضب آئے
پھر کیسے دل اُس گرمی مین کسطرح نہ گھبرائے
لیٹو کبھی مچھر کبھی کھٹمل ہی لپٹ جائے

برسات کے موسم مین نپٹ زہر ہے اُمس
سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اُمس

گر اس مین ہوا کھل گئی اور پانی بھی لائی
اور اسمین جو پھر ہو گئی اُمس کی چڑھائی
تو جتنے ہین جی اور جان ہین کچھ جان سی آئی
تو پھر وہی رونا وہی غل شور دہائی

برسات کے موسم مین نپٹ زہر ہے اُمس
سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اُمس

اُمس مین تو لازم ہے کہ پنکھا نہ ہوا ہو
اک کوٹھری ہو جسمین دھوان آکے بھرا ہو
اور مکھیون کے واسطے گُڑ تن سے ملا ہو
اُسوقت مزا دیکھیے اُمس کا کہ کیا ہو

برسات کے موسم مین نپٹ زہر ہے اُمس
سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اُمس

اس رت مین تو واللہ عجب عیش ہے دلخواہ
مینھ برسے ہے اور سرد ہوا آتی ہے ہر گاہ
جنگل بھی ہرے گل بھی کھلے سبز چراگاہ
اُمس ہی مگر دل کو ستاتی ہے نظیر آہ

برسات کے موسم مین نپٹ زہر ہے اُمس
سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اُمس

خمسہ بر غزل خود

خوشی سے دلکی منگا عطر و پان کوٹھے پر
بچھا کے فرش لگا سائبان کوٹھے پر
ہمارے ملنے کا رکھ دل مین دھیان کوٹھے پر
کبھی تو آؤ ہماری بھی جان کوٹھے پر

لیا ہے ہمنے اکیلا مکان کوٹھے پر

ادائے تیغ بھون کی کمان کوٹھے پر
مژہ کا تیر نگہ کا سنان کوٹھے پر
بنا کے ناز و کرشمے کی شان کوٹھے پر
کھڑے جو ہوتے ہو تم آن آن کوٹھے پر

کروگے حُسن کی کیا تم دُکان کوٹھے پر

تمھاری یاد مین ٹکڑے کیا جگر مین نے
تمھارے ہجر مین چھانا ہے دربدر مین نے
کھڑا ہو دور سے ٹھہرا کے ٹک نظر مین نے
تمھین جو شام کو دیکھا تھا بام پر مین نے

تمام رات رہا میرا دھیان کوٹھے پر

اگرچہ ہمکو ستاتے ہو تم بہت ساجی
جھڑک جھڑک کے اُٹھاتے ہو بزم سے اپنی

تمھاری مجھ سے تو اُلفت نہ چھوٹے جیتے جی
یقین ہے بلکہ مری جان جب کہ نکلے گی
تو آ رہے گی تمھارے ہی جان کوٹھے پر

تمھین خبر نہین پیارے ابھی ہو تم لڑکے
گلاب و عطر ملا ہے جو تمنے کپڑون سے
یہ وقت شام ہے اور دونون وقت ہین ملتے
مجھے یہ ڈر ہے کسی کی نظر نہ لگ جاوے
پھرو نہ تم کھلے بالون سے جان کوٹھے پر

اودھر سے زلف بھی آکر ہوا سے لہراوے
اُدھر سے پان و مسی بھی جو رنگ دکھلاوے
اُدھر سے چاند سا مکھڑا جھلک جو جھمکاوے
بشر تو کیا ہے فرشتہ کا جی نکلجاوے
تمھارے حسن کی دیکھ آن بان کوٹھے پر

جہان دلونکی محبت کا کارخانہ ہے
وہان تو لاکھ طرح دیکھنا دکھانا ہے
یہ بار بار کے آنے سے ہمنے جانا ہے
جھمک دکھا کے ہمین اور بھی پھنسانا ہے
جبھی تو چڑھتے ہو تم جانجان کوٹھے پر

میان یہ ہے سر بازار کچھ تو خوف کرو
گلابی پیتے ہوے کی ٹک کنارے ہیو
نشے مین پیار سے ہنس ہنس کے مجھسے مت اینٹھو
تمھین تو کیا ہے و لیکن مری خرابی ہو
کسی کا آن پڑے اب جو دھیان کوٹھے پر

پڑی ہین اُسپہ پیر چھٹیان کئی جو شنگرفی
نہین تمھاری سر بام رنگ کی سُرخی
ہزارون دیکھی ہین ہمنے منڈیر چونے کی
کہ چونے کاری مین سرخی ہوئی ہے اور ایسی
کسی کے خون کا یہ ہے نشان کوٹھے پر

تمھارے ہجر نے اے جان ہمن کیا ہی گرد
حواس باختہ نمناک چشم منھ ہے زرد
بہا کے آنکھون سے آنسو جگر سے بھر دم سرد
یہ آرزو ہے کسی دن تو اپنے دل کا درد

کریں ہم آن کے تمسے بیان کوٹھے پر

ہوے ہین ہمتو تمھاری محبتو نمین تباہ ۔ دلے تمھاری وہی ہے دغا و مکر کی راہ
سنو جی خوب سمجھتے ہین ہم تمھاری چاہ ۔ لڑاؤ غیر سے آنکھین کہو ہو ہمسے آہ
کہ تھا ہمین تو تمھارا ہی دھیان کوٹھے پر

یہ دم کی بات جو کہنا ہوا تو اُس سے کہو ۔ نہ جانتا ہو تمھاری جو کوئی باتون کو
ہمین تو دیر سے معلوم آپ کی خو بو ۔ خدا کے واسطے اتنا تو جھوٹ مت بولو
کہین نہ ٹوٹ پڑے آسمان کوٹھے پر

یہ سنکے باتین مری ہنس پڑا وہ ماہ منیر ۔ لگا یہ کہنے کہ تو بھی کوئی بڑا ہے شریر
پھر اپنے ناز و ادا مین سمجھ کے مجھکو اسیر ۔ کمند زلف کی لٹکا کے اُس صنم نے نظیر
چڑھا لیا مجھے اپنے ندان کوٹھے پر

خمسہ بر غزل خود

کیا دوڑ دوڑ پھرتے ہو اِس گھر کے آس پاس ۔ تم بھی تو آ کے دیکھو کبھی در کے آس پاس
دیکھا ہے ہمنے خوب نظر کر کے آس پاس ۔ زلفین یہ دو نہین رُخ دلبر کے آس پاس
ابر سیہ ہے ماہ منور کے آس پاس

عنبر کی بو کا آہ یہ کب فیض ہے عمیم ۔ جس سے شگفتہ ہو لب زخم دل دو نیم
جانبخش عاشقون کی ہے اتبرے شمیم ۔ تجھ مین تو یہ شمیم نہ تھی ہیچ کہ اے نسیم
کس کے پھری تو زلف معنبر کے آس پاس

تیرے سوا تو کوئی نہین ایسا نامہ بر ۔ جو میرے حال زار کی دیوے اُسے خبر
کہیو صبا تو غنچہ دہن سے کہ ہر سحر ۔ گلشن مین جا کے پھرتا ہون اُس قطع کو یاد کر

وہ دو دو پہر مین سرو صنوبر کے آس پاس

نکلے گی آہ سینے سے جسوقت جون شرار
اک آن مین جلائیگی غیرونکے گھر ہزار
تنہا پڑیگا شور طپش کا نہ بے شمار
رو دینگے ہم جو دیکھیو کوچہ مین اپنے یار
پانی ہی پانی ہوگا ہراک گھر کے آس پاس

خلوت مین گاہ گاہ وہ ہے دسترس مجھے
جو ہاتھ جوڑ پانون پہ دلبر کے جا پڑے
کثرت مین دیکھتا نہین ہر چند دل مجھے
اُس شوخ کی طرف مین رقیبونکے خوف سے
دیکھون بھی ہون تو آہ نظر بھر کے آس پاس

مقدور غیر کا نہین جو ساتھ پھر سکے
کیا غیر اپنے ساتھ نہ سایہ کو لگنے دے
پھرتی ہے گرد گل کے صبا جسطرح سے
ہم تو کمر بندھانکے حیلے سے پھر لیے
تکیے کے ساتھ ساتھ ستمگر کے آس پاس

بلبل کی طرح کب تئین نالہ کیا کرون
اب جی مین ہے پتنگ کی مانند جل اُٹھون
گو شعلہ رو کے گرد سراو پانو سے چلون
مثل بنٹی آہ کا چکر سا باندھ دون
پھرنے دے گرد اپنے مجھے سر کے آس پاس

دو چار روز بیٹھ سکین کب تئین دلفگار
اُس بن تو ایکدم نہین دلکو مرے قرار
تم مانو یا نہ مانو یہ باتین ہین بے شمار
باران ہو گرچہ باد ہو تجھ ہو پہ ایکبار
پھر آنا اُس صنم کے تجھے گھر کے آس پاس

نے سر کی سدھ تجھے ہے نہ پانو نکی ہے ری
شاید کسی سے آج تری آنکھ ہے لڑی
کس کی لگن مین جلتی ہے کیا جانے تو کڑی
اے شمع ٹک تو دیکھ کہ پروانہ اسگھڑی
کس کس طرح پھرے ہے ترے سر کے آس پاس

جز سوختن کے آہ نہین کچھ اسے طلب — سمجھے تو جان دے ہے یہ اب وصل کے سبب
مہمان ہے کوئی دم کا یہ جلتا ہے تشنہ لب — اس چارہ پر تو تجھکو بھی لازم ہے یہ کہ اب
اُٹھکر پھرے تو آکے ہر اک سر کے آس پاس

جنت مین جبکہ جائینگے سب خرد او کبیر — کہدینگے اپنے دل کا جو کچھ ہو ویگا ضمیر
یعنے کہ جام مانگین گے ہر اک جوان و پیر — کیا کیا ہجوم ہونگے محبونکے اے نظیر
محشر کے روز ساقی کوثر کے آس پاس

در بیان ہولی

پھر آنکے عشرت کا مچا ڈھنگ زمین پر — اور عیش نے عرصہ ہے کیا تنگ زمین پر
ہر دل کو خوشی کا ہوا آہنگ زمین پر — ہوتا ہے کہین راگ کہین رنگ زمین پر
بجتے ہین کہین تال کہین زنگ زمین پر
ہولی نے مچایا ہے عجب رنگ زمین پر

گھنگروکی پڑی آن کے پھر کانمین جھنکار — سارنگی بھی ہوتی ہین طنبورونکی مددگار
طبلونکے تھپکے طبل یہ سازونکے بجے تار — راگونکے کہین غل کہین ناچونکے بندھے تار
ڈھولک کہین جھنکار رہے ہے مرونگ زمین پر
ہولی نے مچایا ہے عجب رنگ زمین پر

اس رات چمن پر بھی عجب رنگ چڑھا ہے — اور جنگل و بن پر بھی عجب رنگ چڑھا ہے
ہر شوخ کے تن پر بھی عجب رنگ چڑھا ہے — عاشق کے بدن پر بھی عجب رنگ چڑھا ہے
سب عیش کے رنگونمین ہے ہمرنگ زمین پر
ہولی نے مچایا ہے عجب رنگ زمین پر

مارا ہے نپٹ ہولی کے رنگوں نے عجب جوش
جو رنگ مین اک خلق نئی پھرتی ہے گل پوش
ہین ناچ کہین راگ کہین رنگ کہین نوش
پیتے ہین نشئے عیش مین سب لوٹین ہین ہوش
معجون کہین پیتے ہین کہین بنگ زمین پر
ہولی نے مچایا ہے عجب رنگ زمین پر

میخانے مین دیکھو تو عجب سیر ہے یارو
وان مست پڑے لوٹے ہین اور کرتے ہین ہوہو
مستی سے سوا عیش نہین ہوش کسی کو
شیشون مین پیالون مین صراحی مین خوشی ہو
اُچھلے ہے پڑی بادہ گلرنگ زمین پر
ہولی نے مچایا ہے عجب رنگ زمین پر

گاگا کے پکارین کہین رنگونکی چھڑک ہے
مینائی بھبک اور کہین ساغر کی جھلک ہے
طبلونکی صدائین کہین تالونکی جھنک ہے
تالی کی بہارین کہین ٹھلیا کی کھڑک ہے
بجتا ہے کہین دف کہین مُرچنگ زمین پر
ہولی نے مچایا ہے عجب رنگ زمین پر

مستی مین اُٹھا آنکھ جدھر دیکھو ہاہا
ناچے ہے طوائف کہین مٹکے ہے بجو تیا
چلتے ہین کہین جام کہین سوانگ کا چرچا
اور رنگ گو گلیون مین جو دیکھا تو ہر اک جا
بہتی ہین اُمنڈ کر چمن و گنگ زمین پر
ہولی نے مچایا ہے عجب رنگ زمین پر

معمور رہین خوبان سے گلی کوچہ و بازار
اُڑتا ہے عبیر اور کہین پچکاریکی ہے مار
چھایا ہی گلالونکا ہر اک جا یہ دھوان دھار
پڑتی ہے جدھر دیکھو اُدھر رنگ کی بوچھار
ہے رنگ چھڑکنے سے ہر اک رنگ زمین پر
ہولی نے مچایا ہے عجب رنگ زمین پر

بھاگے ہے کہیں رنگ کسی پر جو کوئی ڈال — وہ پوٹلی مارے ہے اُسے دوڑ کے فی الحال
یہ ٹانگ گھسیٹے تو وہ کھینچے ہے پکڑ بال — وہ ہاتھ مروڑے تو یہ توڑے ہے کھڑا گال
اس ڈھب کے ہر اک جا پہ رہے ڈھنگ زمین پر
ہولی نے مچایا ہے عجب رنگ زمین پر

بیٹھے ہیں سب آپس میں نہیں ایک بھی کڑوا — پچکاری اُٹھا کر کوئی چمکاوے ہے کٹڑوا
بھرتے ہیں کہیں مشک کہیں رنگ کا گڑوا — کیا شاد وہ ہوتا ہے جسے کہتے ہیں بھڑوا
سنتے ہیں یہاں تک نہیں اب تنگ زمین پر
ہولی نے مچایا ہے عجب رنگ زمین پر

ہولی کی **نظیر** اب جو بہاریں ہیں اہاہا — محبوب رنگیلوں کی قطاریں ہیں اہاہا
کپڑوں پہ جمی رنگ کی دھاریں ہیں اہاہا — سب ہولی ہی ہولی کی پکاریں ہیں اہاہا
کیا عیش ہے کیا رنگ ہے کیا ڈھنگ زمین پر
ہولی نے مچایا ہے عجب رنگ زمین پر

در بیان موت

دنیا میں اپنا جی کوئی بہلا کے مر گیا — دل تنگیوں سے اور کوئی اُکتا کے مر گیا
عاقل تھا وہ تو آپکو سمجھا کے مر گیا — بےعقل چھاتی پیٹ کے گھبرا کے مر گیا
دکھ پا کے مر گیا کوئی سکھ پا کے مر گیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مر گیا

دن رات رن مچے ہی یہاں اور پڑے ہیں جنگ — چلتی ہے نت اجل کی سناں گولی و تفنگ
جسکا قدم بڑھا وہ موا وہیں بے درنگ — جو جی چھپا کے بھاگا تو اُسکا ہوا یہ رنگ

وہ بھاگ گئے مین تیغ و تبر کھا کے مر گیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مر گیا

پیدا ہوئے ہین خلق مین اب جتنے جز و کل | یا چپ گذاری عمر و یا دھوم کر چہل
جب آنکر فنا نے کھلایا اجل کا گل | کام آئی کچھ کسی کو خموشی نہ شور و غل

چپکے کوئی موا کوئی چلّا کے مر گیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مر گیا

گر لاکھ عشرتون سے ہے دلمین یہ دھوم دھام | یا سو مصیبتون سے ہوا غم کا اژدہام
آخر کو جب اجل نے کیا آن کر سلام | غم مین کسی حسین کے کوئی ہو گیا تمام

کوئی حور پریان چھاتی سے لپٹا کے مر گیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اِک آ کے مر گیا

پڑھکر نماز کوئی رہا پاک با وضو | کوئی شراب پی کے رہا مست کو بکو
ناپاکی پاکی موت کی ٹھہری نہ روبرو | کوئی عبادتون سے موا ہوکے سُرخرو

ناپاک روسیاہ بھی پچتا کے مر گیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مر گیا

گر دل کے آئینہ کے تئین صاف کیا | کشفِ قلوب دل پہ کیا اپنے آشکار
جب پیک نے اجل کے کیا آنکر گذار | کام آئی روشنی نہ کرامات کی بہار

کامل فقیر خلق مین کہلا کے مر گیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مر گیا

بالفرض گر کسی کو ہوئی یاد کیمیا | یا مفلسی مین ایک نے خونِ جگر پیا

کوئی زیادہ عمر سے اکدم نہین جیا | سوکھی کسی نے روٹی چبا غم مین جی دیا
قلیا پلاؤ زردہ کوئی کھا کے مرگیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آکے مرگیا

پہنا لباس خوب اگر عطر کا بھرا | یا چیتھڑونکی گدڑی کوئی اوڑھ کر مرا
آخر کو جب اجل کی چلی آن کر ہوا | پوے کے جھوپڑے کو کوئی چھوڑ کر چلا
باغ و مکان محل کوئی بنوا کے مرگیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آکے مرگیا

گیسو بڑھا کے کوئی مشائخ ہوا یہان | یا بینوا ہو کوئی ہوا خود منڈا یہان
جب مرشد اجل کا قدم آیا درمیان | کوئی تو لمبی داڑھی لیے ہوگیا روان
مونچھین بھوین تلک کوئی منڈوا کے مرگیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آکے مرگیا

گر ایک بیوقار ہوا ایک قدر دار | سر پر لگا جب آنکے تیغ اجل کا وار
بے قدری کام آئی کسی کا نہ کچھ وقار | تھا بیحیا سو وہ تو موا کھو کے ننگ و عار
اور جسکو شرم تھی سو وہ شرما کے مرگیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آکے مرگیا

کوئی ٹھڈی چباتا تھا کوئی موٹھ اور مٹر | جسدم قضا نے ہاتھ مین لی تیغ اور سپر
کام آئی کچھ فقیری نہ کچھ تخت اور چھتر | یہ خاک پر موا وہ موا تخت کے اوپر
تھی جسکی جیسی قدر وہ بتلا کے مرگیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آکے مرگیا

عاشق ہو کر کسی نے کسی گل کی چاہ کی
اور جب اجل کی دونون سے آکر لگن لگی
معشوقی کام آئی کسیکی نہ عاشقی
عاشق نے اپنے عشق ٹرہانمین جان دی
دلبر بھی اپنے حُسن کو چمکا کے مر گیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آکے مر گیا

کتنون مین بڑھکے ایسی بڑھی اُلفتونکی چاہ
عاشق ہوا تو مر گیا معشوق خواہ مخواہ
جو جسم و جان ایک ہوے اُنکے واہ واہ
معشوق مر گیا تو وہ عاشق بھی کر کے آہ
اِس گلبدن کی قبر اوپر جا کے مر گیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آکے مر گیا

کیا کالے پیلے شکل کے کیا گورے گلعذار
عاقل حلیم و عامل و فاضل رسالدار
عاشق کوئی ہے اور کوئی معشوق طرحدار
پنڈت نجومی بید چہ ناوان چہ ہوشیار
دو دن کی شان ہر کوئی دکھلا کے مر گیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آکے مر گیا

کیا اوچھی ذات پاک کے اشراف کیا نجیب
جسدم قضا کے ہاتھ نے بند آنکھ کی حبیب
قسمت سے چھوٹی کوڑی کسی کو نہو نصیب
کیا ہوشیار و عاقل و دانا و کیا طبیب
کوئی خزانہ خاک مین گڑوا کے مر گیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آکے مر گیا

مرنے سے پہلے مر گئے جو عاشقان زار
کیا کاتبان اہل قلم خوشنویس کار
وہ زندۂ ابد ہوے تا حشر برقرار
جتنی کتابین دیکھیے ہو لاکھ یا ہزار
کوئی لکھ کے مر گیا کوئی لکھوا کے مر گیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آکے مر گیا

پیر و مرید و شاہ و گدا امیر اور وزیر
مفلس غریب صاحب تاج و علم سریر
سب آ کر اجل کے ہوئے دام مین اسیر
کون اس جہان مین زندہ رہا اے میان نظیر

کوئی ہزار ون عیش کی ٹھہرا کے مرگیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آکے مرگیا

در صفت چپاتی

جب ملی روٹی ہمین سب نور حق روشن ہوے
زندگی کے تھے جو کچھ نظم و نسق روشن ہوے
رات دن شمس و قمر شام و شفق روشن ہوے
اپنے بیگانونکے لازم تھے جو حق روشن ہوے

دو چپاتی کے ورق مین سب ورق روشن ہوے
اک رکابی مین ہمین چودہ طبق روشن ہوے

وہ جو اب کھاتے ہین باقر خانی کلچہ شیرمال
یہ جو روٹی دال کا رکھتے ہین ہم گردن مین جال
ہین وہ خاص الخاص درگاہ کریم ذو الجلال
جب ملی روٹی وہین ہم ہوگئے صاحب کمال

دو چپاتی کے ورق مین سب ورق روشن ہوے
اک رکابی مین ہمین چودہ طبق روشن ہوے

وہ تو اب مرد خدا ہین قوت جنکا نور ہے
دل ہمارا تو فقط روٹی کا اب رنجور ہے
وہ ملائک ہین وہان روٹی کا کیا مذکور ہے
ہم شکم بندون کا یارو بس یہی دستور ہے

دو چپاتی کے ورق مین سب ورق روشن ہوے
اک رکابی مین ہمین چودہ طبق روشن ہوے

پیٹ مین روٹی پڑی جب تک تو یارو خیر ہے
کھاتے ہی دو تر نوالے آسمان پر سیر ہے
گر نہ ہو پھر غیر کا اپنے ہی جیسے بیر ہے
آسمان کیا پھر تو خاصے لامکان کی سیر ہے

دو چپاتی کے ورق مین سب ورق روشن ہوے
اک رکابی مین ہمین چودہ طبق روشن ہوے

جب تلک روٹی کا ٹکڑا ہو نہ دسترخوان پر
نے نمازون مین لگے دل اور نہ کچھ قرآن پر
رات دن روٹی چڑھی رہتی ہے سبکے دھیان پر
کیا خدا کا نور برسے ہے پڑا ہر نان پر

دو چپاتی کے ورق مین سب ورق روشن ہوے
اک رکابی مین ہمین چودہ طبق روشن ہوے

گر نہون دو روٹیان اور اک پیالہ دال کا
کھیل پھر بگڑا ہوے یان حال کا اور قال کا
گر نہو روٹی تو کس کا پیر کس کا بالکا
وصف کس منہہ سے کرون مین نان کے احوال کا

دو چپاتی کے ورق مین سب ورق روشن ہوے
اک رکابی مین ہمین چودہ طبق روشن ہوے

پیٹ مین روٹی نہ تھی جب تک وہ عالم تھا سیاہ
جب پڑی روٹی تو پہونچی عرش کے اوپر نگاہ
کھل گئے پردے تھے جتنے ماہی سے لے تا بماہ
کیا کرامت ہے فقط روٹی مین یارو واہ واہ

دو چپاتی کے ورق مین سب ورق روشن ہوے
اک رکابی مین ہمین چودہ طبق روشن ہوے

یون چمکتا ہے پڑا ہر آن گردہ نان کا
جان آتی ہے لیے سے نام دسترخوان کا
چاند کا ٹکڑا اکھون مین یا کہ ٹکڑا نان کا
روح ناچے ہے بدن مین نام سنکر خوان کا

دو چپاتی کے ورق مین سب ورق روشن ہوے
اک رکابی مین ہمین چودہ طبق روشن ہوے

حسن جتنے ہین جہان مین سب بھرے ہین خوان مین
خوبیان جتنی ہین لاکر سب بھری ہین نان مین

عاشق و معشوق بھی ٹکیا کے ہین درمیانین — پھنس رہے ہین سبکے دل روٹی کے دسترخوانین

دو چپاتی کے ورق مین سب ورق روشن ہوے
اک رکابی مین ہمین چودہ طبق روشن ہوے

جو مرید اپنا کسی درویش کو کرتا ہے پیر — یعنی کچھ دیکھے تجلی کی کرامت دلپذیر
کھاتے ہی دو روٹیان دل ہو گیا بدر منیر — کوئی روٹی سا نہین اب پیرومرشد اے نظیر

دو چپاتی کے ورق مین سب ورق روشن ہوے
اِک رکابی مین ہمین چودہ طبق روشن ہوے

برسات کا تماشا

اہل سخن کو ہے گا اک بات کا تماشا — اور عارفون کی خاطر ہے ذات کا تماشا
دنیا کے صاحبون کو ذرات کا تماشا — ہم عاشقون کو ہے گا سب گھات کا تماشا

آ یار چل کے دیکھین برسات کا تماشا

خورشید گرم ہو کر نکلا ہے اپنے گھر سے — لیتا ہے مول بادل کر کر تلاش زر سے
آئی ہوا بھی لیکر بادل کو ہر نگر سے — آدھے اساڑھ تو اب دشمن کے گھر سے برسے

آ یار چل کے دیکھین برسات کا تماشا

قاصد صبا کے دوڑے ہر طرف منھ اٹھا کر — ہر کوہ و دشت کو بھی کہتے ہین یون سنا کر
ہان سبز جوڑے پہنو ہر دم نہا نہا کر — کوئی دم کو مینگھ راجا دیکھیے گا سبکو آکر

آ یار چل کے دیکھین برسات کا تماشا

جب یہ نوید پہونچی صحرا مین ایکباری — ہونے لگی وہان پھر برسات کی تیاری
چشمو نمین کوہ کے بھی ہوئی سبکی انتظاری — موسم کے جانور بھی آتے ہین بارہ باری

آیار چل کے دیکھین برسات کا تماشا

ساون نے بادلوں سے پھر آگھٹا ہے چھائی
بجلی نے اپنی صورت پھر آن کر دکھائی
ہر مست رعد گرجا کوئل کی کوک آئی
بدلی نے کیا مزے کی رم جھم جھڑی لگائی

آیار چلکے دیکھین برسات کا تماشا

جن صاحبونکے دل کو کچھ عیش سے ہے بہرا
وہ اس ہوا مین جاکر دیکھے ہین کوہ و صحرا
ہر طرف آب سبزہ اور گلبدن سنہرا
جنگل مین آج منگل کس کس طرح کا لہرا

آیار چلکے دیکھین برسات کا تماشا

کوئی اپنے دلربا سے کہتا ہے دیکھین جنگلا
چہرے کو تو گلابی یا گل انار رنگ لا
اور ساغر و صراحی مے کی تو اپنے سنگ لا
بی بی نخوتوں مین سیر ہین دیکھین بنا کے بنگلا

آیار چلکے دیکھین برسات کا تماشا

ہر گلبدن کے تئین پوشاک ہے اکہری
پگڑی گلابی ہلکی یا گل انار گہری
صحن چمن مین ہے جو بارہ دری سنہری
اُسمین سبھون کی آکر ہے بزم عیش ٹھہری

آیار چل کے دیکھین برسات کا تماشا

معشوق عاشقون مین کیا بزم بانمک ہے
شیشہ گلابی ساقی اور جام اور گزک ہے
جھنکار تال کی ہے اور طبلے کی کھڑک ہے
گوری طار کیسا آواز کی کمک ہے

آیار چل کے دیکھین برسات کا تماشا

اکثر کہین مزے کی ننھی پھوار برسے
چیر و نگار رنگ چھٹکر حسن نگار برسے
اک طرف اُولتی کی باہم قطار برسے
چھاجون اُمنڈ کے پانی موسل کی دھار برسے

آیار چل کے دیکھیں برسات کا تماشا

ہر کوہ کی کمر تک سبزہ ہے لہلہاتا — برسے ہے مینہ جھڑ جھڑ پانی بہا ہے جاتا
وحشی دلیور ہر اک بلبل کے ہے نہاتا — غوغا کریں ہیں مینڈک جھینگر ہے غل مچاتا

آ یار چلکے دیکھیں برسات کا تماشا

گلشن میں آپھرے ہیں سب گلبدن نکیلے — ساتھ اُنکے لگ رہے ہیں عاشق جو ہیں رنگیلے
کہتا کوئی کسی سے اے دلربا ہٹیلے — ایک ہی گلابی ئے کی ہاتھوں سے میرے پی لے

آ یار چل کے دیکھیں برسات کا تماشا

کالی گھٹا ہے ہردم برسے ہیں مینہ کی دھاریں — اور جسمیں آ رہی ہیں بگلوں کی سو قطاریں
کوئل پپیہے کوکیں اور کوک کر پکاریں — اور مور مست ہوکر جوں کو کلا جھنگھاریں

آ یار چلکے دیکھیں برسات کا تماشا

کالی گھٹائیں آکر ہو مست تل رہی ہیں — دستاریں سرخ اُسمیں کیا خوب کھل رہی ہیں
رخساروں پر بہاریں ہر اک کے ڈھل رہی ہیں — شبنم کی بوندیں جیسے ہر گل پہ تل رہی ہیں

آ یار چل کے دیکھیں برسات کا تماشا

ساونوں کی کالی راتیں اور برق کے اشارے — جگنوں چمکتے پھرتے جوں آسماں پہ تارے
لپٹے گلے سے سوتے معشوق ماہ پارے — گرتی ہے چھت کسیکی کوئی کھڑا پکارے

آ یار چلکے دیکھیں برسات کا تماشا

ہاتھوں میں ہیں ہر اک کے پھولوں کی لال چھڑیاں — بجلی چمکتی پھرتی اور لگ رہی ہیں جھڑیاں
گل بوندوں کے جو اوپر بوندیں ہیں مینہ کی پڑیاں — برسیں گویا ہزاروں اب موتیوں کی لڑیاں

آ یار چلکے دیکھیں برسات کا تماشا

ہر ایک اُسمیں بہتر محبوب گلبدن ہے — خوبی میں برگ گل سے بہتر ہر اک کا تن ہے

تس پر یہ ابر باران اور گل ہے اور چمن ہے
عاشق کے دل سے پوچھو کیا عیش کا چلن ہے
آ یار چل کے دیکھین برسات کا تماشا

شہرون کے بیچ ہر جا عمدہ جو کہ مکان ہین
باران کے دیکھنے کی بام و اٹاریان ہین
بیٹھے ہوئے بغل مین معشوق دلستان ہین
ہر رنگ ہر طرح کی مے کی گلابیان ہین
آ یار چل کے دیکھین برسات کا تماشا

بنگلے سبھون کے ہر جا اونچے چھوائے زردے
میوے مٹھائی انبہ انگور اور سردے
پکوان تازے تازے خاصے پلاؤ زردے
برسے ہے ابر باران کھلوا دیے ہین پردے
آ یار چل کے دیکھین برسات کا تماشا

اب شہر مین جہانتک اوباش چھیل شیدا ہین
بیٹھے دکان اوپر بے خوف و بے خطر ہین
معشوق ہین بغل مین محبوب سیمبر ہین
اور سب غریب و غربا دلشاد اپنے گھر ہین
آ یار چلکے دیکھین برسات کا تماشا

آگے دکان کے نالا ہے موج مار چلتا
عالم طرح طرح کا آگے سے ہے نکلتا
کوئی چھپکتا پانی اور کوئی ہے پھسلتا
ٹھٹھا ہے اور مزا ہے آب عنب ہے ڈھلتا
آ یار چلکے دیکھین برسات کا تماشا

معمور ہین جہانکی سب تال اور تلیان
سب بھر رہا ہے پانی ہون نہر یا کہ نہریان
اور ڈالیان چمن کی بوندون سے جھک رہی ہیان
بادل بھرے ہین جیسے معشوق ہین دلگنیان
آ یار چل کے دیکھین برسات کا تماشا

ہے جو نظیر جنکی دھومین اور مستیان ہین
سب سے زیادہ اسکو اب عیش مستیان ہین
معشوق ہین بغل مین اور مے پرستیان ہین
شعرون سے موتیون کی بوندین برستیان ہین

آ یار چل کے دیکھیں برسات کا تماشا

دید بازی

چھپتا ہے اُسکو یارو دم عاشقی کا بھرنا
جس گھاٹ حُسن اُترے اُس گھاٹ ہی اُترنا
ہو یاد جسکو سو سو گل پھول کا کترنا
جس ڈھب کا حُسن دیکھا اُس ڈھب ہی گذرنا

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

دیکھا جو حسن بھاری شہ زور یار بھاڑا
ڈنڈ پیل بھان مگدر لیزم سے غم کو جھاڑا
تو پہلوان بنکر کھودا وہیں اکھاڑا
اس پیچ سے ہی گلرو بیٹھے کو دم پچھاڑا

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبانکی دید کرنا

جو حُسن تھا چمکتا قاتل کا مثل کتا
بانگ اور پٹا ہلایا محنت سے ہو کے لٹا
تو ککڑی باز بنکر پھینکا پھری بھی گتکا
ا وت ہی بنکے مارا اُسپر بھی ہاتھ ہتا

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

دیکھا جو حُسن بانکا تو بنکے ٹیڑھے بانکے
گر خانہ جنگی اُس سے کھائے بدن پہ ٹانکے
تیغ و سپر تپنچے باندھے ہیں سب جہان کے
ٹانکے تو کھائے لیکن بنکے بھی خوب بانکے

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

تصویر سی کسیکی صورت جو دی دکھائی
تو بنکے پھر مصوّر تصویر ہی بنائی

گلیو میں سیر دیکھی میلو میں جا لگائی
اس شکل سے ہی اکثر کی حسن کی کمائی

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبانکی دید کرنا

لقمے کی طرح دل کو جس حسن نے مروڑا
تو پال کر کبوتر اُس سے ہی دلکو جوڑا
دکھلا کھی کا ٹھاپا شست رو کا جوڑا
کیسا ہی پر کھٹ اٹھا پر موٹھ سے نچوڑا

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبانکی دید کرنا

دیکھا جو حسن یار و جون لعل یا انگارا
تو لعل چینی کا ہے پھر پالنا بچارا
گل پا کہ حال رو کا اور لعل کو اُتارا
اُس لعل کے ہی ڈھب میں اُسیر سعی جا لا را

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

بازاری حسن دیکھا تو کرکے دنگاری
پنجرے بنائے خاصے رنگین و دھاری
ڈالے ہنڈولے اُسمیں رنگین بے رنگاری
اُن پنجروں ہی میں کرلی اپنی دُکانداری

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبانکی دید کرنا

اچھا لگا جو دل کو سیمیں بدن پیارا
تو کیمیاگری کا پھر ٹھاٹھ کا سنوارا
دکھلا کے چاندی سونا جیسے چمکتے تارا
یارا ہی تھا تو اُسکو اِس ڈھب میں اُتارا

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبانکی دید کرنا

جمنا پہ جیسے دیکھے اس حسن کے بناپے
چندن دکھا کے ہردم درپن دکھا کے پیاپے
تو نکلے باہمن اسجا چھاپے تلک ہی چھاپے
اُس گھاٹ پر بھی آخر انہے ہی چھاپے چھاپے

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

جادو جو حسن دیکھا تو سیکھے جادو ٹونے
پارکھو پری کے کاجل چانول سندور مونے
بیرو نکلے تئیں جگا کے بٹھایا کونے کونے
جادو میں دیکھ ڈالے کافر کئی سلونے

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبانکی دید کرنا

دیکھا جو حسن قابل تو ریختہ بنائے
سکھیونکی بحث ڈالی اور کھنڈ بھی جمائے
کچھ مکریاں بنائیں اور کچھ کبت بنائے
جب جھولنے بنائے پھر تو مزے اُڑائے

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

جو حسن شیر دیکھا تو ریچھ کو نکالا
کُشتی سے کھر ملکڑایا اور آپ کو اُچھالا
اور بنکے ریچھ والے سونٹا کڑا سنبھالا
اُس ریچھ سے بھی کتنے گلرو کو دیکھ ڈالا

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبانکی دید کرنا

کھڑکی کا حسن دیکھا تو پھر نچا کے بندر
جب ڈگڈگی بجائی کوچہ گلی کے اندر
بکرا بھی لا بٹھایا اس کام کا سمندر
لڑکے ہزاروں بولے آؤ میاں قلندر

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبانکی دید کرنا

۲۲

پایا جو رنگ بھولا تو نبکے رنگ بھریے　　چھلے انگوٹھی ڈھالے سانچے کی گر کے بھریے
بولا کوئی تو اسمین کچھ تو خدا سے ڈریے　　تو اُس سے ہنس کے کہنا کچھ بات یان نکریے

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

دیکھا جو حُسن کوئی بلدار لہر کھایا　　تو بن گئے سپیرے اور سانپ کو جلایا
تو بنی بجاکے ہر دم سانپون کا پھن ہلایا　　اُس سانپ کے ہی فن سے اپنا بھی من منایا

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

دیکھا جو حُسن سرکش سیانے ہی ہو پکارے　　دھونی فلیتے لکھے اور بھوت جن اُتارے
پھونکی چڑیل خندی دیوؤن پر ہاتھ مارے　　اک چھوٹے منترون مین کیسے کیسے نظارے

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

جو حُسن بالا دیکھا تو گڑیان بنائین　　ڈبیون مین ڈال رکھی اور گڑیان بنائین
کچھ چینیان منگائین کچھ تیلیان نچائین　　اِن تیلیون کی خاطر کیا تیلیان بنائین

سو مکر و فن بنانا سو رنگ روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

ہر اِک پلنگ اُتارا شیشے مین جُھٹکے ماشا　　لکڑی کے پھول کترے اور سنگترہ تراشا
سولی کا ہنس لگاڑا گاجر کا مور پاشا　　دیکھا ہر اِک بہانے اِس حسن کا تماشا

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا　　عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

میلوں میں آم جامن سیب و انار بیچے
گھاٹوں میں جا چبینے نقد و اُدھار بیچے
سیروں میں دال موٹھیں پاپڑ اچار بیچے
چکلوں میں ٹکے مالی پھولوں کے ہار بیچے

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبانکی دید کرنا

گر آ پڑے کسی دن کچھ سیتلا بر آئی
پھر ننگے بچارے کر حسن کی اوگائی
تو بھکیڑ و یا کی ڈالکی سر پر آئی
اِس سیتلا کی مت میں اپنی ہی مت گنوائی

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

ہولی کی پھر بہاریں آ پہونچی وائیں بائیں
آزاد بنوا ہو پھر کیں ندا صدائیں
تو ننگے جوگی چیلے باندھی عجب ہوائیں
اُس حال قال ہی سے دیں حُسن کو دعائیں

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبانکی دید کرنا

خوبی کا لہر کھاتا دیکھا جو حسن لہری
کی بات وہی جو کچھ اُسکے پسند ٹھہری
پالے بٹیر طوطے ننگے سب گلہری
اُس لہر کی ہے دیکھی کیا کیا بہار گہری

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

دیکھا جو حُسن سیانا تو بن گئے دوانے
لڑکوں کے سنگ کھانے اور شور و غل مچانے
لاگے ہر اک کو اپنا دیوانہ پن جتانے
دیکھے ہزار جھگڑے آخر اسی بہانے

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبانکی دید کرنا

دیکھی جو نرم و نازک اس حسن کی کلائی
بیچے بہت کھلونے اور جوبن سے آئی
منھیا بنکے چوڑی ہاتھوں میں کھن کھنائی
آخر بجکاری بنکر کی حسن کی گدائی

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

لازم ہے اسکو یارو عاشق وہی کہاوے
بہروپیا بھی اپنا بہروپ بھول جاوے
جو اسطرح کہانی کر حسن کو لبھاوے
آگے نظیر کیا کیا عاشق کی دھن بناوے

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

اژدہے کا بچا

بیچے ہے اسکو کوئی بلبل بئے کا بچا
مینا بیا لٹورا اور اپلقے کا بچا
اور بیچتا ہے کوئی طوطے ہرے کا بچا
تیتر بٹیر سارس شکرے لوے کا بچا

سب بیچتے ہیں آکر چیتے کھرے کا بچا
ہم بیچتے ہیں یارو لو اژدہے کا بچا

کھاتے تھے ہم تو اس سے آگے پلاؤ قلیا
پھرتے ہیں سر پہ رکھکر چالیس من کی ٹلیا
یارو وہی سوکھی روٹی یا باجرے کا دلیا
اب کوئی آگرے میں ایسا نہیں ہے بلیا

سب بیچتے ہیں آکر چیتے کھرے کا بچا
ہم بیچتے ہیں یارو لو اژدہے کا بچا

جب بیچتے تھے یارو ہم اژدہا پرانا
اب کا ہی جو کم ہے تو بھی یہ دلمیں ٹھانا
سو سو طرح کا جب تو آتا تھا ہم کو کھانا
اک بچا روز لانا اور روز بیچ کھانا

سب بیچتے ہیں آکر چیتے کھرے کا بچّا
ہم بیچتے ہیں یارو لواڑدے کا بچّا

گاہک نہ کوئی بولا ہے یہ بڑا زمانا
اب بھی بکا تو بہتر نہیں پھر پڑیگا لانا
آج اُسکو سر پہ رکھکر سب شہر ہمنے چھانا
ہے اِسی پہ ہی ہماری نت روٹی کا ٹھکانا

سب بیچتے ہیں آکر چیتے کھرے کا بچّا
ہم بیچتے ہیں یارو لواڑدے کا بچّا

ہے ڈر ہم اسکو رکھیں یا پھیر سے بجاویں
کچھ بن نہیں ہے آتا یہ دکھ کسے سُناویں
تو کیا ہم آپ کھاویں یا آپ کو کھلاویں
جی چاہتا ہے اب تو یہ شہر چھوڑ جاویں

سب بیچتے ہیں آکر چیتے کھرے کا بچّا
ہم بیچتے ہیں یارو لواڑدے کا بچّا

سو من گیہوں کا ہر دن جا اِنکو کھانے آوے
جب رات ہو تو ہر دم یہ خوف جی میں آوے
اور سو گھڑے پانی کب تک کوئی پلاوے
شاید اسے چرا کر کوئی چور لے نجاوے

سب بیچتے ہیں آکر چیتے کھرے کا بچّا
ہم بیچتے ہیں یارو لواڑدے کا بچّا

روزی کی تھی تو ایسی گھر گھر میں ہیں کسالے
جب تنگ ہووے روزی کون اژدہے کو پالے
ہاتھی و گھوڑے اپنے دیتے ہیں لوگ ڈھالے
اسکی بھی اور ہماری یارو خبر خدا لے

سب بیچتے ہیں آکر چیتے کھرے کا بچّا
ہم بیچتے ہیں یارو لواڑدے کا بچّا

نو دس ہزار تک تو چھونے اسے نہ دینگے
اتنے روپے تو اِس کی اک پر کے ہم نہ لینگے

ستر ہزار تک بھی سودا نہیں کریں گے　　اسی ہزار دیگا تو ہم بھی دے چلیں گے

سب بیچتے ہیں آکر چیتے گھرے کا بچا
ہم بیچتے ہیں یارو لو اژدہے کا بچا

سب اٹھ گئے جہاں سے وہ تھے جو لوگ جیسا　　وہ رہ گئے ہیں جنکے گھر میں نہیں ہے ہنسیا
اِس بات کو تو عمدہ ہو بھوگ کا بلسیا　　جو اژدہے کو پالے ایسا ہے کون رسیا

سب بیچتے ہیں آکر چیتے گھرے کا بچا
ہم بیچتے ہیں یارو لو اژدہے کا بچا

آگے تو گھر بہ گھر تھے اکثر تمام داتا　　سیمرغ پالتے تھے کرنے کو نام داتا
اپنے تو کوئی ہرگز آیا نہ کام داتا　　سچ ہے نظیر آخر اجگر کے رام داتا

سب بیچتے ہیں آکر چیتے گھرے کا بچا
ہم بیچتے ہیں یارو لو اژدہے کا بچا

در بیان مفلسی

جب آدمی کے حال پہ آتی ہے مفلسی　　کس کس طرح سے اُسکو ستاتی ہے مفلسی
پیاسا تمام روز بٹھاتی ہے مفلسی　　بھوکا تمام رات سلاتی ہے مفلسی

یہ دکھ وہ جانے جس پہ کہ آتی ہے مفلسی

کہیے تو اب حکیم کی سب سے بڑی ہے شان　　تعظیم جسکی کرتے ہیں نواب اور خان
مفلس ہوے تو حضرت لقمان کیا ہے یاں　　عیسیٰ بھی ہو تو کوئی نہیں پوچھتا میاں

حکمت حکیم کی بھی ڈبوتی ہے مفلسی

جو اہل فضل عالم و فاضل کہاتے ہیں　　مفلس ہوے تو کلمہ تلک بھول جاتے ہیں

پوچھے کوئی الف تو اُسے بے بتاتے ہین
وہ جو غریب غربا کے لڑکے پڑھاتے ہین
اُنکی تو عمر بھر نہین جاتی ہے مفلسی

مفلس کرے جو آنکے محفل کے بیچ حال
سب جانین روٹیون کا یہ ڈالا ہے جال
گر گر پڑے تو کوئی نہ لیوے اُسے سنبھال
مفلس مین ہووین لاکھ اگر علم اور کمال
سب خاک بیچ آکے ملاتی ہے مفلسی

جب روٹیونکے بٹنے کا آکر پڑے شمار
مفلس کو دیوین ایک تونگر کو چار چار
گر اور مانگے وہ تو اُسے جھڑکین بار بار
اس مفلسی کا آہ بیان کیا کرون مین یار
مفلس کو اس جگہ بھی چباتی ہے مفلسی

مفلس کی کچھ نظر نہین رہتی ہے آن پر
دیتا ہے اپنی جان وہ ایک ایک نان پر
ہر آن ٹوٹ پڑتا ہے روٹی کے خوان پر
جسطرح کتے لڑتے ہین اک استخوان پر
ویسا ہی مفلسونکو لڑاتی ہے مفلسی

کرتا نہین حیا سے جو کوئی وہ کام آہ
مفلس کرے ہے اُسکے تئین انصرام آہ
سمجھے نہ کچھ حلال نہ جانے حرام آہ
کہتے ہین جسکو شرم و حیا ننگ و نام آہ
وہ سب حیا و شرم اُڑاتی ہے مفلسی

یہ مفلسی وہ شے ہے کہ جس گھر مین بھر گئی
پھر جتنے گھر تھے سب مین اُسی گھر کے در گئی
زن بچے روتے ہین گویا نانی گذر گئی
ہمسایہ پوچھتے ہین کہ کیا دادی مر گئی
بن مردے گھر مین شور مچاتی ہے مفلسی

لازم ہے گر غمی مین کوئی شور غل مچائے
مفلس بغیر غم کے ہی کرتا ہے ہائے ہائے
مرجاوے گر کوئی تو کہان سے اُسے اٹھائے
اس مفلسی کی خواریان کیا کیا کہون مین آے

مردے کو بے کفن کے گڑاتی ہے مفلسی

کیا کیا مین مفلسی کی کہون خواریٔ پکڑیان — جھاڑو بغیر گھر مین بکھرتی ہین جھکڑیان
کونون مین جالے لپٹے ہین چھپر مین مکڑیان — پیسہ نہووے جنکے جلانے کو لکڑیان
دریا مین انکے مردے بہاتی ہے مفلسی

بی بی کی نتھ نہ لڑکونکے ہاتھون کڑے رہے — کپڑے میانکے بنیے کے گھر مین پڑے رہے
جب کڑیان بک گئین تو کھنڈر مین پڑے رہے — زنجیر نے کواڑ نہ حقیر کھڑے رہے
آخر کو اینٹ کھُداتی ہے مفلسی

نقاش پر بھی زور جب آ مفلسی کرے — سب رنگ دم مین کر دے مصور کے گرگرے
صورت بھی اُسکی دیکھ کے منہ کھنچ رہے پرے — تصویر اور نقش مین کیا رنگ وہ بھرے
اُسکے تو منہ کا رنگ اُڑاتی ہے مفلسی

جب خوبرو پہ آن کے پڑتا ہے دن سیاہ — پھرتا ہے بوسے دیتا ہے ہر اک کو خواہ مخواہ
ہرگز کسی کے دل کو نہین ہوتی اُسکی چاہ — گر حُسن ہو ہزار روپیہ کا تو اُسکو آہ
کیا کوڑیوں کے مول بکاتی ہے مفلسی

اُس خوبرو کو کون دے اب دام اور درم — جو کوڑی کوڑی بوسہ کو راضی ہو دمبدم
ٹوپی پُرانی دو تو وہ جانے کلاہ جم — کیونکر نہ جی کو اُس چمن حُسن کے ہو غم
جسکی بہار مُفت لٹاتی ہے مفلسی

عاشق کے حال پر بھی جب آ مفلسی پڑے — معشوق اپنے پاس نہ دے اُسکو بیٹھنے
آوے جو رات کو تو نکالے وہین اُسے — اِس ڈر سے یعنی رات دھنا کہین نہ دے
تہمت یہ عاشقون کو لگاتی ہے مفلسی

کیسے ہی دھوم دھام کی رنڈی ہو خوشجمال
جب مفلسی ہو کلفت پڑے سر پہ اسکے جال
دیتے ہین اسکے ناچ کو ٹھٹھے کے بیچ ڈال
ناچے ہے وہ تو فرش کے اوپر قدم سنبھال
اور اسکو انگلیون پہ نچاتی ہے مفلسی

اسکا تو دل ٹھکانے نہین بھاؤ کیا بتائے
جب ہو پھٹا دوپٹہ تو کاہے سے منھ چھپائے
لے شام سے وہ صبح تلک گو کہ ناچ گائے
اوروں کو آٹھ سات تو وہ دو ٹکے ہی پائے
اس لاج سے اسے بھی لجاتی ہے مفلسی

جس کسبی رنڈیکا ہو ہلاکت سے دل حزین
رکھتا ہے اسکو جب کوئی آکر تماش بین
اک پون پیسے تک بھی وہ کرتی نہین نہین
یہ دکھ اسی سے پوچھئے اب وہ جسکے تئین
صحبت مین ساری رات جگاتی ہے مفلسی

وہ تو یہ سمجھے دل مین کہ دھیلا جو پاؤن گی
دمڑی کے پان دمڑی کی مسّی منگاؤن گی
باقی رہی چھدام سو پانی بھراؤن گی
پھر دل مین سوچتی ہے کہ کیا خاک کھاؤن گی
آخر چبینا اس کا بھناتی ہے مفلسی

جب مفلسی سے ہووے کلاونت کا دل اداس
پھرتا ہے لے طنبورے کو گھر گھر کے آس پاس
اک پاؤ سیر آٹے کی دل مین لگا کے آس
گوری کا وقت ہو تو گاتا ہے وہ بہاس
یاں تک حواس اسکے اڑاتی ہے مفلسی

مفلس جو بیاہ بیٹی کا کرتا ہے بول بول
پیسا کہاں جو جا کے وہ لاوے جہیز مول
جورو کا وہ گلا ہے کہ پھوٹا ہو جیسے ڈھول
گھر کی حلال خوری تلک کرتی ہے ٹھٹھول
ہیبت تمام اسکی اٹھاتی ہے مفلسی

بیٹے کا بیاہ ہو تو نہ بیاہی نہ ساتھی ہے
نے روشنی نہ باجے کی آواز آتی ہے

ماں پیچھے ایک میلی چدر اوڑھے جاتی ہے　　بیٹا بنا ہے دولھا تو باوا براتی ہے
مفلس کی یہ برات چڑھاتی ہے مفلسی

گر بیاہ کر چلا ہے سحر کو تو یہ بلا　　شہدار نانا ہیجڑا اور بھاٹ منڈ چڑا
کھینچے ہوئے اُسے چلے جاتے ہیں جابجا　　وہ آگے آگے لڑتا ہوا جاتا ہے چلا
اور پیچھے تھپڑیوں کو بجاتی ہے مفلسی

دروازے پر زنانے بجاتے ہیں تالیاں　　اور گھر میں بیٹھی ڈومنی دیتی ہیں گالیاں
مالن گلے کی ہار ہو دوڑی ہے ڈالیاں　　سقہ کھڑا سناتا ہے باتیں رزالیاں
یہ خواری یہ خرابی دکھاتی ہے مفلسی

کوئی شوم بے حیا کوئی بولا نکھٹو ہے　　بیٹے نے جانا باپ تو میرا نکھٹو ہے
بیٹے پکارتے ہیں کہ بابا نکھٹو ہے　　بی بی یہ دل میں کہتی ہے اچھا نکھٹو ہے
آخر نکھٹو نام دھراتی ہے مفلسی

چولھا توا نہ پانی کے مٹکے میں آبی ہے　　پینے کو کچھ نہ کھانے کو اور نے رکابی ہے
مفلس کے ساتھ سب کے تئیں بیحجابی ہے　　مفلس کی جورو سچ ہے کہ یاں سب کی بھابی ہے
عزت سب اُسکے دل کی گنواتی ہے مفلسی

کیسا ہی آدمی ہو پر افلاس کے طفیل　　کوئی گدھا کہے اُسے ٹھہراوے کوئی بیل
کپڑے پھٹے تمام بڑے بال پھیل پھیل　　منھ خشک دانت زرد بدن پر جما ہے میل
سب شکل قیدیوں کی بناتی ہے مفلسی

ہر آن دوستوں کی محبت گھٹاتی ہے　　جو آشنا ہیں اُنکی تو اُلفت گھٹاتی ہے
اپنے کی مہر غیر کی چاہت گھٹاتی ہے　　شرم و حیا و عزت و حرمت گھٹاتی ہے

ہان ناخن اور بال بڑھاتی ہے مفلسی

جب مفلسی ہوئی تو شرافت کہان رہی — وہ قدر ذات کی وہ نجابت کہان رہی
کپڑے پھٹے تو لوگون مین عزت کہان رہی — تعظیم اور تواضع کی بابت کہان رہی
مجلس کی جوتیون پہ بٹھاتی ہے مفلسی

رکھتی نہین کسی کی یہ غیرت کی آن کو — سب خاک مین ملاتی ہے حُرمت کی شان کو
سو محنتون مین اُسکی کھپاتی ہے جان کو — چوری پہ آکے ڈالے ہے مفلس کے دھیان کو
آخر ندان بھیک منگاتی ہے مفلسی

دنیا مین لیکے شاہ سے اے یارو تا فقیر — خالق نہ مفلسی مین کسی کو کرے اسیر
اشراف کو بناتی ہے اِک آن مین فقیر — کیا کیا مین مفلسی کی خرابی کہون نظیر
وہ جانے جسکے دل کو جلاتی ہے مفلسی

خمسہ ولہ

کرون احوال کا اپنے بیان کیا تجھسے مین یارا — مرا بھی نقد دل جسدن بساط عشق مین ہارا
پھرا ازبس جو کوہ و دشت مین راتونکو آوارا — سحر آیا چمن مین کلبۂ احزان مین بیچارا
وہین یکبارگی جوش جنون نے دلکو للکارا

کہ بس کیا کر چکا عمر اپنی چھپ کر ای شعلۂ آتش — دیا آیا تری گرمی مین حرف ای شعلۂ آتش
نہین نالہ تو ہے دریاے ژرف ای شعلۂ آتش — پڑا ہے کیا فسردہ مثل برف ای شعلۂ آتش
سہارا آئی دکھا گر تجھ مین ہے کچھ قوت و یارا

یہ سنتے ہی یکبو کا بگیا دل طپش مین آگیا — لیا اِک لیا جگر جسطرح پھر ہاتھ کھینچا

کنار و جیب کی سب دھجیاں کر ڈالیں تار سر ۔۔۔ اڑا کر گرد ملکر خاک نکلا گھر سے پھر باہر
بڑھا یہ بند اور ہو کر کے نالہ آہ کا مارا

چنان اکنون زخود رفتم نمیدانم کجا ہستم ۔۔۔ برنگ جان گذشتم از سر راہ از کہ پیوستم
زرہ بگرفت اکنون این زمان شور جنون دستم ۔۔۔ ہجوم محشر ہنگامہ اہم دیوانہ ام مستم
نہ از پا مے شناسم سر نمیدانم ز سر پا را

یہ پڑھتے ہی ہوئی بحر جنون کی ورسائی ۔۔۔ عجب دیوانہ پن کی کے موج آنکھوں میں لہرائی
جو ہیں ورلیے دل نے آکے پھر چلنے کی ٹھہرائی ۔۔۔ قضا نے لا وہیں اک اسقدر زنجیر پہنائی
کہ جسکے غل کا پہونچا عرش کے کانوں میں جھنکارا

خدا جانے اڑا لائی قضا جا کر کہاں سے وہ ۔۔۔ زمیں سے نکلی کافر یا کہ اتری آسمان سے وہ
نرالی تھی غرض اک یار و زندان جہاں سے وہ ۔۔۔ کھٹکتی دور تک جاتی تھی اس شور و فغاں سے وہ
مگر گرجا زمیں کے رعد کی نوبت کا نقارا

کیا آکر جنون نے دل کا واں یہ غلغلہ برپا ۔۔۔ کہ بنکر آگ اور خس بن جلا یا گھر یہ قیدی کا
نہ وہ انبوہ رہا نہ وہ مزا نے دھوم نے جرچا ۔۔۔ نظیر آیا جو میں پھر ہوش میں تو کہکے یہ بولا
کہ آخر مر گیا ہے راز دانی پیشو دیا را

خمسہ

رکھ بوجھ سر پہ نکلا اشتر ملا تو ایسا ۔۔۔ گھبرا کے راہیوں نے لشکر ملا تو ایسا
بڑھ گئے جو بال سر کے افسر ملا تو ایسا ۔۔۔ مفلس کا زر دھیرا جو زر ملا تو ایسا
آنسو جو غم سے ٹپکا گوہر ملا تو ایسا

جب مفلسی کا آکر سر پر پڑا ہے سایا — پھر تا ہے مرد کیا کیا در در خراب رسوا
بنتا ہے مفلسی میں مفلس کا آ یہ نقشا — پورا ہنر جو سیکھا تو بھیک مانگنے کا
یہ بدنصیبی دیکھو جو ہر ملا تو ایسا

مفلس نے گرچہ مر کر کی نوکری کسی کی — کیسی ہی محنتیں کین لیکن طلب نہ پائی
جیدھر کو ہاتھ ڈالا پائی نہ پھوٹی کوڑی — کی عاشقی تو سر پر ہے اک ٹرسی ٹوپی
سو وابھی اُسنے سے لے دلبر ملا تو ایسا

آخر کو تنگ ہو کر جب مفلسی کے مارے — چیلا ہوا کسی کا اور پہنے سیلی تا گے
وانسے سوا لنگوٹی ہرگز نہ پائی اُسنے — دن کو دلائی جھاڑو شب کو منگائے ٹکڑے
مفلس کو پیر و مرشد رہبر ملا تو ایسا

آٹا ملا تو ایندھن چولھا رہا اندارد — روٹی پکائے کسپر گھر مین توا اندارد
گر ٹھیکری پہ تھوپے تو پھر مزا اندارد — تو چھید ہنڈی غائب جسپر گلا اندارد
پانی کا گر میو نہین جھجھر ملا تو ایسا

قلیے پلاؤ زردے دودھ اور ملائی کھوئے — پوری کچوری لڈو سب مفلسی نے کھوئے
جب کچھ ہوا میسر دن رات روئے دھوئے — یا خشک ٹکڑے چابے یا پانی کے بھگوئے
سوکھا ملا تو ایسا اور تر ملا تو ایسا

کمخواب تاش مشجر زیب تن خاصہ ململ — مفلسی کے ہاتھوں گئے اپنے ہاتھ ململ
پگڑی رہی نہ جامہ ٹپکا رہا نہ آنچل — اے ٹاٹ کی قبا پر جوڑا پڑا نا کمل
ابرا ملا تو ایسا استر ملا تو ایسا

جو پائی بیچ کھائی اور بان کو جلا کر — روٹی پکائی رو رو اور کھائی آہ بھر بھر

سو نکلے وقت جھنگا گدڑا رہا نہ چادر
کہنی پہ سر کو رکھ کر سوئے فقط زمین پر
تکیہ ملا تو ایسا بستر ملا تو ایسا

جو صبح اور سورج جب آکے مُنھ دکھاوے
لے شام تک اُسی کے گھر بیچ دھوپ جاوے
آندھی چلے تو گھر مین سب خاک دھول جاوے
برسے جو مینھ تو باہر اک بوند پھر نجاوے
پھوٹے نصیب دیکھو چھپر ملا تو ایسا

جس دل جلے کے اوپر دن مفلسی کے آئے
پھر دور ہو جاگے اُس سے سب اپنے اور پرائے
آخر کو مفلسی نے یہ دُکھ اُسے دکھائے
کھانا جہان بٹتا واں جاکے دھکّے کھائے
کمبخت کو جو کھانا اکثر ملا تو ایسا

تعظیم تھی ہر اک جا تھا پاس جب تلک زر
مفلس ہوا تو کوئی دیکھے نہ پھر نظر بھر
کپڑے پھٹون سے بیٹھا جس بزم مین وہ جاکر
سب فرش سے اُٹھا کر بٹھلایا جوتیون پر
مفلس کو ہر مکان مین آدر ملا تو ایسا

گر مفلسی مین اُسنے دو تین لڑکے پائے
اور کُنبے والے لڑکے وان کھیلنے کو آئے
دیکھ اُنکے گہنے پاتے آنکھون مین آنسو لائے
سرکی کو چھیل بیچے تھے اور کڑے بنائے
بدبخت کے بچون کو زیور ملا تو ایسا

اسباب تھا تو کیا کیا رکھتے تھے لوگ ناتا
مفلس ہوا تو ہرگز رشتہ رہا نہ ناتا
نے بھائی بھائی کہتا نے بیٹا کہتا بابا
اسپر نظیر مجھکو رونا بہت ہے آتا
اِس مفلسی زدے کو بہتر ملا تو ایسا

تمت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جنم کنہیا جی — مسدس

ہے ریت جنم کی یون ہوتی جس گھر مین بالا ہوتا ہے — اُس منڈل مین ہر من بھیتر سکھ چین دوبالا ہوتا ہے
سب بات بتھا کی بھولے ہے جب بھولا بھالا ہوتا ہے — آنند مندیلی باجت ہین نت بھون اُجالا ہوتا ہے
یون نیک لچھتر لیتے ہین اِس دنیا مین سنسار جنم
پر اُنکے اور ہی لچھن ہین جب لیتے ہین اوتار جنم

سبھ ساعت سے یون دنیا مین اوتار گربھ مین آتے ہین — جو نارد مُن ہے دھیان بھلی سب اُنکا بھید بتاتے ہین
وہ نیک مہورت سے جسدم اس سرشٹ مین جنمے جاتے ہین — جو لیلا رچنی ہوتی ہے وہ روپ یہ جا دکھلاتے ہین
یون دیکھنے مین اور کہنے مین وہ روپ تو بالے ہوتے ہین
پر بالے ہی پن مین اُنکے اُپکار نرالے ہوتے ہین

یہ بات کہی جو مین نے اب یون اسکو تو اب دھیان لگا — ہے پنڈت پستک بیچ لکھا تھا کنس جو راجا متھرا کا
دھن دھیر بہت بل تیج نپٹ سامان انیک اور دل بڑا — گج اور ترنگ اچھے نیکے انبار ہی ہو دن مین سجا
جب بن ٹھن اونچی ہستی پر وہ پاپی آن نکلتا تھا
سب ساز جھلا جھل کرتا تھا اور سنگ کٹک دل چلتا تھا

اک روز جو اپنی مجلس بیچ وہ کنس بہت مغرور ہوا — اور ہنس کر بولا دنیا مین ہے دوجا کون بلی مجھ سا
اک ان کر پربت کو چاہون تو ابھی وہ پل مین گرا — اس دیس کے ٹرھ بل جتنے ہین ہے کون جو مجھ سے ہووے سوا
جو دشٹ کوئی جدھ کو گر ہے ان دار کا جور چلے — وہ سامنے میرے ایسا ہو جون چینٹی ہاتھی پانون تلے

وہ ایسے کتنے ہی جو بول گربھ کے کہتا تھا
تھا ایک پہر کھڑ وہ یون بولا تو بھولا اپنے بل پر کیا
سب لوگ سبھا کے سنتے تھے کیا تاب جو بولے کوئی ذرا
جو تیرا مارن ہارا ہے سو وہ بھی جنم اب لیوے گا

تو اپنے بل پر ہارے مورکھ اس آن عبث ہنکار لیا
وہ تجھکو مار گراویگا یون جیسے بھنگا مار لیا

یہ بات سُنی جب کنس نے وان تب سُنکر اُسکے ہوش اُڑے
یون پوچھا وہ کس دیس میں ہے اور کون ہنون آکر جنمے
کچھ ہوش گئے بھیتر آن بھرا اور بول گربھ کے بکھرے بسرے
کون اُسکے مات پتا ہووین جو پالین اُسکو چاہت سے

وہ بولا متھرا نگر میں اِک روز جنم وہ پاوے گا
جب سیانا ہوگا تب تجھکو اِک پل مین مار گراویگا

یہ بات سُنائی کنس کو پھر اور آٹھ لکیرین ان پر کھینچین
اُن آٹھ لکیرون کی باتین پھر کنس کو اُسنے سمجھائین
بسدیو پتا کا نانون کہا اور دیوکی ماتا ٹھہرائین
تب بسدیو دیوکی کے پیٹ مین جگ مین ہوتی آٹھ یہ مین

بل بیچ گربھ مین تو نے تو سب کارج گیان بسارا ہے
جو پاپ چھپے رکھیا کھینچی ہے وہ تیرا مارن ہارا ہے

اس بات کو سُنکر کنس بہت تب من مین اپنے گھبرایا
تب نارد منی نے اُسکو بھی کچھ اور طرح سے سمجھایا
جب نارد من اپنے باس گئے تب آپ نے اُسنے بھید کہا
پھر کنس کو وان اس بات سوا کچھ اور نہ مارگ بن آیا

جو اپنی جان بچانے کا کر سوچ یہ اُسنے پھند کیا
بلوا بسدیو اور دیوکی کو اِک مندر بھیتر بند کیا

جب قید کیا اُن دونون کو تب چوکیدار بٹھلا دیے
سامان رسوئی کا جو تھا سب اُنکے پاس وہیں رکھوا
اِک آن نکس پاوین پھر اُن سبکو یہ حکم دیا
اور دو وار دیے اُس مندر کے تب تالے بھی جڑوا

ہشیار رہنگے یون رہنا ان چوکی دینے آگا
کیا تاب جو کوٹھے بیچ پرا آن پرند اپر مارے

بھو بٹھیا تھا جو کنس کے من وہ بھر کر نیند نہ سوتا تھا
اُس مندر میں اُن دونوں کے جب کوئی بالک ہوتا تھا
کچھ بات سہاتی نا اُسکو نت اپنی پلک بھگوتا تھا
کنس آن اُسے چھپ مارے تھا من بات بتا کر روتا تھا

اک مدت تک اُن دونوں کا اُس مندر میں یہ حال رہا
جو بالک اُنکے گھر جنما سو مارتا وہ چنڈال رہا

پھر آیا وان اک وقت ایسا جو آئے گرب میں منموہن
گھنشیام مراری ہنواری گردھاری سندر شیام برن
گوپال منوہر لیدھر سکیش کشورن کیول نین
پربھوناتھ بہاری کان للا سکھدائی جگ کے دُکھ بھنجن

جب ساعت پرگٹ ہونیکی وان آئی مکٹ دھریا کی
اب آگے بات جنم کی ہے جے بولو کشن کنھیا کی

تھا نیک مہینا بھادوں کا اور دن بدھ گنتی آٹھن کی
سب ساعت نیک مہورت سے وان جنمے آ کر کشن جبھی
پھر آدھی رات ہوئی جس دم اور ہوا نچھتر روہنی کی
اُس مندر کی اندھیاری میں جو اور اُجالی آن بھری

بسدیو سے بولیں دیوکی جی مت ڈر بھون میں دھیر کرو
اس بالک کو تم گوکل میں لے پہونچو اور مت دیر کرو

جو اسکے تم لیجا نہیں یان تک کبھی دیر لگاؤ گے
اس آن سنبھلکر تم اسکو جو گوکل میں پہونچاؤ گے
وہ دُشٹ اسے بھی ماریگا پچھتا ہی رہجاؤ گے
اس بات میں یہ پھل پاؤ گے جو اسکی جان بچاؤ گے

وان گوکل باشی جو اُس کو لے اپنی گود سنبھالیگا
کچھ نام وہ اُس کا رکھ لے گا اور مہر دیا سے پالیگا

جو حال یہ وان جا پہونچے گا تو اُسکا جی نت چاہیگا
جس گھر کے بیچ پلیگا یہ وہ گھر ہمکو بتلاوے گا
جو کرم لکھی ہے تو پھر بھی مکھ ہمکو آن دکھاویگا
ہم اُس سے ملنے جاوینگے یہ ہم سے ملنے آوے گا

نت کام ہمیں کچھ دعوی سے نہ جھگڑا اور نکھیڑے سے
جب دیکھنے کو من تڑپیگا سکھ پاوینگے اسکے دیکھے سے

ہے آدھی رات ابھی تو یہاں لیجاؤ اِسے تم چال اُدھر — لپٹا لو اپنی چھاتی سے دو آؤ جا کے اور کے گھر
من بیچ اُنھوں کے تھا ڈر یہ دن ہو گیا تو کنس آ کر — اک آن میں اُسکو ماریگا رہ جاوینگے ہم آنسو بھر
یہ بات نہ تھی معلوم اُنھیں یہ بالک جگ نستاریگا
کب مار سکیگا کنس اُسے یہ کنس کو آپ ہی ماریگا

جب دیوکی نے بسدیو سے واں رو کر یہ بات کہی — وہ بولے کیونکر لے جاؤں ہیں باہر تو چوکی بیٹھی
اور دوار لگے ہیں تالے کل کچھ بات نہیں بن سکتی — نت دیوکی بولی لیجاؤ من ایشر کی رکھ آس ابھی
وہ بالک کو جب لے نکلے سب سانکر پٹ پٹ چھوٹ گئے
تھے تالے جتنے دوار لگے اُس آن جھڑا جھڑ ٹوٹ گئے

جب آئے چوکیداروں میں تب واں بھی یہ صورت دیکھی — سب سوتے پائے اُس ساعت ہر آن جو دیتے تھے چوکی
جب سوتا دیکھا اُن سبکو ہو نڈر وہ نکلے واں سے بھی — پھر آئے جمنا پہ جو ہیں تیر جمنا دیکھی بہت چڑھی
یہ سوچ ہوا من بیچ اُنھیں سر اِس جل میں کیسے دھریے
ہے رین اندھیری سنگ بالک ہیں اکیلا ہیں اب کیا کریے

یوں منہ میں گھبرا پھر چلیئے پھر آپ ہی من مضبوط ہوا — بھگوان دیا سر اُس واں جمنا جی پر دھیان دھرا
پھر جوں جوں پاؤں بڑھاتے تھے وہ پانی چڑھتا آتا تھا — یہ بات لگی جب ہونے واں بسدیو گئے من میں گھبرا
جب پاؤں بڑھائے بالک نے جو آپ سے اُدھر بھیگے جل میں
جب جمنا نے پگ چوم لیے جا پہنچے پار وہ اک پل میں

جب آن برج گوکل میں جا تک اُن بھی باڑی دیکھے — تب واں سے چلتے چلتے وہ پھر نند کے دوارے آ پہنچے
واں نند محل کے دروازے بھی سب دیکھے تب تب دو کھڑکے — جو چوکی والے سوتے تھے اب کون اُنھیں روکے ٹوکے
جب بیچ محل کے جا پہنچے سب سوتے واں گھر والے تھے — ہر چار طرف اُجیالی تھی جیون مخد میں دو بائے تھے

اک اور اچنبھا یہ دیکھو جو رات جنم کی کشن کی تھی
واں سوتے دیکھ جسودا کو اور بدلی کر اس بالک کی
اس رات جسودا کے گھر میں تھی جنمی بار و اک لڑکی
اس لڑکی کو وہ آپ اٹھا کے نکلے آئے متھرا جی
جب لڑکی لائے مندر میں سب تالے مندر لاگ اٹھے
جو چوکی دینے والے تھے وہ بھی پھر اس دم جاگ اٹھے

جب بھور ہوئی تب گھبرا کر سر دھر کنس نے لی اس مندر کی
نے ہاتھ پھرایا چکر دی تو ٹپکے وہ بن ٹپکے ہی
جب تالے کھلوا بیچ گیا تب لڑکی جنمی اک دیکھی
یوں جیسے بجلی کوندے ہے جب چھوٹ ہوا پر جا پہنچی
یہ کہتے نکلے اے مورکھ کیا تو نے سوچ بچارا ہے
وہ جیتا اب تو سیس مکٹ جو تیرا مارن ہارا ہے

جب کنس نے واں یہ بات سنی من بیچ بہت سا الجھایا
سو فکر کرو سوچ کرو سو بات سنو حاصل کیا
جو کارج ہونے والا ہے وہ ٹالے سے کب ہے ٹلتا
ہر آن وہی یاں ہوتا ہے جو ماتھے کے ہے بیچ لکھا
ہیں کہتے بدھ جسے اب یاں وہ سوچ بڑی ٹھہرائی ہے
تقدیر کے آگے یہ یارو تدبیر نہیں کام آتی ہے

اب نند کے گھر کی بات سنو واں ایک اچنبھا یہ ٹھہرا
گھوڑ تالیں چھوٹیں ناچ ہوا اور نوبت کا غل شور مچا
جو رات کو جنمی تھی لڑکی اور بھور کو دیکھا تو لڑکا
پھر کشن گر نے نام رکھا سب گنبے کے مل بیٹھے آ
نند او جسودا اور کرات کرنے واں ہر ہر لگے
پکوان مٹھائی میوے کے بر تاری آگے ڈھیر لگے

سب ناری آئیں گونے کی اور پاس پڑوسن آ بیٹھیں
کچھ ہر دم مکھ اس بالک کا بلہاری ہو کر دیکھ رہیں
کچھ ڈھول مجیرے لاتی تھیں کچھ گیت جچا کے گاتی تھیں
کچھ تھال پنجیری کے رکھتیں کچھ سونٹھ چھوارا کرتی تھیں
کچھ کہتی تھیں ہم بیٹھے ہیں نیگ آ چکے دن کا لینے کو
کچھ کہتیں ہم تو آئے ہیں آنند بدھاوا دینے کو

کوئی کہتی مٹھی گرم کرے کوئی ڈالے پلنڈا اور بھوری
کوئی دیکھے روپ اس بالک کا کوئی ماتھا چومے بھر جھوری
کوئی لائی ہنسلی اور کھڑوے کوئی کرتا ٹوپی سیوہ گی
کوئی بہو ونکی تعریف کرے کوئی آنکھوں کی کوئی پلکوں کی

کوئی کہتی عمر بڑی ہووے اے بہن تمہارے بالک کی
کوئی کہتی بیاہ ہو لاؤ اس آس مرادوں والے کی

کوئی کہتی بالک خوب ہوا اے بہنا تیری نیکت تی
اس گہنے کی بھی شان بڑھی اور بھاگ بڑے اس گھر کو کی
یہ باتے انکو لکھتے ہیں جو دنیا میں ہیں بڑ بھاگی
یہ باتیں سب کی سن سن کر یہ بات جسودا کہتی تھی

یہ بہر یہ بالک جو ایسا اب میرے گھر میں جنما ہے
کچھ اور کہوں میں کیا تم سے بھگوان کی مو پر کرپا ہے

تھی کونے کونے خوشوقتی اور طبلے تال کھٹکتے تھے
ہر چار طرف آنند تھیں وان گھر میں نند جسودا کے
کوئی ناچ رہی کوئی کود رہی کوئی ہنس ہنس کے کچھ دیتے تھے
کچھ آنگن بیچ بڑے تھیں کوئی بیٹھی کوٹھے اوپر تھے

سو خوبی اور خوشحالی سے دکھلاتی تھی سامان گھڑی
سچ بات ہے بالک ہونے کی ہے دنیا میں آنند بڑی

پھر اور خوشی کی بات ہوئی جب چھٹی ہوئی دو کانڈونکی
یہ اُسیر ملکے پھیر پھیر کر وہ اُسیر ڈالے گھڑی گھڑی
رکھوائی دودھ کی مٹکی پھر اور ڈالی ہلدی تھی پھری
کوئی بوجھ کمر اور بانہن کو کوئی سکھی لپٹی اور پڑی

اس دودھ کی بھی رنگ لیوتھیں پے اور ہوا نرنار یکا
اور تن کی ابرن یوں بھیگے جو رنگ ہو کیسر کیا ریکا

گوکل منڈل میں یہ دھوم مچی اور بھر گئی ڈگر جو گی تھی
آنند بدھاوا باج رہے اور بنسی سرنا اور ترئی
کچھ ناچیں بھاند بھگتئے بھی کچھ کھڑی بادین ملتی تھی
رنگیں سہرے باندھے بھی ہاتھ کھڑے کتنے پہنے بھی
پہرن انھانی تھیں ہاتھ گیا گنتی روپے سونے کی
نند اور جسودا ایسی کی شادی بالک ہونے کی

جو ننگی جوگی تھے انکو اُس آن نپٹ خوشحال کیا
پھر آئے باگے ریشم کے اور زر بھی بخشا بہتیرا
اور جتنے ناچنے والے تھے اسباب انھیں بھی خوب دیا
مہمان جو گھر میں آئے تھے سب انکو بھی ارمان رکھا

دن رات چھٹی کے ہونے تک من خوش دل لوگ لگائی کا
پھر تھال روپے اور مہرین دین جب نیگ چکا یا دائی کا

نند اور جسودا بالک کو وان ہاتھوں بیچ چھپائے رکھتے
نت پیار کرین تن من وارین سنہری ابرن بنکے
جی بہلاتے من پرچاتے اور خوب کھلونے منگواتے
آہن جھلاتے پالنے مین وہ ادہر اور ادہر بیٹھے

کر یاد نظیر اب ہر ساعت اُس پالنے اور اُس جھولے کی
آنند سے بیٹھو چین کرو جے بولو کان جھنڈ ولے کی

بالپن بانسری بجیا

یارو سنو یہ دودھ کے لٹیّا کا بالپن
اور مدھپوری نگر کے بسیّا کا بالپن
موہن سروپ نرت کریا کا بالپن
بن بن کے گوال گوؤن چریّا کا بالپن

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہون مین کشن کنھیّا کا بالپن

ظاہر مین ست وہ نند جسودا کے آپ تھے
ورنہ وہ آپ مائی تھے اور آپ ہی باپ تھے
پردہ مین بالپن کے یہ انکے ملاپ تھے
جوتی سروپ کہئے جنھین سو وہ آپ تھے

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہون مین کشن کنھیّا کا بالپن

انکو تو بالپن سے نہ تھا کام کچھ ذرا
سنسار کی جو ریت تھی اُسکو رکھا بجا
مالک تھے وہ تو آپ انھین بالپن سے کیا
وان بالپن جوانی بڑھاپا سب ایک تھا

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیّا کا بالپن

مالک جو ہووے اسکو سبھی ٹھاٹھ یاں سرے
سب روپ ہیں اُسی کے جو کچھ چاہے سو کرے
چاہے وہ ننگے پانوں پھرے یا مکٹ دھرے
چاہے جوان ہو چاہے لڑکپن سے من بھرے

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیّا کا بالپن

بالے ہو برج راج جو دنیا میں آ گئے
اُس بالپن کے روپ میں کتنوں کو بھا گئے
لیلا کے لاکھ رنگ تماشے دکھا گئے
اک یہ بھی لہر تھی کہ جہاں کو جتا گئے

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیّا کا بالپن

یوں بالپن تو ہوتا ہے ہر طفل کا بھلا
اُس بھید کی بھلا جی کسی کو خبر ہے کیا
پر اُنکے بالپن میں تو کچھ اور ہی بھید تھا
کیا جانے اپنے کھیلنے آئے تھے کیا کلا

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیّا کا بالپن

رو ہاروں کے یاروں عجب جا گئے غور تھے
آپ ہی وہ پربھو ناتھ تھے آپ ہی وہ ور تھے
لڑکوں میں وہ کہاں ہیں جو کچھ اُنمیں طور تھے
اُنکے تو بالپن ہی میں تیور کچھ اور تھے

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیّا کا بالپن

وہ بالپن میں دیکھتے جیدھر نظر اُٹھا
پتھر بھی ایکبار تو بن جاتا موم کا

اُس روپ کو گیانی کوئی دیکھتا جو آ ڈنڈوت ہی وہ کرتا تھا ماتھا جھکا جھکا
ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہون مین کشن کنھیا کا بالپن

پر وہ نہ بالپن کا نہ کرتے اگر ذرا کیا تاب تھی جو کوئی نظر بھر کے دیکھتا
جھاڑ اور پہاڑ دیتے سبھی اپنا سر جھکا پر کون جانتا تھا جو کچھ اُنکا بھید تھا
ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہون مین کشن کنھیّا کا بالپن

موہن مدن گوپال کرے بنس مین ہرن بلہار ہی اُنکے نام پہ میرا یہ تن بدن
گردھاری نند لال ہری ناتھ گوردھن لاکھون کیے بناؤ ہزارون کیے جتن
ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہون مین کشن کنھیّا کا بالپن

پیدا تو مدتون مین ہوے شیام جی مُرار گوکل مین آکے نند کے گھر مین لیا قرار
نند انکو دیکھ ہوتا تھا جی جان سے نثار پانی جسودا پیتی تھی پانی کو وار وار
ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہون مین کشن کنھیّا کا بالپن

جب تک کہ دودھ پیتے رہے گوال برج راج سبکے گلے کے کٹھلے تھے اور سبکے سر کے تاج
سُندر جو ناریان تھین وہ کرتی تھین کام کاج رسیا کا اُن دنون تو عجب رس کا تھا مزاج
ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہون مین کشن کنھیا کا بالپن

بدشکل سے تو لوگ سدا دور ہٹتے تھے ۔۔۔ اور خوبرو کو دیکھ کے ہنس ہنس چمٹتے تھے
جن ناریوں سے اُنکے غم و درد بٹتے تھے ۔۔۔ اُنکے تو دوڑ دوڑ گلے سے لپٹتے تھے

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہوں مین کشن کنھیّا کا بالپن

اب گھٹنیوں کا اُنکے مین چلنا بیان کرون ۔۔۔ یا میٹھی باتین مُنھ سے نکلنا بیان کرون
یا بالکون مین اسطرح پلنا بیان کرون ۔۔۔ یا گودیون مین اُنکا مچلنا بیان کرون

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہوں مین کشن کنھیّا کا بالپن

پاٹی پکڑ کے چلنے لگے جب مدن گوپال ۔۔۔ دھرتی تمام ہو گئی اک آن مین نہال
باسک چرن چھوؤن کو چلے چھوڑ کر پتال ۔۔۔ آکاس پر بھی دھوم مچی دیکھ اُنکی چال

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہوں مین کشن کنھیّا کا بالپن

تھی اُن کی چال کی تو عجب یارو چال ڈھال ۔۔۔ پاؤن مین گھنگھرو باجتے سر پر جھنڈولے بال
چلتے ہمک ہمک کے جو وہ ڈگمگاتی چال ۔۔۔ تھا مین کبھی جسودا کبھی نند لین سنبھال

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہوں مین کشن کنھیّا کا بالپن

پہنے جگا گلے مین جو وہ دکھنی چیر کا ۔۔۔ گہنے مین بھر رہا گویا لڑکا امیر کا
جاتا تھا ہوش دیکھ کے شاہ و وزیر کا ۔۔۔ مین کسطرح کہوں اسے چھورا اہیر کا

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن ۔۔۔ کیا کیا کہوں مین کشن کنھیّا کا بالپن

جب پاؤن چلنے لاگے بہاری نولکشور
منہ ہاتھ دودھ سے بھرے کپڑے بھی شور بور
ماکھن اُچکّے ٹھہرے ملائی دہی کے چور
ڈالا تمام برج کی گلیون مین اپنا شور

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہون مین کشن کنھیّا کا بالپن

کرنے لگے یہ دھوم جو گردھاری نندلال
ماکھن دہی چرانے لگے سب کے دیکھ بھال
اک آپ اور دوسرے ساتھ انکے گوال بال
دی اپنے دودھ چوری کی گھر گھر مین دھوم ڈال

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہون مین کشن کنھیّا کا بالپن

تھے گھر جو گوالنون کے لگے گھر سے جا بجا
ماکھن ملائی دودھ جو پایا وہ کھا لیا
جس گھر کو خالی دیکھا اسی گھر مین جا چھپا
کچھ کھایا کچھ خراب کیا کچھ گرا دیا

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہون مین کشن کنھیّا کا بالپن

کوٹھی مین ہووے پھر تو اُسی کو ڈھنڈورنا
اونچا ہو تو بھی کاندھے پہ چڑھ کر نہ چھوڑنا
گولی مین ہو تو اُسمین بھی جا منھ کو بورنا
پہونچا نہ ہاتھ تو اُسے مُرلی سے پھوڑنا

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہون مین کشن کنھیّا کا بالپن

گر چوری کرتے آگئی گوالن کوئی وہان
مین تو ترے دہی کی اُڑاتا تھا مکھیان
اور اُسنے آ پکڑ لیا تو اُس سے بولے یان
کھاتا نہین مین اُسکی نکالے تھا چونٹیان

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہون مین کشن کنھیّا کا بالپن

گر مارنے کو ہاتھ اُٹھاتی کوئی ذرا
تو اُسکی انگیا پھاڑتے گھونسے لگا لگا
چلاتے گالی دیتے مچل جاتے جابجا
ہر طرح وان سے بھاگ نکلتے اُڑا چھڑا

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہوں مین کشن کنھیّا کا بالپن

غصے مین کوئی ہاتھ پکڑتی جو آن کر
تو اُسکو وہ سروپ دکھاتے تھے منوھر
جو آپی لاکے دھرتی وہ ماکھن کٹوری بھر
غصہ وہ اُنکا آن مین جاتا وہین اُتر

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہوں مین کشن کنھیّا کا بالپن

انکو تو دیکھ گوالنین جی جان پاتی تھین
گھر مین اسی بہانے سے اُنکو بلاتی تھین
ظاہر مین اُنکے ہاتھ سے وہ غل مچاتی تھین
پردے مین سب وہ کشن کے بلہاری جاتی تھین

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہوں مین کشن کنھیّا کا بالپن

کہتی تھین دل مین دودھ جو اب ہم چھپائینگے
سیکشن اسی بہانے ہمین مُنہ دکھائینگے
اور جو ہمارے گھر مین یہ ماکھن نہ پائینگے
تو اُنکو کیا غرض ہے یہ کاہکو آئینگے

ایسا تھا بانسریکے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہوں مین کشن کنھیّا کا بالپن

سب مل جسودا پاس یہ کہتی تھین آکے بیر
اب تو تمھارا کانھ ہوا ہے بڑا شریر
دیتا ہے ہمکو گالیان پھر مارتا ہے چیر
چھوڑے دہی نہ دودھ نہ ماکھن مہی نہ کھیر

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہوں مین کشن کنھیّا کا بالپن

ماتا جسودا اُنکی بہت کرتی منتیاں
جب کانھ جی جسودا سے کرتے یہی بیان
اور کانھ کو ڈراتی اُٹھاپن کی سانٹیاں
تم سچ نہ جانو ماتا یہ ساری ہین جھوٹیاں

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہوں مین کشن کنھیّا کا بالپن

ماتا کبھی یہ مجھکو پکڑ کر لجاتی ہین
جب ناچتی ہین آپ مجھے بھی نچاتی ہین
گانے مین اپنے ساتھ مجھے بھی گواتی ہین
آپ ہی تمھارے پاس یہ فریادی آتی ہین

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہوں مین کشن کنھیّا کا بالپن

ماتا کبھی یہ میری چھنگلیا چھپاتی ہین
آپ ہی مجھے رُٹھاتی ہین آپی مناتی ہین
جاتا ہون راہ مین تو مجھے چھیڑ جاتی ہین
مارو انھین یہ مجھکو بہت ستاتی ہین

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بال پن
کیا کیا کہون مین کشن کنھیّا کا بالپن

اک روز منھ مین کانھ نے ماکھن جھکا دیا
پوچھا جسودا نے تو وہین منھ بنا دیا
منھ کھول تین لوک کا عالم دکھا دیا
اک آن مین دکھا دیا اور پھر بھلا دیا

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بال پن
کیا کیا کہون مین کشن کنھیّا کا بال پن

تھے کانھ جی تو نند جسودا کے گھر کے ماہ
موہن نولکشور کی تھی سب کے دل مین چاہ
انکو جو دیکھتا تھا سو کہتا تھا واہ واہ
ایسا تو بال پن نہ ہوا ہے کسی کا آہ

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بال پن
کیا کیا کہون مین کشن کنھیّا کا بال پن

سب ملکے یار و کشن مُراری کی بولو جے
گوبند چھیل کنج بہاری کی بولو جے
وہ چور کہاں ری ناتھ بہاری کی بولو جے
تم بھی نظیر کشن بہاری کی بولو جے

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیّا کا بالپن

بانسری

جب مُرلی دھر نے مُرلی کو اپنی ادھر دھری
کیا کیا پریم پیت بھری اسمیں دھن بھری
لَے اُسمیں رادھے نام کی ہر دم بھری گھری
لہرائی دُھن جو اُسکی اِدھر اور اُدھر وری

سب سُننے والے کہہ اُٹھے جے جے ہری ہری
ایسی بجائی کشن کنھیّا نے بانسری

کتنے تو اُسکے سُننے سے دھن ہو گئے دُھنی
کتنوں کی شدھ بسر گئی جبدم وہ دھن سُنی
کتنوں کی من سے کل گئی اور بیاکلی چُنی
کیا نر سے لیکے ناریاں کیا کوڑھ کیا گُنی

سب سُننے والے کہہ اُٹھے جے جے ہری ہری
ایسی بجائی کشن کنھیّا نے بانسری

جس آن کانھ جی کو وہ بنسی بجاؤنی
جس کان میں وہ آؤنی وان بھی بھلاؤنی
ہر من کی ہو کے موہنی اور چیت لبھاؤنی
نکلی جہان دُھن اُسکی وہ میٹھی سُہاؤنی

سب سُننے والے کہہ اُٹھے جے جے ہری ہری
ایسی بجائی کشن کنھیا نے بانسری

جس آن بجے اپنی بنسی وہ سیکشن نند آنجہی
اس سانورے بدن پہ پٹ آنکر سجی
مُرلی بجلایا آپ کو تارہی نے سدھ تجی
انکی اُدھر سے آکے وہ بنسی جدھر بجی

سب سننے والے کہہ اٹھے جے جے ہری ہری
ایسی بجائی کشن کنھیا نے بانسری

گوالوں میں نندلال بجاتے وہ جس گھڑی — گؤویں دھن اسکی سننے کو رہ جاتیں سب کھڑی
گلیوں میں جب بجاتے تو وہ اسکی دھن پڑی — لے لے کے اتنی لہر جہاں کان میں پڑی

سب سننے والے کہہ اٹھے جے جے ہری ہری
ایسی بجائی کشن کنھیا نے بانسری

بنسی کو مرلی دھر جی بجاتے گئے جدھر — پہلے دھن اسکی روز ہر اک دل میں کر اثر
سنتے ہی اسکی دھن کی حلاوت ادھر ادھر — منہ چنگ اور نے کی دھنیں دل سے بھول کر

سب سننے والے کہہ اٹھے جے جے ہری ہری
ایسی بجائی کشن کنھیا نے بانسری

بن میں اگر بجاتی تو وان تھی یہ اسکی چاہ — کرتی دھن اسکی سبھی پہ ٹوہکے ہی دل میں راہ
بستی میں جو بجاتی تو کیا شام و کیا پگاہ — پڑتی ہی دھن وہ کانمیں بلہاری ہوکے جاہ

سب سننے والے کہہ اٹھے جے جے ہری ہری
ایسی بجائی کشن کنھیا نے بانسری

کتنے تو اسکی دھن کے لیے رہتے بے قرار — کتنے لگائے کان ادھر رکھتے بار بار
کتنے کھڑے ہو راہ میں کرتے تھے انتظار — آتے جدھر بجاتے ہوئے شیام جی مرار

سب سننے والے کہہ اٹھے جے جے ہری ہری
ایسی بجائی کشن کنھیا نے بانسری

موہن کی بانسری کی میں کیا کیا کہوں جتن — لے اسکے من کی موہنی دھن اسکی چت ہرن

اس بانسری کا آن کے جس جا ہوا بجن   کیا جل پون نظیر پکھیرو و کیا ہرن

سب سننے والے کہہ اٹھے جے جے ہری ہری
ایسی بجائی کشن کنھیا نے بانسری

لہو و لعب کنھیا

تعریف کروں میں اب کیا کیا اس مرلی دھر بجیا کی   نت سیوا کنج پھریا کی اور بن بن گؤ چریا کی
گوپال بہاری بنواری دکھ ہرنا مہر کریا کی   گردھاری سندر شیام برن اور ہندر جوئی گچھیا کی

یہ لیلا ہے اس نند للن منموہن جسمت چھیا کی
رکھو دھیان سنو ڈنڈوت کرو جے بولو کشن کنھیا کی

اک روز خوشی سے گیند تری کی موہن جمنا تیر گئے   واں کھیلن لاگے ہنس ہنس کے یہ کہہ کر گوال اور بالن سے
جو گیند تری جا جمنا میں پھر جا کر لاوے جو پھینکے   وہ آپی انترجامی تھے کیا انکا بھید کوئی پاوے

یہ لیلا ہے اس نند للن منموہن جسمت چھیا کی
رکھو دھیان سنو ڈنڈوت کرو جے بولو کشن کنھیا کی

واں کشن مدن منموہن نے سب گوالن سے یہ بات کہی   اور آپی سے جب گیند اٹھا اس کالی دہ میں ڈال دئی
پھر آپی جھپ سے کود پڑے اور جمنا جی میں ڈبکی لی   سب گوال سکھا حیران رہے پر بھید نہ سمجھے اک رتی

یہ لیلا ہے اس نند للن من موہن جسمت چھیا کی
رکھو دھیان سنو ڈنڈوت کرو جے بولو کشن کنھیا کی

یہ بات سنی برج ناری نے تب گھر گھر اسکی دھوم مچی   نند اور جسودا آ پہنچی سدھ بھول گئی اپنے تن کی
جمنا پر غل شور ہوا اور ٹھٹھ بندھے اور بھیڑ لگی   کوئی آنسو ڈالے ہاتھ ملے پر بھید نجانے کوئی بھی

یہ لیلا ہے اس نند للن منموہن جسمت چھیا کی   رکھو دھیان سنو ڈنڈوت کرو جے بولو کشن کنھیا کی

جس دہ مین کو دے منموہن وان آن چھپا تھا اک کالی
پھن مارے پھونکا زور کیے اور پہرون تک وان کشتی کی
سر پانون سے انکے آ لپٹا اُس دہ کے بھیتر دیکھتے ہی
پھنکارین لین پل تیج کیے پر کرشن ہے وان ہنستے ہی

یہ لیلا ہے اُس نند للن منموہن جسمت چھیّا کی
رکھ دھیان سنو ڈنڈوت کرو جے بولو کشن کنھیا کی

جب کالے نے سو پیچ کیے پھر ایک کلا وان شیام نے کی
پھن ناتھ لیا اُس کالے کو اک پل بھر مین نلو پر لگی
اس طور بڑھایا تن اپنا جو اُسکا نکسن لاگا جی
وہ وار کیا اور اُستت کی ناگن بھی پھر پانون پڑی

یہ لیلا ہے اُس نند للن منموہن جسمت چھیّا کی
رکھ دھیان سنو ڈنڈوت کرو جے بولو کشن کنھیا کی

اُس دہ مین نند شیام برن اُس کالی کو جب ناتھ چکے
کر اپنے بس مین کالے کو مسکیانے مرلی دھر دھر کے
لی ناتھ کو اُسکے ہاتھ اپنے ہر پھن کے اوپر پٹ گئے
جب باہر آئے منموہن سب خوش ہو جے جے بول اُٹھے

یہ لیلا ہے اُس نند للن منموہن جسمت چھیّا کی
رکھ دھیان سنو ڈنڈوت کرو جے بولو کشن کنھیا کی

تھے جمنا پر اُسوقت کھڑے وان جتنے نر ناری
دُکھ جتنا من سے دور ہوئے آنند کی آئی پھر باری
دیکھ اُنکو سب خوشحال ہوئے جب باہر نکلے بنواری
سب درشن پا کر شاد ہوئے اور بولے جے جے بلہاری

یہ لیلا ہے اُس نند للن منموہن جسمت چھیّا کی
رکھ دھیان سنو ڈنڈوت کرو جے بولو کشن کنھیا کی

نند اور جسودا کے من مین سُدھ بھولی بسری پھر آئی
سب برج باسی کے ہردے مین آنند خوشی اسدم چھائی
سُکھ چین ہوا ہوئی گر بھول گئی کچھ وان بن کی ٹھہرائی
اُس روز انھون نے بھی نظیرؔ اک لیلا اپنی دکھلائی

یہ لیلا ہے اُس نند للن منموہن جسمت چھیّا کی
رکھ دھیان سنو ڈنڈوت کرو جے بولو کشن کنھیا کی

شادی کنھیا

جہاں میں جس وقت کشن جی کی اوتار سے بڑھ کے بات آئی
سنبھالا ہوش اور ہوئے سیانے وہ بالپن کی ادا بھلائی
ہوا قد اُنکا کچھ اس طرح سے کہ قمری جسکی فدا کہائی
نکالیں طرزیں پھر اور ہی کچھ پھر انکی سج دھج نئی بنائی
ہوئی خوشی نند کے جو من میں بہت ہوئیں خوش جسودا مائی

جو سدھ سنبھالی تو کشن کنہیا لگے پھر اپنی پھبن دکھانے
جگہ جگہ پر لگے جھٹکنے ادا سے بنسی لگے بجانے
وہ بچھڑے گوؤں کو ساتھ لیکر خوشی خوشی سے بنوں میں جانے
جو دیکھا نند اور جسودا نے یہ کہ شیام اب تو ہوئے سیانے
یہ ٹھہری دونوں کے من میں آکر کریں اب انکی سگائی

پھر آئی من میں سوچ انکی اب ایسی جا ہووے انکی نسبت
بڑا ہو گھر در بڑے ہوں ساماں بہت ہو دولت بہت ہو حشمت
ہمارے گوکل میں ہے جو خوبی اسی طرح کی ہو انکی حرمت
وہ لڑکی جس سے کہ ہوگی سگائی سو وہ بھی ایسی ہو خوبصورت
ہیں جیسے سندر کشور موہن نول دولارے کنور کنہائی

کئی جو ناری وہ بوڑھیاں تھیں جسودا جی نے انھیں بلایا
کسیکو ادھر کسیکو اودھر سگائی ڈھونڈھن کہیں بھیجایا
جو بھید تھا اپنے من کے بھیتر سو وہ ان سبھوں تئیں جتایا
پھریں بہت ڈھونڈھتی وہ ناریں جسودا نے جو انھیں سنایا
نہ دیکھا ویسا گھر اک انھوں نے نہ ویسی کوئی دولاری پائی

وہ ناریاں جب نہیں پھر آئیں تو بولی اُن میں سے ایک ناری
ہاں یہ جو برسانا اسمیں ہے اک برکھبھان کی نول دولاری
ہیں رادھکا نام اسکا کہتے بہت ہے سندر بہت پیاری
کہی یہ جس دم تو بات اُسنے آگے مرضی جو ہو تمہاری
کرو سگائی لگن کی اُس جا کہ اسمیں ہوگی بہت بھلائی

یہ سُن جسودا نے انھیں جب یہاں اُدھر کو ناری گئی تھیں
چلیں وہ گوکل سے دلہنیں تھیں ہوئیں وہ برسانے بیچ آئیں
جہاں وہ گھر کو بیاہ کیا تھا وہ ناریاں سب اُدھر کو دھائیں
انھوں نے آدر بہت سا کرکے سندر کی ان وہ سب بٹھائیں
جو من میں تھی یہ تو لگیں سنانے ادھر اُدھر کی بات بڑائی

جو کہہ چلیں یہ ادھر اُدھر کی تو پھر سگائی کی بات کھولی — بڑے ہو تم بھی جی ہمیں بھی یہ بات ہووے تو خوب ہوئی
ہے جیسا سُندر اُنھوں کا لڑکا تمھاری ویسی رہے لڑکی — ادھر بھی دولت اُدھر بھی حشمت خوشی و خوبی طرح طرح کی
اُنھوں نے اپنی بہت جمائی پر اُنکے دل میں نہ کچھ سمائی

جو رادھکا کی وہ ماں تھی کیرت یہ سُن کے باتیں وہ بولی ہنس کر — وہ ایسی کیا ہیں جواب ہمارے حسن اور دولت کے ہوں برابر
ہیں جیسے وہ تو سوا ہیں اُسکے ہمارے گھر کے تو کتنے چاکر — ہم اپنی لڑکی اُنھیں نہ دینگے وہ ایسا کیا گھر وہ ایسا کیا گھر
کرو ہمارے نہ گھر میں تم یاں اب اس سگائی کی بت کہائی

سنا جب اُن ناریوں نے یہ تو چلیں اُدھر سے وہ شرم کھائیں — بہت ہی منمن میں ہو سست اپنے وہ پھر کے گوکل کے بیچ آئیں
سنی جو باتیں وہاں تھیں اُنھوں نے وہ سب جسودا کو آ سنائیں — یہ باتیں سُنکر جسودا اپنے منمن بہت خفا ہو بہت لجائیں
سوائے خفگی کے آگے کچھ واں جسودا مائی سے بن نہ آئی

جب اُس سگائی نہ ہونے سے واں بُرا جسودا نے منمن مانا — جو بھید اُنکا کلا سے اپنے یہ بن جتائے ہی ہر نے جانا
کہا یہ منمن کہ کوئی لیلا کو چاہیے اب اُدھر دکھانا — بنا کے موہن سروپ نٹ پر ہی خوب برسانے بیچ جانا
گئے وہیں ہر پھر اُس مکانمیں اور اپنی بنسی وہ جا بجائی

بجی جو موہن کی بانسری واں تو دھن کچھ اُسکی عجب نرالی — پڑی وہ جس جس کے کان میں آ اسے سُدھ اپنے بدن کی بسری
بجلائی بنسی نے کچھ تو سُدھ بُدھ ادھر جھلک جو سروپ کی تھی — ہر اک طرف کو ہر اک مکاں پر جھلک وہ ہر کی کچھ ایسی چمکی
کہ جسکی ہر اک جھلک کے دیکھے تمام بستی وہ جگمگائی

سہیلیوں سنگ رادھکا جی کہیں اُدھر کو جو آن نکلی — سروپ دیکھا وہ کشن جیکا اُدھر سے اُنکی سُنی وہ مرلی
جو ہیں وہاں رادھکا جی آئیں سو ایسی موہن نے موہنی کی — دکھایا اپنا سروپ ایسا کہ اُنکی صورت کو دیکھتے ہی
اِدھر تو رادھا کے ہوش کھوئے ہر اک سہیلی کی سُدھ بھلائی

دکھا کے روپ اور بجا کے مرلی پھر آئے گوکل میں نند لالا — پھر اک کلا کی وہ کھیل دینیں کہ رادھا گوری کو بالا ڈالا

بہت دوائیں اُنھوں نے کین اُن پہ فائدے نے نہ سر نکالا
پھر آپ موہن نے ہو کے بیدھ دوا کی تھیلی کو وان سنبھالا
پکارے برسانے بیچ جا کر کہ اچھی کرتے ہیں ہم دوائی

ادھر تھے ہارے دوائیں کر کے سنی اُنھوں نے جو بات انکی
بُلا کے جلدی ہی مندر کے بھیتر دکھائی رادھا جو وہ دکھی تھی
اُنھوں نے وان کچھ دوا بھی دی اور دکھائی چھو کے جو مہر جی
پڑھ منت کیا تھی وہ اک کلا تھی ہوئیں ہیں اچھی جو رادھکا جی
ہر اک نے کی واہ واہ ہر دم اور اپنی گردن بہت جھکائی

ہوئی جو چنگی وہ رادھکا جی تو جب مندر میں خوشی کی ٹھہری
وہ برکھبھان اور سبھی کٹم کے یہ بات من بیچ آ کے ٹھہری
کہ رادھکا کی سگائی اِنسے کریں تو ہے گی یہ بات اچھی
جو رسم ہوئی سگائی کی ہے وہ سب اُنھوں نے خوشی سے کر دی
نظیر کہتے تھے اسطرح سے ہوئی ہے کشن کی سگائی

دسم کتھا

اے دوستو یہ حال سنو دھیان رکھ ذرا
اور ہر طرف سے دھیان کے تئیں ٹک ادھر کو لا
جو چاہے اسکا واسطے سب کے تئیں بھلا
کہتا ہوں میں یہ اگلے زمانے کا ماجرا
ہے نام اِس بیان کا یارو دسم کتھا

سکھدیو نے کتھا یہ پریچھت سے ہے کہی
اُسنے سنی تو اُس کا ہوا دل بہت خوشی
پھر بھیشم ایک راجہ مندر کی تھی مندری
تھے پانچ بیٹے اُسکے بہت سندر اور بلی
گھر بار اُس کا دولت و حشمت سے بھر رہا

بیٹا بڑا تھا اُسکا سو اُسکا رکم تھا نام
اور رکمنی ہے بیٹی بہت خوب خوشخرام
ویسا دوسرا ویسا ہمیں تھے سر پاؤں سے تمام
سکھیوں سہیلیوں میں وہ رہتی تھیں خوشخرام
گہنا لباس تن پہ رہا تھا جھمک رہا

نارد منی اکدن آئے جہان پر تھی رکمنی
اور اُس سے بات اُنھوں نے وہ کشن کی سُنی

لیلا اُسنا ئین وہ سبھی روپ اور سروپ کی
جب رکمنی نے خوبی وہ سیکشن کی سنی
سُنتے ہی اُنکی ہو گئی جی جان سے فدا

ٹھہری یہ رکمنی کے وہین دل مین آن کر
بر نی جبھی مین جاؤن ملے جب وہ مجھکو بر
دن رات دھیان اپنا لگی رکھنے وہ اُدھر
آنکھون کو اپنی کرنے لگی آنسوؤن سے تر
بیچین دل مین رہنے لگی سب سے ہو خفا

چھپتی نہین چھپائے سے صورت جو چاہ کی
سکھیان سہیلیان جو تھین اور لڑکیان سبھی
دیکھی جو رکمنی کی اُنھون نے یہ بے کلی
جانا کہ رکمنی کا لگا ساتھ ہر کے جی
کہنے لگین اُنھون کی وہ باتین بنا بنا

بولے وہ سب کرشن تو اوتار ہین بڑے
جو خوبیان ہین انمین کہانتک کوئی کہے
روپ اور سروپ اُنکے کی کیا کیا صفت کرے
لیلا ہوئین ہین اُنسے جو ہون کب وہ اور سے
مادیو کی ہے اُنکی وہ بسدیو جی پتا

جنمی وہ بدھ پوربین تو جب آدھی رات تھی
بسدیو اُنکو لے چلے گوکل اُسی گھڑی
جمنا نے اُنکے چھو کے چرن جلد راہ لی
پہونچے جو گھر مین نند جسودا کے کانھ جی
سب نیگیون نے نیگ بدھائی کا وان لیا

بسدیو جی نے بھیجا گرگ پنڈتا کو وان
تو نام اُنکا جا کے وہان پر کرے بیان
سمتیہ نام جو کہ ہووے بیان کر اُسے عیان
گوکل مین آ مصر نے بہت ہوتے شادمان
ان کا کرشن نام بہت سودھ کر رکھا

تھے بالپن مین جبھو تے ہر دم کرشن جی
جب کنس نے وہ پوتنا بھیجی کہ لیوے جی
اُسنے جو چھاتی زہر بھری اُنکے منہ مین دی
منہ لگتے ہی اُنھون نے وہ جان اسکی کھینچ لی

اُسکے پران گڑمد گئے اور کچھ نہ بس چلا

کاگا سُر آیا ڈشٹ لیا اُسکو مار بھی
سکٹا سُر آیا اسکی بھی گاڈھی لٹ پٹی ہی
پھر تو ناونت کی بھی ہوا دور گے سبھی
آیا سری دھر اسکی بھی مٹی خراب کی
جتنے وہ ڈشٹ آئے سبھونکو الٹ دیا

پھر پانْون چلنے لاگے جو دھرتی پہ نندلال
سیانے ہوے تو ساتھ لیے اپنے گوال بال
آئے وہ جنگل کو دین اُنکو کیا نہال
مُرلی کی دُھن سنا کے کیا سب کا جی نڈھال
گوئین چرائین بن مین وہ بنسی بجا بجا

دھمکا کے گوالنون سے لیے دودھ اور دہی
جب گوالنون نے آکے جسودا سے یہ کہی
کھانے کھلائے اُنکو جو تھے ساتھ مین سبھی
جھگڑا کا اُنھون نے ساٹی اُٹھا کر جو اک گھڑی
ترلوک کھول منھ اُنھین ہر نے دکھا دیا

جملا و ارجن اور وہ دو دیوتا جو تھے
مدت تلک وہ بن مین یونہین تھے کھڑے ہوے
دو تاڑ بن گئے تھے کسی کی سراپ سے
لیلا سے اپنی کنس نے اس بن مین آن کے
ویسا ہی دیوتا اُنھین اک پل مین کر دیا

راچھس بہت جو کنس پہ آنے لگے وہان
لیکر کٹم سب اپنا جو تھے خرد اور کلان
نند اور جسودا کی لگی دیکھ اُن سے جانے جان
آکر وہ بندرابن کے لگے رہنے درمیان
گوکل کا پاس سب نے اُسی دن سے پھر تجا

لے گوال بال جا نکلے شیام من ہرن
وان بھی بنا سُر آیا بکا سُر بھی نکلا بن
گوئین لگے چرانے جہان ہے یہ گوبردھن
مارا اور اُسکی چونچ کو چیرا سمیت تن
آیا اگھا سُر اُسکے بھی سر کو اڑا دیا

دکھلائی اپنی ہر نے جو لیلا وہ بچھ ہرن
دھنک راچھس آیا پھر جو بنا کر وہ مکروفن
دیکھا اُسکو سب نے چوم لیے کشن کے چرن
مارا اُسے بھی ہر نے جان ہے یہ تال بن
کالے کو وہ مین ناتھ کیا سبز نرملا

گوئین گھیرے چراتے تھے بن مین جو شیام جی
سب گوال بال چھنگری گوئین کھڑی سبھی
اِس بن مین اکدن جو ہین آگ آن گر لگی
لیلا سے وان بھی ہر نے وہ دیکھ اُنکی بے بسی
اُس آگ سے سبھون کو لیا آن مین بچا

پھر کی جو لیلا چیر پھرن ہر نے خوب تر
سرٹ کو وان اُٹھا لیا بنسی او پر ادھر
سرٹ نے پھر وہ کوپ کیا اُن پہ آن کر
پھر سرون اُسمین شیام نے کی ناریان سُندر
ہر نے بچا کے ترت کیا راس کو بنا

مارا وہ سانپ پاؤن پہ لپٹا جو نند کے
سر کا سر اور کیسی و بھوما سُر آگئے
لین گوپیان چھوڑا دہی پھر سنگھ چور سے
اپنے سے مکر پھر سے اُنھون نے بہت کیے
ہر نے اُنھین بھی مار کے بھون پر دیا گرا

اک روز بندرابن سے آئے اُنھین جو وان
جمنا مین پھر نہائے جو اک روز شادمان
چلنے کو ساتھ اُنکے ہئین سب وہ گوپیان
ہر نے دکھائے وان اُنھین لیلا سے نشان
جو ہر ہی ہر دکھائی دیے اُن کو جا بجا

جب بندرابن مین آئے تو دھوبی کنس کی
سوجی سے لے لباس لیے پھر بہت اُسے
مارا وہین اور اُسکے لئے چیر جتنے تھے
چندن جو کبجا لائی تو خوش ہو کے شیام نے
سب کھو دیا جہان تئین کُبراتن اُسکا تھا

ڈیوڑھی پہ آگئے جب تو وہ توڑا دھنک کے تئین
رنگ بھوم مین گرا دیا پربل کو بر زمین

درشن دیے وہ راجہ جو قیدی تھے سنگین
پھر کنس کے بھی کیس پکڑ کھینچ کر وہین
سر اُس کا اِک اشارے مین تن سے جدا کیا

پھر آئے وان جہان تھے وہ بسدیو دیوکی
چرنون پہ سیس رکھ کے بہت سی اپا کی
یہ باتین ہر کی سن کے وہان رکمنی نے بھی
چاہا یہی کہ دیکھون مین صورت کرشن کی
بے تاب وبے قرار لگی رہنے سکھ گنوا

اسکو یہ باتین کشن کی خوش آئی تھین سبھی
سنتی وہ ساتھیون سے انھین کو گھڑی گھڑی
مان باپ رکمنی کے بھی اور چار وان بھائی بھی
پر رکمنی کی ہون وہی تھی چاہتی یہی
پر وہ رکم جو تھا سو پسند اسکو یہ نہ تھا

رکھتا تھا نام اسکا تو جدونبس ہے جنم
کاندھے پہ اُسکے کامری رہتی تھی دمبدم
گو تین چراتا پھرتا ہے بن بن مین رکھ قدم
دولت مین اور ذات مین اس سے بڑے ہین ہم
سسپال چندیری کا جو بر ہو تو ہے بھلا

یہ باتین وان رکم سے جو سنتی تھی رکمنی
بیکل وہ بہت ہوتی تھی اور دل مین کڑھتی تھی
جب بیکلی بہت ہوئی اور رہ سکا نہ جی
اک چٹھی اپنے حال کی ہر کے تئین لکھی
بامن کے ہاتھ دوارکا مین دی وہین بھجا

بامن جو ہر کی ڈیوڑھی پہ آپہونچا راہ سے
دیکھا وہان ہین چبری دچا کر بہت کھڑے
جانے نہین تھے مندر کے جو دربان روکتے
سنکر خبر یہ ہر نے بلایا وہین اُسے
پرنام کر کے اونچے مکان پر بٹھا دیا

بامن کی بنتی کر کے لگے کہنے کشن جی
تمنے ہمارے حال پہ کر [illegible] کی
اُسنے زبانی کہکے جو احوال تھا سبھی
پھر رکمنی کی چٹھی جو لایا سو ہر کو دی

ہر نے پڑھا اُسے کہ جو احوال اُس مین تھا

اے برج راج کشن منوہر مدن گوپال　　مین درشنون کی آپکے مشتاق ہون کمال
دن رات تمسے ملنے کو رہتی ہون مین نڈھال　　درشن سے اپنے مجھکو بھی آکر کرو نہال

سب دھیان مین تمھارے ہی رہتا ہے من لگا

سسپال بیاہنے کو مرے اب تو آتا ہے　　سب راج اور ساتھ جراسند لاتا ہے
یہ غم تو میرے دلکو نہایت ستاتا ہے　　اس اپنی بے بسی پہ مجھے رونا آتا ہے

تم ہر ہو میرے من کی کرو دور سب بپتا

ای کشن جی تم آؤ کہ اب وقت ہے یہی　　اپنے چرن سے لاج رکھو میری اِس گھڑی
ہر نے وہ چٹھی پڑھ کے منگا رتھ وہ جلد ہی　　ہو کر سوار جلد چلے وان سے کشن جی

بامن بھی اپنے ساتھ وہ رتھ مین لیا بٹھا

سسپال اس مین آن کے پہونچا شتاب وان　　اگوانی اُسکی لینے کو بھیکم گیا وہان
باجے بجے گھر مین لگین گانے ناریان　　آنکھون سے رکمنی کے وہ آنسو ہوئے روان

مندر کا مُنہہ وہ آنسو کے بہنے سے بھر گیا

جون جون وہ آکے ہر آنے مین وان دیر ہوتی تھی　　کوٹھے پہ اپنے رکمنی وان چڑھ کے روتی تھی
تکتی تھی ہر کی راہ نہ کھاتی نہ سوتی تھی　　بیکل کسیطرح ہوتی تھی اور ہوش کھوتی تھی

کچھ رکمنی کو رونے سواین نہ آتا تھا

کہتی تھی کیون یہ کشن مراری نے دیر کی　　موہن نولکشور بہاری نے دیر کی
برج راج روپ مکٹ سنواری نے دیر کی　　یا چاہ بے اثر یہ ہماری سے دیر کی

بامن جو مین نے بھیجا تھا وہ بھی نہین پھرا

اسمین کمند پور کے جو ہر آئے عنقریب | جھلکی کلس وہ رتھ کی ہوئی روشنی عجیب
خوش رکمنی کا جی ہوا جون گل سے عندلیب | بولی خوشی ہو من مین کہ جاگے مرے نصیب
باہمن نے بھی وہ آنے کو ہر کے دیا سُنا

بن ٹھن کے جب خوشی ہو وہ پوجا کے تئین چلی | ساتھ اُسکے ناریان چلین گاتین بہت خوشی
سُندر کی جاتی پاؤن کی پائل جو باجتی | روپ اور سروپ اُسکا بیان کیا کرے کوئی
پہونچی خوشی سے وان جہان تھی پوجنے کی جا

جس جس کو پوجا وان یہی اُسنے کیا بیان | کرپا کرو جو مجھکو ملین برجراج یان
لینے کو درشن اُسکے ہوئی ہومین نیمجان | جلدی ملاؤ تم جو رہے لاج میری یان
ہر دیوتا سے وہ یہی کرتی تھی التجا

جب دیوی دیوتا کی وہ پرکرما چکی | سُندر دُلاری آگے کو چل کر ٹھٹھک رہی
اِسواسطے کہین مجھے درشن دین کرشن جی | تو دیکھے وہ سروپ مری ہووے زندگی
بچ جاوے جی یہ لاج بھی میری رہے بجا

سُندر رنگیلی سروپ کا مین کیا کرون بیان | مکھ وان جھمک رہا تھا کہ جون ماہ آسمان
پوشاک بھی بدن پہ چمکتی تھی زرفشان | سر پاؤن سے بھری تھی وہ گہنے کے درمیان
کیا وصف اُسکا ہو سکے زیب و نگار کا

دیکھا کمند پور کے جو لوگون نے ہر کو وان | سب درشن اُنکے پاکے ہوئے جی مین شادمان
آپس مین سب وہ کہتے تھے نر اور ناریان | بر رکمنی کے یہ ہون تو ہر من کو سکھ ہو یان
ہر دم اِسی مُراد کی مانگین تھے سب دعا

بھیکم جو ہر کے لینے کو آیا بہت خوشی | درشن جو ہر کے پائے تو منتی بہت سی کی

اتنے مین رکمنی جو تھی ہر کے لیے کھڑی
درشن جو پائے آگیا وان اُسکے جی مین جی
ہر نے پکڑ کے ہاتھ لیا رتھ مین وان بٹھا

سسپال اپنے لیکے دھنک آگیا وہان
پان اُسکی ہر نے کاٹ بھگایا اُسے ندان
آیا رکم جو یان یہ دھنک لیکے اور سنان
اُسکو بھی ہر نے باندھ لیا کاٹ اُسکی بان
نتی سے رکمنی نے دیا اُسکا جی چھٹا

سسپال کا بھی ہر نے دیا پیمین گربھ کھو
جو تھا غرور اُسکا سو سب ڈالا دم مین دھو
آیا رکم بلی جو بہت کرکے گربھ کو
بالون سے اُسکے ہاتھ بندھے اور رہا وہ رو
سچ کہتے ہین کہ گربھ ہے جگ مین بہت بُرا

جب رکمنی سے کہنے لگے ہنسکے وان یہ ہر
سسپال کو گربھ نے کیا سب مین خوار تر
کھویا رکم کو اور جُراسندھ کو اُودھر
آئے تھے جس گربھ سے وہ لڑنے کو ادھر
آخر اُسی گربھ نے دیا اُن کا سر جھکا

سسپال اور رکم کا ہوا جب یہ حال وان
بلدیو جی نے انکی کٹک سب بھگائی وان
لے رکمنی کو ہر ہوے پھر دوارکا روان
جب آن پہونچے خوش ہوے سب نر و ناریان
دیکھا جمال اُن کا تو پایا بہت بھلا

پھر دیوکی جو آئین بہت ہوگئین خوش ادھر
پانی پیا اُنھون نے وہین ہر پہ وار کر
سب ناریان بھی آن کے بیٹھین اِدھر اُدھر
جتنا صحن تھا گھر کا رہا سب وہ اُنسے بھر
شادی کے باجے بجنے لگے شور و غل مچا

سب دوارکا مین دھوم یہ شادی کی مچ گئی
باجے مجیرے طبلے و ماہین بھی اور ترئی
در پر براتیون کی بہت بھیڑ آ لگی
سوبھا سے دوار چڑھ کے بندھن وار بھی بندھی

پنڈت بلا سگن سے دو پھیرے دیے پھرا

بیٹھے تھے دوارکا کے وہاں خسرو اور کبیر
ہوتے تھے راگ رنگ خوشی تھے جوان و پیر
ساماں تھے ہزاروں ہی شادی کے دلپذیر
جو خوبیاں ہوئیں سو وہ کیا کیا کہے نظیرؔ
اس ٹھاٹھ سے وہ بیاہ عجب کشن کا ہوا

ہر کی تعریف میں

میں کیا کیا وصف کہوں یارو اُس شام برن اوتار کی
سری کشن کنھیا مُرلی دھر منموہن کنج بہاری کی
گوپال منوہر سانولیا گھنشام اٹل بنواری کی
نند لال دلارے سندر چھب برج چند مکٹ جھلکاری کی
کر دھوم لٹیا دودھ ماکھن چت چور نول گردھاری کی
بن کنج پھریا راس رچن سکھدائی کانہ مراری کی
ہر آن دکھائے روپ نئے ہر لیلا نیاری نیاری کی
پت لاج رکھیا دکھ بھنجن ہر بھگتی بھگت ادھاری کی
نت ہر بھج ہر بھج رے بابا جو ہر سے دھیان لگاتے ہیں
جو ہر کی آسا رکھتے ہیں ہر اُنکی آس بجاتے ہیں

جو بھگتی ہیں سو اُنکو تو نت ہر کا نام سہاتا ہے
جس گیان میں ہر سے نیہہ بڑھے وہ گیان انھیں خوش آتا ہے
نت منھ میں ہر ہر کہتے ہیں ہر بھجنا اُنکو بھاتا ہے
سکھ میں اُنکے لاتا ہے دکھ اُنکے جی سے جاتا ہے
من اُنکا اپنے سینے میں دن رات بھجن ٹھہراتا ہے
ہر نام کی سمرن کرتے ہیں سکھ چین اُنھیں دکھلاتا ہے
جو دھیان بندھا ہے چاہت کا وہ اُنکا من بہلاتا ہے
دل اُنکا ہر ہر کہنے سے ہر آن نیا سکھ پاتا ہے
ہر نام کے جپنے سے من خوش نیہہ جتن سے رکھتے ہیں
نت بھگتا جتن میں رہتے ہیں اور کام بھجن سے رکھتے ہیں

جو من میں اپنے نشچہ کریں دوآر ہر کے آن پڑے
ہر وقت مگن ہر آن خوشی کچھ منھ میں نہیں ہیں لاتے
ہر نام بھجن کی پرواہ ہے اور کام اُسی سے ہیں رکھتے
ہے منھ میں ہر کی یاد لگی ہر سمرن میں خوش ہیں رہتے

کچھ دھیان نہ ادھر اودھر کا ہر آسا پر ہیں من دھرتے
کچھ آن اٹک جب پڑتی ہے من بیچ نہیں چنتا کرتے
جس کام سے ہر کا دھیان رہے ہیں کام وہی ہر دم کرتے
نت آس لگا کے رہتے ہیں سن سب ہر کی کرپا کہتے
ہر کاج میں ہر کرپا سے وہ منمیں بات نہارت ہیں
منموہن اپنی کرپا سے نت اُنکے کاج سنوارت ہیں

سی کشن کی جو جو کرپا ہیں کب مجھ سے اُنکی ہو گنتی
مذکور کروں جس کرپا کا وہ بنتی ہے اِس بھانت سنی
تھی نرسی کی اُس نگری بیچ دوکان بڑی صرافی کی
بھاروپے گھٹا اور فرش بچھا پر بیٹھت سا اور کوٹھڑی
ہیں جتنی اُنکی کرپا ئیں اک یہ بھی کرپا ہے اُنکی
جو اک بستی ہے جونا گڈھ واں رہتے تھے مہتا نرسی
بیوپار بڑا صرافی کا تھا بستا لیکھن اور بہی
تھے ملتے جتنے ہر اک سے اور لوگ تھے اُنسے بہت خوشی
کچھ لیتے تھے کچھ دیتے تھے اور بہیان دیکھا کرتے تھے
جو لین دین کی باتیں تھیں پھر اُنکا لیکھا کرتے تھے

دن کتنے میں پھر نرسی کا سی کشن چرن سے دھیان لگا
سب کاج بیوپار کام تجے ہر نام بھجن سے من لاگا
تھا جو کچھ دکان بیچ رکھا وہ درب جمع اور پونجی کا
ہو بیٹھے ہر کے دوارے پر سب سنت کٹم سے ہاتھ اُٹھا
جب بھگتی ہر کی کہلائے سب لیکھا جو کھا بھول گیا
جا بیٹھے سادھ اور سنتو میں نت سنتے رہتے کشن کتھا
مدھ پیم کے ہوکر متوالے سب دھون کو ہرنا نون دیا
سب چھوڑ بکھیڑے دنیا کے نت ہر سمرن کا دھیان لگا
ہر سمرن سے جب دھیان لگا پھر اور کسیکا دھیان کہاں
جب چاہت کی دوکان ہوئی پھر پہلی وہ دوکان کہاں

کیا کام کسی سے اُس من کو جس من کو ہر کی آس لگی
سکھ چین سے ہر کے دوارے پر سنتو کو بڑا آنند ہوئی
نے کپڑے لتے کی پروا نہ چنتا لوٹیا تھالی کی
پھر یاد کسی کی کیا اُسکو جس من کو ہر کی لگن لگی
بیوپار ہوا جب چاہت کا پھر کیسی لیکھن اور بہی
جب من کو ہر سے پیت ہوئی پھر اور ہی کچھ ترتیب ہوئی

دھن جتنی لین اور دین کی تھی سب من کو بھولی وہ بسری
نت عیش ان کا گھر رہا ہے ہر آن خوشی اور خوشوقتی

تھی ٹھین ہر کی ریت بھری اور اٹھیلی کر تو رہتے تھے
کچھ فکر نہ تھا سندیہ نہ تھا ہر نام بھروسے جیتے تھے

نت چین ہر اک آن گھڑی خوش رہتے تھے واں نرسی
اک بیٹی اُن کے جنمی تھی سنو دو کہین وہ بیاہی تھی
اور بیٹی کے گھر جب شادی واں ٹھہری بالک ہونیکی
تب آئیں ادھر اُدھر سے سب ناریاں اُسکے کنبے کی
مل بیٹھیں گھر میں ڈھول بجا آنند خوشی کی دھوم مچی
سب ناچیں گائیں آنسیں ہیں ہے ریت جو شادی کی ہوتی
کچھ شادی کی خوشوقتی تھی کچھ سونٹھ ہرسنٹھ ریکی ٹھہری
کچھ جھبک جھمک تھی ابرن کی کچھ خوبی کاجل مہندی کی

ہے رسم یہی گھر بیٹی کے جب بالک مُنہہ دکھلاتا ہے
تب بالک اُسکی چھوچھک کا ننہال سے بھی کچھ جاتا ہے

واں ناریاں جتنی بیٹھیں تھیں سمدھیانیں آنرسی کے
جب نرسی کی واں بیٹی سے یہ بولیں ہنسکر طعنہ دے
کچھ ریت نہیں آئی ابتک اے لال تہارے میکے سے
اور دین لمیں تھیں یہ جانتی سُٹ کیا ہیں اور کیا بھیجینگے
تب بولی بیٹی نرسی کی اُن ناریونکے آگے
وہ بھکتی ہیں بیراگی ہیں جو گھر میں تھا سو کھو بیٹھے
وہ بولیں کچھ تو لکھہ بھیجو یہ بولی کیا اُن کو لکھے
کچھ اُنکے پاس دھرا ہوتا تو آپ ہی وہ بھجوا دیتے

جو چٹھی میں لکھہ بھیجوگے وہ باںچ اُسے پچھتاوینگے
اک دمڑی اُنکے پاس نہیں وہ چھوچھک کیا بھجواوینگے

اُن ناریوں کو تو کرنی تھی اُس وقت ہنسی اُن نرسی کی
بلوا کے لکھیا جلدی سے یہ بات اُنھوں نے لکھوادی
سامان ہیں جتنے چھوچھک کے سب بھیجو چٹھی پڑھتے ہی
وہ چیزیں اتنی لکھوائیں جن آئیں نہ اُنسے ایک کبھی
کچھ جیٹھ جٹھانی کا کہنا کچھ باتیں ساس اور نندونکی
کچھ دیورانی کی بات لکھی کچھ اُنکے جو جیٹھے تھے
تھی ایک ٹہلنی گھر کی جو سب بولیں تب کچھ کہتی
وہ بولی نیسے ہنسکر واں منگواؤں کیا میں تم سے جی

وہ لکھنا کیا تھا وان لوگوں مین جہل ہنسی پر دھرنا تھا
وان چیزوں کے لکھ بھیجنے سے شرمندہ اُنکو کرنا تھا

جب چٹھی نرسی پاس گئی تب بانچتے ہی گھبرائے گئے
یہ ایک نہین بن آتا ہے ہان جو جو چٹھی بیچ لکھے
وہ بھیجے ایسی چیزوں کو یان کچھ بھی ہو مقدور جسے
اسوقت بڑی ناچاری ہے کچھ بن نہین آتا کیا کیجے

پچھتائے من مین اور کہا یہ ہو سکتا ہے کیا مجھ سے
ہے یہ تو کام کٹھن اسدم وان کیونکر میری لاج رہے
کچھ چھوٹی سی یہ بات نہین اس آن بھلا کس سے کہیے
پھر دھیان لگا ہر آسا پر اور من کو دھیرج اپنے دیے

وہ ٹوٹی سی اک گاڑی تھی چڑھ اُسپر بے وسواس چلے
سامان کچھ اُنکے پاس نہ تھا رکھ شیام کی منمین آس چلے

ہر نام بھروسا رکھ منمین چل نکلے وان سے جب نرسی
تھی سر پر میلی سی پگڑی اور چولی جامہ کی مسکی
تھے جاتے رستے بیچ چلے تھی آس لگی ہر کرپا کی
وان اتنا کچھ لکھ بھیجا ہے مین فکر کرون اب کس کس کی

گو تھیلے مین کچھ چیز نہ تھی پر من مین ہر کی آسا تھی
کچھ ظاہر مین اسباب نہ تھا کچھ صورت بھی لجائی سی
کچھ اسدم میرے پاس نہین وان چاہین چیزین بہتیری
جو دھیان نہین اپنے لاتے تھے کچھ بات نہین بن آتی تھی

جب اُس نگری مین جا پہونچے سب لے نرسی آئے ہین
آلات کی جو کچھ بات کہو اک ٹوٹی گاڑی لائے ہین

کوئی بات ستانا یا پوچھنے کو جب جاتے دیکھا نرسی کو
جب بیٹی نے یہ بات سنی کہہ بھیجا کیا کیا لائے ہو
دو ہنس ہنس اپنے ہاتھوں سے یان دینا ہے اب جس جس کو
تھا پاس ہمارے کیا بیٹی اب لانیکی کچھ مت پوچھو

اور جتنا جتنا دھیان کیا کچھ یاد ہین لکھا انکی تو
جو جو چھوچھک کے سامان ہین سب گھر مین جلدی بھجوا دو
یہ تو تب آس بیٹی کی ہے ہر کرپا اوپر دھیان دھرو
کچھ دھیان نہ لانیکا ہووے سکیش کہو سکیش کہو

اس آن جو تیرے جا ہا ہے اک پل مین تجھکو بتاونگے
ہے جو جو یان لکھ بھیجا اک آن مین سب بھجوا دینگے

سنکھشن جی وہ جب نرسی یہ بات جو من کہہ بیٹھے
کیا دیکھتے ہیں اُن آگے سب ہیں ٹھاٹھ وہ آ سجا آ پہونچے
کچھ چھکڑوں پر اسباب کئی کچھ بیلوں پر کچھ اونٹ لدے
کچھ ہنسلی کڑے سونے کے اور تاش کی ٹوپی اور کرتے
کل کٹھڑوں پر انبار ہوئے اور ڈھیر کناری گوٹوں کے
کچھ گہنے جھمکے چار طرف کچھ جھمکے تھے جپر جھلا جھل کے
تھا ننگ ہیں دنیا ایک جسے سو اُسکو بیس اور تیس دیے
اب واہ واہ کی اِک دھوم مچی اور شور اہاہا کا ٹھہرے

تھی وہ جو ٹہلنی اُسکی ماں وہ بھولی جسدم وہاں کھڑی
سو اُسکے لیے پھر اوپر سے اک سونے کی سل آن پڑی

واں جسدم ہر کی کرپا سے یوں نرسی کی تب لاج رہی
اُس نگری بھیتر گھر گھر میں تب نرسی کی تعریف ہوئی
بھیتے آدرمان ہوا اور نام بڑائی کی ٹھہری
جو کٹھ کبھی تھی طعنہ سے ہر پایا سے وہ سانچ ہوئی
سب لوگ کٹم کے شاد ہوئے خوشوقت ہوئی پھر بیٹی بھی
وہ ننگی بھی خوشحال ہوئی تعریفیں کر کر نرسی کی
واں لوگ سب آئے دیکھنے کو اور دوار اوپر بھیڑ لگی
یہ ٹھاٹھ جو تھے سب چھو چھک کے سب بستی بھیتر دھوم پڑی

جو ہر سے کام رکھیں اُنکا پھر پورا کیونکر کام نہ ہو
جو ہر دم ہر کا نام جپیں پھر کیونکر ہر کا نام نہ ہو

سنکھشن جی واں جب پوری کی سب نرسی جی من کی آسا
اِک پل میں کوئی دور ہوئی جو اُنکے من کی تھی چنتا
یہ ایسی چھو چھک لے جاتے ہو اُنکا تھا مقدور یہ کیا
یہ آدر مان وہاں پاتے یہ اُن سے کب ہو سکتا تھا
جو ہر کرپا نے ٹھاٹھ کیا وہ ایک نہ انسے بن آتا
یہ اتنی جسکی دھوم مچی سو ٹھاٹھ وہ تھا ہر کرپا کا
یہ کرپا اُن پر ہوتی ہے جو رکھتے ہیں ہر کی آسا
ہر کرپا کا جو وصف کہوں وہ باتیں ہیں سب ٹھیک بجا
ہیں شاد نظیر اب ہر دم وہ جو ہر کی نت بلہاری ہیں
سنکھشن کہو سنکھشن کہو سنکھشن بڑے اوتاری ہیں

بیان سنکھشن و نرسی اوتار

دنیا کے شہروں میں میاں جس جس جگہ یہ نا آئے ہیں
کس کس طرح کے ہیں ہنر کس کس طرح کے کار ہیں

کتنے اسی بازار میں زر کے ہی بیوپار ہیں — بیٹھے ہیں مکر کر کوٹھیاں زر کے لگے انبار ہیں
سب لوگ کہتے ہیں انھیں یہ سیٹھ ساہوکار ہیں

ہیں فرش کوٹھی میں بچھے تکیے لگے ہیں زر فشاں — بھیاں کھلیں ہیں سامنے لکھتے ہیں لکھی کار واں
کچھ ٹیپ کی کچھ برت کی آتی ہیں باتیں درمیاں — لاکھوں کی لکھتے درشنی سو سو کیروں کی ہنڈیاں
کیا کیا متی اور سود کی کرتے سدا تکرار ہیں

کچھ مول کے مذکور ہیں کچھ بیاج کا ہے ٹھک ٹھکا — پھیلاؤ ہیں گھر بیچ کے بجیک کا چرچا ہو رہا
دلال ہنڈی بیٹھ کی بامن بھی پرکھے سد مہ سوا — آرٹ بٹھا کے ہر جگہ چٹھی لکھاتے جا بجا
کچھ رکھنے والے کے تئیں کچھ جوگ کے اقرار ہیں

تھوڑی سی پونجی جنکی ہے بیٹھیں ہیں وہ بھی بن ٹھنی — اید ھر لگے دمن میں اُدھر دھری ہیں کوڑیاں
اور جو ہیں حد سے بیچنے وہ کوڑیوں کی تھیلیاں — کاندھوں پہ رکھ جاتے ہیں وہاں لگتی جہاں ہیں گٹھیاں
دیکھا تو یہ سب پیٹ کے دھندے ہیں اور بستار ہیں

ہے یہ جو صرافہ میاں ہیں ان میں جتنے اور بھی — ہٹ کے پرکھیے کا ورب جاہت کی جو کچھی اشرفی
جو گیانی دھیانی ہیں بڑے کہتے انھیں گو سیٹھ جی — دھن دھیان کی ہٹ میں کوٹھی ہی ہے کوٹھی بڑی
من کی پریم لعدیت کا کرتے سدا بیوپار ہیں

من میں ہے پرش آس کے چلکے روپے انھیں بھرے — ہنڈی لکھیں اُس ساہ کو جاتے ہی جو پل میں ملے
لکھن لیکھا چاہ کا چت کے سر سے لکھ رہے — جس لوک میں من لگا اُس بار سکی ہستی نہ کچھ
نت پریم کی ہوت انھیں بھیاں دھریں دوچار ہیں

بیچک لگاتے ہیں جہاں دھوکا نہیں ٹوٹا نہ ڈا — جس بات کی مد ہیں انھیں وہ ٹھیک گنتی ہیں سدا
ہے جمع دل ہر بات سے من اصل مطلب سے لگا — حاجت تقاضے کی نہیں لینا سب آتا ہے چلا

جو بات کرنی جوگ ہے اُسمین بڑے ہشیار ہین

رہتے ہین خوش جنمین سدا دلگیر کچھ رہتے نہین — بیوپار کرتے ہین بڑے ہر آن رہتے ہین وہین
جھگڑا نہین کرتے ذرا غصّہ نہین ہوتے کہین — مت کی اُنی سے من لگا سکھ چین ہے جیکے تئین
کھوٹے ملت سے کام کیا انکے کھرے ہتکار ہین

کرتے ہین نت اس کام کو جو ہے سمایا گیان مین — جو دھیان ہے منمین بندھا رہتے ہین خوش اُس دھیان مین
سند یہ کا پیسا انکا رکھتے نہین دوکان مین — نت من کی سمرن سادھ کر ہر وقت مین ہر آن مین
جس نار کا آدھار ہے اُس سے لگائے تار ہین

جس من ہرن محبوب سے من کی لگائی چاہ ہے — سب بین کی ور دین کی اُنکو اُسی سے راہ ہے
جو دل کی لیکھن سے لکھا اُس سے وہی آگاہ ہے — اُن کو اُسی سے سلکھ ہے اُنکی وہی اِک راہ ہے
کوڑی سے لیکر لاکھ تک اُنکے وہی بیوپار ہین

اِس بھید کا اے دوستو اس بات مین دیکھو تبا — تھے نرسی مہتا ایک جو صرافی کرتے تھے سدا
محظوظ تھے خوشحال تھے دوکان مین زر تھا بھرا — سیکشن جی کے دھیان مین رہتا تھا انکا من لگا
اُس لوبھ اُنکی پیت اور پرنت کے اُبکار ہین

جون جون بڑھا ہر دھیان مین پیت ہیم کا پیالہ پیا — پیسا انکا جو پاس تھا سب دھو سنتون کو دیا
سب کچھ تجا ہر دھیان مین اور نام ہر کا لے لیا — نت واس ہتواسے سبھی ہر کا بھجن ہر دم کیا
پرگھٹ کیے سب دیہہ پر جو نیہہ کے آثار ہین

سب تج دیا ہر دھیان مین یہ پیت کا ٹھہرا جتن — کرتے بھجن سیکشن کا ہر حال مین رہتے مگن
نرسی کی پرسی ہو گئی دے کر بہو ہن کو ہن — چاہت مین سانول شاہ کی بنا بھلا یا تن بدن
سب بھگت باتین ساتھ لین جو اشٹ مین درکار ہین

ونرات کی مالا پھری سری کشن جی سری کشن جی — ٹھہرا زبان پر ہر گھڑی سری کشن جی سری کشن جی
کہتا سدا سینہ میں جی سری کشن جی سری کشن جی — جاتے جہاں کہتے یہی سری کشن جی سری کشن جی
جو پریم کے پورے ہوئے انکے یہی اطوار ہین

کہتے ہین یون اک دیس مین رہتے جو کتنے ساودھ تھے — وہ دو ستو نکے واسطے جب دوارکا جی کو چلے
آپہونچے اُس نگر مین جب نرسی جہان تھے تب بھرے — اُترے خوشی سے آن کر اور وان کئی دن رنگ رہے
پوجا بھجن کرنے لگے ساودھون کے جو اطوار ہین

وہ ساودھ جو اُترے تھے وان کچھ تھے روپے اُنکی گرہ — چاہا اُنھون نے درشنی ہنڈی لکھالین سیٹھ سے
یون روپے ہنڈی دکھا جب دوارکا مین پہونچکے — کارج سنوارین دھرم کے جو نیکنامی وان ملے
کرتے ہین کارج پریم کے جو جا کے اُس دربار ہین

لوگون سے جب اس بات کا ساودھون نے وان چرچا کیا — اور پھر کسی سے اُس گھڑی گھر پوچھا ساہوکار کا
اُس چھوٹی سی نگری مین جو نرسی کا بڑا بیوپار تھا — سری کشن جی کی چاہ مین بیٹھے تھے سب اپنا گنوا
مفلس سے کب وہ کام ہون کرتے جو اب زردار ہین

کتنے جو ٹھٹھے باز تھے جیدم اُنھون نے یہ سُنا — وان ہنسی کی راہ سے ساودھون سے یون جا کر کہا
اک نرسی مہتا ہین بڑے صراف یان کے واہ وا — تم درشنی ہنڈی جو ہے لو ہاتھ سے اُنکے لکھا
ہے ساکھ اُنکی یان بڑی جتنے یہ ساہوکار ہین

وہ ساودھ کیا جانے کہ یان کرتے ہین ہم سے سب ہنسی — لے کر روپے اور پوچھتے آئے بہت ہو کر خوشی
نرسی کے آئے پاس جب دل کی بات اپنی کہی — لکھدو ہمین کرپا سے تم اُس وقت ہنڈی درشنی
ہم دوارکا کو آجکل جلدی سے چلنے ہار ہین

نرسی نے یون سنکر کہا مین تو غریب ادنی ہون جی — ساودھو مری دوکان تو مدت سے ہے خاک کی پڑی ۲۰

نے ہے مری آڑھت کہین نے میت میرا ہے کوئی — نے پاس میرے لیکھنی نے ایک ٹوٹی سی بہی

یہ بات وان کہیے جہان نت ہنڈیان ہر بار ہین

جاکر لکھاؤ اور سے پرتیت ساوھو کیا مری — ہی میرے پڑ رہنے کو یان ٹوٹی سی اک چھپڑی

تن پر مرے کپڑا نہین نے گھر مین تھالی کرچھلی — مین تو تڑی خطی ساہون کیا ساکھ میری باتکی

سب ناؤن رکھتے ہین مجھے جو میرے ناتے دار ہین

یہ بات سنکر ساودھ وان نرسی سے بولے اُسگھڑی — لکھدو ہمین کرپا سے تم ہمکو یہ ہنڈی درشنی

کرپا و سانول ساہ کی نرسی نے وان ہنڈی لکھی — ساودھون نے ہنڈی لیکے وان سے دوارکا کی راہ لی

کہتے چلے لینے روپے اب وان تو بے تکرار ہین

لوگون نے جانا اب بہت نرسی کی خواری ہو گئی — لکھدی اُنھون نے اب جو یان کاہی کو یہ ہنڈی ٹھپی

پھر دوارکا سے ساودھ یان آوینگے پھر کر جسگھڑی — پکڑینگے اُنکو آن کر لوگون مین ہووے گی ہنسی

کھوے ہین تب انسان کی چھوٹے جو کاروبار ہین

نرسی نے وہ لیکر روپے رکھ دھیان ہر کی آس کا — تھے جتنے ساودھ اور سنت وان سبکو لیا اُسدم بُلا

پوری کچوری اور دہی شکر مٹھائی بھی منگا — سب کو کھلایا کتنے دن اور سب غریبون کے کہا

من مانتا کھاؤ پیو یہ جو لگے انبار ہین

برفی جلیبی اور لڈو سب کو وہان برتا دیے — جب سوچ آیا منمین یون ہوتا ہے کیا اب دیکھیے

وہ ساودھ ہنڈی درشنی لے دوارکا مین جب گئے — کوٹھی کو سانول شاہ کی وان ڈھونڈھتے ہار جا بیٹھے

ہم جنکو ہین یان ڈھونڈھتے یان وہ نہین زنہار ہین

بے آس ہوکر جسگھڑی وہ ساودھ بیٹھے سر جھکا — اتنے مین دیکھا دور سے اک رتھ ہے وان آتا چلا

کلسی جھلکتی جگمگا چھتری سنہری خوشنما — اک شخص بیٹھا اُسمین ہے سانول برن موہن ادا

رتھ کی جھلک سے اسکی واں روشن عجب انوار ہیں

وہ سادھو دیکھ اس ٹھاٹھ کو کچھ من میں گھبرائے گئے
جلدی اُٹھے اور سامنے رتھ کے ہوئے آکر کھڑے
پوچھا انھوں نے کون ہو تب سادھو یوں کہنے لگے
نرسی کی ہنڈی درشنی ہے جوگ سانول ساہ کے
سو ہمکو وہ ملتے نہیں اب ہم بہت ناچار ہیں

یہ کہتے ہنڈی درشنی جسدم اُنھوں نے دی دکھا
سنکے کشن جی نے پیار سے ہر حرف ہنڈی کا پڑھا
جتنے روپے تھے واں لکھے وہ سب دیے انکو گنا
وہ خوش ہوئے جب کشن جی نے ہنسکے سادھو سے کہا
یہ اب جنھوں نے ہے لکھی ہم تسے رکھتے یار ہیں

اب جو ملو گے اُنسے تم کہیو ہماری اور سے
جو تھے روپے تمنے لکھے وہ ہمنے سب اُن کو دیے
یہ کام کیا تمنے کیا تھوڑے روپے جو اب لکھے
آگے کو اب بھیجو یہی اتنے روپے کیا چیز تھے
لاکھوں لکھو گے تم اگر دینے کو ہم تیار ہیں

وہ سادھو اپنے لے روپے پھر شہر کے بھیتر گئے
کارج جو کرنے تھے اُنھیں من مانتے وہ سب کیے
پھر دوارکا سے چلکے وہ نرسی کی نگری میں گئے
نرسی سے لوگوں نے کہا نرسی بہت دل میں ڈرے
دونگا کہاں سے میں روپے یہ تو بہت کی بھار ہیں

جب سادھو ملنے کو گئے نرسی وہیں چھپنے لگے
وہ منتیاں کرنے لگے اور پاؤں نرسی کے چھوئے
پرشاد لائے اور روپے کچھ روبرو اُنکے دھرے
اور جو سندیسا تھا دیا سب وہ بچن اُنسے کہے
نرسی نے جانا کشن کی کرپا کے یہ اسرار ہیں

من میں جو نرسی خوش ہوئے سب سادھو یوں کہنے لگے
سب ہمنے بھر پائے روپے اور ہر کے درشن بھی کیے
ہنڈی بڑی لکھتے رہو ہر نے کہا ہے آپ سے
نرسی بھلا ہوئے اُن سے واں اب کس سے ہو کرپا سکے
جو جو کہا سب ٹھیک ہے وہ تو مہا اوتار ہیں

نرسی کی ساؤنول ساہ نے جب اسطرح کی پت رکھی
اور یون کہان آگے کو تم لکھتے رہو ہنڈی بڑی

بلہاری نرسی ہو گئے سیکشن نے کرپایہ کی
جسکو نظیر ایسو نکی ہے جی جان سے چاہت لگی

وہ سب طرح ہر حال مین اُسکے نباہن ہار ہین

بلدیو جی کا میلا

کیاوہ دلبر کوئی نویلا ہے
ناتھ ہے اور کہین وہ چیلا ہے

موتیا ہے چنبیلی بیلا ہے
بھیڑا نبوہ ہے اکیلا ہے

شہر قصباتی اور گنویلا ہے
زر اشرفی ہے پیسا دھیلا ہے

ایک کیا کیا وہ کھیل کھیلا ہے
بھیڑ ہے خلقتون کا ریلا ہے

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

ہے کہین یار اور کہین اغیار
کہین عاشق ہے اور کہین دلدار

کہین بستی ہے اور کہین گلزار
کہین جنگل ہے اور کہین بازار

وہی بھگتی ہے اور وہی اوتار
اُسکی لیلائین کس سے ہون اظہار

آپ آتا ہے دیکھنے کو بہار
آپ کہتا ہے یون پکار پکار

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

ہین کہین رام اور کہین لچھمن
کہین کچھ کچھ ہے اور کہین راون

کہین بارا ہ کہین مدن موہن
کہین بلدیو اور کہین سیکشن

سب سرو پون مین ہین آپ ہی جتن
کہین نرسنگہ ہے وہ نارائن

کہین نکلا ہے سیر کو بن بن
کہین کہتا پھرے ہے یون بن بن

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

آج میلے کا یان جو ہے سامان
کوئی درشن کوئی دعائین مان
ہر طرف کھل رہے گل و ریحان
بھیڑ انبوہ غل دکان دکان
آ گئے ہین دور دور سے انسان
سب کی ہوتی ہین مشکلین آسان
ہار بدھی مٹھائی اور پکوان
اور بھی شور ہر گھڑی ہر آن

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

ہر طرف حسن کی پکارین ہین
اک طرف نوبتین جھنکارین ہین
سیر ہے دید ہے بہارین ہین
کہین عاشق نظارے مارے ہین
دلربا سو برن سنوارین ہین
جھانجھ مردنگ راس دھارین ہین
کر کے جے جے یہی پکارین ہین
سونگاہون کی جیت ہارین ہین

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

اتنے لوگون کے ٹھٹھ لگے ہین آ
لے کے مندر سے دو دو کوس لگا
ہین ہزارون بساطی اور سودا
بھیڑ انبوہ اور دھرم دھکا
جو کہ تل دھرنے کی نہین ہے جا
باغ و بن بھر رہے ہین سب ہر جا
لاکھون بکتے ہین گہنے اور مالا
جسطرف دیکھیے اہا ہا ہا

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

بسکہ اُمڈے ہین خلقتون کے دل
چوک بازار فوج اور دنگل
کوئی انبوہ مین رہا ہے کچل
کتنے کرتے ہین جست کود اُچھل

جابجا بھر رہے ہین جر جنگل
جنگلون مین ہین مچ رہے منگل
کوئی وھکّون مین کر رہا ملدل
کتنے کرتے ہین مور چھل جھل جھل

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

ہین ہزارون ہی جنس کے ہٹے
پیڑے لڈو جلیبی اور گٹے
کوئی تو کر رہا ہے چھل بٹے
پُہنہ ہین منہ در کے کوٹھے اوراٹے

موتی مونگا اور آرسی ٹٹے
کولے نارنگی سنگترے کھٹے
کوئی چڑھتا ہے کھیر کے چٹے
بوڑھے لڑکے جوان اور سٹے

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

لوگ چارون طرف سے آتے ہین
دل سے سب درشنون کو جاتے ہین
جھانجھ مردنگ دف بجاتے ہین
دل مین پھولے نہین سماتے ہین

آکے عیش و طرب مناتے ہین
اپنے دل کی مُراد پاتے ہین
راس منڈل بھجن سُناتے ہین
سب یہ ہنس ہنس کے کہتے جاتے ہین

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

ہر طرف گلبدن رنگیلے ہین
بات کے ترچھے اور لٹیلے ہین
خشک تر نرم سوکھے گیلے ہین
جوڑے بھی سرخ سبز پیلے ہین

نک پلک غنچہ لب سجیلے ہین
دل کے لینے کو سب ہٹیلے ہین
ٹیڑھے بلدار اور نکیلے ہین
پیارے الفت بہانے چھیلے ہین

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

خلق آتی ہے سب چڑھی ہی چڑھی
کوئی دوڑے ہے ہاتھ لے لکڑی
جیب کتری کہین گئی پکڑی
چور کی تاک سے کہین پگڑی

چیز رکھتے ہین باندھ کر جکڑی
دوڑ یو چور لے چلا گٹھڑی
کہین لوٹی دوکان اور ٹہری
سو تماشے ہنسی خوشی بھکڑی

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

نازنین ہین وہ سانوری گوری
کر کے چتون نگاہ کی ڈوری
دھوم ناز و ادا جھکا جھوری
گھونگھٹوں مین ہین کر رہی چوری

جنکی نازک ہر اک بری پوری
دل کو چھینے ہین سب برازوری
برج مین جیسے مچ رہی ہوری
چوری کیسی کہ صاف سرزوری

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

گنڈ میہی نہان ہوتے ہین
جسمین گنگا برن سموتے ہین

پانی ہاتھ منھ کو دھوتے ہین
کتنے جاکر نہون مین سوتے ہین
ان بہارون مین ہوش کھوتے ہین
کتنے کنٹھی کھڑے پروتے ہین
بندرون مین چنون کو بوتے ہین
سو مزے سو تماشے ہوتے ہین

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

کوئی آ کر بہانے اور مس سے
ہوتے ہین آملاپ جس تس سے
کوئی کھویا گیا ہے مجلس سے
کہتی بازو مین لگ رہے گھس سے
مل رہا ہے ملا ہے دل جس سے
لڑ رہا ہے کوئی کہین رس سے
کون چلّائے پوچھئے کس سے
اور دھکا پیل اور کمان گھس سے

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

ناچ اور راگ کے کھڑاکے ہین
نقلین قصّے کہانی ساکے ہین
کہین آغوش کے لپاکے ہین
تھرتھری دانت پر کڑاکے ہین
گھنگرو اور تال کے جھٹاکے ہین
کھنڈ دوہرے کست کتھاکے ہین
کہین بوسون کے سو چھپاکے ہین
تسمہ جاڑے کے سو جھڑاکے ہین

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

صحن مندر کا سب سے ہے اعلا
ہو رہا جھانکیون کا اُجیالا
اُسکا گنبد ہے عالم بالا
چڑھے جیسے ہین چاند پر ہالا

ہے کوئی درشنون کا متوالا
کوئی ڈھونڈو تین کر رہا لالا

کوئی جپتا ہے دھیان مین مالا
کوئی جے جے کرے ہے دھن والا

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

ہے جو مندر مین آپ رہ لائن
نئی پوشاک اور نئے بھوجن
آرتی کی کہین مچی ٹھن ٹھن
تال مردنگ جھانجھ کی جھن جھن

ہر گھڑی مین بدل رہے ہین برن
نئی جھانکی ہے اور نئے درشن
کہین گھنٹون کی ہو رہی چھن چھن
خاص پرشاد مصری اور ماکھن

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

کوئی چنچل چلے ہے ٹھمکی چال
آنکھون مین جنکی نشے رنگ کے لال
کچھ وہ پوشاک کچھ وہ حسن و جمال
بدھی ہو کر لین صاف دل کو نکال

کچھ وہ پتلی کمر وہ لمبے بال
مصری ماکھن کے ہاتھون اوپر تھال
ڈالدین ہار کا گلے مین جال
پھینکین عاشق اوپر عبیر و گلال

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

بسکہ آئے ہین راجہ اور رانی
بھیڑ انبوہ کی فراوانی
پالکی ہاتھی گھوڑے رتھ بانی

اور لاکھون ہین رالی اور نانی
اور ہجومون کی لاکھ طغیانی
جوگی بیراگی گیانی اور دھیانی

کچھ نہین مول تول کیا مانی　　　پانی کا دودھ دودھ کا پانی

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

کتنے کچے ہین کتنے پکے ہین　　　اُن کے مُنہ اور اُچھال چھکے ہین
چور نٹ کھٹ ہین اور اُچکے ہین　　　دودھ کھویا ملائی چکے ہین
بھیڑ انبوہ اور بھڑ کے چھتے ہین　　　دھوم دھون سون کی اور دھکے ہین
پالکی ہاتھی گھوڑے ڈنکے ہین　　　سو تماشے ہین سو جھمکے ہین

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

لاکھون بیٹھے بساطی اور منہار　　　اپنا سب گرم کر رہے بازار
چوڑی ننگڑی کی اک طرف جھنکار　　　نوگرہی پونچی انگوٹھی چھلے ہار
ٹوٹے پڑتے گنواری اور گنوار　　　جس گنواری کو چلیے دھکا مار
کر کے دی گالی یون کہے ہے پکار　　　گیسو اٹھلا چلے ہے واڑھی جار

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

مٹی اور کاٹھ کے کھلونے ڈھیر　　　کوئی لیوے ہے کوئی دیوے پھیر
کوئی کمھار سنگے کر رہا ہتھ پھیر　　　کوئی کا چھن کے چھن رہا ہے بیر
کوئی کنجڑن سے لڑ رہا منہ پھیر　　　کوئی بنیے کو مارتا ہے سیر
گالی دے مار کوٹ سانجھ سویر　　　لاٹھی پاٹھی ہے شور غل اندھیر

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

سیکڑوں رنگ رنگ کی چھڑیاں
کہیں چھوٹیں انار پھلجھڑیاں
کہیں الفت سے انکھڑیاں لڑیاں
عیش عشرت کی لُٹ رہیں دھڑیاں

پھول گیندو نکے ہار کی لڑیاں
کہیں کھلتی ہیں دل کی گلجھڑیاں
کہیں باہیں گلے میں ہیں پڑیاں
دال موٹھیں منگوچے اور بڑیاں

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

لگ رہی بھیڑ اسقدر ٹھٹھہ ہو
جو جہاں تھا وہیں پھنسا پھر وہ
بیٹھے کہتے ہیں کھا کے دھکّوں کو
اور گنوار دل پکار کر ہوہو

راہ آگے کو اور نہ پیچھے کو
جس کو کھینچے ہیں گر پڑے ہے وہ
جے مہاراج رام رام بھجو
اب تو ٹھور ہے لگانے کو

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

کیا مچی ہے بہار جے بلدیو
دھوم لیل و نہار جے بلدیو
ہر زبان پر ہزار جے بلدیو
کہ نظیر اب پکار جے بلدیو

عیش کے کاروبار جے بلدیو
ہر کہیں آشکار جے بلدیو
دمبدم یادگار جے بلدیو
سب کہو ایک بار جے بلدیو

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

مدح نانک شاہ گرو

ہیں کہتے نانک شاہ جنہیں وہ پورے ہیں آگاہ گرو
وہ کامل رہبر جگ میں ہیں یوں روشن جیسے ماہ گرو
مقصود مراد امید سبھی بر لاتے ہیں دل خواہ گرو
نت لطف و کرم سے کرتے ہیں ہم لوگوں کا نرباہ گرو
اس بخشش کے اس عظمت کے ہیں بابا نانک شاہ گرو
سب سیس نوا ارداس کرو اور ہر دم بولو واہ گرو

ہر آن دلوں بیچ یاں اپنے جو دھیان گرو کا لاتے ہیں
اور سیوک ہو کر انکے ہی ہر صورت بیچ کہاتے ہیں
کر اپنی لطف و عنایت سے سکھ چین انہیں دکھلاتے ہیں
خوش رکھتے ہیں ہر حال انہیں سب من کا کاج بناتے ہیں
اس بخشش کے اس عظمت کے ہیں بابا نانک شاہ گرو
سب سیس نوا ارداس کرو اور ہر دم بولو واہ گرو

جو آپ گرو نے بخشش سے اس خوبی کا ارشاد کیا
ہر بات وہی اس خوبی کی تاثیر نے جس پر صاد کیا
یاں جس جس نے ان باتوں کو ہے دھیان لگا کر یاد کیا
ہر آن گرو نے دل انکا خوش وقت کیا اور شاد کیا
اس بخشش کے اس عظمت کے ہیں بابا نانک شاہ گرو
سب سیس نوا ارداس کرو اور ہر دم بولو واہ گرو

دن رات جنہوں نے یاں دل میں ہے یاد گرو سے کام لیا
سب من کے مقصد بھر پایا خوش وقتی کا ہنگام لیا
دکھ درد میں اپنے دھیان لگا جس وقت گرو کا نام لیا
پل بیچ گرو نے آن انہیں خوشحال کیا اور تھام لیا
اس بخشش کے اس عظمت کے ہیں بابا نانک شاہ گرو
سب سیس نوا ارداس کرو اور ہر دم بولو واہ گرو

یاں جو جو دل کی خواہش کی کچھ بات گرو سے کہتے ہیں
وہ اپنی لطف و شفقت سے نت ہاتھ انہوں کے گہتے ہیں
الطاف سے انکی خوش ہو کر سب خوبی سے یہ کہتے ہیں
دکھ درد انہوں کے ہوتے ہیں سو سکھ سے جگ میں رہتے ہیں

اُس بخشش کے اُس عظمت کے ہیں بابا نانک شاہ گرو
سب سیس نوا ارداس کرو اور ہر دم بولو واہ گرو

جو ہر دم اُنسے دھیان لگا امید کرم کی دھرتے ہیں
وہ اُن پر لطف و عنایت سے ہر آن توجہ کرتے ہیں
اسباب خوشی اور خوبی کے گھر بیچ اُنھوں کے بھرتے ہیں
آنند عنایت کرتے ہیں اور سیس کی چنتا ہرتے ہیں

اُس بخشش کے اُس عظمت کے ہیں بابا نانک شاہ گرو
سب سیس نوا ارداس کرو اور ہر دم بولو واہ گرو

جو لطف عنایت اُنمیں ہیں کب وصف کسی سے اُنکا ہو
وہ لطف و کرم جو کرتے ہیں ہر چار طرف ظاہر ہیں وہ
الطاف جنھوں نے ظاہر ہیں اُنکے سو خوبی حاصل ہو اُنکو
ہر آن نظیرؔ اب یاں تم بھی بابا نانک شاہ کہو

اُس بخشش کے اُس عظمت کے ہیں بابا نانک شاہ گرو
سب سیس نوا ارداس کرو اور ہر دم بولو واہ گرو

تعریف گرو گنج بخش کی

ہو رہ ودا نام گورو گنج بخش کا
خوبی میں ہے قیام گورو گنج بخش کا
کرتا ہیں اہتمام گورو گنج بخش کا
لے دل ہمیشہ نام گورو گنج بخش کا

رکھ دھیان صبح و شام گورو گنج بخش کا

ہر دم اُنھیں کی یاد کا رکھ دل میں تو خیال
اور رکھ سرت تو اپنی اُنھیں کے چرن تال
کھوتے ہیں سب کے دل کے وہی رنج اور ملال
سیوک کو اپنے کرتے ہیں اک آن میں نہال

بخشش میں ہے یہ کام گورو گنج بخش کا

آتے ہیں وہ مدد کے تئیں جسکے گھر تئیں
اُنکا ہوا جو دل سے کچھ بھی خطر نہیں
یہ بات ٹھیک ہے سو اسے کر جی میں تو یقین
کرتا ہوا جو نام سے اُنکا تو اُسکے تئیں

لیتا ہے نام بتمام گورو گنج بخش کا

خوبی کچھ اُنکے لطف کی جاتی نہین کہی
کر بادہ اپنی رکھتے ہین ہر آن ہر گھڑی
کہتے ہین جسکو بھیانڈ سہت ہوتے ہین خوشی
کہتے ہین جسکو لطف کی مسند ہوئی وہی
ہے دل سدا مقام گورو گنج بخش کا

رکھ اُنکی لحظہ لحظہ تو کرپا اوپر نظر
وہ اپنے گنج لطف سے دیتے ہین سیم وزر
جو چاہیے مُراد اُنھین سے تو عرض کر
جو دل سے پوچتے ہین تو اُنکے سب حال پر
الطاف ہے مدام گورو گنج بخش کا

اُنکی سرن مین آیا تو پھر دکھ نہو کبھو
رکھ لینگے اپنی مہر سے وہ تیری آبرو
رکھ اپنے جی سے اُنکی ہی کرپا کی آرزو
ار داس کر لے سر کو جھکا اُنکے در پہ تو
لطف وکرم ہے عام گورو گنج بخش کا

کر عرض اُنسے اپنا تو احوال اے نظیر
اپنے کرم سے لینگے تجھے پال اے نظیر
رکھ اُنکی یاد جی مین تو ہر حال اے نظیر
رہتا ہے جگ مین خوشدل و خوشحال اے نظیر
ہے دل سے جو غلام گورو گنج بخش کا

درگا جی کے درشن

من باشن کہتے کیو نگر جی کاشی نگر بستی ان کی
ہے تیر کہانی دھیانی کا ہر پنڈت داس درشن کی
جو بستی ہار وور کے ہین یہ ہم دیکھی ان درشن کی
اس وقت کی لوگ تھی کلکٹ کی ہے جاہ چرن کے بھون کی
پرسند ہوت من آتے ہین یہ ریت رہی ہے ہر من کی
تعریف کہون مین کیا کیا کچھ اب درگا جی کے درشن کی

اُٹھ ال دیکھے کلس نہین دیپ سے جلتے ہین
تن ابرن ایسے جھلکت ہین جو دیکھ چندرما لاجت ہین

دھن پوجا کھن بھگتن کی اننت نوبت نوباجت ہیں   اس مندر مورت دیکھی جو بن ہو سب چھاجت ہیں

پرسند بہت من ہوتے ہیں یہ ریت رچی ہے برسن کی
تعریف کہوں میں کیا کیا کچھ اب درگا جی کے درشن کی

جو مہر سنی اس دیبی کی وہ دور وسا سے دھاوت ہے   جو دھیان لگا کر دھاوت ہے سب واکی آس بجھاوت ہے
جب کرپا واکی ہووت ہے تب درشن واکے پاوت ہے   مکھ دیکھت ہے جا سورت کا من تن میں سکھ اپجاوت ہے

پرسند بہت من ہوتے ہیں یہ ریت رچی ہے برسن کی
تعریف کہوں میں کیا کیا کچھ اب درگا جی کے درشن کی

جو نیمی ہیں وا مورت کے وہ انکی بات سدھارن ہے   سکھ چین جو چاہتیں مانگت ہیں وہ انکی چنتا ہارن ہے
ہر گیانی واکی سرتن ہے ہر دھیانی سادھ ادھارن ہے   جو سوگ ہیں وا مورت کے وہ انکے کاج سنوارن ہے

پرسند بہت من ہوتے ہیں یہ ریت رچی ہے برسن کی
تعریف کہوں میں کیا کیا کچھ اب درگا جی کے درشن کی

جب ہولی ہاتھی پہ اس جاگہ رن کر منگل ہوتا ہے   ہر چار طرف اس پول میں آنند منگل ہوتا ہے
تک دیکھو جیدھر آنکھ اٹھانا ہر ریکا ظل ہوتا ہے   ہر نین منگل ہوتا ہے آنند بر چھیل ہوتا ہے

پرسند بہت من ہوتے ہیں یہ ریت رچی ہے برسن کی
تعریف کہوں میں کیا کیا کچھ اب درگا جی کے درشن کی

جو باغ لگے ہیں سندر رنگ لوگوں سے سب بھر رہتا ہیں   وہ کھیلت کوتی ہیں جتنی سب من کے رنج بسرتا ہیں
کچھ بیٹھے ہیں خوش وقتی سے دل عیش طرب سے کرتا ہیں   کچھ دیکھ بہاریں خوباں کی ساتھ انکے سیر کرتا ہیں

پرسند بہت من ہوتے ہیں یہ ریت رچی ہے برسن کی
تعریف کہوں میں کیا کیا کچھ اب درگا جی کے درشن کی

جو چیزیں میلوں میں بکتی ہیں سب اُس جا آن جھمکتی ہیں — پوشاکیں جنکی زریں ہیں وہ تن پر خوب جھلکتی ہیں
محبوبوں سے بھی حسینوں کی ہر آن نگاہیں بکتی ہیں — لوں نام نظیر اب کس کس کا جو خوبیاں آن جھمکتی ہیں
پرسند بہت من ہوتے ہیں یہ ریت رچی ہے برسن کی
تعریف کہوں میں کیا کیا کچھ اب درگا جی کے درشن کی

تعریف بھیروں کی

دیکھا ہے جب سے میں نے تیرا جمال بھیروں — رکھتا ہوں تب سے دل میں تیرا خیال بھیروں
دن رات ہے یہ میرا تجھ سے سوال بھیروں — اب درد و غم سے آکر مجھکو سنبھال بھیروں
تیری سرن گئی ہے کر تو نہال بھیروں
اے پرتپال دیوت مد مست کال بھیروں

آنکھوں میں چھا رہا ہے تیرا سروپ کالا — تن من بھبھوت ملکر گل بیچ سند ڈالا
آنکھیں دیا سے روشن ہاتھوں میں کا پیالا — ہوں دل سے داس تیرا اُن آسرے دیالا
تیری سرن گئی ہے کر تو نہال بھیروں
ای پرتپال دیوت مد مست کال بھیروں

کیا کیا مچی ہیں تیرے دربار کی بہاریں — بھگتی کلا پہ تیرے جی جان اپنا واریں
سب اپنا اپنا کارج من مانگا سنواریں — سیوک چرن کو چھو ہیں اشٹی گھڑی پکاریں
تیری سرن گئی ہے کر تو نہال بھیروں
ای پرتپال دیوت مد مست کال بھیروں

ماتھے پہ تیرے ٹیکا سیندور کا براجے — مد مد پیوے پاس گھادجو تو کر پر سو چھاجے
ترسول کا مدھ او پڑ صورد کی گت بھی باجے — سب تجھ کے میں نے اٹھو تیری دیا کے کاجے

تیری سرن گئی ہے کر تو نہال بھیرون
اے پرتپال دیوت مد مست کال بھیرون

تو راچھسون کے تن سے ہر آن سر اُکھاڑے
جو تجھ سے دوبدو ہو اک آن مین لتاڑے
چاہے جسے بساوے چاہے جسے اُجاڑے
وانون کو چیر ڈالے دینت کو پچھاڑے

تیری سرن گئی ہے کر تو نہال بھیرون
اے پرتپال دیوت مد مست کال بھیرون

غصے مین تو جو اگر اپنی جٹا ہلادے
سر کاٹ راچھسون کے جھونٹے پکڑ ہلاوے
دھرتی اکاس پربت پاتال ہل جاوے
جھانکے کلال خانہ کتنون کو خون چٹاوے

تیری سرن گئی ہے کر تو نہال بھیرون
اے پرتپال دیوت مد مست کالی بھیرون

جوگی اتیت جنگم تیرے چرن سے لاگین
جب نام لیکے تیرا بٹکا وین تپ کی آگین
سیون جو تجھکو اُنکے سوتے نصیب جاگین
جن ہاتھ دیو چوڑین بھوت اور پلید بھاگین

تیری سرن گئی ہے کر تو نہال بھیرون
اے پرتپال دیوت مد مست کال بھیرون

ہے کون اب جو نکلے تجھ مست سے اکڑ کر
کرپا ہے تیری میرے حق مین تو ٹک نگہ کر
دشٹون کو لات ملی ہو دیکھے سر کو ٹکر
اب سب طرح سے مین تیری پا کو تک کر

تیری سرن گئی ہے کر تو نہال بھیرون
اے پرتپال دیوت مد مست کالی بھیرون

میرا تو کوئی اچھا اپنا ہے تجھ بنا نا
بیکس ہون بن سے بہتر ہون اور ہے ہزار نانا

اے بیکسوں کے والی میری مدد کو آنا
تیرے سوا کسی جا میرا نہیں ٹھکانا

تیری شرن گہی ہے کر تو نہال بھیروں
اے پرتپال دیوت مدمست کال بھیروں

پوجا کتھا میں تیرے میں گن بکھانتا ہوں
تجھکو ہی پوجتا ہوں تجھکو ہی مانتا ہوں
دھول اب ترے چرن کی ماتھے پہ سانتا ہوں
تیرا ہی ہو رہا ہوں تجھکو ہی جانتا ہوں

تیری شرن گہی ہے کر تو نہال بھیروں
اے پرتپال دیوت مدمست کال بھیروں

تو شاہ میں بھکاری میں کیا کہوں کہ کیا دے
جو دل میں تیرے آوے داتا مجھے دلاوے
مجھسے بگڑ چلے کو اب مہر کر بناوے
اب جس طرح سے چاہے چنتا مری مٹاوے

تیری شرن گہی ہے کر تو نہال بھیروں
اے پرتپال دیوت مدمست کال بھیروں

اب غم مرے جگر کو تیروں سے چھانتا ہے
اور گرد بیکسی کی نت سر پہ چھانتا ہے
کس سے کہوں میں جا کر کون آہ مانتا ہے
جو دکھ ہے میرے جی پر سو تو ہی جانتا ہے

تیری شرن گہی ہے کر تو نہال بھیروں
اے پرتپال دیوت مدمست کال بھیروں

جو دکھ ہے میرے جی پر اب کس کو جا سناؤں
کس سے پناہ مانگوں یہ دکھ کسے دکھاؤں
اب بیکسی میں اپنی جا کر کسے سناؤں
تیرا کہا کے اب میں کس کا بھلا کہاؤں

تیری شرن گہی ہے کر تو نہال بھیروں
اے پرتپال دیوت مدمست کال بھیروں

اب کسطرح جتاؤن مین اپنی بکلی کو
پوچھے جو میرے دکھ کو اب کیا پڑی کسی کو
نے سکھ ہے میرے دلکو نے چین میرے جی کو
مجھسے بھلے برے کی اب لاج ہے تجھی کو

تیری سرن گہی ہے کر تو نہال بھیرون
اے پرتپال دیوت مدہ مست کال بھیرون

ہے جنکا اب جہان مین تجھ اشٹ کا سہارا
ہے بے نظیر تیری کرپا کا ٹھاٹھ سارا
دن رات باجتا ہے انکا سدا نقارہ
نانک جنے بجے ہے بھیرون سرن تمہارا

تیری سرن گہی ہے کر تو نہال بھیرون
اے پرتپال دیوت مدہ مست کال بھیرون

مسدس

اے صبر و قناعت ساتھ ترے یان جب چھوڑ یہ نگری بھو بھری
سنتوکھ توکل ہار تونے جب حرص کی گھیتی آن جری
جو لوبھ کرے اس لوبھی کی نین کھلتی ہوتی جان ہری
پھر دیکھ تماشہ قدرت کے اور لوٹ بہار ہری بھری
جب آسا تشنا دور ہوئی اور آئی گت سنتوکھ بھری
سب چین ہوئے آنند ہوئے بم شنکر بولو ہری ہری

ہک لپٹی ہمت دیکھ یہاں تو اپنے آپ تو ہاری ہے
ہر آن جکڑ ہے لالچ پھر ساعت لوبھ لوہاری ہے
پھر حرص طمع کے گھر جیسے اب تیرا نام بھکاری ہے
ای لالچ مارے لوبھ تجھے سب حرص ہوا کی خواری ہے
جب آسا تشنا دور ہوئی اور آئی گت سنتوکھ بھری
سب چین ہوئے آنند ہوئے بم شنکر بولو ہری ہری

گر حرص ہوا اور لالچ کی ہے دولت تیرے پاس بھری
ہاتھ آیا جب سنتوکھ دھن تب دولت پر دھول پڑی
تو خاک تجھے اس دولت کو کیا سونا روپا لال ہری
گر عیش فقر سنتوکھ کی تجھے بول دیا والے کی

جب آسا فنستا دور ہوئی اور آئی گت سنتوکھ بھری
سب چین ہوئے آنند ہوئے بم شنکر بولو ہری ہری

اس حرص ہوا کے بیجون کو جو لوبھی دل مین بوتے ہین
جو ہاتھ پسارے لالچ کر وہ ماتھا کوٹے روتے ہین
رہ چنتا مارے لوبھ بھرے وہ خوار ہمیشہ ہوتے ہین
اور ہاتھ جنھون نے کھینچ لیا وہ پانؤن پسارے سوتے ہین

جب آسا فنستا دور ہوئی اور آئی گت سنتوکھ بھری
سب چین ہوئے آنند ہوئے بم شنکر بولو ہری ہری

اس لوبھ بھری کی گلیون کے جب منھ پر تیرے دھول پڑی
چل لوبھ کے سر پر جوتی مار اور لوبھی تن پر مار چھڑی
بیچین رہیگا ہر ساعت آرام نہوگا ایک گھڑی
کر سمرن کنج بہاری کے جے بول مکٹ کی کلغی کھڑی

جب آسا فنستا دور ہوئی اور آئی گت سنتوکھ بھری
سب چین ہوئے آنند ہوئے بم شنکر بولو ہری ہری

یہ شہد برا ہے لالچ کا اس میٹھے کو مت کھا پیارے
جو مکھی اس مین آن پھنسی پھر نکلے پر سے لپٹا پیارے
یہ شہد نہین یہ زہر بڑا اس زہر اوپر مت جا پیارے
سر ٹپکے روئے ہاتھ ملے ہے لالچ بری بلا پیارے

جب آسا فنستا دور ہوئی اور آئی گت سنتوکھ بھری
سب چین ہوئے آنند ہوئے بم شنکر بولو ہری ہری

یہ لوبھ تری پت کھوتا ہے اس لوبھی لالچ مارے کی
تو ایک ٹیک کر لالچ پر بن صورت لال انگارے کی
یہ لوبھ چمک کھو دیتا ہے ہر آن چمکنے تارے کی
کر یاد مدن متوارے کی جے بول کنھیا پیارے کی

جب آسا فنستا دور ہوئی اور آئی گت سنتوکھ بھری
سب چین ہوئے آنند ہوئے بم شنکر بولو ہری ہری

گر حرص ہوا کے پھندے مین تو اپنی عمر گنواوے گا
نا کھانیکا پھل دیکھیگا نے پانیکا سکھ پاویگا

اک دو کوڑی کیے تار سوا کچھ ساتھ نہ تیرے جاویگا — اے لوبھی بندہ لوبھ بھرے تو مر کر بھی پچھتاویگا

جب آسا نستا دور ہوئی اور آئی گت سنتوکھ بھری
سب چین ہوئے آنند ہوئے بم شنکر بولو ہری ہری

اس حرص و ہوا کی جھولی سے ہی تیری شکل بھکاری کی — پر تجھکو اتنک خبر نہیں ہے لوبھی اپنی خواری کی
سنتوکھی سادھ سروپن تج منت نر اور ناری کی — لے نام کرشن منموہن کا جی بول اٹل بنواری کی

جب آسا نستا دور ہوئی اور آئی گت سنتوکھ بھری
سب چین ہوئے آنند ہوئے بم شنکر بولو ہری ہری

ہے جب تک تجھ مین لوبھ بھرا تو چور اچکا ٹھگڑا ہے — ہے پیچ پرانی پگڑی سے جو سر پر تیرے بگڑا ہے
ہر آن کسی سے قصہ ہے ہر وقت کسی سے جھگڑا ہے — کچھ مین نہین کچھ میکھ نہین سب حرص ہوا کا جھگڑا ہے

جب آسا نستا دور ہوئی اور آئی گت سنتوکھ بھری
سب چین ہوئے آنند ہوئے بم شنکر بولو ہری ہری

اب دنیا مین کچھ خیر نہین اس لوبھی کے نستاری کی — ہے کیچڑ اُس پر لٹ رہی سب حرص و ہوا کے گاری کی
کیا کہیے واکی بات نظیر اس لوبھی بکلا سنواری کی — سب یارو مل کر جے بولو اسبات پہ نند دلاری کی

جب آسا نستا دور ہوئی اور آئی گت سنتوکھ بھری
سب چین ہوئے آنند ہوئے بم شنکر بولو ہری ہری

مہادیو کا بیاہ

پہلے تانوں گنیش کا لیجے سیس نوائے — جا سے کاج سدھ ہوں سدا مہورت لائے
بول بچن آنند کے پریم پیت اور چاہ — سن لو یارو دھیان دھر مہادیو کا بیاہ
جوگی جنگی سے سنا وہ بھی کیا بیان — اور کتھا مین جو سنا اسکا بھی پرمان

سننے والے بھی رہیں ہنسی خوشی دن رین — اور پڑھیں جو یاد کر اُنکو بھی سُکھ چین
اور جنے اِس بیاہ کی مہمان کہی بنائے — اُسکے بھی ہر حال میں شیو جی ہیں سہائے
خوشی رہے دن رات وہ کبھی نہو دلگیر — مہمان اُسکے بھی رہیں جسکا نام نظیر

آغاز قصہ

یوں کہتے ہیں اس دنیا میں اک راجہ پتی ہماچل تھا — وہ دھرمی عدلی نیک جسو کھ چند ولادر بھج بل تھا
گڑھ کوٹ بڑے گر بر بیتے اور فوج سپہ کا دنگل تھا — گج ہستی اونچی جھول زری انباری ہودے کنچل تھا
رتھ بہلیں میانہ لال بھتیں چنڈول پر اطلس مخمل تھا — خوش رنگ ترنگا تیز قدم ہر زین چمکتا ہر پل تھا
سب ساز جڑاؤ گج کا ہن کوئی جھنجل تھا کوئی کوتل تھا — ہر ستر پر جھلا جھل کا دھن دولت پلو آنچل تھا
پکھراج زمرد لعل منوں من مکتا بھی اٹکل تھا — محلات سنہرے رنگ بھرے دربارے اور کلس سنہل تھا
کل برتن سونے روپے کے اور چیر اچیر بکادل تھا — باغات بڑی تیار کی ہر ڈالی پر گل اور پھل تھا
زر زیور ٹھاٹھ اسباب بہت اور عیش خوشی کا پھل تھا — گھر جگ مگ جگمگ کرتا تھا سکھ چین انند اور منگل تھا

ہر آن طرب ہر دم چہلیں جی جان ہر اک اوقات خوشی
وہ راجہ بھی ہر وقت خوشی اور پرجا بھی دن رات خوشی

اب یاں سے آگے سُنو خوبی سے رکھ دھیان
پاربتی کے وصف کا جتنا ہوا بیان

اِس راجہ ہماچل کے گھر میں اک لاڈلی سُندر بیٹی تھی — مکھ اُسکا چندر لگن تھا نام اُس کا گورا پاربتی
لب لعل یمن او غنچہ دہن تن برگ سمن قد سرو سہی — پوشاک جھلکتی تاش زری ان گنتی پہنے موتی
دو کنٹھلے کنگن کنٹھ گلے وہ بازو چھلے اور مندری — وہ جھانجھن بجتی چاندی کی اور جوڑے گھنگرو جڑائی کے
ماں باپ کی پیاری ناز بھری آنکھوں آنکھیں نت پلتی تھی — نت رہتی ہاتھوں چھاؤں میں اور مانی اُس مرادوں کی

سُکھ بھوجن نو رس اور میوے پکوان مٹھائی دودھ دہی
سب پیار کرین تن من وارین سنگ کھیلین جس مین بھلے جی
کوئی اُچھلے کودے سوانگ کرے کوئی ہنس ہنس کرتی کھیلی
سو ساٹھ سہیلی ساتھ پھرین ہمجولین بھی بالی بھولی
سب گہنے ہین سر پانون لدی سوہا سالو اور چنری
دن رات ہنسین اور ناچین کرین ہر آن کی خوبی خوشوقتی

تھی رہتی گورا پاربتی ان روپ سروپون ابرن مین
سب حور خوشی سے پھرتی تھی نت اپنے گھر اور آنگن مین

اب یان سے آگے سُنو اُسکی یہ تقریر
جیسے گورا کی نسبت کی ہوئی تدبیر

اِک رات وہ راجہ رانی تھے سکھ بیٹھے اپنے منڈل سے
وہ بالی سندر پاربتی خوش بیٹھی آگے دونون کے
مکھ دیکھ دلاری کنیا کا یون کہے راجہ رانی سے
تب بولی رانی راجہ سے کر جوڑ بہت منتی کر کے
تم صاحب ہو تم مالک ہو ہے شوبھا سبکی اب تم سے
ہو راج پتی گھر اونچا ہو ہر شہر نگر مین جا بجا دھوم مچے
ہے جیسے گورا چندر مکھی ویسا ہی بر اُسکا ہووے
مکھ پان بھرے جین دونون کے اور ہنس ہنس باتین کرتے تھے
سر چیرے باندھے ہاتھ کھڑی پوشاکین پہنے اور گہنے
اب اپنی گورا پیاری کی کچھ فکر سگائی کی کرلیجے
جو آپ کے من مین سوچ ہوا ہے وہ ہی میرے من آئی ہے
دو حکم پروہت کو اپنے رکھ دھیان سگائی کا اُسکے
وہ بر بھی ایسا سندر ہو جو میری گورا کو سوہے
یہ بات جو ٹھہری دونون مین دکھ منین ایکو ہووے ہے

جب صبح ہوئی تو راجہ کے من مین تھا وہی دھیان بھرا
دربار مین آئے خوش ہوتے سنگھاسن اوپر پاؤن دھرا

اب یان سے آگے سنو وہ بچن اِس آن
نسبت گورا کی ہوئی جگ مین جس عنوان

جب راجہ اپنے محلون سے سنگھاسن پر بیٹھے آکر
دربار ہوا اگلا سا سب حاضر نوکر اور چاکر

یہ بات کہی جب راجہ نے لے آئے پروہت کو جا کر
سر پاگ جڑائی کی سوہے اور چندن رولی ماتھے پر
کچھ پان گلے موتی مالا اور مونگا سونا بھی اکثر
کچھ دیکھ پروہت کا اپنے یوں راجہ بولے خوش ہو کر
ہیں جتنے شہر بھووانوں میں اور سیر کرو ملک اور نگر
ٹھہراؤ سگائی گورا کی سبھ ساعت سے تم اچھے گھر

اُس وقت پروہت آ پہونچے آشیر بچن رستا لا کر
تن جامہ خاصہ ململ کا اکلائی رنگین پتمبر
خوش صورت سیرت نیک بچن قابل عاقل دانشور
تم جاؤ سگائی گورا کی ڈھونڈھو اچھی ساعت دھر
جن دیس میں دیکھو راج پتی ہو اونچا گھر اور ہو سندر
جب ٹھہر چکے واں خوبی سے وہ اُسکی ہمکو آن خبر

جسوقت پروہت سے اپنے یہ راجہ نے فرمان کیا
خوشحال پروہت نے ہو کر واں ڈھونڈھنے کا سامان کیا

اب یاں سے آگے سنو بات پروہت آن
چلے سگائی ڈھونڈھنے گورا کی رکھ دھیان

ہو شاد پروہت چلنے کو اِس شہر سے جب تیار ہوئے
ہر دیس گئے ہر نگر گئے ہر شہر بسے ہر دیس پھرے
مقدور تلک تو دیکھ پھرے اور اپنے بس تک ڈھونڈھ چکے
جو بات لکھی ہو کرم میں ہر طور وہی آ کر ہووے
جب کھینچی باگ نصیبوں نے پھر اُسکے آگے ہار گئے
کیا دیکھیں واں کیلاس اوپر سو آپ اکیلے ہیں بیٹھے
جب من کو سکھ آنند ہوئی پھر تھوڑی ان سے واں کے لیے

یوں جلد چلے اُس نگر سے جوں پون کی وقت چلے
پر ایک نیا بر ایسا جو راجہ کے پسند پڑے
تدبیر بہت سی کی لیکن جو چاہے سو تقدیر کرے
جو چاہے بچھڑے کوئی اسے کیا بات جو تل بھر سرکے
واں پھرتے پھرتے آخر کو کیلاش کے اوپر جا پہونچے
کی استت اور خوشوقت ہوئے سکھ پائے اُنکے درشن سے
کر ڈنڈوت اُسکا جلدی بہت خوش ہو کر ماتھے پر سوہے

جس آن پروہت کھینچ چکے وہ کیسا ٹیکا شادی کا
پھر واں سے اپنے دیس پھرے کر کاج مبارک بیاہ دیکا

واں کتنے راجہ بے آکر اس ٹیکا کی آبات کہی
سن نانوں نند اشیو شنکر کا ہوئی راجہ کے گھر بہت خوشی

سب خوش ہو کر دلشاد ہوئے اور پرجا کو ہوئی خوش وقتی
کوئی بولی ہر دم خوش ہو کر ہو آئی سنگائی گورا کی
کوئی آنکھیں چوم کے پیار کرے کوئی دور بلائیں لیتی تھی
تب راجہ نے ہر نظر پڑے واں لگن مہورت کی پوچھی
ادن ٹھہرایا ہے آنیکا ہر ساعت شادی لگن گھڑی
وہ تیری شیو کے پاس گئی لے ہاتھ انھوں نے سب باچی

گھر بار مندر میں ڈھول بجا آنند خوشی کی دھوم مچی
کوئی گود چڑھا کر کہتی تھی آ میری گورا پیار تبھی
جب گھر گھر میں مشہور ہوئی یہ بات خوشی آنند بھری
سب بولے ماہ مہینے کی یہ ساعت ہے اور نیک گھڑی
تب راجہ نے شیو شنکر کو اس بات کی تیری لکھ بھیجی
ہونا دیار اسوار چلے اور آئے نگری راجہ کی

جو ان کے اترنے بیاہنے کو تھا اس جا اک پرمان بڑا
خوش وقت نویلی چاؤ بھری کر جوگی کا سامان بڑا

اب یاں سے آگے سنو یہ برنن اس آن
جب واں سے شیو نے کیا جوگی کا سامان

ان جانے بوجھے کون انھیں تھے یہ تو اترے جوگی بن
اک میلی گدڑی بیٹھی پڑی اور اکھڑ دھتورے کا بھوجن
جلیاں کرتیں ان شیو جیسے وہ تو مٹیا تونبی کا برتن
کلھیا لکھ بھرا اور لال آنکھیں کیوں سندر کے کر میں اک سرن
وہ رکھ دیتی جو کھو تن پر وہ راکھو نہ تھی وہ تھا اٹن
وہ بھرن تجتی یوں پہونچی پر جوں باندھی دو ٹھا ہاتھ کنگن
وہ سندر کانوں بیچ پڑے یوں جیسے موتی ہو کانن

ترسول چکر تھا کاندھے پر اک بھر لسب کیمہ اور تن
وہ منکہ پدم تھا مال ملتا ہے وہ گھنٹا کہیر جھولی دھن
اور سیلیں لٹائیں بکھر رہیں مرگ چھالا کا ڈالی آسن
اس جوگی پن میں شیو جی کا تھا دو ٹھا کا نہی ورن
اور لال تھما نا ناگا تھا وہ گیروا انگا پیراہن
وہ سیلیں لٹائیں یوں بکھریں جوں ناگن ماندھے سر انک لچھن
وہ لٹریاں سیلی کی الجھی جوں زیور ہو وزیب بدن

کچھ ٹھاٹھ نہ باجا گاجا تھا اور کوئی سنگ نہ ساتھی تھا
وہ آپ سداشیو دولھا تھے اور نادیا بیل براتی تھا

اب یان سے آگے سُنو اُس جوگی کی بات
لوگون نے جسدم سُنی ملے ہر ایک نے ہات

وان لوگ براتی آنکے تھے دن رات بھی مشتاق بڑے
ہر چار طرف خوشوقتی سے کچھ بیٹھے تھے کچھ پھرتے تھے
یون اُنسے پوچھا جوگی جی کوئی دیکھی رات برات آتے
یہ بات سُنی جب لوگون نے تب ہنسکر سب بیہوش گئے
یہ بات کہی اس جوگی کی تب راجہ بھی حیران ہوے
سب محلون مندر شور مچی یہ بھاگ تھے کیسے گورا کے
کوئی دیکھ کے صورت گورا کی رو دیوے ٹھنڈی سانس بھرے

معلوم نہ تھا یہ دولھا ہین راہ خوشی کی سب تکتے تھے
وان سب نے جوگی جان اُنھین پردیس نگر مین ہین پھرتے
اُسوقت سداشیو ہنس بولے ہین بیاہ کے ہم ہین تو آئے
دل شکستہ ہوے اور من بھی بھر جا کر آگے راجہ کے
تحقیق کیا تو ٹھیک ہی تقدیر سے روئے ہاتھ ملے
کوئی ماتھا کوٹے سیس دھنے کوئی آنسو ہر دم بھر لائے
کوئی بولی کرمون لکھا نے جو کرم لکھی ہو سو ہووے

وان جن جن نے یہ بات سُنی افسوس سے فی الفور ہوا
جو چاہا تھا کچھ اور ہی تھا اور پرگھٹ یان کچھ اور ہوا

اب یان سے آگے سنو دھیان ادھر کو لائے
آزردہ جی سے ہوئی پاربتی کی ماے

رو دھو جھینک ادھر ماں گورا کی سن گئی جو یون اُٹھ بولی
یہ میری گورا پاربتی بالی نکی سُندر بھولی
کچھ جسکا جھمکے چاندی مین اور مصری ہونٹون میں گھولی
ہر کنگن جسکا بیش بہا ہر پہونچی جسکی انمولی

یہ کیسی بپتا آن بنی کس مشکل نے صورت کھولی
یہ بالی دھن اور دولت کی یہ بھول آزرو کی تولی
وہ الگن کھ پر جھوٹ رہین کیستوری سے جس بولی
سو پلے باندھے ایسے کے جو پہنے کنتھا اور جھولی

تن راکھ ملے گدڑی اوڑھے کیا راکھو دھتورے گی گولی ۔ گئیں کھیرے لال نین جوں لال مہاوری گولی
نے محل مکان نے زر زیور نے بہل میانہ رتھ ڈولی ۔ چڑھ بیل بجاتا سنکھ پھرے بن بن پربت کھاتا جھولی
اب لاج گئی کل میں ہولی سب دشمن بولیں کٹو بولی ۔ تدبیر نہیں کچھ بن آتی تقدیر جو ہونی تھی ہو لی

تھی میری گورا پیاری کی یہ بات چھٹی کی رات لکھی
کچھ باور ہو ہو انت وہی جو ماتھے میں ہو بات لکھی

اب یاں سے آگے سنو شیو نے جب اُس آن
اپنی مایا سے کہے کیا کیا وہاں سامان

جب راجہ نے بھی ترش ہو کر دربار پروہت بلوائے ۔ جب آئے تو یہ بات کہی یہ کیسا ٹیکا کر آئے
سب لوگوں نے بھی ناؤں دھرے تب جب ہو شیو کے پاس آئے ۔ لجپا نا دیکھ پروہت کو واں ٹھاٹھ یہ شیو نے دکھلائے
جو باو نے جھاڑی خاک رو سنگ اور باولا نی چھڑکائے ۔ بانات قنات دیں شمیانے دل بادل تنبو تنوائے
نگ ہیرے جھالر موتی کے کمخواب مشجر جھلکائے ۔ کل فرش حریر او ردیبا کے خوش رنگ چمکتے بچھوائے
مقیش زری کے لچھے بھی بھر جا گہ جا لٹکائے ۔ گل عطر و گلاب اور پان دھرے کستوری عنبر رکھوائے
بھر تھال لا بچی لونگوں کے بھر خوب طرح سے چنوائے ۔ خنگیر دھرے سوز یب بھرے اور طرہ ہار بھی گندھوائے
ہر چار طرف تیار کیے اسباب طرب کے ٹھہرائے ۔ جو ٹھاٹھ پڑے ہیں شادی کے اک پل بھر میں سب جھمکائے

آکاس کے دیوت جتنے ہیں بن خوب براتی آن بھرے
وہ پہلا ہی میدان بھرا اور ویسے دس میدان بھرے

اب یاں سے آگے سنو خوش ہو کر اس آن
جیسے شیو دولہا نے اُس کا کیا بیان

جب بیٹھے شیو کی شاہی میں کل تینتیس کروڑ جو دیوتا ۔ تب آپ بھی آگے اور بڑھا اور اندر تاروں میں اُس جا

اور مہگز اور بر سہیت بھی اور نانوں سنپیر بھی جنکا
اُسوقت خوشی سے مندر پر شیو بیٹھے بنکر یوں دولھا
ہر تار چمکتا چیر بکا اور تاش سنہر یکا باگا
ہر کان مرصع کندن تھے اور مکھ پر سونے کا سہرا
وہ موتی مالی گلے جھلیں اور اُنمیں لعلونکی مالا
جب بیٹھے شیو یوں دولھا بن سب پر یونکا واں ناچ ہوا

وہ روپ سروپ اور تپشا کین وہ اونچی شان زیب فزا
مکھ بانکی لالی کبرے مہندی اور آنکھوں بیچ لگا گجرا
اُس تار زری کے چہرے پر جو بن مہر چمکتا مکٹ دھرا
وہ سہرا مکھ پر یوں چمکے جوں سورج ہو کرن بھرا
وہ مانگ جڑاؤ باز و پر اور لٹکنا پیچھے جھمک رہا
اور کرنا سرنا جھانجھ بجے نقارہ گونجے شور مچا

یہ ٹھاٹھ بنا کر دکھلایا جب شیو نے مایا اپنی کا
ہر چار طرف آنند ہوئے غل شور رہا خوشوقتی کا

اب یاں سے آگے سنو اس شادی کے طور
دیکھ اسے جی سے خوشی لوگ ہوئے ہر ٹھور

یہ دھوم مچی واں آپس میں کیوں لوگو کیسا یہ جوگی
ہر ناری نکلی چھوڑ مندر رکھ من میں چاہ تماشی کی
سب دیکھنے کو واں آن کے بھر سو ٹھٹھ ہوا اور بھیڑ لگی
جب دیکھا تو واں کوسوں تک ہے زور برات آکر اُتری
ہوئی محلوں مندر بیچ خوشی اور عیش طرب کی دھوم مچی
منہ دیکھ کے خوش ہو بیٹی کا اور ماتھا یوں گھڑی گھڑی
کوئی دھن دھن بھاگ کہے رہ رہ کوئی واری ہے سو بار گئی

ہم سمجھے اُسکو جوگی تھے اور نکلا یہ تو راج رتی
اور بوڑھیا بوڑھے طفل جوان اور کبڑے لنگڑے چری بھی
یہ بات سنی جب راجہ نے تب چڑھکر کوٹھے پر جلدی
خوشوقت ہوئے خوشحال ہوئے بر آئی سب منشا من کی
دل شاد ہوئے سب کہنے کے ماگورا کی بھی شاد ہوئی
کوئی بار رتی کے پائوں چھو کوئی ہو کے بہر دم بلہاری
اب چاؤ یہی او چاہ یہی جو دیکھیں صورت دولھا کی

سب تھے جیسے جوگی دیکھ اُنھیں واں غم سے دل پامال ہوئے
جب ٹھاٹھ یہ دیکھے شاد کیے سب شاد ہوئے خوشحال ہوئے

اب یاں سے آگے سنو بھوجن کے سامان
جسکی ہے تعریف سے میٹھا ہو ابیان

جب راجہ نے یہ حکم کیا تیاری ہوا بھوجن کی
حلوائی ہزاروں آبیٹھے کر گرم کڑھاؤ تھال نئی
پھر ڈالا خوب گلاب اُسمیں اور ڈال ڈلیاں مصری کی
پھر لڈو بھی تیار کیے دی قند بہت بادام گری
وہ خوب جلیبی اور کھجلے وہ گھیور بالوسائی بھی
کی عرض یہ جاکر راجہ سے سب جنس وہ اب تیار ہوئی
جو حکم ہوا تھا اتنی تو سو خوبی سے بنوا ڈالی

منگوا کے میدا لاکھوں من اور میوہ مصری شکر گھی
کر کھوئے ستھرے دودھ منگا اور ڈالی چینی شکر تری
انبار لگائے پیڑونکے اور ڈھیر گلابی اور برفی
براق مگدر اور خرمی بھی خوش رنگ امرتی بیر بلی
سب اتنے واں تیار ہوئے جو ٹھانوں رکھنے کو پائی
ٹک دیکھو تم بھی آن اُن سے جو ہے کتنی اور ہے کیسی
جب راجہ نے بھی آنکھ اُٹھا ہر جنس بہت ستھری دیکھی

مسرور ہوئے یہ کہ من میں جب آن براتی آوینگے
سب اپنے من بھر کھاوینگے اور ڈھیر پڑے رہجاوینگے

اب یاں سے آگے سُنو عیش خوبی کی بات
جیسے جیسے ٹھاٹھ سے شیو کی چڑھی برات

جب رات ہوئی تب شیو شنکر خوش وقتی سوار ہوئے
فانوسیں رنگیں جھلملیاں اور جھاڑ بڑی گلکاری کے
وہ پریاں ناچیں تختوں پر پوشاکیں گہنے جھمک رہے
ہر سرنائیں دھن میں کی اور کرنا تُرئی جھانجھ بڑے
مردنگ منڈیلے تال اُپچھوں اور سارے گھنگرو بھی جھنکے
وہ ہاتھی گنجل اور مگنے انباری ہودے اور نگلے

آگے پیچھے دولھا کے دلشاد براتی ساتھ چلے
ہر آن چھڑا و چنور ڈھلیں اور سیس کے اوپر چھتر پھرے
نقارے نوبت طبل نشان الغوزے بجتے اور ڈفلے
کر دھوم نسے دھونسوں باج رہے اور تاشے بجتے کڑ کڑ کے
وہ ڈھول ڈھما دھم شور کریں اور جھانجھ بھی جھم جھم کرتے
وہ جھومتے چلتے قدم قدم اور بجتے جاتے گھنٹالے

وہ جھاڑ مشعلین پنچشاخے سب روشن اونچی مشعلونکے
وہ صحرا جھمکا کوسون تک ابر اجالی جا بہونچے

وہ گھوڑے میانے گھور بہلین رتھ اونچے ہیپے ڈھلتے تھے
سب باجے بجتے جاتے تھے اور ہوے ہوے چلتے تھے

اب یان سے آگے سنو چلے جو بھولا ناتھ
اور براتی بھی ہوے ایسے اُنکے ساتھ

پھر اور ہزارون ساتھ چلے جو بھوت پری اور راچھس تھے
ہر بگڑ انکا سومن کا اور موٹے رسون کے ٹیلے
کوئی ننگے سر وہ بال کھلے جو بانس بڑے دس دس گز کے
کوئی ہاتھی رکھے کاندھے پر کوئی اونٹ بغل میں چکائے
کوئی سانپ گلے مین لٹکائے پھن اُنکے دم پر دم چوسے
کوئی گاوے پھاڑ گلا اپنا کوئی نرت کرے کچھ پھیری لے
کوئی ہاتھ نچاوے رہ رہ کر کوئی مین خوشی سے مٹکا دے

جو مل اونچے انکے برج سمن اور سیس بھی نگے گٹ سے
اور بگڑ دن پر طرون کیطرح تھے ساکھو کے بر برکھے
کوئی منڈ کوئی رنڈ اور کوئی بن پانون بجے پا اور کوئی
کوئی ارنا بھینسا گود لیے کوئی گینڈا سر پر بہلائے
کچھ لیتے سونٹے لوہے کے کچھ ہاتھ لیے بھاری لکڑے
کوئی شور کرے خوشحالی سے یون جیسے ہاتھی چنگھاڑے
کوئی لنبے لنبے ڈگ رکھے کوئی دس دس گز کی جست کرے

کچھ رنگ عجب کچھ ڈھنگ نئے سب بھیس سبھی دکھلاتے تھے
تھے دھوم مچاتے رستے مین ہر آن اُچھلتے جاتے تھے

اب یان سے آگے سنو شادی کے اطوار
چلے سدا شیو جسطرح پاربتی کے دوار

جب دیکھا انکے لوگون نے وہ کوسون تک کا اُجیالا
سب بولے برات آتی ہے یہ شور اُجالا ہے اُسکا
وہ آتے جاتے چلے بہت جو دیکھتے وان سو کہتے آ

وہ سرنا کی آواز سنی اور نقارون کا شور سنا
تب راجہ نے بھی بھیجدیا ہر کار وہان پر ہر کارا
کوئی کہتا ابتلک آ پہونچے کوئی کہتا آئے اب بیجا

کوئی کہتا بہت براتی ہین اور ساتھ لیے ہین ٹھاٹھ بڑا
کوئی کہتا گھوڑی ہاتھی ہین انبوہ رتھون کا ہے آتا
یان لوگ بہت سے آتے ہین خیمہ کے بیچ کہان ہے جا
پر دھان کھڑے تھے جو آگے جب اُنسے اپنا بھید کہا
کوئی کہتا اتنے ہاتھی ہین کچھ چھور نہین جنکا ملتا
یہ باتین سُنکر راجہ نے گھر آکے من کے بیچ کہا
یہ بھیڑ کب اُسمین مل بیٹھے کچھ بن نہین آتا کریے کیا
یہ ٹھاٹھ جواب یان آتا ہے کچھ تمنے اسکا فکر کیا

وہ بولے کیا تدبیر کرین اور کیا کیا اسکا دھیان کرین
آجاوے اتنا ٹھاٹھ جہان وان کس کس کا سامان کرین

اب یان سے آگے سُنو باتین ہین یہ ٹھیک
آئے شیو جس طرح وان دوارے کے نزدیک

جس آن برات آئی در پر یہ خوبی ٹھہری سیر بھری
وہ ڈنکے لگتے دھونسے پر دُھن گرنا نقاروں کی دہری
کل زیب براتی چار طرف اور بیچ سواری دولہا کی
سب واہ کرین اور چاہ کرین اور ٹھاٹھ کو دیکھین گھڑی گھڑی
وہ آتے تھے جو ساتھ لدے اور آتشبازی تھی چھوٹی
اک سیر تلک دوارے پر وان پھول رہی پھلواری سی
وہ طبل بجین اور ڈھول بھی نقارے تاشے اور تُرئی
وہ پریان ناچین تختون پر جھنکارین پا زیبون کی
دروازے کوٹھے گونج رہے آواز سُہانی اُنکی تھی
سب تھے چھجے کوٹھون پر وان دیکھین زینت اور خوبی
ہون دیکھکے صورت دولہا کی وان سو دل سے بلہاری
مہتاب انار اور پھلجھڑیان پھول ہوائی خوب کڑی
سب ہاتھی گھوڑی بیل چھٹے غل شور ہوا اور دھوم مچی
وہ دہل طبل جھلنی باجے اور گھر گھر مین آواز گئی

سب شاد ہوئے خوشوقت ہوئے یہ دیکھ تماشے خوبی کے
کر وصف بہت بلہار ہوئے اُس دولہا کی محبوبی کے

اب یاں سے آگے سنو شادی کے رسم اور
جسکی ہر اک رسم سے جی خوشی ہو فی الفور

جب راجہ کے دروازے پر ہوئی آن براتِ استھوڑ گھڑی
جب سمدھی آئے ملنے کو اور من ملاونی ٹھہری
جب دولھا ڈیوڑھی بیچ گئے تب نکلی سُندر سوچیری
وہ چاند سا مکھ وہ سہرا دہ پہونچی کنگنا تار زری
کوئی بولا دولھا خوب ملا اُس دولھا کی میں بلہاری
کوئی دیکھے ہوئی شاد بہت کوئی وار کے پانی پیتی تھی
اس طور کہی چھپ چھپ خوبی سے جو ہر اک منھ کو دیکھ رہی

سب باجے باجے دیر تلک اور چھوٹی آتشبازی بھی
اسوقت بُلایا دولھا کو تو ہووے زینت مندر کی بھی
لے آئیں مندر میں دولھا کو تو ہووے زیب وہ مندر کی بھی
وہ روپ سُہانا جب دیکھا ہوئی سبکے من کے بیچ خوشی
کوئی بولی میں اس دولھا پر اب روں من من مچھر ہوتی
چھن کہکر اُس جا دولھا نے نیگ اشرفی بہتیری
سب محلوں مندر بیچ ہوئی آنند خوشی اور خوشوقتی

جب بیٹھے دولھا مندر میں من بیچ خوشی کی بات لیے
جنما سے بیچ برات اُتری وہ ٹھاٹھ خوشی کا ساتھ لیے

اب بیان سے آگے سنو اس صورت کی بات
جنما سے میں جسطرح بیٹھی آن برات

جب جنما سے کے بیچ گئے کچھ بیٹھے جا دالانوں میں
کچھ آن براجے ڈیوڑھی میں مشغول خوشی کی باتوں میں
کچھ سہر تجھو بچھن کرناسرنا اور ترٹی طبل بھی محلوں میں
اور باجیں نوبت جھانجھ بڑی اور شادیکے رنگ رلیوں میں
کچھ میانے رتھ اور گھوڑ بہلیں لا آن کھڑی کیں راہوں میں
تھے جتنے واں بازار نے کچھ اُتری اُن بازاروں میں
جب جگہ نہ پائی بستی میں کچھ اُترے شہر سوادوں میں

کچھ آنگن میں کچھ بیٹھک میں کچھ بیٹھے بالاخانوں میں
کچھ باہر آکر بیٹھ رہے کچھ بیٹھے رتھ اور بانوں میں
ہر جانب دھوں دھوں باجے ہیں نقارے بجتے کوچوں میں
کچھ بات سمجھ کان بھری اُن باجوں میں اُن دھونسوں میں
کچھ گھوڑے اُچھلے بیل لڑے کچھ ہاتھی جھومے گلیوں میں
اور جتنے واں باغ لگے تھے کچھ اُترے جا اُن باغوں میں
ڈیرے تنبو تان لیے اور بیٹھے خوش ڈیرانوں میں

وہ تھے داں جس جس طور اور ہر کام فرحت آہنگ ہو کے

غل شور ہوا اور ناچ ہوا اور راگ ہوا اور رنگ ہو کے

اب یان سے آگے سنو اسکا بھی بستار
جس طور سے آنکر ٹھہری وان جیونار

جسوقت براتی بیٹھ چکے تب راجہ نے وان لوگون کو
سب جاکر نوکر جلد چلے اور خیما سے مین آ کر دو
اب تم بھی جیمو اور انکو دلواؤ جنھین دلوانی ہو
اس بات کو سنکر ہنس بولے ہے خوب پر اتنی بات سنو
دو گو داٹھا کر خوش ہوتے جیونار مین لائے دونو کو
اک ڈھیر نوالا کر بیٹھے پھر چلے اب کچھ اور رکھو
یہ بات کہی جب راجہ سے تب وہ بھی اپنی سدھ بدھ کھو

یہ حکم کیا اب خوبی سے ان سب کو جاکر بھوجن دو
یون بولے اب سب کر با کر جیونار مندر کے بیچ چلو
مکتے ڈھیر مٹھائی کے درکار ہون جتنے اتنے دو
یہ دو بالک جو بیٹھے ہین تم پہلے انکو جموادو
تھے جتنے وان انبار لگے اور ڈھیر مٹھائی کے تھے جو
ان لوگونکے تب ہوش گئے اور بھاگے وان سے لرزان ہو
حیران ہوئے اور چپ رہگئے من بیچ بہت شرمندہ ہو

مغرور ہوئے تھے کہکر یون جا بھوجن کے انبار کرین
سو اسکی تو یہ شکل ہوئی اب کاہے کو جیونار کرین

اب یان سے آگے سنو خوش ہوکر یہ شان
جیسے دولہا دولھن کے ہوئی پھیرون کے سامان

جب ساعت آئی پھیرونکی تب ٹھہری اس جا یہ خوبی
کچھ بیٹھے لوگ ادھر اودھر سب اپنے من کے بیچ خوشی
جب دولہا دولھن مل بیٹھے تب ریت ہوئی گٹھجوڑنکی
سب پنڈت بیٹھے بید پڑھین کوئی بیٹھا ڈالے اگر گھی
پھر بال جٹا ہر رنگ ملین ان جلد ہوا اور سنگی
یہ ساعت نیک مہورت سے وہ دولہا دولھن کا پھیری

گھر بیچ بلایا دولہا کو اور پھیرون کی تیاری کی
جو فرش مقرر ہے اوسپر آ بیٹھے دولہا دولھن بھی
وہ پنڈت آئے ہوم کیا سب لاکر اسکی خبر رکھی
گنیش کی پوجا کر کے وان پھر پوجا کی نوگرہونکی
اور لے نیک دعائین وان سب دولہا دولھن کو سنگی
اسطور پھر آئی سمن ہے ریت جو ہوتی پھیرونکی

جب پھیرے چار ہوئے آکر کل عیش و طرب کی دھوم مچی ہر چار طرف جھمکی جھمکی خوشحالی خوبی خوشوقتی

آ ہر من میں سو سو عیش بھرے اور فرحت سے پہچان ہوئی
ہے جگ میں جو آنند خوشی وہ ظاہر سب اس آن ہوئی

اب یاں سے آگے سنو اور بچن دو چار
آئے باہر شاد ہو دولہا جس اطوار

وہ پھیرے بھی جب ہو چکے اس خوبی اور خوشوقتی سے جو رسمیں اور رمیں وان تھیں اُن سے بھی سب شاد ہوئے
دس روز ہوئے ٹھہرے میں اور چاؤ بڑے سب دل کے شیو باہر آکے منڈل سے جوں سورج وقت سحر نکلے
وہ چیرا سر پر چمک رہا وہ مکٹ جڑاؤ بھی جھلکے تن پاک کا جھلکے ہر ساعت اور لعلوں کی مالا چمکے
کچھ کانوں موتی چمک رہے کچھ مانگ جھمکے بازو کے سو زیب جھمک سے خوش ہوئے آ مندر پر اپنے بیٹھے
وہ خوبی سوبھا دولہا کی سب دیکھیں وانکے لوگ کھڑے سب ہو کر خوش غل یہ بات کہیں سچ دولہا اور ٹھاٹھ بڑے
اور دیکھیں اپنی آنکھوں سے یوں جگ میں بھاگ ستارے چمکے وہ راجہ رانی شاد بہت اور لوگ خوشی سب کنبے کے
وہ چیرا چیری بھی خوشدل اور نوکر چاکر خوش ٹھہرے اُس نگری کے طالع چمکے اُن لوگوں کے بھی بخت کھلے

جس طور ہوئی وہ خوشحالی کب اسکی حالت جائے کہی
ہر چار طرف خوشوقتی کے شور ہوئے اور دھوم ہوئی

اب یاں سے آگے سنو بات خوشی آمیز
جو جو راجہ نے دیا اُس جا دان دہیز

جس آن ہوئے شیو چلنے کو تب لا کر یہ اسباب دھرے پوشاکیں رنگیں زیب بھریں ہر تار طرح جنکا جھمکے
زر زیور کے واں ڈھیر لگے جو باہر ہوئے گنتی سے وہ موتی ہیرے انمول وہ لعل زمرد کے ڈلے
وہ کلسے نئے چاندی کے وہ تھال کٹورے سونے کے وہ فرش سنہرے نقش بھرے جو بچھتے محلوں بیچ بڑے

وہ چیرے خوب لباس و نکے اور گنتی مین بہتیرے
وہ کنچن جھول جھلکتی کی انباری جنپر اور ہودے
چنڈول جھلکتے وہ جنپر بانات زری کے تھے پردے
وہ رنگین جھالر دار رتھین وہ بیل بہت جنکے اونچے

وہ چیریان اچھی صورت کی ہر پانون تلک زیور پہرے
وہ گھوڑے گلگون شکل ہوا زرو زری جنپر زین دھرے
رتھ بہلین اور گھوڑ بہلین سب ٹھاٹھ چمکنے جنکے تھے
یہ ٹھاٹھ رکھا دروازے پر اور بعد ی بوجھ اٹھا نیکے

تھے جتنے شادی بیاہ نمت سامان جو وان تیار ہوے
ہر ٹھاٹھ کے وان دروازے پر ہر جانب سو انبار ہوے

اب یان سے آگے سنو راجہ نے اُس آن
جو باتین شیو سے کہین اُنکا کیا بیان

یہ ٹھاٹھ کیے دھن دولت کے تب راجہ شیو سے یون بولے
کس لائق ہین جو دیتے ہم اب سب تمھارے لائق کے
ہین بھاگ ہمارے بہت بڑے جو چرن تمھارے ہم دیکھے
تم تھام نہ لیتے جو ہمکو پھر کیسے کیونکر ہم تھمتے
ہم جیتر نہین کچھ گنتی کی اور تم ہو لاکھون خوبی کے
ہر وقت ہماری بانہہ رہو کر کرپا سے اپنی گن کے
تم لاج ہماری رکھنے کو ہر آن رہو کرپا کرتے

کچھ بن نہین آیا جو ہمسے من بیچ ہوے ہم شرمندے
تم اچھے جگ مین ایسے ہو جو پا ہو لاکھون ہمسے
اس نگری مین اس منڈل مین تم آئے اپنی کرپا سے
جو کرپا تمنے ہمپر کی کب استت اسکی ہو ہمسے
اس آن دیا جو آپنے کی وہ دیکھی کاہے کو ہمنے
من بیچ ہوے ہم بہت خوشی اور بھاگ ہمارے جاگ اٹھے
جو من مین تھی سو بات کہی اب اور کہین کیا ہم آگے

جب راجہ نے یہ بات کہی اور ہر دم ادھک ادھینی کی
تب شیو نے ہنسکر راجہ کے وان من کی بہت تسلی کی

اب یان سے آگے سنو من ایدھر کو لائے
پاربتی وان جسطرح گھر سے ہوئی بدا ائے

جب شیو نے واں یہ حکم کیا طیاری ہو اب چلنے کی
یہ بات بدا کی سنتے ہی واں گورا کی ماں یوں بولی
من اسکا بہت رکھیو خوشی مت میلا کیجو اسکا جی
یوں کہکر بولی گورا سے مل مجھسے میری پیاری بیٹی
وہ ماں بھی روئی دیکھ اُسے اور جتنی بہنیں تھیں گھر کی
تو آنکھیں بھر رو رو لال نگر میں ہر اک کی آنکھ بھی بھاری
پھر آخر واں اس روتی کو کر پیار بہت سا گھڑی گھڑی

اور آپ مندر کے بیچ گئے تو ہو کی بدواں اُن دولھن کی
سب طور تم اسکے مالک ہو یہ چیری میں نے تمکو دی
پیاری ہے من کی میری اور روشنی میری آنکھوں کی
جب گورا پیاری دوڑ گلے واں اپنی ماں کے آ لپٹی
ماں دیکھ کے روئی گورا کو کر پیار اُسے یوں کہتی تھی
کچھ اپنے منکے بیچ نہ لا میں تجھکو جلد بلاؤں گی
چنڈول منگا کر ڈیوڑھی پر واں اُسنے روتی بٹھلائی

سچ پوچھو تو ماں باپ کے تئیں بیٹی سے یاں پیار بہت
جس وقت وہ بیاہی جاتی ہے جب ہوتے ہیں ناچار بہت
اب یاں سے آگے سنو اتنی یہ بھی بات
جیسے واں اس دیس سے شیو کی چلی برات

جب ڈیوڑھی سے چنڈول اُٹھا دروازے پر سو خوبی سے
اسوقت بہت خوشوقتی سے شیو شنکر بھی اسوار ہوئے
اسوار ہوئی دولھا آگے چنڈول دولھن کا تھا پیچھے
اسباب جہیز جو راجہ نے تھے اُسکے جاتے اونٹ لدے
وہ ہاتھی گھوڑے ہر جانب انباری اُن پر چمکتے تھے
ہر کوٹھے کوٹھے بھیڑ لگی اور رستے رستے لوگ بھرے
جس طور خوشی سے بیاہ کو شیو آئے گھر میں راجہ کے

بوچھار اتنی کی سیر کل موتی پھول لُٹی گھر گھر
وہ خوبی حشمت چار طرف سب ساتھ براتی بے بہتر
وہ باجے لائے ساتھ جو تھے سب ہر دم بجتے ساتھ چلے
وہ جتنے چیرا چیری تھے سب تھا اور میانوں میں بیٹھے چلے
اس دیش کے رہنے والے بھی سب دیکھنے نکلے گھر گھر سے
غل شور خوشی ہے چار طرف سب دیکھیں واں تھا ٹھاٹ بڑے
پھر ویسی ہی خوشوقتی سے کیلاس کے اوپر جا پہنچے

یوں ٹھاٹھ ہوا یوں بیاہ ہوا بس اور نہ آگے کچھ بولو
ڈنڈوت کرو ہر آن نظیر اور ہر دم شیو کی جے بولو

کنھیا جی کی راس

کیا آج رات فرحت و عشرت اساس ہے ہر گلبدن کا رنگین و زریں لباس ہے
محبوب دلبروں کا ہجوم آس پاس ہے بزم طرب ہے عیش ہے پھولوں کی باس ہے
ہر آن گوپیوں کا یہی مکھ بلاس ہے
دیکھو بہار ہیں آج کنھیا کی راس ہے

بکھرے پڑے ہیں فرش پہ نقشی اور زری بجتے ہیں تال گھنگرو مردنگ کھنجری
سکھیاں بھری ہیں ایسی کہ جوں حج راوری سن سن کے اس ہجوم میں موہن کی بانسری
ہر آن گوپیوں کا یہی مکھ بلاس ہے
دیکھو بہار ہیں آج کنھیا کی راس ہے

آئے ہیں دھوم سے جو تماشے کو گلبدن گویا کہ کھل رہے ہیں گلوں کے چمن چمن
کرتے ہیں نرت کنج بہاری بصد ہرن اور گھنگرؤں کی سنکے صدائیں چھنن چھنن
ہر آن گوپیوں کا یہی مکھ بلاس ہے
دیکھو بہار ہیں آج کنھیا کی راس ہے

پہونچے ہے آسمان تئیں مردنگ کی گمک آواز گھنگرؤں کی قیامت جھنک جھنک
کرتی ہے مست دل کو مکٹ کی ہر اک جھلک ایسا سماں بندھا ہے کہ ہر دم الک للک
ہر آن گوپیوں کا یہی مکھ بلاس ہے
دیکھو بہار ہیں آج کنھیا کی راس ہے

حلقہ بنا کے کشن جو ناچیں ہیں اپنا ہاتھ جوڑ پھرتے ہیں اس مزے سے کہ لیتے ہیں دل مروڑ

آ کر کسی کو پکڑے ہین دین ہین کسی کو چھوڑ
یہ دیکھ دیکھ کشن کا آپس مین جوڑ جوڑ

ہر آن گوپیون کا یہی کچھ بلاس ہے
دیکھو بہار مین آج کنھیا کی راس ہے

ناچین ہین اس بہار سے بن ٹھن کے نندلال
سر پر مکٹ براجے ہے پوشاک تن مین لال
ہنستے ہین چھیڑتے ہین ہر اک کو دکھا جمال
سکھیون کے ساتھ دیکھ کے یہ کانھ جی کا حال

ہر آن گوپیون کا یہی کچھ بلاس ہے
دیکھو بہار مین آج کنھیا کی راس ہے

ہے روپ کشن جنکا جو دیکھو بہت انوپ
اور انکے ساتھ جتنی ہے سب گوپیکا روپ
مہتابیان چھٹتی ہین گویا کھلی ہی ہے دھوپ
اس روشنی مین دیکھیکے وہ روپ اور سروپ

ہر آن گوپیون کا یہی کچھ بلاس ہے
دیکھو بہار مین آج کنھیا کی راس ہے

ہنستی ہوئی جو پھرتی ہین ساتھ انکے گوپیان
ہین انمین رادھا ایسی کہ تارون مین چندرمان
کرتی ہین کشن جی سے ہر اک آن آن بان
آپس مین انکے رمز و اشارات کر کے ہیان

ہر آن گوپیون کا یہی کچھ بلاس ہے
دیکھو بہار مین آج کنھیا کی راس ہے

اس شہر مین نظیر جو بیکس غریب ہے
رہتا ہے مست حال مین اپنے نصیب سے
شب کو گیا تھا راس مین کچھ کر کے راہ سے
جا کر جو دیکھتا ہے تو وان ہیچ ذکر ہے

ہر آن گوپیون کا یہی کچھ بلاس ہے
دیکھو بہار مین آج کنھیا کی راس ہے

خاتمۃ الطبع

نظیر ہے ذات خدا کی بے نظیر منزہ و مبرا ہے بدلیل اشہد ان لا الہ الا اللہ اسی طرح صفات بے نظیر اسکی احاطۂ تقریر و تحریر سے مثل قول نبی لا احصی ثناء شعر بری ذاتش از تہمت ضد و جنس + غنی ملکش از طاعت جن و انس بعد اسکے نعت محبوب مرغوب القلوب اسکا بھی نظیر اکبرآبادی عالم ہو نام نامی جسکا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوا اشہد ان محمدا رسول اللہ مصداق مقال پر گواہ شعر حبیب خدا اشرف انبیا + کہ عرش مجید ش بود متکا + امابعد ارباب صافی مذاق کو مژدہ طرب افزا ہو کہ اس زمان مسرت اقتران مین **کلیات نظیر اکبرآبادی** جسمین مصنف باکمال نے ہزارون طرح کے پند و نصائح کو چٹکلون اور مثالون مین نظم فرمایا ہے خواب غفلت دنیا کی میٹھی نیند سونے والون کو کس کس حسن و ادب سے جگایا ہے حق تو یہ ہے کہ اگلے لوگون کا کلام بھی عجب پرتاثیر ہے کہ ہر زمانہ اور ہر وقت مین اسکا مداح ہر صغیر و کبیر ہوتا ہی کلیات ہے کہ اگر چشم ظاہر سے اسکو دیکھو تو طرح طرح کی دل لگی کی باتون اور مذاق کی حکایتون سے مملو ہے اور اگر دیدۂ حق بین سے بغور و تامل ملاحظہ ہو تو سراسر دنیائے ناپائدار کی مذمتون اور چرخ کج رفتار کی شکایتون کا دریا گویا بہ رہا ہے وہ کون دل ہے جسمین محبت دنیا کا تخم بویا گیا اور وقت درو ثمرۂ ناکامی اُس کو نہ ملا اور وہ کون سر ہے جسمین اُلفت گیتی اور اُسکی نیرنگیون کا سودا نہ سمایا اور آخر مین وہ سنگ حوادث سے چکنا چور نہوا الغرض

یہ کلیات صنعت آیات مطبع نامی گرامی منشی **نولکشور** واقع شہر لکھنؤ مین حسب الحکم معلی القاب عالی جناب منشی **بشن نرائن** صاحب بھارگو مالک مطبع دام اقبالہ ماہ فروری سنہ ۱۹۲۲ء باہتمام **کیسری داس** سیٹھ سپرنٹنڈنٹ دسوین مرتبہ حلیۂ طبع اور زیور انطباع سے آراستہ و پیراستہ ہوا